www.KitaboSunnat.com

الدُّرُّ المنثور

فی تراجم اہلِ صادق پور

المعروف

تذکرۂ اہلِ صادق پور

تالیف

مولانا عبدالرحیم زبیر الہاشمی صادق پوری

تقریظ

مولانا ابوالکلام محی الدین احمد آزاد

مکتبہ اہلِ حدیث ٹرسٹ کراچی
فون: ۲۶۳۵۹۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب .....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً

بسبب نامہ مؤلفہ جناب معظم و محتشم مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب زبیری الہاشمی عظیم آبادی

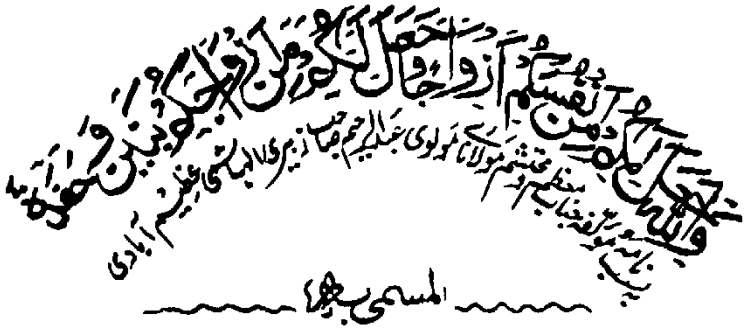

المسمی بہ

اَلدُّرَرُ الْمَنْثُوْر

فی

تراجم اہل صادقفور

معروف بہ

تذکرہ صادقہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب:-

الدرر المنثور فی تراجم اہل صادقپور

مؤلفہ:-

حضرت مولانا عبد الرحیم زبیر الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر:-

حضرت مولانا حکیم عبد الخبیر صاحب مدظلہ العالی

باہتمام

عبد الحفیظ انچارج جماعت اصلاحی پٹنہ ۶

سنہ طباعت:-

پہلا ایڈیشن ۱۰۰۰ } ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۴ء
دوسرا ایڈیشن ۱۰۰۰ }

تیسرا ایڈیشن ۱۹۹۶ء پاکستان

ملنے کا پتہ

مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ

کورٹ روڈ، اہلحدیث چوک، کراچی۔

فون: ۲۶۳۵۹۳۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

صفحہ نمبر

عرض ناشر	
تقریظ از مولانا ابوالکلام محی الدین آزاد رحمہ اللہ	الف
قطعہ تاریخ از شاعر مولوی شاہ محمد اکبر صاحب مرحوم	ج
قطعہ تاریخ از مولوی الٰہی بخش خان مرحوم	د
انتباہ	ز
مقدمہ از ابوالفتح محمد عبدالرحیم زبیری ہاشمی	۱
وجہ تالیف و انتساب حضرت مولانا ولایت علیؒ	۲
فصل اول	
نسب نامہ جد صحیح حضرت مولانا ولایت علیؒ	۴
نسب نامہ قریشی ہاشمی ابو سعی	۷
سوانح حضرت زبیر عم رسول اللہ ﷺ	۸
سوانح عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	۹
ترجمہ محمد تاج فقیر	۱۱
نقشہ از اولاد محمد تاج فقیہ	
سوانح حضرت مخدوم یحییٰ منیری	۱۶
سوانح حضرت مولانا عزیز الدین بلخی	۱۷
سوانح حضرت مولانا محمد عارف قدس سرہ	۱۸
مولانا حفظ اللہؒ	″
نقل نامہ مرسلہ جناب سید خواجہ عبدالکریمؒ	۲۰
قاضی ملا احمد اللہ	۲۱
بی بی اسماء مرحومہ	″
قاضی سید صادق علی مرحوم	۲۲
مولانا محمد سعید بن ملا احمد اللہ قاضی	″
نقشہ اولاد مولانا محمد سعید	۲۳
مسماۃ قدیرن زوجہ میر ابوالقاسم ساکن باڑھ	۲۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقشہ اولاد قدیرن زوجہ میر ابوالقاسم	۲۸
فصل دوم	
نسب نامہ ام الاب مولانا ولایت علیؒ	۲۹
محمد شاہ بادشاہ	۳۳
محمد فرخ شیر بادشاہ	۳۴
اورنگزیب عالمگیر بادشاہ	۳۴
شاہ جہاں بادشاہ	۳۴
بی بی سوچن بنت رحیمہ بنت ملا محمد فاضل صادق پوری	۳۵
منقول از روبکار کچہری ڈپٹی کلکٹر ضلع پٹنہ	۳۶
مولانا عبدالعلی مرحوم بن مولوی ارادت اللہ مرحوم	۳۷
جعفر طیار رضی اللہ عنہ بن ابی طالب	۳۷
جناب مولوی الٰہی بخشؒ	۴۰
نسب نامہ مولوی الٰہی بخش جعفری	۴۲
مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ	۴۳
تاریخ ارتحال مولانا احمد اللہ	۵۱
ولی اللہ رحمتہ اللہ	۵۹
مولانا فیاض علی رحمۃ اللہ علیہ	۶۰
مولانا محمد یحییٰ علی رحمۃ اللہ علیہ	۶۴
تاریخ وفات از نتیجہ فکر جناب مولوی احمد کبیر پھلواری	۷۸
مولوی اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ	۷۹
مسماۃ جمیلہ النساء بنت مولوی الٰہی بخش	۸۰
مسماۃ وجیہ النساء مرحوم	۸۰
مسماۃ و سیمن مرحومہ دختر مولوی الٰہی بخش	۸۰
حکیم مولوی عبدالحمید مرحوم	۸۱
قصیدہ حکیم مولانا عبدالحمید عظیم آبادی	۸۳
ضمیمہ تذکرہ ڈاکٹر عظیم الدین احمد	۸۹
جناب حکیم مولوی عبدالحمید مرحوم	۹۴
مولوی اشرف علی مرحوم	۹۴
ترجمہ مولانا عبدالحکیم مرحوم	۹۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقشہ اولاد حکیم عبدالحکیم صاحب	۱۱۱
محل ثانیہ مسماۃ رحمت بنت مولف	۱۱۲
مولوی رحمت اللہ مرحوم	۱۱۲
مولوی محمد یقین مرحوم	۱۱۲
نقشہ اولاد مولوی محمد یقین مرحوم	۱۱۵
ترجمہ مولوی عبدالقیوم مرحوم	۱۱۵
شمس العلماء مولوی امجد علی مرحوم	۱۱۷
ضمیمہ تذکرہ مولانا اشرف علی صاحب و مولانا امجد علی مرحوم	۱۲۱
علی گڑھ کے قیام کے زمانہ کا ایک واقعہ	۱۳۵
جناب مولوی محمد موسیٰ صاحب	۱۳۹
ترجمہ مولوی یوسف صاحب مرحوم جعفری رنجور	۱۴۰
ضمیمہ تذکرہ مولوی یوسف صاحب مرحوم جعفری	۱۴۲
نقشہ اولاد مولوی محمد یوسف صاحب جعفری	۱۴۳
تاریخ وفات مولوی یوسف صاحب جعفری	۱۴۳
جناب شیخ عبدالصمد مرحوم و مغفور ساکن بھوئی، پٹنہ	۱۴۴
جناب مولوی فتح علی مرحوم بن مولوی وارث علی مرحوم	۱۴۶
ترجمہ مولانا ولایت علیؒ از خلفاء عظام سید احمد صاحب بریلویؒ	۱۴۸
تاریخ انتقال از نتیجہ فکر جناب مولانا مولوی محمد سعید	۱۴۷
ضمیمہ تذکرہ مولانا ولایت علی صاحب صادقپوری	۱۴۸
جناب مولانا فرحت حسین صاحب	۱۹۷
جناب مولوی عبداللہ صاحب مرحوم	۲۰۲
ضمیمہ تذکرہ جناب مولوی عبداللہ صاحب مرحوم	۲۰۶
مولوی ہدایت اللہ مرحوم	۲۰۷
تاریخ انتقال از نتیجہ فکر مولانا محمد سعیدؒ	۲۰۸
شمس العلماء مولوی محمد حسن مرحوم ذبیح	۲۰۹
ضمیمہ تذکرہ شمس العلماء مولوی محمد حسن مرحوم ذبیح	۲۱۳
تاریخ انتقال از نتیجہ فکر مولوی محمد قیس مدرس مدرسۃ المسلمین پٹنہ	۲۱۸
مسماۃ شاکرہ مرحوم (بنت مولانا ولایت علی)	۲۲۰
مسماۃ صالحہ مرحوم (بنت مولانا فرحت حسین)	۲۲۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب مولانا عبدالرحیم صاحبؒ	۲۲۲
قطعہ تاریخ	۲۳۸
ضمیمہ تذکرہ حضرت مولانا عبدالرحیم صادق پوریؒ	۲۵۴
اقتباس از نوٹ مولانا عبدالغفار صاحب صادق پوریؒ	۲۵۸
تاریخ وفات مصنف از نتیجہ فکر جناب حکیم محمد شریف	۲۶۴
مسماۃ سارہ مرحومہ	۲۶۵
مسماۃ فاطمہ مرحومہ	۲۶۶
مسماۃ سعیدہ مرحومہ	۲۶۷
شمس العلماء برادرم عزیز مولوی عبدالرؤف صاحب فکر	۲۶۸
مولوی بشارت علی مرحوم	۲۷۰
سوانح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲۷۳
شیخ صبغۃ اللہ عرف روح الدین حسین خان	۲۷۴
رفیع الدین حسین بن روح الدین حسین	۲۷۷
شیخ رکن الدین بن رفیع الدین	۲۷۸
شمس الدین حسین	۲۷۶
جناب حکیم مولوی احمد بن علی بن شیخ رضی الدین	۲۷۹
جناب مولوی اولیاء علی بن شیخ رضی الدین	۲۸۱
مسماۃ ولین مرحومہ	۲۸۱
مسماۃ علیمن مرحومہ	۲۸۲
جناب حکیم وجاہت حسین بن حکیم احمد علی	۲۸۲
جناب حکیم عبدالنصیر بن حکیم احمد علی	۲۸۳
ترجمہ حکیم ارادت حسین خلف الصدق مولوی اولیاء علیؒ	۲۸۴
نقشہ اولاد حکیم ارادت حسین مرحوم	۲۹۱
مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم بن حکیم ارادت حسین مرحوم	۲۹۲
قطعہ تاریخ رحلت از نتیجہ فکر جناب مولوی حکیم محمد شریف	۲۹۷
ضمیمہ تذکرہ مولوی محمد یعقوب صاحب ولد حکیم ارادت حسینؒ	۲۹۹
مولوی محمد یعقوب مرحوم کی مسجد صادق پور کی خدمات	۳۰۰
نقشہ اولاد مولوی محمد یعقوب مرحوم	۳۰۳
ترجمہ مولوی محمد اسحاق مرحوم بن حکیم ارادت حسین	۳۰۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ تذکرہ اہلیہ مولوی محمد اسحاق صاحب مرحوم	۳۰۸
مسماۃ زمرن مرحومہ	۳۱۰
مسماۃ سلیمہ مرحومہ	۳۱۰
مسماۃ باصرہ مرحومہ	۳۱۱
مسماۃ قطبن مرحومہ	۳۱۱
ترجمہ حکیم مولوی لطیف حسین مرحوم	۳۱۱
نقشہ اولاد حکیم مولوی لطیف حسین صاحب مرحوم	۳۲۴
فصل چہارم	
نسب نامہ ام الام جناب مولوی ولایت علیؒ	۳۲۵
سوانح حضرت عباس رضی اللہ عنہ	۳۳۰
سوانح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ	۳۳۲
میر محمودؒ	۳۳۴
سوانح حضرت میر معزالدینؒ	۳۳۵
سوانح عمری حضرت مخدوم شاہ محمد	۳۳۷
مولانا شاہ ابوالبرکات محمد فائض	۳۳۷
حضرت شاہ محمد عزیز درگاہی	۳۳۹
حضرت شاہ محمد مغرعرف شاہ منورؒ	۳۴۰
حضرت شاہ ابوالحسینؒ	۳۴۱
مولوی قاضی شاہ محمد تقیؒ	۳۴۱
مولوی عبدالعزیز مرحوم بن شاہ محمد تقی حنفی	۳۴۲
مسماۃ نعیمن مرحومہ	۳۴۵
حضرت شاہ محمد حسین	۳۴۷
حضرت مولوی شاہ عبدالخالق مرحوم	۳۵۲
حضرت شاہ محمد کریمؒ	۳۵۲
حضرت شاہ ابو ترابؒ	۳۵۴
مولوی عبدالقادر مرحوم فاروقی	۳۵۴
حافظ ابو محمد مرحوم	۳۵۶
جناب حکیم شاہ واعظ بن شاہ محمد کریم	۳۵۷
مسماۃ ظہورن مرحومہ	۳۵۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○	مسماۃ نجمن مرحومہ	۳۵۹
○	مسماۃ لطیفن مرحومہ	۳۵۹
○	مسماۃ شکرن مرحومہ	۳۵۹
○	مسماۃ مصرن مرحومہ	۳۶۰
○	مسماۃ شمس النساء مرحومہ	۳۶۰
○	مسماۃ فضیلۃ النساء مرحومہ	۳۶۳
○	شمس العلماء جناب حضرت مولانا محمد سعید	۳۶۳
○	جناب مولانا محمد حمید مرحوم برادر اصغر مولانا محمد سعید صاحب	۳۶۷
○	تاریخ انتقال جناب مولانا محمد حمید مرحوم	۳۶۸
○	تاریخ انتقال مولوی عبدالغفور مرحوم	۳۶۸
○	مسماۃ بلیغہ النساء مرحومہ	۳۶۹
○	حافظ شاہ سید نذر الرحمٰن مرحوم	۳۷۲
○	مسماۃ حفیظہ النساء مرحومہ	۳۷۳
○	مولوی ظفر امام	۳۷۴
✪	**فصل پنجم**	
○	سوانح حضرت مولانا شہباز محمد	۳۷۶
○	جناب حضرت مولانا شاہ نصر اللہؒ	۳۷۹
○	شاہ تاج الدینؒ	۳۷۹
○	شاہ غلام مجتبیٰ مرحوم	۳۸۰
○	شاہ غلام غوث مرحوم	۳۸۰
○	شاہ حبیب الحسین مرحوم	۳۸۱
○	مسماۃ قمرن مرحومہ	۳۸۳
○	شاہ خیرات علی مرحوم	۳۸۵
○	نسب نامہ مادری شمس العلماء مولوی عبدالرؤف مرحوم	۳۸۶
○	قاضی اسد علی مرحوم فاروق	۳۸۷
○	مسماۃ بی بی شریفن مرحومہ بنت قاضی اسد علی	۳۸۹
○	مسماۃ بی بی نجمین مرحومہ	۳۸۹
○	جناب مولوی قاضی فرزند احمد خان بہادر	۳۹۰
○	نسب نامہ ابوالاب مولوی عبدالقادر مرحوم	۳۹۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○	نسب نامہ ام الاب مولوی عبدالقادر مرحوم	۳۹۲
○	مولوی افضل علی مرحوم فاروق	۳۹۳
○	نسب نامہ عزیزی سید محمد یوسف	۳۹۴
✪	خاتمہ	۳۹۷
○	حضرت مولانا ولایت علی کے حالات متعلق مزید تحقیق	۳۹۸
○	مولانا عبدالرحیم کے حالات کے متعلق مزید تحقیق	۴۰۲
○	قصیدہ عربیہ	۴۰۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

حضرت مولانا عبدالرحیم زبیر الھاشمی عظیم آبادی رحمتہ اللہ علیہ کی ایک گراں مایہ تصنیف ہے اور اس کتاب کو پاکستان میں سب سے پہلے شائع کرنے کی سعادت ہمیں نصیب ہو رہی ہے یہ کتاب اس سے پہلے صوبہ بہار کے شہر پٹنہ سے متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔

اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پٹنہ (بہار) سے ۱۹۶۴ء میں اس کتاب کے تین ایڈیشن ایک سال میں شائع ہوئے اور ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔ ایک ہی سال میں تین ایڈیشنز کا شائع ہوکر ہاتھوں ہاتھ نکل جانا اس بات کا شاہد ہے کہ یہ کتاب انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔

کتاب الدر المنثور فی تراجم اہل صادقپور کے مصنف جناب حضرت مولانا عبدالرحیم عظیم آبادی رحمتہ اللہ علیہ مجاہد اعظم سرخیل مسلک اہلحدیث وارث الانبیاء و المرسلین حضرت ولایت علی رحیم آبادی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں اور خود آپ مولانا عبدالرحیم عظیم آبادی رحمتہ اللہ علیہ بھی مسلک اہلحدیث کے عظیم سرخیل' قائد اور بڑے عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم مجاہد بھی ہیں۔ آپکی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے' آپ نے ہندوستان کی تحریک آزادی میں نمایاں خدمات سرانجام دیں' آپ نے ہندوستان کی سرزمین سے برطانوی سامراج کو نکالنے کے لیے جو خدمات سرانجام دیں انکو بیان کرنے کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔ آپ مجاہدین ہندوستان کے قائد رہے ہیں اور جماعت المجاہدین کے اعلیٰ عہدوں پر بھی سرفراز رہے۔

آپ سے متعلق ایک مقدمہ جو مقدمہ انبالہ کے نام سے معروف ہوا' میں درج ہے کہ عبدالرحیم ساکن صادقپور عمر 28 سال الزام :۔ ملزم کے خلاف یہ ثابت ہوگیا ہے کہ ان کے مکان پر بغاوت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ (مجاہدین کے لیے) جمع شدہ رقم کے انچارج تھے اور والنٹیرس کے کھلانے پلانے کی رقم بھی مجاہدین کے پاس بھیجنے کے بھی۔ غرض کہ ان سے جو کچھ ہوسکتا تھا انہوں نے حکومت (برطانیہ) کے خلاف کیا۔

(اقتباس از فیصلہ جج صاحبان)

ہمارے اس عظیم قائد اور سرخیل مسلک اہلحدیث مولانا عبدالرحیم عظیم آبادی رحمتہ اللہ علیہ کو ان مجاہدانہ کارناموں کے جرم میں گورنمنٹ برطانیہ نے جزائر انڈیمان (کالا پانی) کی سزا سنائی۔ اس کی تمام روئیداد مولانا جعفر تھانیسری رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب "کالا پانی" میں تفصیل کے ساتھ دیکھی جاسکتی ہے۔

مولانا عبدالرحیم عظیم آبادی رحمتہ اللہ علیہ اپنی ذات میں ایک انجمن یا ایک تحریک تھے۔ آپؒ نے علماء صادقپور کے متعلق قلم اٹھا کر ایک گراں قدر کام سرانجام دیا ہے۔ یہ کام تاقیامت آپکا نام زندہ رکھنے کے لیے کافی ہے۔ علماء صادق پور نے مسلک اہلحدیث کے لیے جو قربانیاں دیں' آپ نے وہ تمام کی تمام اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب میں رقم کر دی ہیں۔ اس کتاب میں آپ نے بتایا ہے کہ علماء صادق پور نے مسلک اہلحدیث کی ترویج و اشاعت کے لیے انتہائی سادہ اور موثر طریقہ کار کو اپنا کر دین کی تبلیغ کی ہے۔ اس کتاب میں علماء اہلحدیث اور علماء احناف کے درمیان ہونے والے چند مناظروں کا بھی تذکرہ ہے اور انکی روئیداد بھی تحریر ہیں۔ کتاب کی اہمیت کچھ اس وجہ سے بھی بڑھ جاتی ہے کہ اس کتاب کی تقریظ مینار سیاست و امام کلام مولانا ابوالکلام آزاد رحمتہ اللہ علیہ کے گراں مایہ قلم سے لکھی گئی ہے۔

امید ہے کہ قارئین کرام کو یہ علمی کتاب پسند آئے گی اور انہیں کتاب کے مطالعہ سے یہ اندازہ بھی ہوگا کہ علماء صادق پور (پٹنہ) نے کس انداز میں مسلک اہلحدیث کی تبلیغ و اشاعت کی ہے اور اس سے عوام اہلحدیث کو تبلیغ دین کی نئی راہیں بھی ملیں گی جن پر عمل کرکے تبلیغ کی ذمہ داریوں سے عوام کما حقہ عہدہ براں ہوں گے۔

ہماری کوشش ہے کہ علماء اہلحدیث کی وہ تصانیف جو انتہائی اہمیت کی حامل ہیں لیکن اب وہ ناپید ہیں' انکو شائع کیا جائے تاکہ عوام اہلحدیث ان تصانیف سے مستفید ہوسکیں۔ یہ کتاب بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

ناشر
مکتبہ اہلِ حدیث ٹرسٹ
اہلِ حدیث چوک۔ کورٹ روڈ۔ کراچی
فون نمبر:۲۶۳۵۹۳۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

بر کتاب مستطاب تذکرۂ صادقہ

از

مجمع فضائل و محاسن شاعر باکمال سخنور بیمثال مولوی ابوالکلام محی الدین احمد صاحب آزاد دہلوی مقیم کلکتہ صانہ اللہ عن شرور الحساد حمدا لمن جعل کلامہ تذکرۃ لاولی الابصار و اودع البواطن القدسیۃ خزائن الاسرار و نصلی علی صاحب الکتاب المبین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست
رو پس نکرد ہر کہ ازیں کاروان گذشت

"تذکرۃ الاسلاف لتبصرۃ الاخلاف" عربی کا ایک اعلیٰ درجہ کا مقولہ ہے جس کا ترجمہ مصداق یہ "تذکرۂ اہل صادقپور" ہے۔ اس کے مؤلف اس خاندان کے یادگار جناب مولانا عبدالرحیم صاحب صادقپوری ہیں جن کا ترجمہ اس کتاب میں درج ہے۔

فاضل مؤلف نے اس تذکرہ میں اس خاندان کی تمام کیفیت اور تمام اہل خاندان کے حالات نہایت عمدگی سے تحریر کئے ہیں۔ بالخصوص ایسی حالت میں کہ تمام خاندان کا شیرازہ پریشان ہو چکا ہو۔ اور واقفیت و تحقیق کے بہت کم ذرائع باقی رہ گئے ہوں۔ اُن کی یہ کتاب نہایت مفید اور خاندان کے بنائے دوام کا عمدہ ذریعہ ہے۔

غور سے دیکھو تو جس قدر یہ تذکرہ عبرت کا یقین دیتا ہے اور جس قدر اس خاندان کے تمام واقعات انسان کی طبیعت کو مؤثر کرتے ہیں۔ غالباً بہت کم ایسے تذکرے اور ایسے واقعات ہونگے۔ اول تو "عروج و زوال" کی تصویر جیسقدر بہتر اس تذکرہ سے کھینچ سکتی ہے کسی واقعہ سے نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھنچ سکتی۔ ایک خاندان کا یہاں تک ترقی کرنا کہ دولتِ علم اور دولت و مال میں اُنکی نظیر نہو۔ ہزاروں ان کے جاننے والے ہوں۔ ہزاروں جان نثاری کے لئے موجود ہوں۔ خاندان کا خاندان ایک موقع پہ مسکن گزیں ہو جائے۔ اور اتفاقی صورت کا نام "صادقپور" اختیار کرے۔ باوجودیکہ یہ نام ایک شہر کے کسی حصّہ سے تعلق رکھتا ہو مگر مسمّیٰ کی ترقیات جزئی شہرت سے بڑھ کر کلی شہرت سے بھی بڑھ جائے۔ علمی حیثیت سے دیکھو! تو بڑے بڑے مصنّف اعلیٰ درجہ کے واعظ خاندان میں موجود ہوں۔ دولت کے لحاظ سے دیکھو تو تمام موجودہ دولتمندوں میں اُنکے ڈنکے بجتے ہوں۔ پھر یکایک اُس خاندان کا ایسے ورطۂ تنزل میں آپڑنا جس سے اُسکی تمام ترقیات پر پانی پھر جائے یعنی سرے سے بیڑا ہی ڈوب جائے۔ کوئی نام لیوا نہ نظر آئے۔ کوئی جان نثار جان نثاری نہ کرے۔ خود حاکم وقت بخت برگشتہ کی طرح پھر جائے۔ خود اپنے پرائے ہو جائیں۔ دم کے دم میں کارخانہ ہی پلٹ جائے۔ اور ایک آنکھ بند کرنیوالا جب ایک پل کے بعد آنکھ کھولے۔ تو اُسے بجائے ایک خوبصورت محل کے ایک وحشتناک لق و دق بیدان چٹیل نظر آئے۔ نہ اُسکے سر پھلک محلوں کا کچھ نشان معلوم ہو۔ اور نہ اُس صادق پوری دیواروں کی کچھ یادگار باقی ہو۔ پس ایک انقلابی صورت دیکھنے والے کو حیرتی اور مبہوت بنادے!!! ہائے آں صادقپور بہ کجاست! و اہل صادقپور بہ کجا اند! نہ مکان را تمکنے! و نہ مکین را تمکنے!

الٰہی ایں چیست!!۔

یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ کس لئے ہوا؟ بس بس! یہ کچھ نہیں معلوم! ہاں اس حکیم علی الاطلاق خالق دوجہاں کی یہ بے انتہا قدرتوں میں سے ایک انقلاب کنندہ قدرت ہے۔ کہ "اقبال کو تنزل سے بدل دینا"!! مگر اس کا سبب ظاہری بجز "اتفاقی" کے اور کچھ نہیں قرار پا سکتا!۔

اب دیکھو!! کہ یہ بیان انسان کو اس کی بے انتہا قدرت کاملہ اور "اتفاقی" کی برائیوں کا یقین دلاتا ہے! اور سننے والے کو کس قدر عبرت کرتا ہے! ہاں! اور نہیں تو تم ذرا اپنے ہی دل پہ ہاتھ رکھکر دیکھو کہ کیسا کانپ رہا ہے! کیسی ہولناک کیفیت پیدا کر رہا ہے! اس سے بہتر اور اس سے بڑھکر اور کیا حالت مؤثر ہوگی!!

پھر اُس خاندان کے جو پس ماندہ تھے، ان کے ساتھ کس طرح یہ فلک کجرفتاری سے پیش آیا۔ "کونسی مصیبت تھی کہ اُن پر نہ آئی ہو! اور وہ کونسی سختی تھی کہ اُنہوں نے جھیلی نہو! مگر ساتھ ہی ان کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے نظیر صبر و تحمل ـــ اور اس جانگداز حالت میں بھی اللہ کا شکر ادا کرنا۔ صبر و شکر کی ایسی عمدہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ اس سے بہتر اور کوئی نہیں ہو سکتی !۔

اس کے بعد پھر اتفاق اور استقلال کا ساتھ دینا ـــ ایک کوشش کرنیوالے کی کوشش سے خاندان کا پھر ترقی کرنا اسکول کا جاری ہونا علم کا ساتھ دینا۔ اس سب کچھ کا ایک اتفاق کی بدولت ہونا۔ کیا اتفاق کی تعلیم نہیں دیتا ؟۔

واقعی یہ کتاب اوّل سے آخر تک خاص خاص کیفیتوں اور حالتوں کا فوٹو پیش نظر کرتی ہے اللہ تعالےٰ مؤلف موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے یہ کتاب تالیف فرمائی اِدھر اُدھر سے کوشش کرکے واقعات اکٹھا کئے۔ چونٹیوں کے ذریعے سے شکر جمع کرکے لڈو تیار کیا۔ اور ہم لوگوں کو مستفیض ہونے کا موقع دیا۔

قطعہ تاریخ از شاعر بینظیر جامع کمالات منبع حسنات ذوی المناقب والمفاخر جناب مولوی شاہ محمد اکبر صاحب مرحوم۔ اکبر ابوالعلائی داناپوری عظیم آبادی

مولوی کریم عبد رحیم — خود کریم اور باکرم اجداد
آپ ہیں یادگار تاج فقیہہ — تھے جو اس صوبہ کے امام جہاد
یہی حضرت ہمارے جد بھی ہیں — ہم ہیں عبد العزیز کی اولاد
پسر خوردہ تھے یہ حضرت کے — ہوئے یہ بھی منیر میں آباد
یہ گھرانا بڑا کرم ہے — اس میں عبّاد اس میں ہیں زہّاد
اولیا اس میں غوث و قطب اس میں — اس میں ابدال اس میں ہیں اوتاد
اس میں مخدوموں کی جماعت ہے — جس کا ہر فرد اہل رشد و رشاد
کاکو میں آ کے ان بزرگوں نے — بعض نومسلموں کی کی امداد
پھر بہار اور نواحہ ان سے بسا — پڑی دونوں جگہ نئی بنیاد
پھر یہ پھیلے تمام صوبے میں — ہر جگہ پہنچے یہ فرشتہ نژاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موڑے[1] سے میرے جد یہاں آئے
دانا پور[2] میں رہے وہ بادلِ شاد

اسی نسخہ میں ان کی ہے تفصیل
جمع ہیں اسمیں ان کے سب افراد

زرِ خالص یہ ہے کتاب نفیس
اس کی پرکھی ہوئی ہے ہر روداد

غل و غش سے ہو پاک یہ اکبر
ہے دعائیہ سال "بے غش باد"
۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ از جامع علوم ظاہریہ و باطنیہ مقبول بارگاہِ رب العرش جناب مولوی الٰہی بخش خانصاحب مرحوم بڑاکری بہاری

پٹنہ کہ بود مسکن و ماوائے کاملین
بودند اہل فضل ازاں شہر خوشہ چیں

تعلیم یافتند ازاں درسگاہ خیر
توحید و اتباعِ سنن جملہ مومنیں

جاری شدہ از و ہمہ انہا را ہتدا
زاں ساں کہ شد جنان پئے جناتیان معیں

آب زلال او ہمہ صافی ز کدر حدث
دُرِ خوشاب او ہمہ یک دانہ ثمیں

ہر لحظہ ریختے از و آبِ حیات مجد
تازہ دم از وی کام و دہان موحدیں

دارد زمانہ یاد بسے واردات او
از کار و بار علم و سنان مجاہدیں

روح روان پٹنہ ولایت علی بنام
پیر ہدیٰ نمونۂ اخلاق مرسلیں

[1] بہار سے اُتر ایک بستی جسمیں حضرت سید لطیف الدین دانشمند کی اولاد بستی ہے آپکے پوتے حضرت سید شاہ سیف اللہ قدس سرہٗ تھے وہ نواسے تھے حضرت شاہ دولت منیری قدس سرہٗ کے اُن کے نواسے فقیر محمد اکبر کے پردادا حضرت شاہ طیب اللہ قدس سرہٗ میرے دادا حضرت شاہ تراب الحق قدس سرہٗ کی شادی حضرت سید شاہ غلام حسن قدس سرہٗ خلیفہ شاہ محمد منعم قدس سرہٗ کی دختر سے ہوئی اور یہیں رہ گئے۔

[2] دانا پور قدیم سادات باقری کی بستی ہے یہاں پانچ سو برس سے سادات کی بستی ہے اور انکا نسب بہت پاک رہا صرف نوآبادہ اور موڑے سے قرابت رہی مگر اس تیس برس سے بعض پیوند نسب اچھے نہیں ہوئے۔ ۱۲ محمد اکبر ابو العلائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستِ میٔ الست بذات احد فنا — یحییٰ علی[۲] صبور چو یحییاے اولیں
ضرغام نیستان رضا احمد[۳] اللّٰہم — ثابت بہ امتحاں چو قدمہاے مرسلیں
مولاے من جناب عنایت[۴] علی ولی — سیفی زبان چو سیفِ نجاد مہاجریں
فرحت[۵] حسین کہ صدق صفا زہد و اتقا — بودند چاکرانش ولی نیک کمتریں
زینساں بسے گذشتہ درو صاحبان فضل — از لاحقین ولی بقدمہاے سابقیں
در زہد اتقا ہمہ مسند نشین مجد — در علم و فضل آں ہمہ بودند کاملیں
در رزمگاہ غزو ہمہ رایت ظفر — در بحث گاہ علم ہمہ آیت مبیں
زانفاس پاک ایں ہمہ شاہان فخر و فقر — حق حق شنیدہ شد ز صنم خانہاے چیں
از فیض پاے ہمچو بزرگان پُر ضیا — زیباست گر نہد بفلک پاے خود زمن
دین خدا کہ احمد مرسل رسول اوست — مخلوط بدع بود ز اوہام پیش ازیں
توحید پر ز شرک ریا جزو از خلوص — اعمال پر ز ریو چو اطوار کافریں
آخر یگاں یگاں کمر خویش بست و جست — بہر علوم دین بطلب شد چو سابقیں
مستانہ وار بے خبر از جاہ ما سبق — مال و منال جاں ہمہ کردہ فدای دیں
در راہ حق ز لومۂ لائم نہ ہیچ باک — صرف از جناب حضرت دادار خائفیں
جان بدر کردہ راہ خدا پاک بیختند — از لوث و درد ریو شیاطین و ملحدیں
صور صداے حق بدمیدند در جہاں — گویا کہ بود بہر ضلالت دم پسیں
معمور گشت ہند ز انوار اہتدا — لطف خدا خروج نمود آخر از کمیں
آباد گشت مسجد و خمخانہا خراب — سُبحہ بدست آمدہ در جاے ساتگیں
ذکر خدا بکوچۂ و برزن شدہ بلند — نام خدا بخاتم دلہا شدہ نگیں
ہر خانہ گشت مجلس قدوسیاں جواب — القصہ زانچناں شدہ اہل جہاں چنیں
آخر زمانہ طرح دگر ریخت بعد ازاں — کورا بود بطبع چنیں شیوۂ ہجیں
یعنی بحسب عادت خود از زمان صدر — ایں گنجہا نمود بزیر زمین دفیں
اے پٹنہ اے سراے علوم و فنون و مجد — شرط وفا نہ ہست بقاے تو بعد ازیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد از خروج روح جسد میشود خراب — افتد ز پا مکان چو نباشد در و مکیں
لیکن بدانم اینکه تو از بهر کیستی — در خلعت وجود بایں حالت عنیں
یعنی نشان قافله رفته تا کنوں — باقیست در سرائے تو با فرّ سالفیں
عبد الرحیم فرع درخت آسمان سمائے — حق گوئے نیکخوئے بصدق وصفا قرین
برسند افاضه چو بارانِ قحط سال — ریزد بکام اهل جهان شیر و انگبیں
علامهٔ زمانه و فرزانهٔ جهان — قسطے بذات پاک او از علم را یقین
اینک نوشته است بحال اکابراں — خوشتر رساله که کند جان عنبریں
نظمش چناں نهاد که میگفت کهکشاں — من بندهٔ اش شوم چو دهد جا بچاکریں

جستم چو سال طبع ز ارباب علم و هوش
الهاں شنید و گفت چه تاریخ اهل دیں
۱۳۱۹ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتباہ

اے حضرات ناظرین آپ کو اپنی عالی خاندانی اور شرافت نسبی پر ہرگز تکبر و غرور و فخر نہ کرنا چاہیئے۔ جائے غور ہے کہ آخر یہ شرافت آئی کہاں سے کل بنی نوع انسان شریف و رذیل سب ایک ہی مشت خاک اور ایک ہی قطرۂ ناپاک کے بنے ہوئے ہیں۔ پھر اس وقت بھی لوازمۂ بشری مثل بھوک اور پیاس اور پاخانہ اور پیشاب وغیرہ میں کل بنی آدم کیا شریف کیا رذیل سب مساوی طور پر حصہ لے رہے ہیں۔ پھر یہ شرافت و عالی نسبی کیا چیز ہے اصل یہ ہے کہ اگر قوم میں سے کسی ایک نے خدا کو پہچانا اور اُس کے حکموں کی بجا آوری کی، اور عمل صالح کیا، اور منکرات و منہیات سے بچا وہ شریف اور سید کہلایا۔ اسی کی بدولت اُسکی اولاد بھی سید و شیخ کہلانے لگی۔ کہ جس کے معنی سردار قوم کے ہیں۔ پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ اعمال نیک ہی سے آدمی شریف ہوتا ہے اور بد کرنے سے رذیل و کمینہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم دیکھو حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند خاص کا حال کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں اُسکی نسبت یوں فرماتا ہے انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح دیکھو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بیٹے کو بہ سبب بدکرداری اُس کے اُن کے اہل سے خارج کر دیا اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ قسم کھا کر فرماتا ہے والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قسم ہے زمانہ کی کہ تمام انسان نقصان میں ہیں۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور کام کے اچھے آخرت میں بھی جہنم سے چھٹکارا اعمال صالح ہی سے ہوگا۔ نہ شرافت نسبی سے جیسا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حکم ہوا وانذر عشیرتک الاقربین۔ آپنے اپنے تمام قرابتمندوں کو اور کل قریش کو جمع کیا اور خطبہ دیا ہر ایک قبیلہ کا نام لے لے کر ڈرایا اور اپنے خاص برادری والوں کا نام لیکر ہر ایک کو ڈرایا اور فرمایا یا بنی ھاشم انقذوا انفسکم من النار یا بنی عبد المطلب انقذوا انفسکم من النار یا فاطمۃ انقذی نفسک من النار فانی لا املک لکم من اللہ شیئا۔ غیر ان لکم رحما سابلھا ببلالھا رواہ مسلم اور متفق علیہ میں یوں ہے۔ قال یا معشر قریش اشتروا انفسکم لا اغنی عنکم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من اللہ شیئا یا بنی عبد مناف لا اغنی عنکم من اللہ شیئا یا عباس ابن عبد المطلب لا اغنی عنک من اللہ شیئا ویا صفیۃ عمۃ رسول اللہ لا اغنی عنک من اللہ شیئا ویا فاطمۃ بنت محمد سلینی ما شئت من مالی لا اغنی عنک من اللہ شیئا جبکہ سید ولد آدم محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی محبوبہ صاحبزادی سیدۃ النسا اہل الجنہ کو صاف فرما دیا کہ بغیر عمل صالح میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا تب پھر ہم لوگوں کا جو بیسوں پشت مابعد پیدا ہوئے ہیں کہاں ٹھکانا ہے۔ اور اللہ پاک نے صاف فرما دیا ہے یوم ینفخ فی الصور فلا انساب بینھم جس دن پھونکا جاویگا صور میں تو نسب کچھ کام نہ آویگا اے حضرات ناظرین اس تالیف کا یہ موضوع ومنشا نہیں ہے کہ آپ اس کو پڑھ کر اپنی عالی خاندانی ودوالانسبی پر فخر کریں۔ حاشا وکلا ثم حاشا وکلا بلکہ مقصود اصلی وعلت غائی اس تالیف کی یہ ہے کہ حکم نبوی صلعم کو بجالاؤں حیث قال۔ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم فان صلۃ الرحم محبۃ فی الاھل مثراۃ فی المال منساۃ فی الاثر اخرجہ الترمذی۔ میں نے اس حکم کی بجاآوری میں دور دراز کے شہروں وقصبوں اور دیہاتوں سے لاکر تمام اہل برادری کو ایک سطح پر آپکے آنکھوں کے سامنے جمع کر دیا تاکہ آپ اپنی برادری والوں کو پہچانیں اور اُن کے ساتھ صلہ رحم کریں اور اللہ تعالیٰ اس کا نفع دنیا وعقبیٰ میں آپ کو بخشے اور درصورت خلاف اس کے حدیث شریف میں وعید سخت آئی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے الرحم شجنۃ من الرحمن من وصلھا وصلہ اللہ ومن قطعھا قطعہ اللہ اے میرے پیارو اللہ سے ڈرو اور صلہ رحم کرو تو بموجب بشارت اس حدیث کے مستحق صلہ رب العالمین کے ہو آج کل کا وہ زمانہ ہے کہ نفاق شقاق گھر گھر میں پھیلا ہوا ہے۔ بھائی کو بھائی سے اور بیٹے کو باپ سے اور جورو کو شوہر سے مخالفت وعداوت و دشمنی پڑی ہوئی ہے۔ ایک دوسرے کی تکلیف دہی وآزار رسانی میں ہمہ تن شب وروز مصروف ہے خدا سے نہیں ڈرتے کہ فرمایا ہے جس نے قطع رحم کیا اللہ تعالیٰ اس سے قطع رحم کریگا نعوذ باللہ منہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ مقصود ان بزرگوں کے تزاجم سے یہ ہے کہ ان کے اخلاف واتباع اور عامۂ مسلمین کیلئے عبرت۔ موعظت وذکری اور اثبات قدم خدمت دین میں پیدا ہو۔ افسوس مواد کی کمی اور نقص صحتے آرزو پوری ہونے نہ دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

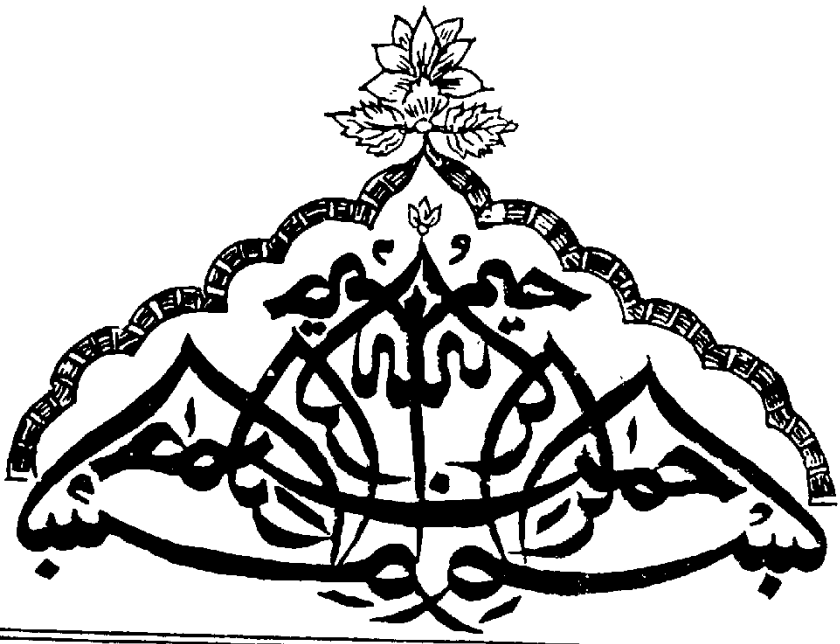

الحمد لله الذی خلق الانسان من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبثّ منهما رجالا کثیرا ونساء ثم جعل له نسبا وصهرا ۝ واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له شهادة ارجوه ان یهون بها علیّ کرب السیاق ۝ وان یختم بها حیاتی یوم الرحیل من الدنیا والفراق ۝ وان یؤمنني بها یوم الشدائد و الاطراق ۝ واشهد ان سیدنا محمد عبده ورسوله الذی اکرمه الله تعالیٰ بجمیل الاخلاق ۝ اللهم صل وسلم وبارك علی عبدك ورسولك محمد وعلی اٰله واصحابه البررة السباق الذین حذروا الناس عن الکفر والنفاق ۝ الی الایمان والهجرة والجهاد والانفاق ۝ صلواتا وسلاما دائمین متعاقبین الی یوم الطلاق ۝

اما بعد کہتا ہے بندہ حقیر فقیر امیدوار رحمت و مغفرت رب کریم ابو الفتح محمد عبد الرحیم زبیری الہاشمی عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہ یہ کتاب ایک مقدمہ اور پانچ فصلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ دربیان وجہ تالیف کتاب وثبوت انتساب حضرت مولٰنا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران باولاد یحییٰ منیری قدس سرہٗ۔
فصل اول دربیان نسب نامہ ابوالاب مولٰنا ممدوح
فصل دوم دربیان نسب نامہ اُمّ الاب مولٰنا ممدوح
فصل سوم دربیان نسب نامہ ابوالام مولٰنا ممدوح
فصل چہارم دربیان نسب نامہ ام الام مولٰنا ممدوح
فصل پنجم دربیان نسب نامہ بعض اہل قرابت قریبہ مولٰنا ممدوح
خاتمہ دربیان بعض امور متفرقہ وشجرۂ بیعت وغیرہ اور نام اس کا الدّرالمنثور۔
فی تراجم اہل صادقپور معروف بتذکرۂ صادقہ رکھا گیا۔ واللہ المستعان علی اتمامہ

وجہ تالیف کتاب و انتساب حضرت مولٰنا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران باولاد یحییٰ منیری قدس سرہٗ

سب سے پہلے میں اللہ سے مدد چاہتا ہوں کہ وہ میری نیت کو اس کتاب کی تحریر میں فخر بالانساب وغیرہ امور سے بچا کر محض بطور احقاق حق وبیان واقعی کے رکھے۔ فی الواقع عالی نسبی بلا عمل کسی کام کی چیز نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم البتہ عمل کے ساتھ بلا فخر دین ودنیا میں کارآمد ہو سکتی ہے۔ جب کہ منطوق کلام لازم الوثوق ہے۔
والذین آمنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم وما التناہم من عملہم من شئی .....
پس میں بھی اُمیدوار ہوں کہ اللہ رب العزت محض اپنے کرم سے میری نیت واعمال کو درست کردے اور میرے آباء صالحین کے ساتھ مجھکو ملادے وما ذلک علی اللہ بعزیز۔
آنحضرت صلعم نے اپنے عام اُمتوں کو تعلیم دیا ہے کہ اپنے لوگوں کو نسب بتادیا کرو اس کے فوائد بتا کر رغبت دلائی ہے کما وردفی الحدیث عن ابی ہریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم فان صلۃ الرحم محبۃ فی الاہل مثراۃ فی المال منساۃ فی الاثر۔ اخرجہ الترمذی ۔ لہٰذا مجھ پر بھی اپنے خاندان کا فرض ہے کہ بموجب حدیث شریف مذکور وآیۃ کریمہ واما بنعمۃ ربک فحدث جناب مولانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران کے نسب کو قوی سندوں کے ساتھ واضح طور پر مختلف طریق سے ظاہر کروں چونکہ ہمارے خاندان کا نسب نامہ جو ہمارے گھر میں موجود تھا اور اس پر بہت سے لوگوں کے مہر و دستخط بھی تھے وقت ضبطی ہماری جائداد کے ہمراہ کتب دیگر کاغذات کے سرکار میں چلا گیا اب میرے ہاتھ میں کوئی دلیل باقی نہ رہی لابدّ میں نے اپنے دوسرے قرابتمندوں و ہمجد لوگوں کی طرف رجوع کیا کہ ان کے پاس سے بہم پہنچا کر اپنا نسب نامہ درست کروں پس سب سے اول جو مجھ کو اپنے یحییٰ میری کے اولاد ہونے کی سند ملی وہ یہ ہے کہ ایک شخص محمد علی نام جو ربیب شیخ مہر علی صاحب مختار و ملازم جناب مولانا احمد اللہ و مولنا الٰہی بخش علیہما الرحمۃ والغفران کا تھا اس کے پاس ایک کتاب قلمی تھی کہ جس پر مہر و دستخط ان دونوں حضرات کے موجود تھے وہ کتاب محمد علی مذکور کے پاس وقت ضبطی جائداد و کاغذات وغیرہ کے کسی طور پر رہ گئی تھی بذریعہ برادرم مولوی محمد حسن مرحوم و مغفور کے وہ کتاب مجھ کو ملی چنانچہ شعار اس کے بقدر حاجت آئندہ موقع پر لکھوں گا بعد اس کے جناب خواجہ سید عبد الکریم مرحوم و مغفور ساکن شیر گھاٹی سے ملاقات ہوئی چونکہ وہ اس فقیر کے ہمجد ہیں ان سے میں نے اس کتاب کا تذکرہ کیا انہوں نے فرمایا کہ وہ کتاب میرے پاس بھی موجود ہے مگر ناتمام ہے اسکا نام نگارستان چین ہے اس کے مؤلف وہ ہیں جنہوں قصہ چہار درویش کو نظم کیا ہے اور وہ کتاب دست خاص سے مولوی دلاور علی مرحوم کے لکھی ہوئی ہے اور وہ اولاد سے ملا محمد سعید قدس سرہ کے تھے پس میں نے اپنا اشتیاق ظاہر کیا چنانچہ خواجہ صاحب مرحوم و مغفور نے شیر گھاٹی پہنچ کر اس کتاب کو مع نسب نامہ کے جس کا سلسلہ مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ سے لیکر زبیر ابن عبد المطلب تک پہنچتا ہے بذریعہ ڈاک میرے پاس بھیجدیا میں نے اس کتاب میں سے چند اشعار بقدر حاجت نقل کر کے اس کتاب کو ان کے پاس واپس کیا اور وہ نسب نامہ ان کا بھیجا ہوا اس وقت تک میرے پاس بطور سند موجود ہے اور علاوہ اس کے بہت سی جگہوں سے جو ہمارے ہمجد لوگ ہیں نسب نامہ انکا منگوایا اور دیکھا از انجملہ تذکرۃ الکرام مؤلفہ مولوی احمد کبیر صاحب ساکن دانا پور محلہ شاہ ٹولی مطبوعہ نولکشور اور گل فردوس مصنفہ حضرت شاہ امین احمد صاحب بہاری سجادہ نشین حضرت مخدوم شرف الدین بہاری قدس سرہٗ مطبوعہ نولکشور اور ایک کتاب قلمی کہ جس پر قریب پچاس دستخطوں کے تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ حضرت مخدوم یحییٰ منیری زبیر الہاشمی ہیں جناب شاہ محمد نور صاحب ساکن بہار محلہ ابیر سجادہ نشیں روضۂ حضرت مخدوم احمد چرم پوش بن سید موسیٰ ہمدانی سے مجھ کو ملی۔ میں نے اس میں سے نسب نامہ مخدوم یحییٰ منیری اور مخدوم احمد چرم پوش اور کچھ ارشادات مضمون بھی بقدر حاجت نقل کر کے اس کتاب کو ان کے پاس واپس بھیج دیا من شاء فلینظر هناك۔ اخیر میں جب ۱۳۱۴ھ میں یہ فقیر بمعیت برادرم مولوی اشرف علی صاحب مرحوم کے شیر گھاٹی گیا اور وہاں بہت سے نسب نامے قدیم لکھے ہوئے تقریباً سو برس کے مختلف لوگوں کے مجھ کو ملے بعض کو ان میں سے میں اپنے ہمراہ بھی لے آیا ہوں جو اس وقت میرے پاس موجود ہیں وہ سب بالاتفاق بتا رہے ہیں کہ جناب حضرت مولٰنا ولایت علی علیہ الرحمۃ یحییٰ منیری کے اولاد سے تھے جو زبیری الہاشمی تھے اور نیز اس کتاب نگارستان چین مصنفہ مولوی دلاور علی مرحوم مولوی اشرف علی صاحب مرحوم نے ملاحظہ کیا مگر ہاں بعض نسخوں میں بعض جگہ پر زبیر ابن عبد المطلب بن ہاشم کے ابو دردا ابن عبد المطلب بن ہاشم لکھا ہے اور بعض میں ابو دردا معروف بہ ابو صعب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف لکھا ہے لیکن اکثر نسخوں میں زبیر ابن عبد المطلب بن ہاشم لکھا ہے اور یہی صحیح ہے کیوں کہ معتبر کتابوں مثل کتاب المعارف مصنفہ امام ابن قتیبہ استاد امام ترمذی صاحب جامع و کتاب الانساب سمعانی و جمہرۃ الانساب امام ابن حزم ظاہری و کتاب الانساب امام ذہبی و انساب بوطی و اسد الغابہ یہ سب متفق ہیں کہ عبد المطلب کی اولاد میں زبیر ایک شخص تھے۔ اور ابو دردا نام کا کوئی نہیں تھا جس کی تحقیق کامل آئندہ سوانح زبیر عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں آویگی وہاں ملاحظہ فرمائیے۔

فصل اوّل در بیان نسب نامہ ابو الاب مولٰنا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران بہر کیف حضرت مولٰنا محمد سعید قدس سرہٗ نے جو سبد الجد حضرت مولٰنا ولایت علی علیہما الرحمۃ والغفران کے تھے۔ قصہ چہار درویش کو فارسی میں نظم کیا اور اس کا نام نگارستان چین رکھا نصف وہ نظم کرنے پائے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ بقیہ نصف کو ان کے صاحبزادہ جناب مولوی دلاور علی مرحوم و مغفور نے نظم کیا اس میں سے بقدر حاجت اس جگہ نقل کرتا ہوں پسند اس بات کے کہ جناب مولٰنا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران یحییٰ منیری قدس سرہٗ کے اولاد سے تھے جو قریش اور ہاشمی تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور نکتہ سنجانِ معانی — سریر آرائے ملکِ نرزبانی
کنم احوال خود را آشکارا — عزیزان بشنوند این ماجرا را

بہندستان یکی صوبہ بہار است — دران یک شہر چنہ نامدار است
عظیم آباد گویندش درین دہر — بدانی مولدم بیشک ہمان شہر

دلاور نام این مغموم باشد — علی بہر یمن مضموم باشد
برائے اختصار اے مرد مقبل — بہر یک جا تخلص میکنم دل

واحوالِ مفصل این چنین است — بیانش میکنم بیشک ہمین است
کہ مولانا سعید آن قبلہ گاہم — پدر بود است ما را ہم پناہم

قریشی ہاشمی چون بود نسبش — علی ہذا کہ فاروقیش حسبش
ز نسلِ حضرت یحیی منیری — یکی آ[illegible] بود با جود و دلیری

ہمانا عالمِ دنیا و دین بود — وہم کشاف اسرار یقین بود

نسب نامہ حضرت مخدوم یحیی منیری قدس سرہ منتخب از گل فردوس مصنفہ جناب حضرت شاہ امین احمد صاحب فردوسی بہاری متخلص بہ ثبات سجادہ نشین روضہ حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الحق والدین احمد یحیی منیری قدس سرہ مطبوعہ نولکشور در ۱۸۸۴ء عیسوی مطابق سنہ ۱۳۰۱ ہجری۔

شاہ آمون بہ بیاض از سر تحقیق اتم — در نسب نامہ مخدوم ہماں کرد رقم
پسر حضرت یحیائے منیری شرف است — کاین چنین صیت کمالش بجہان ہر طرف است
ہست یحیائے منیری پسر اسرائیل — کہ بود ہادیِ اسرار طریقت بے قیل
او بود ابن محمد کہ بود تاج فقیہ — کز پئے او بہرے آمدہ شانِ یغنیہ
او بود در نسبش ابن امام ابو بکر — کہ رسید است ز عرفان بمقام بوبکر
بو محمد پدر اوست در ارباب نسب — کہ بزرگی و شرف یافت وے از بخشش رب
پدرش را بجہان بود ابوالقاسم نام — کہ بسے با عظمت بود نزدیک انام
بو صیام است بگیتی پدرش را کنیت — کو نرفتہ است گہے راہ خلاف سنت
بو سعید است مر او را پدر نیک صفات — کاشکار او نہاں بود بذاتش برکات
او بود در نسبش ابن امام ابوالفتح — مشتہر در علم خویش [illegible] بوالفتح
پسر اوست ابواللیث کہ بود است امام — کز ریاضات سلوک رہ حق کرد تمام
پدر اوست ابواللیل نکو کردارے — کہ نمیداشت بجز عشق و محبت کارے
پدر اوست ابو دہرہ سراپا عرفان — چون مہے بر فلکِ رفعت و ہمت تابان
پدر اوست ابو سہمہ امام عالم — آنکہ او شہد ہدیٰ ریخت بکام عالم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پدر اوست ابو الدین[14] سراپا اوصاف	آنکہ غالب شد بر نفس بہر گونہ مصاف
پدر شیخ ابو الدین[15] ابو مسعود[16] است	کہ ز طفلی ہمہ افعال خوشش محمود است
پدر اوست ابوذر[17] بوغا مرد دلیر	کہ گرائید سوئے دین نبی ہمچوں شیر
پدر اوست زبیر[18] آنکہ بود عم[19] رسول	شرح فخر نسبش جملہ فضول است فضول
پدرش مطلب[20] آنکہ پدر عبد اللہ	آنکہ در مکہ فزوں داشت ہم اوعزت و جاہ
پدر اوست ابو الہاشم[21] ابن مناف	چہ تواں گفت بعز نسب او اوصاف (ف)

نسب نامہ جدی صحیح جناب حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران[1]

(۱) مولانا ولایت علی و مولانا عنایت علی	(۱۰) شیخ ابو الحسن رح
و مولوی فرحت حسین غفر اللہ لہم فرزندان	(۱۱) حاجی عبد اللہ عرف حاجی الحرمین رح
(۲) مولوی فتح علی مرحوم و مغفور	(۱۲) صدر الاتقیا حضرت خواجہ علی رح
(۳) مولوی وارث علی مرحوم	(۱۳) سالک طریقت ماہر حقیقت حضرت شیخ حمید الدین قدس سرہٗ
(۴) ملا محمد سعید عرف ملا بخشو مرحوم	(۱۴) مظہر عرفان غازی شہید حضرت مخدوم عزیز الدین
(۵) قاضی احمد اللہ مرحوم قاضی پرگنہ ٹانڈہ گیا	پیکھی قدس سرہٗ
(۶) ملا حفیظ اللہ مرحوم اور بعض نسخہ میں شکر اللہ پایا گیا	(۱۵) حضرت مخدوم خلیل الدین قدس سرہٗ
(۷) حضرت مولانا محمد عارف قدس سرہٗ	(۱۶) حضرت زبدۃ الواصلین مخدوم یحییٰ منیری قدس سرہٗ
ملقب بہ ابو الفتح	(۱۷) حضرت سلطان محمد اسرائیل قدس سرہٗ
(۸) ملا شیخ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ	(۱۸) حضرت محمد معروف امام تاج فقیہ قدس سرہٗ
(۹) ملا شیخ محمد منصور رح	مدنی الاصل ثم المنیری[1]

ف ایقاظ شاہ آمون تلامذہ سے جناب حضرت مخدوم یحییٰ منیری کے تھے انہوں نے ایک کتاب احوال میں حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے لکھی ہے اور نسب نامہ بھی آپ کا اسی میں درج کیا ہے وہ کتاب بہار کے خانقاہ منیر گدی نشین کے پاس وراثتاً چلی آتی ہے۔ اسی سے حضرت شاہ امین احمد صاحب نے یہ نسب نامہ لکھا ہے۔

[1] آپ کا خاندان مدنی الاصل تھا پھر خلیل الرحمن جو ایک قصبہ کا نام ہے ملک شام میں جہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی قبر ہے جا کر یہ خاندان بسا پھر وہاں سے منیر میں تشریف لائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۹) حضرت امام ابوبکر قدس سرہٗ
(۲۰) ابو محمد عرف امام ابوالفتح قدس سرہٗ
(۲۱) امام ابوالقاسم قدس سرہٗ
(۲۲) حضرت امام ابوالصائم قدس سرہٗ
(۲۳) حضرت ابوسعید عرف مولانا ابوالدہر قدس سرہٗ
(۲۴) حضرت امام ابوالفتح قدس سرہٗ
(۲۵) امام ابواللیث قدس سرہٗ
(۲۶) حضرت امام ابواللیل قدس سرہٗ
(۲۷) حضرت ابوالدہر قدس سرہٗ
(۲۸) حضرت امام ابوسہمہ قدس سرہٗ
(۲۹) حضرت امام ابوالدین امام عالم قدس سرہٗ
(۳۰) حضرت ابومسعود تابعی رحمۃ اللہ علیہ
(۳۱) حضرت عبداللہ کنیت ابوذر رضی اللہ عنہ صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
(۳۲) حضرت زبیر کنیت ابودرداء ابوشعب عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
(۳۳) عبدالمطلب جد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
(۳۴) ہاشم
(۳۵) عبدمناف

۲ نسب نامہ قریشی ہاشمی ابوصبعی کہ بابی دردائی نیز معروف بدین است

خادم الفقراء[۱] عبدالنعیم معروف بہ غلام مصطفےٰ ابن غلام تلندر[۲] مرحوم ابن محمد احسان[۳] مغفور ابن حضرت شاہ رحمت اللہ[۴] مرحوم ابن حضرت شاہ نصر اللہ مرحوم بن ہادی صوری و معنوی حضرت مولانا شاہ غلام مصطفےٰ[۶] قدس سرہٗ ابن حضرت شاہ ہدایت اللہ[۷] ابن حضرت شاہ ولی الدین ابن حضرت شاہ رحمت اللہ[۹] ابن شاہ فیاض اللہ[۱۰] ابن حضرت شاہ مجیب[۱۱] الدین ابن حضرت حاجی الحرمین الشریفین مخدوم شیخ حاجی[۱۲] قدس سرہٗ ابن حضرت صدر الاتقیاء مخدوم شیخ خواجہ علی[۱۳] قدس سرہٗ ابن سالک مسالک طریقت برنج ما حقیقت حضرت مخدوم شیخ حمید[۱۴] الدین نوراللہ مرقدہٗ ابن مظہر علم و عرفان حضرت مخدوم عزیز[۱۵] الدین یکھی قدس سرہٗ ابن زبدۃ المحققین حضرت مخدوم شیخ خلیل[۱۶] الدین قدس سرہٗ ابن قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین تارک سلطنۃ حضرت مخدوم شاہ یحییٰ منیری[۱۷] نوراللہ مرقدہٗ ابن حضرت سلطان محمد اسرائیل قدس سرہٗ ابن حضرت امام تاج[۱۹] فقیہ سلطان حجاز ثم سلطان ہند و یعد ولی عہد فرمودن حضرت محمد اسرائیل بہ سلطنت ہند بملک قدیمی خود کہ حجاز بودہ است باز تشریف بردند از منکوحہ دیگر مخدوم عبدالعزیز جد مخدوم شاہ شعیب شیخ پوری پیدا شدند ابن شیخ ابوبکر[۲۰] قدس سرہٗ ابن حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ ابو الفتح قدس سرہٗ ابن حضرت شیخ ابو الصائم[۲۲] نور اللہ مرقدہٗ ابن حضرت مخدوم شیخ ابو اللیث[۲۳] قدس سرہٗ ابن شیخ ابو الدہر[۲۴] قدس سرہٗ ابن شیخ ابو اللیث[۲۵] قدس سرہٗ ابن حضرت شیخ ابو سہم[۲۶] قدس سرہٗ ابن حضرت شیخ ابو الدین[۲۷] قدس سرہ ابن حضرت امام مسعود[۲۸] قدس سرہٗ ابن امام حضرت ابو درداء[۲۹] معروف بہ ابو صعب[۳۰] قدس سرہٗ ابن حضرت عبد المطلب[۳۱] ابن ہاشم[۳۲] ابن عبد المناف القرشی۔

اور اسی نسب نامہ میں جو نہایت کہنہ و قدیمہ کاغذ پر تخمیناً سو برس سے زیادہ کا لکھا ہوا ہے چند ورقوں کے بعد یہ نسب نامہ بھی لکھا ہوا ہے کہ جس کی نقل بجنسہٖ میں کرتا ہوں وہ ہذا۔ مولوی فتح علی و بشارت علی بن شیخ[۱] واجد علی بن مولوی محمد سعید[۲] عرف میاں بخشو بن شریعت و فضیلت پناہ ملا فاضی احمد اللہ[۳] بن فضیلت دستگاہ ملا شیخ حفیظ اللہ[۴] بن مجمع الکمالات صوری و معنوی حضرت ملا شیخ محمد عارف[۵] قدس سرہٗ ابن حضرت ملا شیخ ابراہیم[۶] قدس سرہٗ ابن حضرت شیخ منصور[۷] قدس سرہٗ ابن حضرت شیخ ابو الحسن[۸] قدس سرہٗ ابن حضرت ملا حاجی الحرمین الشریفین مخدوم شیخ حاجی[۹] قدس سرہٗ کر جد اعلیٰ حضرت غلام مصطفےٰ ابی الدردائی الہاشمی انر۔

سوانح حضرت زبیر عم رسول اللہ صلعم

باتفاق اہل سیر نبوی و اصحاب تواریخ و انساب شجرۂ عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف شیبۃ الحمد کے دس بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں۔ اور بعضوں نے گیارہ اور بعضوں نے بارہ[۱۲] اور بعضوں نے تیرہ[۱۳] بیٹے بھی لکھے ہیں جس پر امام ابن قتیبہ صاحب کتاب المعارف استاد امام ترمذی و امام طبری وغیرہ اہل تواریخ متفق ہیں اُن کے اسامی یہ ہیں عبد اللہ والد حضرت نبی کریم صلعم۔ زبیر۔ ابو طالب (ان کا نام عبد مناف بھی تھا) یہ تینوں ایک ماں سے) ابو الفضل عباس رضی اللہ عنہ حمزہ۔ مقوم۔ ابو لہب۔ عیداق (ان کا نام حجل اور بعضوں نے نوفل لکھا ہے) حارث۔ ان میں سے چھ قبل رسالت آنحضرت صلعم کے انتقال کر گئے۔ یہ اتفاق اہل سیر و تواریخ چار نے زمانہ رسالت کا پایا۔ اُن میں دو مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ اور دو محروم رہے ابو طالب اور ابو لہب جن میں اختلاف ہے وہ ابو طاہر۔ عمر۔ عبد القادر ہیں۔ واللہ اعلم۔

زبیر ابن عبد المطلب بڑے شاعر زمانہ جاہلیت میں تھے۔ اشعار برجستہ کہا کرتے تھے اصابہ فی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمیز الصحابہ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رح میں ہے کہ زبیر بن عبدالمطلب رسول اللہ صلعم کو طفولیت کی حالت میں کھلایا کرتے تھے۔ اور یہ جملہ پڑھا کرتے۔ محمد بن عبدہم عشت بعیش النعم فی افرع الاشیم مبرد نے کامل میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو آپ بہت پیار کرتے تھے۔ یہ اور حضرت عبداللہ اور ابوطالب ایک ماں باپ سے یعنی بھائی تھے اور تمیز لکھا ہے کہ زبیر کی اولاد سے ایک بیٹا جن کا عبداللہ کنیت ابوذر و ابوغامر ہے اور ایک بیٹی صبانہ تھیں[1]۔ اور قرۃ العیون صفحہ ۵۷ میں لکھا ہے جب رسول اللہ صلعم کے دادا عبدالمطلب کا انتقال ہوا۔ زبیر اور طالب میں جھگڑا ہوا کہ محمد صلعم کی کفالت کون کرے زبیر چاہتے تھے کہ ہم کریں آخر کو قرعہ ڈالا گیا جب قرعہ بنام ابوطالب نکلا زبیر خاموش ہوئے۔ لیکن آپ کے ساتھ محبت و الفت بہت رکھتے تھے۔ تواریخ میں لکھا ہے کہ فجار کی لڑائی جو عرب میں مشہور ہے منجملہ اسکے جو عکاظ میں ہوئی تھی اس میں حضرت زبیر نے بڑی بہادری دکھائی تھی۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بھی وہاں تشریف رکھتے تھے آپ کی عمر اسوقت تیرہ چودہ برس کی ہوگی آپ اپنے چچا زبیر کو تیر دیتے چلے جاتے تھے اور وہ اُس سے مارتے جاتے تھے اور جو دشمن قریب آجاتا تو اُس کی نیزہ اور تلوار سے بھی خبر لیتے الغرض اُس دن آپ نے کشتوں کا پشتہ باندھ دیا اور آخر میں جب قریش بھاگ کر حرم شریف میں آکر چھپے حضرت زبیر اس میدان سے ہٹے اور وہیں کھڑے رہے اسی روز سے آپ کا لقب ابوصعب مقرر ہوا اور ممکن ہے کہ آپ کی کنیت ابوذر و ابوغامر و ابوصعب دونوں ہوں کیونکہ عرب کا دستور تھا کہ شخص واحد کی متعدد کنیتیں بھی ہوتی تھیں۔ جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب دونوں ہی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوانح عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ

(کنیت ابوذر و ابوغامر)

مبرد نے کامل میں لکھا ہے کہ ان کا نام عبداللہ اور کنیت ابوذر تھی۔ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اصابہ فی تمیز الصحابہ میں ان کا نمبر شمار ۳۹۰۹ ہے اُن حال اسد الغابہ فی احوال الصحابہ میں جو تصنیف

[1] اور سوانح عمری محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصنفہ مولوی محمد شاہ خان ساکن رام پور میں لکھا ہے کہ زبیر کے دو بیٹے عبداللہ و طاہر اور دو بیٹیاں صبا و ام حکیم تھیں اور ایسا ہی شمس التواریخ میں بھی لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن اثیر جوزی کی ہے اور امام عبدالبر نے استیعاب میں تفصیل سے لکھا ہے اور ابن سعد نے صحابہ کے طبقہ خامسہ میں ان کو لکھا ہے انکی والدہ کا نام عاتکہ بنت ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمرو بن مخزوم ہے بہت بڑے جری اور بہادر تھے جنگ حنین میں اور غزوات النبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہایت ثبات قدمی دکھائی اسد الغابہ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انکو فرماتے تھے ابن عمی وحبیبی وقتیل انہ کان یقول ابن ابی یعنی آپ کمال فرط محبت سے ان کو اپنے باپ کا بیٹا اور اپنا دوست فرماتے اور کبھی فرماتے کہ میرے چچا کے بیٹے ہیں۔ اصابہ میں ہے کہ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں فتح مکہ کے دن حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو حلہ پہنایا یعنی ایک جوڑا کپڑا۔ اور اپنی نعل میں بٹھلایا اور فرمایا کہ یہ میری ماں کے بیٹے ہیں اور ان کے باپ ہمارے ساتھ بہت نیکو کار تھے اس سے معلوم ہوا کہ ان کی والدہ بھی آپ پر بہت لطف و مہربانی فرماتی تھیں جس روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہوئی انکی عمر قریب تیس برس کے تھی۔ امام واقدی نے لکھا ہے کہ ہم کو علم نہیں کہ انسے کوئی حدیث بھی مروی ہے۔

سنہ ۱۳ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی خلافت میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ رومیوں کی جنگ میں حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی خلافت میں یہ شریک ہوئے اور اجنادین کے روز بڑی بہادری دکھلا کر شہید ہوئے۔ پہلے پہل جو شخص رومیوں میں سے مقابلہ کو نکلا۔ وہ بطریق معلم تھا اور اس طرف سے عبداللہ ابن زبیر بن عبدالمطلب نکلے اسکو قتل کیا اور اُس کے اسباب کی طرف رخ نہیں کیا پھر اُدھر سے ایک دوسرا بطریق نکلا اور ادھر سے بھی عبداللہ ابن زبیر نکلے بطریق نے نیزہ نکالا۔ انہوں نے بھی نیزہ نکالا۔ دونوں میں دیر تک نیزہ بازی ہوتی رہی پھر بطریق نے سیف نکالی۔ انہوں نے بھی اپنی تلوار نکالی۔ دونوں میں دیر تک شمشیر زنی ہوتی رہی پھر عبداللہ رضہ نے حملہ کرکے اس کے مونڈھے پر یہ کہہ کر کہ لے یہ تلوار ابن عبدالمطلب کی ہے مارا بازو اس کا کٹ گیا۔ اس پر رومی بھاگ چلے تو عمرو ابن عاص رضہ نے ارادہ کیا کہ ان کا پیچھا نہ کیا جاوے۔ عبداللہ رضہ نے فرمایا قسم ہے ہم کو خاموش رہنے کا صبر نہیں۔ پھر تلوار مارتے ہوئے اور گھس گئے۔ اور تلواریں دونوں فوجوں کی مل گئیں بعد اس کے ریعنہ میں ان کی نعش شہید پائی گئی اور دس رومی ان کے اردگرد مردہ پڑے ہوئے تھے۔ جنکو انہوں نے مارا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تاریخ الکامل علامہ ابن الاثیر جزری میں ذکر واقعہ اجنادین میں لکھا ہے وفیھا قتل عبداللہ ابن الزبیر بن عبدالمطلب بعد ان قتل جمیعا من الروم فی المعرکۃ وکان عمرہ یوم مات النبی صلے اللہ علیہ وسلم نحو ثلاثین سنۃ ——— اس سے معلوم ہوا کہ ان کی عمر دن شہادت کے تخمیناً تیئیس ۲۳ برس کی ہوگی۔ ان کے بیٹے ابو مسعود تھے ؎ واللہ اعلم بالصواب

ترجمہ محمد تاج فقیہؒ

حضرت مولانا محمد تاج فقیہ قدس سرہٗ بوجہ تبحر در علم فقہ بمرتبۂ کمال امام محمد تاج الفقہا ملقب بودند آنحضرت و امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہما بحکم مرشد خود برائے اجرائے اسلام از مدینہ منورہ ہم از محلۂ قدس خلیل منجلات بیت المقدس تشریف بیاشتند (از آنجا امام غزالیؒ بطرف ملک مغرب و از آنجا بطرف طوس تشریف بردند) حضرت مولانا محمد تاج فقیہ بطرف ہندوستان صوبہ بہار تشریف ارزانی فرمودند قصبہ منیر را بشرف اقامت خود شرف بخشیدند و اسلام جاری کردند و بعد مدت چند شیخ اسرائیل و شیخ اسمٰعیل پسران خود را القصبہ منیر داشتہ باز بہ مدینۂ منورہ تشریف بردند و دریں عرصہ زوجۂ حضرت امام محمد تاج فقیہؒ رحلت کردند باز امام موصوف بہ ہمشیرۂ زوجۂ خود عقد نکاح کردند ازاں یک پسر موسوم عزیز الدین معروف بہ مولانا عبدالعزیز متولد شدند آخر بعالم بلوغ بطرف ہند قصبہ منیر تشریف آوردند پس امام محمد تاج فقیہؒ را سہ پسران بودند اول مولانا اسرائیل دوم حضرت مولانا اسمٰعیل ہر دو از محل اولیٰ سیوم مولانا عبدالعزیز شجرۂ طیبہ آبائی مخدوم عظمت اللہ شرف الدین احمد یحییٰ منیری المقلب بہ کمال الدین ابن مولانا شیخ اسرائیل ابن مولانا امام محمد تاج الفقہا ابن مولانا امام ابوبکر ابن مولانا اسعد ابن مولانا محمد علی ابن مولانا ابوالفتح ابن مولانا ابوالقاسم ابن مولانا ابوالقاسم ابن مولانا ابوالدہر ابن مولانا ابواللیث ابن مولانا ابوسہمہ ابن مولانا ابوالدین ابن امام ابومسعود ابن امام ابوذر ابن زبیر عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کنیت ابوصعب و ایں منقول است از کتاب شاہ احمد آموں جون پوری رحمہ اللہ کہ یکے از مریدان حضرت مخدوم الملک قدس سرہٗ ہستند و ادشاں از کتاب قدوۃ العارفین مخدوم شاہ فیض اللہ کنیت ابو محمد المعروف شاہ قاضی شطاری کہ از اجلہ خاندان حضرت مخدوم تاج الفقہا

عہ نقل از بیاض شاہ نور صاحب سجادہ نشین بہار محلہ انیر ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدس سرہٗ انور فقط۔

تذکرۃ الکرام میں لکھا ہے کہ آپ کے پیر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تھے اسکے صفحہ ۴۷۶ میں لکھا ہے کہ حضرت مخدوم یحییٰ منیری بیٹے حضرت اسرائیل کے ہیں اور وہ بیٹے امام تاج فقیہ کی کے ہیں حضرت امام موصوف کا نسب نامہ آٹھ پشت کی درمیانگی سے زبیر ابن عبدالمطلب جدِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے اور انکے اوپر حضرت ابوذر ابن زبیر صحابی ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بزرگان گذرے وہ سب امام وقت اور فقہا سے کہلائے امام محمد تاج فقیہ سلطان شہاب الدین غوری کے معصر تھے اُسی زمانہ میں موافق رویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مع چند مجاہدین کے ہندوستان میں آئے اور اس وقت منیر کا راجہ کہ صوبہ بہار کا مالک تھا مسلمانوں سے لڑنے کو آمادہ تھا اس سے آپ لڑے اُسکے تمام لشکر کو شکست دیکر خود اُس کو مار ڈالا۔ اور اس کے محلسرا میں اقامت کی اُن کی بعض اولاد ابتک اُس جگہ پر قابض ہیں امام موصوف اپنی اولاد یہاں چھوڑ کر مکہ معظمہ واپس گئے اور وہیں انتقال فرمایا آپ کے تین بیٹے ہندوستان میں رہے۔ محمد اسرائیل[1] محمد اسمٰعیل[2] عبدالعزیز[3] اور ان تینوں بزرگان کا مزار منیر میں ہے۔ فقط

اس رویا کی تفصیل ایک دوسری قلمی کتاب میں فقیر مؤلف کتاب ہذا کو یوں ملی کہ جب حضرت امام تاج فقیہ حسب الارشاد اپنے پیر شیخ شہاب الدین سہروردی کے بطرف ہندوستان تشریف لائے ہندوستان میں دورہ گشت کرتے ہوئے اتفاقاً منیر میں وارد ہوئے اسوقت اسلامی عملداری کی حدود اودھ تک پہنچی تھی اور اس کے پورب تمام عملداری راجواڑوں کی بطور طوائف الملوکی کے تھی پس جب حضرتِ امام موصوف منیر میں پہنچے تو اس وقت منیر کا راجہ صوبہ بہار کا مالک تھا اور وہ از حد متعصب تھا منیر میں صرف ایک گھر غریب مسلمان کا شہر سے باہر آپنے پایا اُسمیں حضرت امام اُترے اس غریب نے مہمان نوازی کی جب نماز کا وقت آیا آپ نے چاہا کہ اذان دیں اور نماز پڑھیں اس مسلمان میزبان نے اذان دینے سے روکا اور کہا کہ اذان کی آواز سنتے ہی راجہ کے آدمی آکر کے ہم لوگوں کو مار ڈالیں گے یہاں اذان دینے کا حکم نہیں ہے ہم تو چپکے سے اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتے ہیں ان باتوں کے سُنتے ہی حضرت امام کو بہت رنج ہوا اور وہیں سے واپس ہوئے۔ اور مدینہ منورہ پہنچے اور دل میں خیال تھا کہ کس طور پر اس نالائق راجہ سے لڑوں جو مسلمانوں کو مانع اذان ہے اسی درمیان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آپ ایک روز مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سوئے ہوئے تھے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ جا تو اس کافر سے لڑ اللہ تجھ کو فتح دے گا۔ جب حضرت امام خواب سے بیدار ہوئے متحیر ہوئے کہ میں اکیلا تن تنہا کیونکر اس سے لڑ سکتا ہوں۔ اسی میں چند روز کا عرصہ گذر گیا کہ پھر ایک روز آپ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سوئے ہوئے تھے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے وہی کلمہ روز اول کا فرمایا کہ تو جا لڑ اللہ تجھ کو فتح دیگا آپ خواب سے بیدار ہوئے اور منتظر امداد غیبی کے رہے کہ جب آپ نے ارشاد فرمایا ہے تو ضرور اسکی امداد بھی غیب سے ظاہر ہوگی اسی میں چند روز کا عرصہ گذر گیا اس کے بعد پھر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب کی حالت میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ جا فلاں اور فلاں شخصوں کو کہ جنکا نام آپنے اپنی زبان مبارک سے فرمایا میرا سلام کہہ وہ تیری مدد کریں گے۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوئے آپنے اُن ناموں کو اچھے طور سے محفوظ فی الذہن کر لیا اُن میں سے بعض وہ اشخاص تھے کہ جو آپکے تربیتمند تھے اور وہیں مدینہ میں موجود تھے اور بعض وہ شخص تھے جو دوسرے دوسرے ملکوں میں تھے مثل بخارا و کابل وغیرہ کے پس حضرت امام نے ان لوگوں سے ذکر کیا جو مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ وہ لوگ سنتے ہی مستعد ہو گئے حضرت امام مع اہل عیال اور پچیس تیس آدمی کے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور دوران راہ میں ان شخصوں سے جن کا نام آپ نے رویا میں سنا تھا ملاقات کرتے ہوئے بلخ و بخارا اور کابل وغیرہ ہوتے ہوئے اور ہر جگہ سے مدد لیتے ہوئے آپ میر پہنچے اس وقت آپکے ہمرکاب تخمیناً ساڑھے تین سو آدمی تھے آپ نے اپنے لشکر کو قلعہ کے محاذی کھڑا کیا راجہ میر کو جب خبر ملی کہ مسلمانوں کا لشکر آگیا اور قلعہ کے قریب پڑا ہے اس نے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کے دور بین سے معائنہ کیا مسلمانوں کو بہت قلیل اور بے سروسامان سفر دور دراز سے نہایت خستہ حال پایا دل میں نہایت خوش ہوا اور فی الفور لشکر جمع کر کے قلعہ سے خود باہر آکر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا دونوں جانب سے خوب جان توڑ لڑائی ہوئی اور وہ راجہ خود حضرت امام کے ہاتھ سے مارا گیا لشکر بھی اسکے جب بھاگے حضرت امام نے گھوڑا اُٹھایا اس بھگوڑے لشکر کے ساتھ ہی ساتھ قلعہ میں داخل ہو گئے اور حضرت کے ہمراہی بھی وہاں پہنچے اور قلعہ کے اندر ہر جگہ تسلط تام ہو گیا آپ چند روز وہاں مقیم رہے اور وہاں کا پورا بندوبست آپ نے کیا اور بادشاہ وقت کو اس فتح کا مژدہ مع ایک عرضی کے بھیجا اور اس ملک مفتوحہ کو زیر انتظام بادشاہ کے کر دیا اور اپنے دو صاحبزادے اسمٰعیل و اسحٰق کو وہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ کر مدینہ منورہ کو واپس آئے اس درمیان میں آپ کی بی بی نے منیر میں انتقال کیا اور آپ نے اپنی سالی سے نکاح کیا ان سے ایک بیٹا مخدوم عزیز الدین عرف عبدالعزیز پیدا ہوئے وہ اس وقت شیر خوار تھے آپنے وقت مراجعت مدینہ منورہ کے اپنی محل ثانیہ اور ان کے بیٹے عبدالعزیز کو ساتھ لے لیا تھا مدینہ منورہ پہنچ کر تھوڑے دنوں کے بعد حضرت امام نے انتقال فرمایا بعد اس کے جب حضرت مخدوم عبدالعزیز سن شعور کو پہنچے اور اپنے والد ماجد کے جہاد کا حال اور اپنے علاتی بھائیوں کا حال جو منیر میں مسکن گزیں تھے سنا ان کی ملاقات کا اشتیاق ہوا آپ وہاں سے روانہ ہو کر منیر پہنچے اور یہیں شادی بیاہ کیا۔ اور اسی منیر میں اُن کا مزار ہے منجملہ ان کی اولاد کے داناپور کی شاہ ٹولی کے بھی حضرات انہیں کی اولاد میں ہیں از آنجملہ مولوی محمد کبیر صاحب مؤلف کتاب تذکرۃ الکرام ہیں اور نیز جناب شاہ محمد اکبر صاحب ہیں کہ اس فقیر کی ان سے ملاقات ہے۔ آدمی نہایت عمدہ صوفی مشرب ہیں شعر و شاعری سے بھی آپ کو مذاق ہے اشعار آپکے نہایت ملیح عمدہ ہوتے ہیں آپ ناظم و ناثر دونوں ہیں اس فقیر کی اول ملاقات سنہ ۱۳۰۱ھ ہجری سوایک ہجری سفر حج میں ہوئی اور تمام سفر حرمین شریفین میں چند مہینوں تک ساتھ رہا از بسکہ خلیق پایا آپ کا سلسلہ بکیفیت بیعت والا رشاد امیر ابو العلائی ہے اور نسب نامہ آپ کا صفحہ آئندہ پر درج ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا یہ ہے

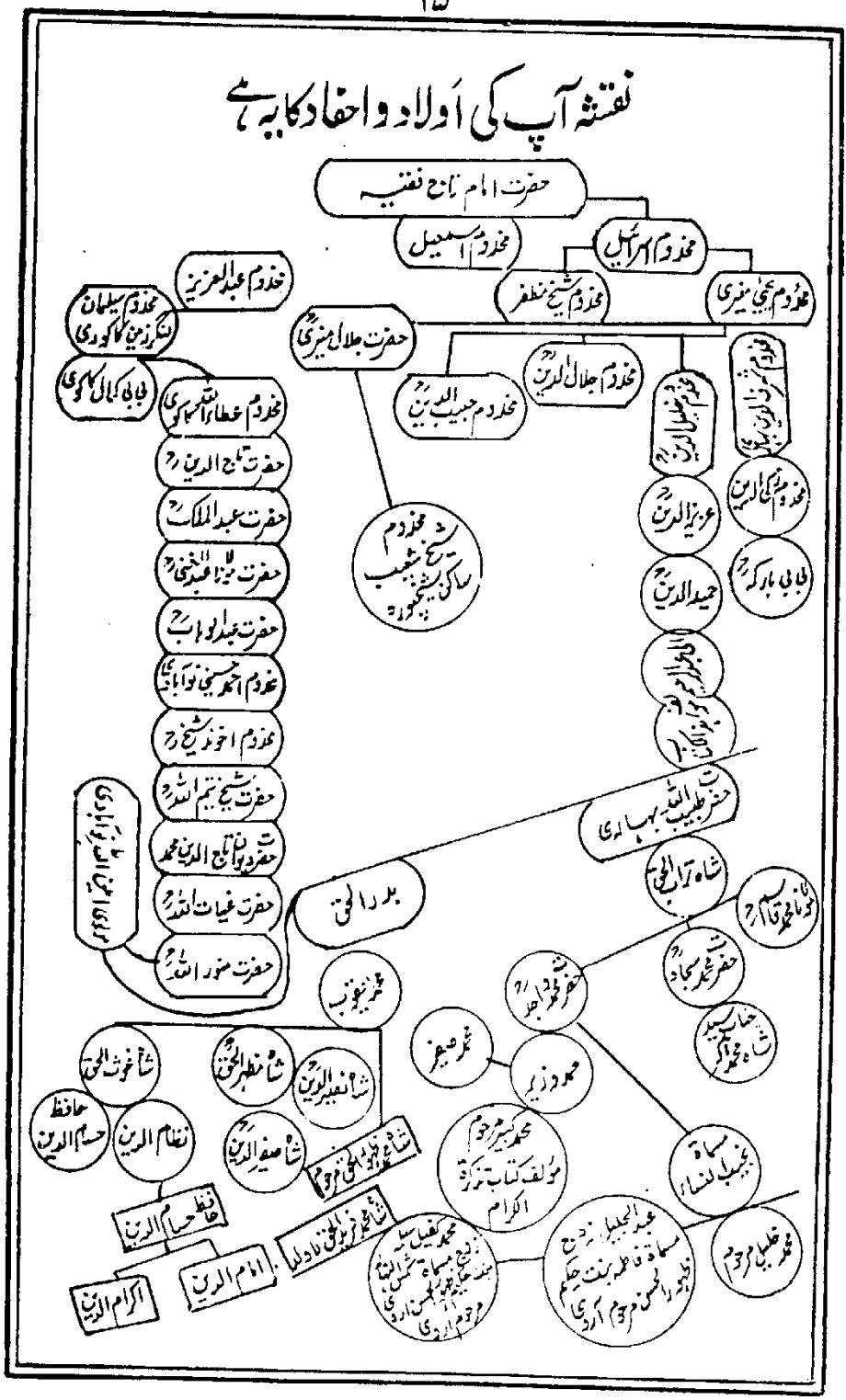

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوانح حضرت مخدوم یحییٰ منیری

چونکہ آپ کے حالات میں بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور آپ کے اوصاف اظہر من الشمس ہیں لہذا مجھ کو زیادہ اس میں قلم فرسائی کی ضرورت نہیں ہے کچھ تھوڑا سا تیمناً و تبرکاً لکھ دیتا ہوں کہ یہ کتاب اس سے خالی نہ رہے حضرت مخدوم کی شادی بی بی رضیہ سے ہوئی جو صاحبزادی حضرت مخدوم سید شہاب الدین پیر جگجوت عظیم آبادی کی ہیں مخدوم جگجوت کی چار صاحبزادیاں تھیں جسکا نقشہ ذیل میں ہے اولاد ذکور کوئی نہیں۔

حضرت مخدوم سید شہاب الدین قدس سرہٗ

بی بی رضیہ زوجہ مخدوم یحییٰ منیری	بی بی حبیبہ زوجہ سید موسیٰ ہمدانی	بی بی کمال زوجہ مخدوم سلیمان	بی بی جمال زوجہ سید حمید الدین ناگوری خلف آدم ثانی
مخدوم خلیل الدین	مخدوم احمد چرم پوش		جن کا مزار بیونڈی ضلع تھانہ سے متصل ترپالی میں ہے

حضرت مخدوم یحییٰ منیری خلیفۃ الحاکم بامر اللہ کے معاصر ہیں جو ۶۶۳ھ میں تھا اور اس وقت ہندوستان میں سلطان ناصر الدین بن سلطان شمس الدین التمش کا زمانہ تھا کہ جس نے ۶۴۴ھ ہجری میں ہندوستان میں جلوس کیا نسل آپ کی اولاد کی اس صوبہ بہار میں بکثرت جاری ہوئی آپ کی اولاد سے اولیاء اللہ اور مشائخ بکثرت ہوئے کوئی شریف خاندان اس صوبہ بہار میں ایسا نہ ہوگا جسکو توسل آپ کے خاندان سے نہ ہو آپ کا نسب نامہ اس صوبہ بہار میں صدر جگہ موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے آپکے چار صاحبزادے ہوئے مخدوم شیخ شرف الدین بہاری آپ کا انتقال بمقام بہار ہوا اور آپ کا مزار بھی وہیں ہے مخدوم خلیل الدین منیری ؒ مخدوم جلال الدین مخدوم حبیب الدین ؒ آپ کا نسب نامہ[1] تذکرۃ الکرام میں یوں

[1] کم سے کم پچاس نسبنامے حضرت مخدوم یحییٰ منیری قدس سرہٗ کے میری نظر سے گذرے ہیں کل عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب تک متفاوت پائے گئے سوائے نگارنامہ مخدوم شرف الدین بن یحییٰ منیری کے جو خود آپ کے تلامذہ میں یا اولاد امجد شریف جنکی معلومات اور واقفیت کا واسطہ خود مخدوم قدس سرہٗ کی ذات تک منتہی ہوتا ہے سب بیکقلم دیک زبان آپکے زبیری الہاشمی ہونے پر متفق ہیں انکے علاوہ معین الدین چشتی مورخ زمانہ نظام شاہی نے اُن قبائل عرب کے انساب جو اس زمانہ میں ہندوستان آئے اہتمام کیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھا ہے۔ حضرت مخدوم یحییٰ منیری بن حضرت مولانا اسرائیل بن امام محمد تاج فقیہ بن امام ابی بکر بن امام ابی الفتح بن امام ابی القاسم بن امام ابی الصائم بن امام ابی اللیث بن امام ابی رمتہ بن امام ابی الدین بن امام مسعود بن ابوذر رضی اللہ عنہ بن زبیر بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

سوانح حضرت مخدوم عزیز الدین یحییٰ

بن حضرت مخدوم خلیل الدین منیری آپ اپنے زمانہ کے بڑے عارف کامل تھے اس وقت اس صوبہ بہار میں

(بقیہ نوٹ ص۱۶) تقلید کیا ہے۔ ان میں زبیر بن عبدالمطلب کی اولاد کی آمد ہندوستان کا حال بھی درج کیا ہے۔ یہ کتاب کتبخانہ خدا بخش خاں پٹنہ میں موجود ہے۔ مگر ابو محمد بن مسلم بن قتیبہ رح اپنی کتاب المعارف ص۳۸ مطبوعہ مصر میں تحریر فرماتے ہیں عبداللہ بن الزبیر ابن عبدالمطلب ادرک الاسلام واسلم ولہ یعقب مگر انقطاع نسل کو اخبار و شواہد سے محکم نہیں فرمایا۔ قاعدہ تو یہ ہے المثبت مقدم علی المتافی اسکے احتمال کی گنجائش باقی رہتی ہے (۱) ممکن ہے کہ عبداللہ بن زبیر کی عزلت نشینی اور قیام ملک عجم نے نسب کے لئے وسیلہ وقوف مسدود کر دیا ہو جیسا کہ خود ابن قتیبہ اپنے زمانہ کی حالت مقدمہ کتاب ص۲ میں رقمطراز ہیں انی رایت من الاشراف من یجھل نسبہ ومن ذوی الاحساب من لا یعرف سلفہ ومن قریش من لا یعلم من این تمسہ القربی برسول اللہ صلعم او الرحم بالاعلام من صحابۃ یلتبہ انتشار قبائل۔ اختلاط اہل عجم اور بعد وطن نے عرب کے صدیوں کی طبیعت ثانیہ مذاق استحفاظ انساب کو اس درجہ پہنچا دیا ہوگا۔ (ب) بعض مرتبہ اصل الاصول میں غلطی واقع نہیں ہوتی لیکن اس اصل کی مختلف گنجان شاخوں میں الجھاؤ پیدا ہو جاتا ہے مثلاً ایک شخص بلا بکر صدیقی ہو مگر وہ نسل سے عبدالرحمن بن ابی بکر کے ہو لیکن وہ اپنی نسبت محمد بن ابی بکر کی طرف کرتا ہو۔ دوسرا شخص صلبًا انصاری ہو مگر بعوض خزرجی کے اسی شہرت پا گیا ہو۔ ایسی صورتوں میں بھلا شخص صدیقی دوسرا انصاری ہونے سے خارج نہیں ہوتا (ج) کبھی اشتراک اسی واقع ہوتا ہے جیسا کہ عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن حارث بن عبدالمطلب ایک ہی بھرنڈ گوارک بیرہ ارجند ہیں۔ آخر ازکم کی نسل کے جاری وساری ہونے میں نساب متفق ہیں۔ ان کی اولاد کا مسکن و مولد ابن قتیبہ اپنی تصنیف کتاب المعارف میں ملک شام بتاتے ہیں وعقبہ بالشام یقال لہم الموزہ بقلتہم۔ دوسری جانب نساب متاخرین عبداللہ بن زبیر کے اولاد کا مسکن و مولد بھی مقام (خلیل) شام میں بتاتے ہیں۔ پس کیا عجب ہے کہ کسی پیچیدگی کی وجہ سے متاخرین نساب نے حارثی نسل کو زبیری تصور کیا ہو۔ کیونکہ کل نساب اور سوانح نگار مخدوم یحییٰ منیری کے عبدالمطلبی ہونے پر متحد اور مصر شدید ہیں۔ اور یہی قرین قیاس ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اب یہ پیرنو دسال اس مسئلہ تاریخی کی مزید تحقیق ناظرین کرام کے لئے چھوڑتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوٹے چھوٹے راجے بطور طوائف الملوک کے بکثرت موجود تھے آپ کو شوق جہاد کا ہوا پکھا جو ایک جگہ ہے قریب ڈکاری ضلع گیا میں وہاں ایک راجہ رہتا تھا اُس سے آپ جاکر لڑے اور فتح پائی لیکن آپ اس لڑائی میں سخت زخمی ہوئے چند روز کے بعد اسی زخم سے آپ کا انتقال ہوا آپ کی قبر اسی پکھا کے قلعہ میں بنا دی گئی جو اسوقت ایک کھلے میدان میں بلندی پر بطور گڈھ کے موجود ہے اب ہاں آپ کا کوئی نام نہیں جانتا لہذا وہ قبر آپ کی پیر اُن جان کے نام سے مشہور ہے آپ کی اولاد چیرہ دستی کرتی ہوئی اس اطراف میں سہسرام و شہر گھاٹی و ہزاری باغ تک تمام پھیل گئی اور اسوقت تک اس جوار میں بکثرت موجود ہے۔

سوانح حضرت[1] مولانا محمد عارف قدس سرہٗ

ملقب بہ ابوالفتح آپ بڑے عالم فاضل تھے اور سلاطین تیموریہ کے زمانہ میں اکثر جگہ ہمیں قاضی و مفتی کی جگہ پر آپ مامور ہوئے شاہزادوں کو بھی آپ نے پڑھایا بادشاہ کی طرف سے چند مواضعات بھی آپ کو جاگیر میں دیئے گئے از آنجملہ موضع پیارے چک واقع ضلع گیا ہے آپ کی اولاد اسوقت تک وہاں موجود ہے فرامین شاہی نسبت عطائے جاگیر و اسناد قاضی و مفتی وغیرہ اس وقت تک آپ کی اولاد میں جناب شیخ محمد حیات مرحوم ساکن موضع بھوئی کے پاس موجود تھے مگر صد افسوس کہ آپ کے انتقال کے بعد وہ کاغذات کہاں گئے باوجود تفحص و تجسس ہنوز اس کا پتہ نہ ملا جیسا کہ اس کا ذکر آگے تحریر میں جناب خواجہ سید عبدالکریم صاحب مرحوم کے معلوم ہوگا۔

مولانا حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے دو بیٹے قاضی احمد اللہ و ملا حبیب اللہ بہاری ہیں۔ یہ دونوں حضرات مرزا محمد معظم عرف جہاندار شاہ بن اورنگ زیب کی طرف سے قاضی کے عہدہ پر مامور کئے گئے تھے۔ قاضی احمد اللہ پرگنہ اول و آبگلہ وغیرہ میں قاضی رہے مولف کتاب ہذا اُن کی نسل سے ہے جیسا کہ آگے ظاہر ہوگا۔ قاضی ملا حبیب اللہ کے دو بیٹے ملا فتح اللہ و ملا محمد عاشق اور ملا محمد عاشق کی ایک بیٹی بی بی سکھو اور ایک بیٹا شیخ نعل محمد اور انکے چار

[1] آپ محمد تاج فقیہ کی بارہویں پشت میں پڑتے ہیں ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹے شیخ محمد حیات ساکن موضع بھوئی جنہوں نے لاولد انتقال کیا اور دوسرے شیخ احمد علی و شیخ برعلی و شیخ جواد علی اور تین بیٹیاں مسماۃ سکینہ و مسماۃ مہرن مسماۃ وصیحن شیخ احمد علی صاحب مرحوم کے تین بیٹے حاجی ارشد حسین مرحوم خواجہ سید محمد عبدالباری سب میں چھوٹے خواجہ سید محمد عبدالکریم مرحوم ساکن شیر گھاٹی ان کی شادی ساتھ مسماۃ امیرن بنت سید صادق علی مرحوم ساکن گھوڑی گھاٹ پرگنہ کنڈہ ضلع ہزاری باغ کے ہوئی آپ کی اولاد کا نقشہ ذیل میں ہے۔

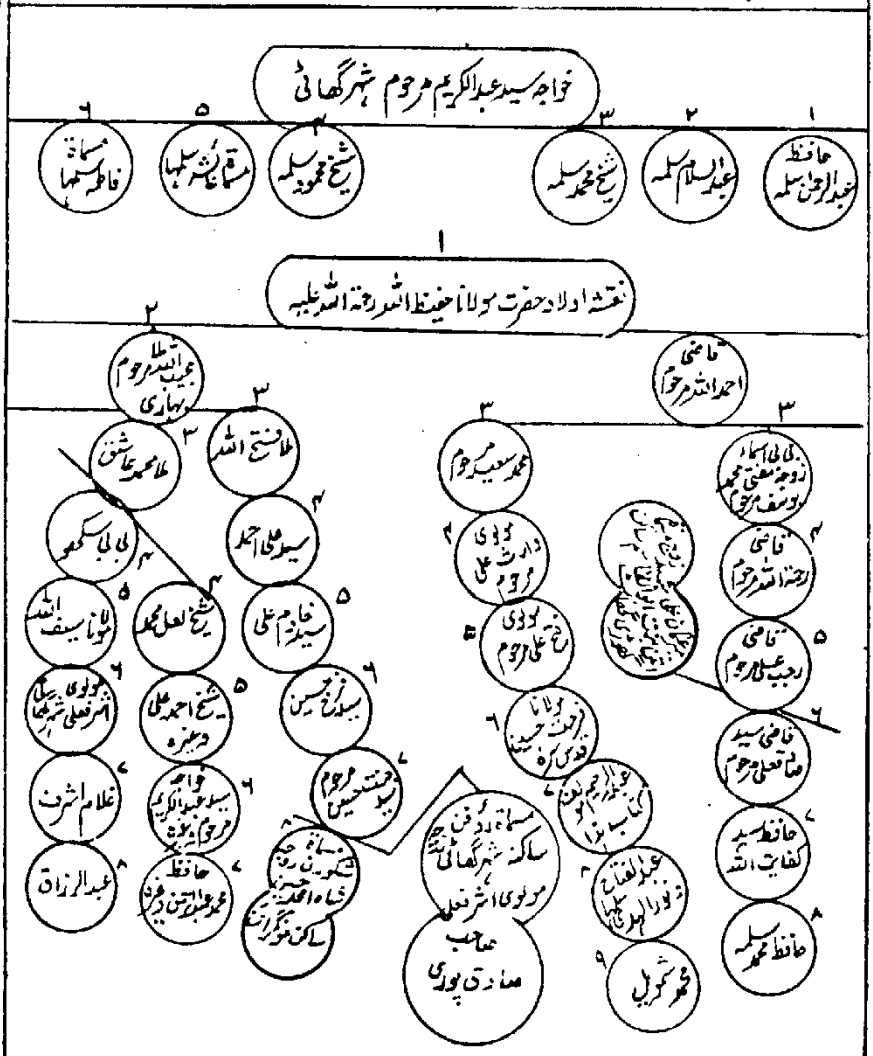

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل خط جناب مولوی صاحب مصدر خُلق عظیم زاد لطفہ بعد سلام مسنون مظہر مرامم از عرصہ بغیر ادراک خیریات آنجا تعلق خاطر است در طلب و تلاش اسانید مواضعات ہستم وقتیکہ بدست می آید خود می آرم یا می فرستم مرا نیز خیال بحدیست افسوس کہ اسانید موجودہ ایں وقت مفقود اند آنجناب را معلوم است پنج شش مواضع مولوی فتح علی مرحوم را ازینجا قریب بودند بکدام وجہ از دست وارثین شان منتقل گردیدند نام و قاضی احمد اللہ مرحوم ساکن موضع کوس توترکھی پرگنہ اردل قاضی پرگنہ آبگلہ بودند مزار آں حضرت مع صاحبزادہ شان مولانا محمد سعید علیہ الرحمۃ دریں جا است (یعنی شہر گھاٹی) و مزار مولوی دلاور علی بموضع میاں پور کہ ازیں جا بفاصلہ یک کروہ است مسموع شدہ است کہ سند موضع پکہا متصل ٹکاری کہ اصل مایاں از انجاست و مزار فائز الانوار حضرت مخدوم عزیز الدین کھچی قدس سرہ کہ جد اعلیٰ مایاں اند در انجا است بدست شخصے ہست و بعد از انجا بزرگان بموضع پیراہی پرگنہ اردل کہ از اساس دیورہ پنج شش کروہ باشد رفتہ قیام پذیر بودند سند آں نیز بدست شخصے از اہل برادری موجودہ است کہ وعدہ دادن آں نمودہ رفتہ اند انشاء اللہ تعالیٰ آنرا جلد حاصل میکنم نمیدانم کہ بنام کدام بزرگ است و موہوبہ کدام بادشاہ است والسلام۔

۳ نقل نسب نامہ مرسلہ جناب سید خواجہ عبد الکریم مرحوم از شہر گھاٹی

(۱) مولوی ولایت علی۔

(۲) بن مولوی فتح علی۔

(۳) بن مولوی وارث علی۔

(۴) بن حضرت ملا محمد سعید علیہ الرحمۃ کہ مزار شان برمنہ قصبہ شہر گھاٹی است

(۵) بن حضرت قاضی احمد اللہ کہ مزار گہربار شان برمنہ قصبہ شہر گھاٹی است

(۶) بن ملا حفیظ اللہ علیہ الرحمۃ (اور بعض نسخہ میں ملا شکر اللہ لکھا ہے)۔

(۷) بن فضیلت دستگاہ حضرت مولانا محمد عارف قدس سرہٗ (اور بعض نسخہ میں ابو الفتح لکھا ہے)۔

(۸) بن ملا شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ۔

(۹) بن ملا شیخ منصور علیہ الرحمۃ۔

(۱۰) بن شیخ ابو الحسن علیہ الرحمۃ

(۱۱) بن حاجی الحرمین شیخ حاجی علیہ الرحمۃ

(۱۲) بن صدر الاتقیا حضرت شیخ خواجہ علی قدس سرہٗ

(۱۳) بن سالک طریقت ماہ برج حقیقت مخدوم شیخ حمید الدین قدس سرہٗ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) بن مظہر علم وعرفان حضرت مخدوم عزیز الدین شہید کچھی قدس سرہٗ

(۱۵) بن حضرت مخدوم خلیل الدین قدس سرہٗ

(۱۶) بن[1] حضرت زبدۃ الواصلین مخدوم یحییٰ میزی قدس سرہٗ

(۱۷) بن حضرت امام تاج فقیہ قدس سرہٗ

(۱۸) بن امام ابوبکر احمد سعید قدس سرہٗ

(۱۹) بن امام احمد سعید

(۲۰) بن محمد مکی

(۲۱) بن امام ابوالفتح

(۲۲) بن شیخ ابوالقاسم

(۲۳) بن ابوالصائم۔

(۲۴) بن ابوالطیب قدس سرہٗ

(۲۵) بن مولانا ابوالدہر

(۲۶) بن امام ابواللیث

(۲۷) بن امام ابوسہمہ

(۲۸) بن ابوالدین

(۲۹) بن امام ابومسعود

(۳۰) بن[2] ابوذر

(۳۱) بن[3] زبیر

(۳۲) بن عبدالمطلب

(۳۳) بن ہاشم

قاضی ملّا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا کچھ تھوڑا حال اوپر گذرا کچھ یہاں بیان کیا جاتا ہے۔ آپ شاہان دہلی کیطرف سے بعہدۂ قضا پرگنہ اول و آب نگلہ وغیرہ علاقہ گیامیں رہے۔ آپ کی ایک بیٹی مسماۃ اسماء اور ایک بیٹا طاہر محمد سعید قدس سرہما ہوئے۔ ہر دو حضرات کی قبر ایک ہی جگہ رمنہ شہر گھاٹی میں پختہ بنی ہوئی اس وقت موجود ہے۔

بی بی اسماء مرحومہ

آپ ساتھ شیخ محمد یوسف مرحوم ساکن کھوڑی گھاٹ کے منسوب ہوئیں ان سے قاضی رحمۃ اللہ مرحوم

[1] درمعدن اسرار حضرت شاہ قاضی شطاری ہمچنیں تحریر فرمودہ انداز لے ہاشم۔

[2] ایشاں از بعضے ابی ذر انصاری دانستہ تحقیق ایں است کہ ابی ذر صحابی انصاری دیگر است بالتحقیق حضرت مخدوم ہاشمی اند واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

[3] چوں کنیت ایشاں ابودرداء است بنا بر بعضے براہ غلط فہمی حضرت مخدوم را ابودرداء انصاری پنداشتہ اند حق آنست کہ حضرت مخدوم زبیری الہاشمی اند۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہوئے۔ اور اُن سے قاضی رجب علی مرحوم اور اُن کے دو بیٹے ہوئے قاضی سید صادق علی مرحوم اور قاضی سید عثمان علی شہید مرحوم زوج مسماۃ امتن و بنت مسماۃ قدیرن و بنت مولوی وارث علی مرحوم صادقپوری وہ ابن ملا محمد سعید قدس سرہٗ ساکن شہر گھاٹی۔

قاضی سید صادق علی مرحوم

آپ کی شادی مسماۃ مہرن دختر مسماۃ بصیرن سے ہوئی۔ وہ دختر بیرو حسن مرحوم بنت سید الٰہی اللہ مرحوم ابن سید عبدالمجید مرحوم بن سید عبدالرشید مرحوم ساکن موضع کھرہیا ضلع پٹنہ بن جناب شیخ عبدالفتاح قدس سرہٗ بن جناب میران شیخ بڑے بن مولوی سید حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ بن جناب مولانا سید نظام الدین مشہدی رحمۃ اللہ علیہ کہ سلسلۂ نسب آپکا حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ بمر صادق علی مرحوم کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں سید غلام درگاہی سید عبدالقادر سید ولی اللہ سید حافظ کفایت اللہ صاحب مسماۃ امیرن زوجہ قاضی سید نورالحسین مرحوم صدر اعلیٰ (سب جج) بہادر مسماۃ امیرن زوجہ سید عبدالکریم مرحوم ساکن شہر گھاٹی۔ سید غلام درگاہی مرحوم کی ایک دختر مسماۃ صغریٰ اور ایک پسر سید محمد زین الاولیا ہوئے۔ اور سید عبدالقادر مرحوم کے محل اولیٰ سے سید شرف الدین اور محل ثانیہ سے سید محمد شریف ہوئے اور سید ولی اللہ کے صرف ایک پسر سید عبداللہ ہوئے۔ اور سید حافظ کفایت اللہ صاحب کے ایک پسر سید آیت اللہ ہوئے۔ مسماۃ امیرن زوجہ سید عبدالکریم مرحوم کے چار بیٹے حافظ عبدالرحمٰن۔ عبدالسلام۔ محمد محمود اور دو بیٹی مسماۃ فاطمہ و مسماۃ عائشہ ہو

مولانا محمد سعید بن ملا احمد اللہ قاضی قدس سرہٗ ساکن شہر گھاٹی

آپ کی اوّل شادی مسماۃ رحیمہ بنت ملا محمد فاضل بن ملا خیر اللہ بن ملا داؤد بن ملا امان اللہ صادقپوری سے ہوئی اور دوسری شادی مسماۃ عاشورن ساکنہ شہر گھاٹی سے، اُن سے مولوی دلاور علی پیدا ہوئے اور اُنہوں نے لاولد انتقال فرمایا۔ محل اولیٰ سے آپکے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی۔ بی بی سوئن زوجہ مولوی ارادت اللہ عرف مولوی جمائی صادق پوری و مولوی ہدایت علی لاولد زوج مسماۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیپن بنت مولوی آیت اللہ و مولوی وارث علی زوج مسماۃ سعیدہ بنت مولوی آیت اللہ صادقپوری
بی بی سوپن کی دو بیٹیاں ہوئیں اور ایک بیٹا مولوی عبدالعلی زوج مسماۃ اوجالی بنت مولوی
وارث علی مرحوم مسماۃ رسولن زوجہ حضرت شاہ محمد معز عرف شاہ منو مرحوم ساکن محلہ نمونہیہ دوسری
بیٹی مسماۃ بتولن زوجہ شیخ ہدایت علی مہدانواں یعنی والدہ مولوی الٰہی بخش مرحوم اور مولوی وارث علی
مرحوم کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں مولوی فتح علی جنکی شادی اول مسماۃ منیبہ دختر شیخ ہدایت علی مہدانواں
یعنی خواہر مولوی الٰہی بخش مرحوم سے ہوئی تھی انہوں نے لاولد انتقال فرمایا بعد اسکے شادی دوسری
مسماۃ زمرن بنت رفیع الدین حسین خاں بن روح الدین حسین خاں سے محلہ مغلپورہ میں ہوئی ان سے
چھ فرزند نرینہ پیدا ہوئے۔ مولانا ولایت علی مولانا عنایت علی مولوی طالب علی۔ ابراہیم حسین۔ مہدی حسین
مولوی فرحت حسین اور مولوی بشارت علی زوج مسماۃ نجیبن بنت شاہ محمد معز ساکن نمونہیہ کی
دو اولاد نرینہ اور ایک بیٹی پیدا ہوئیں مولوی عسکر علی لاولد مولوی باقر علی لاولد مسماۃ بی بی واجدہ زوجہ
حکیم احمد علی بن مولوی رضی الدین و مسماۃ قدیرن زوجہ میر ابوالقاسم ساکن باڑھ اُن کی دو بیٹیاں اور
ایک بیٹا ہوا مسماۃ امتن زوجہ میر عثمان علی ساکن گھوڑی گھاٹ پرگنہ کنڈہ ضلع ہزاری باغ لاولدیہ
بمعیت جناب سید احمد صاحب بمقام خراسان شہید ہوئے۔ دیکھو سوانح احمدی۔ دوسری مسماۃ
الفت زوجہ شاہ حبیب الحسنین ساکن آبگلہ کہ متصل گیا ہے اور بیٹا مولوی قادر احمد
عرف مولوی چھیدن رح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نقشہ اولاد و احفاد کا آپ کی یہ ہے

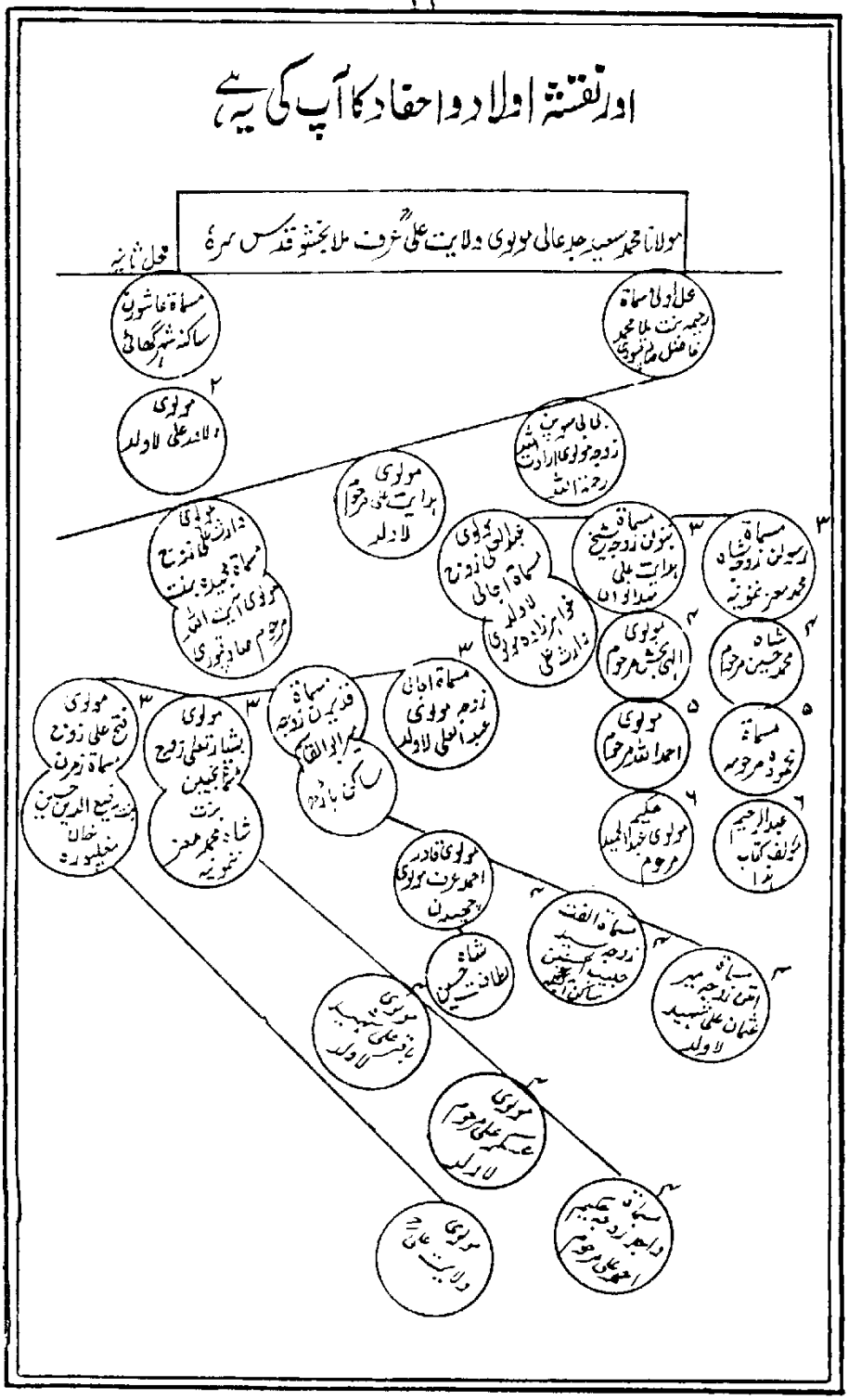

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح ہو کہ حضرت مولانا محمد سعید علیہ الرحمۃ اصل ساکن شہر گھاٹی کے تھے اور ان کے آبا و اجداد منیر و بکھا وغیرہ تا ضلع ہزاری باغ مختلف بستیوں میں قیام پذیر رہے اور ہنوز وہاں موجود ہیں۔ اُن کی اولاد میں سے صرف وارث علی علیہ الرحمۃ بوجہ اس کے کہ اُن کی نانیہال محلہ صادقپور پٹنہ تھی اور نیز اُن کی شادی صادق پور میں ہوئی۔ لہٰذا اُنہوں نے سکونت شہر گھاٹی چھوڑ کر اپنی سسرال و نانیہال محلہ صادق پور شہر پٹنہ میں سکونت اختیار کی اور مسماۃ سوپن خود صادق پور میں بیاہی گئیں مگر ان کی بیٹی مسماۃ بتولن زوجۂ شیخ ہدایت علی مہدانواں بھی بعد انتقال زوج اپنے مہدانواں کو چھوڑ کر اسی صادق پور میں سکونت پذیر ہوئیں اب اس وقت سے ہم لوگ صادقپوری ہوئے مولانا حفیظ اللہ و مولانا حضرت محمد عارف سے لے کر مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہم تک کل حضرات متوسل شاہان خاندان تیموریہ دہلویہ رہے۔ اور ہر ایک کو عہدہ جلیلہ مثل قضا و افتاء رہا اور بعض استاد و اتالیق شاہزادگان رہے اور ہر ایک کو مواضعات جاگیر میں طرف سے شاہان دہلی کے ملے مگر افسوس صد افسوس کہ وہ کل فرامین شاہی و اسانید قضا وغیرہ وہیں شہر گھاٹی میں رہے چنانچہ جناب سید خواجہ عبدالکریم مرحوم نے جو ارسال فرمایا ہے درج کی گئی ہیں۔ (تاریخ انتقال حضرت [illegible] قدس سرہٗ جو آپ کے مزار کے سرہانے کتبہ میں کندہ ہے از نتیجۂ فکر جناب مولوی دلاور علی صاحب مرحوم متخلص بہ دل)

آں شہ صاحب کمالان زماں ملا سعید سال فوت او نہاں در گوش دل با آہ آہ	ولہ	چوں ز دنیا سوئے ملک معنوی طے کرد رہ گفت ہاتف نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ ۱۱۹۴ھ
چو آں شاہ سعید با کمالات دلا شور عزا چوں بر فلک شد		بجنت شد رواں زین دار ششدر بتاریخش بر آمد و از اختر ۱۱۹۴ھ

(تاریخ انتقال حضرت مولانا محمد سعید قدس سرہٗ از نتیجۂ فکر خواجہ عبدالکریم مرحوم تخلص قریں)

کامل وقت عارف دوراں نقل فرمود زیں سرائے کہن	آہ ملا سعید عالیشان جنت عدن ساختہ مسکن

خواستم سال رحلتش چوں قریں	از سر بام ہاتف غمگین	سال ترحیل آں خدا آگاہ	گفت رفتہ ولی بجنت آہ ۱۱۹۴ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسماۃ قدیرن زوجۂ میر ابوالقاسم ساکن باڑھ

ان کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہوا۔ مسماۃ امتن جنکی شادی میر عثمان علی صاحب بن قاضی رجب علی ساکن گھوڑی گھاٹ پرگنہ کنڈہ ضلع ہزاری باغ سے ہوئی مگر انہوں نے لاولد انتقال کیا۔ میر عثمان علی شہید دو بھائی تھے دوسرے کا نام میر صادق علی وہ اکثر صادق پور میں آیا کرتے تھے اس فقیر نے بھی ان کو دیکھا ہے ان کی اولاد ہنوز گھوڑی گھاٹ میں موجود ہے از انجملہ حافظ سید کفایت اللہ صاحب ہیں کہ اس فقیر کی اول ملاقات ان سے سفر حج ۱۳۰۱ھ ہجری مکہ معظمہ میں ہوئی اور چند مہینے ان کا ساتھ رہا۔ اس کے بعد بھی اُن سے ملاقات ہوئی جناب میر عثمان علی شہید یہاں سے بہمراہی جناب حضرت امیر المومنین سید احمد صاحبؒ واسطے جہاد کے ملک پنجتار و سوات وغیرہ میں تشریف لے گئے اور وہاں بمقابلہ سکھ بمقام سیدو جو ایک موضع ہے قریب پشاور کے جمادی الثانیہ ۱۲۴۲ھ ہجری میں بضرب گولہ توپ شہید ہوئے دختر دوم مسماۃ الفت جنکی شادی جناب سید حبیب الحسنین ساکن آبگلہ متصل گیا سے ہوئی لیکن وہ بعد شادی صرف ایک دفعہ آبگلہ گئیں اور اُس کے بعد جناب سید حبیب الحسنین صاحب مرحوم باعث ناموافقت بنی اعمام اپنے سکونت آبگلہ کو ترک کر کے اسی صادق پور میں سکونت پذیر رہے اور اسی محلہ کے مقبرہ میں جو اب ضبطی سرکار میں در آکر کچہری میونسپلٹی قائم کی گئی ہے اُن کا مزار ہے ان کی ایک بیٹی مسماۃ عائشہ اور دو بیٹے مولوی سید احمد حسین صوفی و سید تجمل حسین ہوئے اور ہر سہ لاولد اس دار فانی سے راہی ہوئے۔ مسماۃ عائشہ کی شادی ساتھ سید شاہ امیر الدین مرحوم بن جناب مولوی سید قادر احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہوئی اور ہر دو لاولد رخصت ہوئے۔ مولوی سید احمد حسین صاحب صوفی نے یہاں برادری میں شادی نہ کی جب بہ شوق تحصیل علم پچھیان کو تشریف لے گئے تخمیناً بیس برس تحصیل علوم حالت سفر میں بسر کی اسی اثنار میں گوالیار میں اپنے اُستاد جناب حکیم سید احمد حسین صاحب کی لڑکی مسماۃ امۃ الفاطمہ سے شادی کی اور یہاں لے آئے جناب صوفی صاحب کا علم کتابی نہایت عمدہ تھا۔ شعر و شاعری سے بھی آپ کو خوب مذاق تھا نظم و نثر ہر دو میں آپ کو دستگاہ کامل تھی آپ حقیقت میں نہایت صوفی صفت متقی پرہیزگار باوقات آدمی تھے اپنے

صوفی صاحب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچپن سے کبھی لغو اور بد کاموں کی طرف توجہ نہ کی ہمیشہ اُن سے آپکو نفرت تام رہی آپکو چھوٹے چھوٹے بچوں کی تعلیم سے ایک دلچسپی خاص رہی اُس میں آپنے بدرجۂ غایت دستگاہ حاصل کی تھی آپ نے اس ایک خاص امر میں شہرۂ عام حاصل کیا تھا آپنے ایک مدرسہ اپنے قیام گاہ گذری جہاں اب بادشاہ منزل ہے ، لڑکوں اور لڑکیوں کا کھولا آپ کی اہلیہ بھی نہایت عمدہ قرات قرآن کی خوش الحانی و مخارج وغیرہ سے نہایت درست بطور عمدہ قاری کے پڑھتی تھیں ان کو بھی لڑکیوں کی تعلیم میں مذاق کامل حاصل تھا صدہا لڑکیاں عمائد شہر کی اور لڑکے آپ سے قرآن تعلیم پاگئے۔ پانچ برس کا بچہ صرف الف با پڑھ کر تمام قرآن جس جگہ سے کھول کر اس کے سامنے رکھ دو بے تامل پڑھ لیتا آپکا اسقدر شہرۂ تعلیم الطفال کے باب میں ہوا کہ آپ کی طلبی حیدرآباد دکن مدراس میسور وغیرہ سے ہوئی اور وہاں جاکر ہر اک جگہ آپنے مدرسہ کھولا اور دو دو تین تین مہینے وہاں رہ کر وہاں کے معلموں کو طرز تعلیم اطفال سکھا کر تشریف لائے آپکے اوصاف حمیدہ بہت کچھ ہیں جن کی اس قرطاس تنگ اساس میں گنجائش نہیں افسوس صد افسوس کہ ایسا عمدہ شخص بہت جلد راہی ملک بقا ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم نور مرقدہ ووسع مضجعہ۔ آپ کا مقبرہ محلہ نوبیہ پر پشت جمعہ مسجد ہے آپنے بتاریخ پندرہویں محرم ۱۳۱۳ھ انتقال فرمایا اُس وقت عمر آپ کی تخمیناً ستر سے کچھ کم ہوگی۔ آپ نے قرآن مجید کا ترجمہ بھی اُردو زبان میں لکھنا شروع کیا تھا اور اس کو چھپوایا بھی تھا مگر افسوس کہ پانچ پاروں تک تیار ہوکر کے رہ گیا۔ عمر نے وفا نہ کی۔ تیسرے لڑکے سید تجمل حسین ان کی شادی جناب سید ولی احمد مرحوم ساکن موضع بدلپورہ متصل اسٹیشن دانا پور کی لڑکی سے ہوئی تھی بعد شادی صرف ایک برس بقید حیات رہ کر بعمر بیجد سالگی آپ نے لاولد انتقال فرمایا۔ الغرض مسماۃ امتن و مسماۃ الفت۔ ان دونوں کی یادگار کوئی دنیا میں نام نہ رہی۔ جناب مولوی سید قادر احمد عرف مولوی چھیدن رحمۃ اللہ علیہ بھی نہایت عمدہ و پاکیزہ صفت فقیر دوست صوفی مشرب تھے اشعار فارسی و اُردو نہایت عمدہ فرماتے تھے اور آپ خوشنویس بھی تھے فقیر مؤلف کتاب ہذا کو بھی شرف شاگردی کا آپ کے حاصل ہوا ہے آپ کی شادی باڑھ میں ہوئی اور آپ کا دادیہالی بھی باڑھ میں تھا۔ مگر آپ کو محلہ صادق پور اور اس کے لوگوں سے کچھ ایسی محبت و انسیت ہوگئی تھی کہ آپنے ہمیشہ اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم میں زندگی بسر کی صرف چند روز کے واسطے باڑھ تشریف لے جاتے بطور مسافر وہاں رہکر اپنے اہل و عیال سے ملاقات کر کے چلے آتے آپکا انتقال بھی اسی محلہ صادقپور میں ہوا بعد انتقال آپ کو باڑھ لیجا کر لوگوں نے دفن کیا۔ آپکے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہوئیں۔ سید شاہ امیر الدین مرحوم انکی شادی مسماۃ عائشہ بنت مسماۃ الفت زوجہ سید حبیب الحسنین صاحب سے ہوئی اور بعمر شصت سالگی لاولد اس جہان سے رخصت ہوئے دوسرے سید میر الدین وہ بھی بعمر ہفتاد سالہ اس جہان فانی سے رخصت ہوئے تیسرے سید شاہ مہدی حسین مرحوم ان کی اولاد سید احمد حسین عرف بھلو میاں غیرہ اس وقت تک باڑھ میں موجود تھے۔ چوتھے سید شاہ لطافت حسین صاحب ان کی شادی نواباد میں ہوئی اور یہ بھی اپنی سسرال میں جاکر آباد ہوئے اور وہیں ان کی اولاد امیر شاہد حسین مرحوم وغیرہ موجود ہیں پانچویں مسماۃ شبراتن کہ جن کی شادی جناب قاضی سید محمد اجمل خاں بہادر سے ہوئی قاضی صاحب کے از روئے انتظام قصبہ باڑھ تھے ۱۸۶۱،۶۲ء میں از طرف گورنمنٹ انگریزی بندوبست انکم ٹیکس میں اسسٹنٹ یعنی ڈپٹی کلکٹر بھی مقرر ہوئے تھے اڑھائی برس آپنے اس کام کو نیک نامی سے انجام دیا جب یہ محکمہ بالش ہوا آپ علیحدہ ہوئے اخیر میں آپ کو خان بہادر کا خطاب بھی سرکار سے عنایت ہوا اور بعمر ہفتاد سالگی اس جہان سے رخصت ہوئے لیکن جناب قاضی صاحب مرحوم نے حین حیات میں اپنی زوجہ اولی کے ایک دوسری شادی بشوق تولد فرزند اپنی برادری میں کی اُن سے ایک فرزند قاضی سید محمد فضل نام کے ہوئے اور اُن کی شادی جناب شاہ سید مہدی حسین مرحوم موصوف کی لڑکی سے ہوئی جو اس وقت بمنتہ تعالیٰ یادگار قاضی صاحب ہیں طال عمرہٗ فی عبادۃ ربہ۔

نقشہ اُس کا یہ ہے

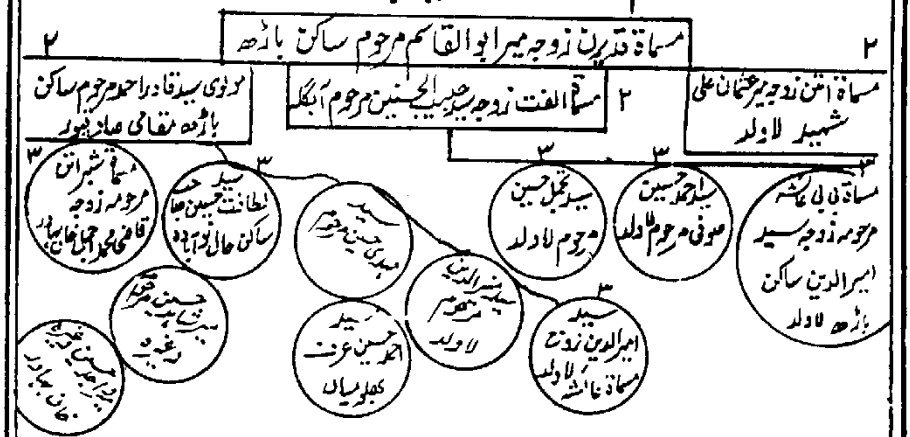

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم۔ نسب نامۂ ام الاب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ الغفران

(۱) مولوی ولایت علی و مولوی عنایت علی و مولوی فرحت حسین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(۲) مولوی فتح علی مرحوم (زوج مسماۃ زمرن)

(۳) مولوی وارث علی مرحوم زوج مسماۃ مجیدہ بنت مولوی آیت اللہ رحمۃ اللہ علیہ واولادہٗ ملا شکر اللہ قدس سرہٗ وہ اولاد سے حضرت مخدوم احمد چرم پوش قدس سرہٗ کے ہیں ابن

(۴) مسماۃ رحیمہ مرحومہ زوجہ اولیٰ ملا سعید قدس سرہٗ بنت

(۵) ملا محمد فاضل صادق پوری ابن

(۶) ملا خیر اللہ بن

(۷) ملا داؤد بن

(۸) ملا امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ صادقپوری (برادر کلاں ملا شکر اللہ مرقوم الصدر)

(۹) شاہ عبد الستار رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) حضرت مخدوم احمد چرم پوش قدس سرہٗ کہ مزارشان بحلہ انبیر بہار است۔

(۱۱) حضرت سید موسیٰ ہمدانی

(۱۲) حضرت سید مبارک

(۱۳) حضرت سید ابراہیم

(۱۴) حضرت سید سلیمان

(۱۵) حضرت سید عبد الکریم

(۱۶) حضرت سلطان عبد الحکیم

(۱۷) حضرت سید شاہ عبد الشکور

(۱۸) حضرت سید شاہ نعمت اللہ مدنی۔

(۱۹) حضرت سید شاہ عبد المجید مدنی

(۲۰) حضرت سید شاہ عبد الرحیم مدنی

(۲۱) حضرت سید شاہ الحق۔

(۲۲) حضرت سید شاہ احمد۔

(۲۳) حضرت سید شاہ محمود۔

(۲۴) حضرت سید شاہ اسمٰعیل۔

(۲۵) حضرت سید شاہ عبد الرحمٰن

(۲۶) حضرت سید شاہ ابو القاسم

(۲۷) حضرت سید شاہ نور الدین

(۲۸) حضرت سید شاہ یوسف

(۲۹) حضرت سید شاہ رکن الدین

(۳۰) حضرت سید شاہ علاء الدین

(۳۱) حضرت سید شاہ یحییٰ مدنی

(۳۲) حضرت سید شاہ زکریا مدنی

(۳۳) حضرت سید شاہ حسن مدنی۔

(۳۴) حضرت سید شاہ عمر مدنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳۵) حضرت سید شاہ امام عبداللہ	(۳۹) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
(۳۶) حضرت سیدہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ	(۴۰) حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ
(۳۷) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	(۴۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ زوج حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا۔
(۳۸) حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ	

واضح ہو کہ مسماۃ عبیدہ زوجہ مولوی وارث علی مرحوم بنت مولوی آیت اللہ عرف مولوی دلیل اللہ اولاد سے حضرت ملا شکر اللہ قدس سرہٗ کے تھے اور جناب ملا شکر اللہ صاحب و ملا امان اللہ رحمہ یہ دونوں یعنی بھائی ابن حضرت شاہ عبدالستار رحمۃ اللہ علیہم کے ہیں مگر مولوی آیت اللہ و ملا شکر اللہ کے درمیان چند نام چھوٹ گئے ہیں کہ ان کا مؤلف کتاب کو باوجود تلاش کے پتہ نہ ملا اور نیز درمیان حضرت شاہ عبدالستار و حضرت مخدوم احمد چرم پوش قدس سرہٗ کے بھی کچھ نام چھوٹ گئے ہیں کہ باوجود تفحص و تلاش کے پتہ نہ ملا۔ اور مخفی نہ رہے کہ جناب حضرت دیوان شاہ عبدالفتاح و حضرت دیوان شاہ عبدالمجید قدس سرہما کہ جن کے مزار مقبرہ محلہ صادقپور میں تھے کہ جہاں اب میونسپلٹی کچہری قائم ہے یہ دونوں حضرات بھی اولاد سے ملا امان اللہ یا ملا شکر اللہ علیہما الرحمۃ کے ہیں اور ان کا ایک حجرہ وقت ضبطی جائداد تک موجود تھا اور اس کو سرکار نے ضبط کر کے توڑ دیا کہ ترکہ میں مسماۃ واجدہ بنت مولوی بشارت علی مرحوم کو ملا تھا لیکن چونکہ فقیر کو اس کا کچھ نشان نہ ملا کہ یہ دونوں حضرات یعنی دیوان شاہ عبدالفتاح و دیوان شاہ عبدالمجید قدس سرہما سے ہمارا خاندان کہاں جا کر ملتا ہے۔ لہٰذا اُن کو فہرست نسب نامہ میں درج نہیں کیا اطلاعاً حوالہ قلم ہوا۔ حضرت مولانا امان اللہ قدس سرہٗ زمانہ میں اکبر بادشاہ کے پیدا ہوئے آپ نے عمر زیادہ پائی نورالدین جہانگیر اور شاہ جہاں کا زمانہ آپ نے بالکل طے کیا اور اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں آپ کا انتقال ہوا ان تینوں بادشاہوں کے زمانہ میں آپ برابر شاہزادگان دہلی کو پڑھاتے رہے اور ہر ایک بادشاہ نے متعدد مواضعات جاگیر میں آپ کو عطا فرمائے جن میں سے بعض کے نام اور ان کے فرامین شاہی کی نقل آگے کر دی جاتی ہے اخیر میں مرزا محمد معظم فرزند عالمگیر بادشاہ کو بھی آپ نے پڑھایا اوائل عمر میں آپ نے نوکری شاہان دہلی کی کی۔ بعد اس کے آپ خانہ نشیں ہو کر درس تدریس میں مصروف ہوئے۔ آپ کا مکان محلہ کچہری متصل شہر پٹنہ تھا مرزا محمد معظم جس زمانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں صوبہ دار بہار تھے اکثر آپ کے مکان پر آتے اور فرامین مواضعات لکھ کر اپنے ہمراہ لاتے وقت ملاقات ملا صاحب قدس سرہٗ کے آپکے بچھاون کے نیچے چپکے سے رکھ کر چلے جاتے آپ کی نظر جب اُن فرامین پر پڑتی اس کو اُٹھا کر کہیں طاق وغیرہ پر رکھ دیتے آخر عمر میں آپنے عزلت و گوشہ نشینی اختیار کی اور برابر کے پہاڑ پر جو قریب سہسرام ہے جا کر رہے اور وہیں انتقال فرمایا آپ بڑے عالم فاضل اور عارف کامل تھے آپ کو بجز عبادت معبود حقیقی کے کوئی سروکار نہ تھا آپ کے برادر خورد ملا شکر اللہ قدس سرہٗ نے بعد انتقال اپنے برادر کلاں کے ان فرامین کو جو وقتاً فوقتاً آپ کو شاہان دہلی کے یہاں سے ملتے رہے تھے اور آپنے اُن کو گھر میں ڈال رکھا تھا۔ دہلی لے جا کر اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے حضور میں ان کو جاری کرایا وہاں سے پروانجات دخلیابی بنام صوبہ دار بہار لائے۔ وہ بہت مواضعات تھے کہ آپ کی اولاد میں نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن چلے آتے رہے کہ اُن کا تھوڑا سا حصہ دختری مسماۃ دیپن و مسماۃ سعیدہ بنتان ملا آیت اللہ مرحوم کو ملا جو اس وقت تک ہم لوگوں کے دخل میں ہے اور کچھ حصہ اُس کا جو اس فقیر مؤلف کتاب کو وراثتاً ملا تھا ضبط سرکار ہوا اور جو باقی جو ہمارے چچا زاد بھائیوں کے نام تھا وہ ہنوز باقی ہے۔ اس کی فہرست آگے آوے گی آپ کا خاندان خلہ انیر بہار سے اُٹھ کر محلہ پتھری متصلات شہر پٹنہ میں آکر بسا اور وہاں سے بعض محلہ صادق پور میں آکر بسے محلہ پتھری میں آپ کی بہت بڑی حویلی و رعیت خانہ وغیرہ تھا حویلی تو گر گئی جس کو اس فقیر نے خود دیکھا تھا مگر رعیت خانہ کچھ تھوڑا ہم لوگوں کے حصہ میں اس وقت تک باقی ہے آپ کی اولاد میں سے ملا آیت اللہ عرف ملا دلیل اللہ قدس سرہٗ بہت بڑے عالم اور بڑے سپاہی بھی تھے آپ آخر عمر میں نواب دلاور جنگ فرزند نواب مظفر جنگ صوبہ مرشد آباد کے پڑھانے کو مقرر ہوئے تھے۔ آپ کی سپاہ گری کی ایک نقل یہ ہے کہ جب نواب مہابت جنگ کے زمانہ میں مرہٹوں کا لشکر پونا ستارہ سے واسطے لوٹنے کے عظیم آباد پر آیا اس وقت آپ بہ نظر جہاد نواب صاحب کے لشکر کے ساتھ ہو کر کفار سے خوب لڑے مرہٹوں کا لشکر گھوڑے سواروں کا تھا آپ بھی ایک عمدہ گھوڑے پر سوار تھے اور نیزہ بازی کر رہے تھے ایک سوار کو آپنے نیزہ مارا اُسکے سینہ سے پار ہو گیا اور نیزہ کا پھل اُس کے پیٹھ میں اٹک گیا آپ اُس کے نکالنے میں مصروف ہوئے کہ ایک دوسرے مرہٹے نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آکر پیچھے سے آپ کو نیزہ مارا وہ آپ کی ران میں آکر پار ہو گیا آپ نے اس نیزہ کو پکڑ لیا اور اُس مرہٹے کا بھی کام تلوار سے تمام کیا اسی حالت میں آپ کو اور چند زخم لگے اور آپ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے مرہٹوں کا راجہ ہاتھی پر سوار تھا ان سب کیفیات کو دیکھ رہا تھا، آپ کی بہادری اور سپہ گری کی قدر شناسی کر کے فی الفور اپنے ہاتھی کو بٹھا کر آپ کو اُسی پر لے لیا اور وقت واپسی پونا ستارہ کو لے گیا وہاں آپ کی مرہم پٹی کر کے جب آپ صحیح ہو گئے کچھ سوار آپ کے ہمراہ دے کر اور بہت کچھ زر و جواہر دے کر نہایت عزت کے ساتھ آپ کو پٹنہ بھیج دیا اور آپ کی ایک علمی حکایت یہ ہے کہ شاہان دہلی میں سے کسی ایک کتاب کی ضرورت ہوئی جو علم ریاضی میں تھی تو اس نے ناظم صوبہ بہار کو لکھا کہ وہاں کے علماء میں سے کسی کے پاس وہ کتاب ہو تو نقل کرا کر بھیجو ناظم کا آدمی واسطے دریافت کے جب آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ کتاب تو موجود نہیں ہے مگر اگر کوئی کاتب میرے پاس آوے تو میں زبانی لکھا دے سکتا ہوں اس وقت آپ کی عمر بہت ہو گئی تھی اور بصارت بھی جاتی رہی تھی محض گوشہ نشین تھے چنانچہ ناظم صوبہ بہار نے فی الفور ایک خوشنویس کاتب کو آپ کی خدمت میں بھیجدیا آپ نے ساری کتاب اُس کو زبانی لکھا دی۔ جب وہ کتاب نقل ہو کر دہلی میں بادشاہ کو پہنچی اس وقت اتفاقات حسنہ سے ایک نسخہ اُس کتاب کا بادشاہ کو کہیں سے ہاتھ لگ گیا تھا جب دونوں نسخوں کا مقابلہ ہوا مطابق پایا۔ الغرض آپ صاحب سیف و قلم دونوں تھے۔

آپ کی اولاد میں سے جناب سید احمد علی مرحوم اُن کے صاحبزادے سید محمد مصطفےٰ مرحوم مؤلف کتاب ہذا کی یاد میں محلہ پتھری میں موجود تھے مگر بعد کو کل املاک اپنی بیچ کھوچ کر الہ آباد چلے گئے اور بعد انتقال سید احمد علی مرحوم ان کے صاحبزادہ سید محمد مصطفےٰ صاحب ۱۲۷۹ھ ہجری میں خیر آباد کو تشریف لائے اور پتھری پر مکان و رعیت خانہ آپکا جو کچھ رہ گیا تھا اس کو بھی فروخت کر کے پھر آپ الہ آباد کو واپس گئے اُس کے بعد پھر اُن کا کچھ حال معلوم نہ ہوا بالجملہ ملا آنان اللہ وملا شکر اللہ قدس سرہما کی اولاد ذکور میں سے کوئی بھی اس وقت باقی نہیں ہے۔ صرف بیٹی کی اولاد میں سے ہم لوگ ہیں۔ اور واضح ہو کہ فرامین شاہی تخمیناً تین سو عدد جو وقتاً فوقتاً شاہان دہلی کے یہاں سے اس خاندان کو ملے تھے وہ سب وقت ضبطی جائداد مسودہ اوراق ہذا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضبط سرکار ہو گئے۔ مگر جس وقت کہ بندوبست مواضعات صوبہ بہار از طرف سرکار گورنمنٹ ہوا تھا اس وقت حکم سرکاری ہوا تھا کہ جو شخص جس موضع یا جس اراضی پر قابض و دخیل ہے وہ اپنا قبضہ اور وجہ قبضہ دکھلا دے تب وہ شے اس کے ساتھ بندوبست کی جاوے گی چنانچہ اس وقت حضرت جد امجد مولوی فتح علی مرحوم نے ایک عرضی دعوی لکھا اس میں ہر ہر موضع کی نسبت کہ جس پر ہم لوگ اسوقت قابض و دخیل تھے وجہ قبضہ دکھلائی کہ فلاں بادشاہ نے فلاں سنہ میں فلاں شخص کو یہ موضع دیا اور اس شخص موہوب لہ سے وراثتاً اس طور پر ہم کو پہنچا پس اس عرضی دعوی کی نقل جو جناب حکیم مولوی محمد نصیر صاحب مرحوم کے پاس موجود تھی اسی سے میں نے اس نسب نامہ کو حضرت مخدوم احمد چرم پوش تک لکھا ہے۔ اور حضرت مخدوم سے اوپر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک کتاب حضرت شاہ محمد نور صاحب مدظلہ ساکن محلہ انیر مہار سجادہ نشین حضرت مخدوم احمد چرم پوش قدس سرہٗ سے لیا ہے من شاء فلینظر هناك چنانچہ نقل ان فرامین کی بھی درج ذیل ہے:-

محمد شاہ بادشاہ

نام واہب	محمد شاہ بادشاہ۔
فرمان عطا	مرقومہ دویم رمضان سنہ ۳ جلوس مطابق سنہ ۱۱۳۳ ہجری
موہوب لہ	شیخ دلیل اللہ عرف ملا آیت اللہ از اولاد ملا شکر اللہ درویش۔
موضع موہوبہ	سنگرامپور رگھا کول پرگنہ منیر ضلع پٹنہ مقدار رقبہ ایک ہزار بیگہہ۔
متصرف حال	بی بی زبیدہ زوجہ و مسماۃ سعیدہ و مسماۃ دیپن بنتان ملا آیت اللہ۔
تاریخ پروانہ	وزیر الملک نظام الملک فتح جنگ بہادر سپہ سالار مرقومہ دوئم جمادی الاولیٰ سنہ جلوس مطابق سنہ ۱۱۳۶ ہجری
صدر پروانہ	صدر الصدور معتمد الملک معظم خانخانان بہادر مظفر جنگ مرقومہ نہم ربیع الثانی سنہ ۶ جلوس مطابق سنہ ۱۱۳۶ھ
وجہ عطا	مدد معاش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد فرخ سیر بادشاہ

نام واہب	محمد فرخ سیر بادشاہ۔
فرمان عطا	مرقومہ پنجم صفر ۱۱۲۴ھ ہجری۔
موہوب لہ	ملا غلام رسول از متعلقان ملا امان اللہ ولد شاہ عبدالستار درویش۔
موضع موہوبہ	محال موضع گوڑھانہ اصلی مع دخلی پرگنہ شاہ پور میئر ضلع پٹنہ رقبہ ایکہزار بیگہہ
مصرف حال	مسماۃ دین و مسماۃ مجیدن بنتان شیخ دلیل اللہ عرف ملا آیت اللہ برادر حقیقی ملا غلام رسول۔
تاریخ پروانہ	پنجم صفر ۱۱۲۴ھ ہجری
صدور پروانہ	سید عبداللہ خاں و افضل خاں صدر جہاں صدر الصدور و وزیر الممالک نظام الملک
وجہ عطا	مدد معاش

اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ

تاریخ فرمان عطا	مرقومہ ۲۴ رمضان ۱۰۶۸ھ ہجری
موہوب لہ	ملا امان اللہ از فرزندان مخدوم احمد چرم پوش
شے موہوبہ	موضع کھوریٹھ رقبہ چہل بیگہہ۔
وجہ عطا	مدد معاش۔
مصرف حال	مسماۃ دین و مسماۃ سعیدہ بنتان شیخ دلیل اللہ عرف ملا آیت اللہ از فرزندان ملا شکر اللہ درویش۔
پروانہ	وزیر الملک جعفر خاں۔

شاہجہاں بادشاہ

تاریخ صدور فرمان	مرقومہ ہشتم جمادی الثانیہ ۱۰۳۹ھ ہجری
موہوب لہ	ملا محمد عباس
وجہ عطا	مدد معاش
مصرف حال	مسماۃ بولن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف مال بوجہ ارث مولوی وارث علی و مولوی ہدایت علی خواہر زادگان مسماۃ بتول۔

پروانہ سید احرام خاں و محمد رضا خاں صدر الصدور۔

موضع مع رقبہ موضع صادقپور سنگرام پرگنہ حویلی عظیم آباد۔ رقبہ ایکہزار بیگہہ۔

واضح ہو کہ محلہ صادقپور ایکہزار بیگہہ پروانہ عطا میں ہم لوگوں کو دیا گیا مگر نہ معلوم کس وجہ سے بجز صرف اور پر تینتیس بیگہہ کے ہوا پس یہ تینتیس بیگہہ اس طرح پر تقسیم پایا کہ جملہ تیرہ سہم قرار دیا گیا ازاں جملہ پانچ سہم مولوی فتح علی مرحوم نے لیا اور چار سہم فرزندان مولوی بشارت علی مرحوم اور دو سہم مسماۃ قدرتن زوجہ میرا بوالقاسم مرحوم ساکن باڑھا اور دو سہم مسماۃ اجائی زوجہ مولوی عبد العلی مرحوم مولوی عدالت پٹنہ

بی بی سوین بنت رحیمہ بنت ملا محمد فاضل صادقپوری بن ملا سعید قدس سرہ زوجہ مولوی ارادت اللہ مرحوم

ان کے ایک بیٹا مولوی عبد العلی اور دو بیٹیاں مسماۃ رسولن زوجہ شاہ محمد معز عرف شاہ منو ساکن محلہ تنوہیہ و مسماۃ بتولن زوجہ شیخ ہدایت علی ساکن جہدانواں۔ مولوی عبد العلی لاولد گذرے اور مسماۃ بتولن کی ایک بیٹی مسماۃ منیبہ زوجہ اولی مولوی فتح علی صادقپوری ہوئیں جو ایک برس بعد شادی لاولد زندہ رہکر گذر گئیں۔ اور ایک بیٹا مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں اور آپ کی شادی ساتھ مسماۃ لطیف بنت شاہ محمد معز موصوف کے ہوئی۔ تفصیل اولاد کی یہ ہے۔ مولوی احمد اللہ رح زوج مسماۃ بصیرن بنت حضرت شاہ محمد حسین رح ساکن تنوہیہ مولوی ولی اللہ رح یہ مجذوب صفت تھے۔ آپ کو ہوش و حواس اکل و شرب و ستر پوشی وغیرہ کا بھی نہ تھا لہذا آپ کی شادی نہ ہوئی آپ تخمیناً پچاس برس کی عمر میں رحلت فرما ہوئے۔ مولوی فیاض علی زوج مسماۃ حفیظن و مولوی یحیی علی زوج مسماۃ حمیدن۔ و مولوی اکبر علی زوج مسماۃ شریفن و مسماۃ جمیلۃ النساء جن کے زوج اول مولوی قمر الدین شہید و زوج ثانی مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ ہوئے۔ و مسماۃ وجیہن زوجہ مولوی اولیاء علی رح۔ و مسماۃ وسیمن زوجہ شیخ ولایت حسین بن شیخ نوازش حسین ساکن موضع امتھوا۔ و مسماۃ میرن نے بارہ تیرہ برس کی عمر میں قبل از شادی انتقال کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منقول از رویکار کچہری ڈپٹی کلکٹر بہادر ضلع پٹنہ واقع تاریخ

۱۴- ماہ مارچ ۱۸۳۹ء مطابق ۱۵ ماہ جیت ۱۲۴۶ف

محمد عباس وغیرہ مورثم فرمان یکہزار بیگہہ اراضی از انجملہ نہصد شصت بیگہہ زمین از پرگنات دیگر و چہل بیگہہ از پرگنہ خویلی عظیم آباد در عہد حضرت شاہ جہاں بادشاہ غازی حاصل نمودہ بودند و بعد فوت موہوب لہم ہزار بیگہہ اراضی مذکور فیما بین ورثہ پشت در پشت تقسیم یافتہ بالاخرہ سوازی ہیجدہ بیگہہ مزروعہ منجملہ چہل بیگہہ مذکور بمسماۃ بولن وغیرہا بوجہ الارث رسیدہ کہ مسماۃ مذکورہ صحیحہ ہیجدہ بیگہہ اراضی مذکور بنام خود و خواہران خود ہمیر سید احترام خاں و محمد رضا خاں صدر علحدہ حاصل ساختہ قابض و متصرف شدہ و بعد فوت مسماۃ مذکورہ شیخ وارث علی و شیخ ہدایت علی خواہرزادگانش ہر ہیجدہ بیگہہ اراضی مزروعہ مذکورہ قابض شدند و پس ازاں اراضی مذکور در قبض و دخل شیخ فتح علی و بشارت علی و بی بی اوجالی و بی بی قدیرن و از شیخ وارث علی و شیخ ہدایت علی و بی بی نجیبہ زوجہ شیخ بشارت علی مذکور در آمد والحال مسماۃ بی بی زمرن زوجہ شیخ فتح علی مرحوم مذکور بر پانزدہ سہام از جملہ سی و نہ سہام از دربست ہیجدہ بیگہہ زمین مذکور حصہ شہری خود بموجب وثیقہ بیع مقاصہ مورخہ بستم شہر ربیع الثانی ۱۲۴۳ھ و شیخ عسکر علی و بی بی واجدہ ولد و بنت شیخ بشارت علی و بی بی نجیبہ ہر چہاردہ سہام بایں طور کہ ہر دو حصہ از ان شیخ عسکر علی و یک حصہ از جملہ چہاردہ سہم مذکور بی بی واجدہ دہر چہار سہم از سی و نہ سہام مذکور سید قادر احمد ولد بی بی قدیرن دہر دو سہم مسماۃ بی بی اُلفت خواہر سید قادر احمد مذکور دہر دو سہم سید عثمان علی زوج مسماۃ بی بی اُمت الزہرا خواہر دیگر سید قادر احمد مذکور دہر دو سہم مولوی عبد العلی بوجہ التولیت از طرف بی بی اوجالی زوجہ خود بموجب فرائض و وثائق مورث و تولیت نامہ یا خود بالا قابض و متصرف اند و حلہ و تالاب و غار کہ از اراضی مذکور داخل است فیما بینہم مشترک است ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبد العلی مرحوم بن مولوی ارادت اللہ مرحوم صاحبپوری

نواب مظفر جنگ و نیز نواب دلاور جنگ کے وقت میں جبکہ انگریزی کمپنی اور نواب صاحب ملکر صوبہ مرشد آباد و صوبہ بہار پر حکمران تھے آپ نواب صاحب کی طرف سے مولوی عدالت کے عہدہ پر (کہ جس کو آجکل جج کہتے ہیں) صوبہ بہار میں مقرر تھے اور آپ ہی کے واسطے پٹنہ کی کچہری۔ جو اب گلزار باغ میں ہے تیار کی گئی تھی عدالت دیوانی و فوجداری کے کل مقدمات آپکے پاس دائر ہوتے تھے مگر جب دورہ کا مقدمہ خون وغیرہ کا ہوتا اس وقت ایک انگریز بھی آپکے ساتھ بطور جوری کے شریک رہتا آخر میں جب کمپنی بہادر نے نواب صاحب کی نقد تنخواہ کر دی اور ملک کا بندوبست کل اپنے ہاتھ میں لے لیا آپ مستعفی ہو کر خانہ نشین ہو گئے ہر چند کمپنی نے چاہا کہ آپ کو اسی عہدہ پر بحال رکھیں مگر آپ نے قبول نہ فرمایا آپ بہت بڑے عالم اور درویش صفت فقیر دوست تھے آپکے جو کچھ نواب صاحب سے ملتا تنخواہ یا انعام وغیرہ وہ کل ذوی الحاجات و اہل برادری میں صرف کر ڈالتے اپنے ہاتھ سے قرآن شریف لکھ کر اور ہدیہ کر کے اپنا ذاتی صرف اسی سے کرتے آپ کو جو نواب صاحب کی طرف سے ماہی و مراتب و عصا و سونٹا سوار و پیادہ واسطے جلوس کے مرحمت ہوا تھا کبھی اس کو اپنے ہمراہ نہ رکھتے۔ آپ محض سادہ وضع سے موٹا کپڑا پہنکر ایک پھریرا رکھنہ تا جان پہ کچہری اور دربار کو جایا کرتے آخر عمر میں آپ مختل الحواس ہو گئے تھے آپنے جناب سید احمد صاحب بریلوی کو بھی پایا اور بیعت حاصل کی آپ کی عمر قریب سو برس کے پہنچی تھی آپ کا انتقال شاید ۱۲۴۵ھ ہجری میں ہوا ہے۔

جعفر طیار رضی اللہ عنہ بن ابی طالب

جعفر طیار رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابن عم اور علی رضؓ کے سگے بھائی تھے مگر علی رضؓ سے دس برس بڑے تھے۔ ایک روز علی رضؓ رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز میں دائیں جانب کھڑے تھے تو ابو طالب نے جعفر رضؓ سے کہا تو اپنے ابن عم کے بائیں جانب کھڑا ہو جا۔ آپکے قبل اکتیس اشخاص اسلام قبول کر چکے تھے۔ بعض روایت میں ہے کہ علی رضؓ سے کچھ عرصہ بعد اسلام لائے تھے۔ نبی صلعم اکثر فرماتے، تو مجھ سے صورت اور سیرت میں بہت مشابہ ہے۔ تو ہی گھرانے کا ہے جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھرانے کا ہوں' رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میرے قبل کے انبیاء کو سات چنندہ رفیق دیئے گئے مگر میں چودہ رفیق حمزہ۔ جعفر۔ علی۔ حسن۔ حسین۔ ابوبکر۔ عمر۔ مقداد۔ حذیفہ۔ سلمان۔ عمار اور بلال دیا گیا۔ جعفرؓ نے دو ہجرتیں کیں پہلی حبشہ کی طرف دوسری مدینہ طیبہ کی جانب۔ تا قیام حبشہ آپ نجاشیؓ کے یہاں رہے۔ نجاشی اور اس کے اتباع آپ ہی سے مشرف باسلام ہوئے۔ جناب رسول اللہ صلعم نے جب آپ کے مدینہ طیبہ آنے کی خبر سنی تو آگے بڑھ کر آپ اور آپ کے ہمراہیوں سے ملے۔ آپ سے معانقہ کیا پیشانی پر بوسہ دیا۔ فرط مسرت میں فرمانے لگے 'میں نہیں بتا سکتا کہ مجھے زیادہ خوشی جعفر کے واپسی کی ہے یا فتح خیبر کی' جناب صلعم نے آپ کو مسجد کے پاس فروکش فرمایا اور معاذ بن جبل سے مواخات قائم کردی۔ ابوہریرہ کہتے ہیں میں قرآن پڑھا کرتا اور بھوک کی شدت سے شکم پر پتھر باندھے ہوتا جعفر آکر مجھے کھلا جاتے۔ وہ مسکینوں سے الفت رکھتے۔ ان کے پاس بیٹھتے' ان سے باتیں کرتے۔ ان کی دلجوئی کرتے جو آپ کے گھر میں ہوتا ہم لوگوں کو کھلایا کرتے یہاں تک کہ تھیلی خالی ہو جاتی۔ بخاری میں ہے کہ جعفر مسکینوں کے حق میں بہتر شخص تھے۔ جناب رسول اللہ صلعم نے آپ کو ابوالمساکین کے خطاب سے ممتاز فرمایا تھا۔ آپ کے صاحبزادہ عبداللہ۔ ابوموسیٰ اشعری۔ عمرو بن عاص نے آپ سے روایت کی ہیں۔

جب جناب رسول اللہ صلعم ذوالحجہ میں بعد قضائے عمرہ مدینہ طیبہ واپس آئے تو جمادی الاولیٰ ۸ھ میں آپ کو غزوہ موتہ کے لئے روانہ فرمایا اور بعد شہادت زید بن حارثہ کو آپ کی امارت کے لئے وصیت کی۔ یہ جنگ غایت سخت تھی آپ کے اسپ کمیت کی کوچلی کاٹ ڈالی گئیں۔ آپ اسپ تازی سے اتر گئے۔ آپ کے دونوں ہاتھ کٹ چکے تھے۔ تاہم آپ نے علم اسلام گرنے نہیں دیا۔ سینہ سے لگائے رہے۔ آخر شہادت نوش فرمایا۔ جناب رسول اللہ صلعم نے بشارت دی کہ اللہ نے جعفر کے دونوں ہاتھوں کو پروں سے بدل دیا۔ اب وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ وہ اور اس کے ساتھی طلائی سہری (تخت) پر جنت پہنچا دیئے گئے۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ میں غزوہ موتہ میں ساتھ تھا۔ جب ہم لوگوں نے جعفر کی لاش تلاش کی تو صرف ان کے اگلے حصہ جسم پر ستر سے زیادہ نیزے' تیر اور تلوار کے ضرب تھے۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب جعفر کی شہادت کی خبر جناب رسول اللہ صلعم کو پہنچی' تو جناب کے بشرہ مبارک سے غم نمایاں تھا۔ آپ غایت محزون تھے کہ جبرئیلؑ نے جناب صلعم کو خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالےٰ نے جعفرؓ کے خون سے سرخ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈینے لگا دیا ہے۔ جن سے وہ زشتوں کے ساتھ اُڑتے پھرتے ہیں"۔ جناب رسول اللہ صلعم آپ کی زوجہ محترمہ اسماء بنت عمیس کے پاس بغرض تعزیت تشریف لے گئے۔ وہ کہتی ہیں میں اس وقت آٹا گوندھ چکی تھی اور بچوں کو نہلا دُھلا کر پاک صاف کر رہی تھی"۔ جناب نے آنے کے ساتھ فرمایا "جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ"۔ میں آپ کے پاس لے گئی۔ جناب نے ان کو اپنے میں سات لیا اور چشم مبارک سے آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے عرض کی میرے ماں باپ جناب پر قربان ہوں کیا جعفر اور ان کے ساتھیوں کے متعلق کچھ خبر پائی ہے؟ جناب نے فرمایا "ہاں۔ آج وہ شہید ہو گئے"۔ میں سُن کر چیخنے لگی اور عورتوں کو جمع کرنا چاہا۔ جناب رسول اللہ صلعم نے ازواج مطہرات سے جا کر فرمایا "آل جعفر سخت مغموم ہیں ان کو اللہ سے غافل نہ ہونے دو"۔ آپ کی عمر شریف بوقت شہادت چالیس یا اکتالیس سال تھی۔ ابن عمر جب ابن جعفر سے ملتے تو کہتے "السلام علیک یا ابن ذی الجناحین"۔ حسان بن ثابت آپ کی شان میں فرماتے ہیں۔

کنا نری فی جعفر من محمد	وفاء و امرا صادقا حیث یومر
فلا زال فی الاسلام من آل ھاشم	دعائم عز لا یزول و یفتقر

وقال ایضا یرثی اھل موتۃ

رائت خیار المومنین توارد وا	شعوبا وقد خلفت مھری یؤخر
فلا یبعدن اللہ قتلی تتابعوا	بموتۃ منھم ذو الجناحین جعفر
وزید و عبد اللہ حین تتابعوا	جمیعا و اسباب المنیۃ تخطر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ جعفری

خواہرزادہ مولوی عبدالعلی صاحب بن ارادت اللہ صاحب مرحوم صادقپوری

فرزند شیخ ہدایت علی مرحوم ساکن مہدانواں حال مقامی صادقپور شہر عظیم آباد پٹنہ آپ کی شادی ساتھ سماۃ لطیفن بنت جناب حضرت شاہ محمد معروف شاہ منو رحم اللہ ساکن محلہ نمونیہ کے ہوئی۔ جناب امیرالمومنین حضرت سید احمد صاحب جب پٹنہ تشریف لائے تھے اس وقت آپ نے بھی سید صاحب کو اپنے مکان میں مدعو کیا اور وعظ کہلوایا، مگر آپ کو بیعت کا اتفاق نہیں ہوا آپ کے دو صاحبزادے جن کے نام احمد بخش دوسرے ولی بخش تھے جناب سید صاحب نے اُن کو بدل کر احمد اللہ و ولی اللہ رکھ دیا۔ آپ اپنے زمانہ کے بڑے قابل عاقل لائق ہوشیار مدبر لوگوں میں تھے۔ آپ شہر عظیم آباد کے رؤسائے عظام میں سے شمار کئے جاتے تھے۔ آپ بحیثیت عقل و دانش و فہم و فراست یگانۂ زمانہ تھے بڑے بڑے رؤسائے عظام آپ سے آکر اپنے امور خاص میں صلاح و مشورہ لیا کرتے تھے آپ کی گورنمنٹ انگریزی میں بھی بڑی قدر و منزلت تھی آپ نہایت ہی خوش اخلاق ذی مروت برادر پرور دل تھے آپ کے مزاج میں نہایت استقامت و ثبات قدمی تھی۔ آپ جس کام کو اچھا سمجھتے، کبھی اس سے نہ ہٹتے باوجود اس کے کہ اگر کوئی لڑکا بھی آکر حق بات بتادے تو اُس کے ماننے میں آپ کو کچھ عذر نہ ہوتا آپ بدرجۂ غایت حق پسند تھے ع متاع نیک ہر مکاں کہ باشد پر آپ کا پورا عمل تھا۔ حدیث شریف الحکمۃ ضالۃ المؤمن پر آپ کا پورا تمسک تھا یہی باعث ہوا کہ آپ نے آخری عمر میں اپنے صاحبزادہ خرد مولوی اکبر علی مرحوم کی فہمائش سے جناب حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران کے دست مبارک پر بیعت کی اور اپنی صبیہ بیوہ سماۃ جمیلۃ النساء کو آپ کے نکاح میں دیدیا اول نکاح بیوہ ہے، جو عظیم آباد پٹنہ کے شریف خاندان میں ہوا جزاھم اللہ خیرا۔ اس وقت سے آپ نے اپنے تین صاحبزادوں کو اعنی مولوی فیاض علی رح و مولوی یحییٰ علی رح و مولوی اکبر علی رح کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں دیدیا اور آپ مولانا کا اس قدر ادب کرتے کہ بجز بڑے حضرت کے کبھی نام نہ لیتے، آپ کے اوصاف حمیدہ وشمائل ستودہ بہت کچھ ہیں، کہ اس قرطاس تنگ اساس میں اس کی گنجائش نہیں۔ مولانا عبدالعلی صاحب نے آپ کو نواب مرشدآباد (یا کسی دوسرے نواب از خاندان شاہان دہلی) کے یہاں کسی اعلیٰ عہدہ (مثلاً دیوانی) پر رکھا دیا تھا، مگر ایک عرصہ بعد ریاست کی حالت مخدوش دیکھ کر باصرار مستعفی ہو گئے۔ آپ کو بوجہ بعض خدمتوں کے نواب مرشد آباد کی طرف سے بھوئی محال جو ایک موضع ہے قریب بہار کے کہ جس کا رقبہ اراضی چار ہزار بیگہہ اور آمدنی سالانہ تقریباً پندرہ ہزار روپیہ تھی اور موضع بچے گوپال پور پرگنہ شاہ پور منیر کہ جس کا رقبہ سات سو بیگہہ اور آمدنی سالانہ چار ہزار روپیہ تھی، عطا ہوا جو وقت ضبطی جائداد مولوی احمداللہ وغیرہ ضبط سرکار ہو گیا اور علاوہ اس کے مواضعات موروثی بھی تھے۔ اس کمترین مؤلف کتاب کا معمول تھا کہ روزانہ آپ کی شرف ملازمت حاصل کرتا اور آپ کے فیض صحبت اور کلمات طیبات سے بہرہ مند ہوتا، نسب نامہ خاندانی وحالات خاندانی جو کچھ اس کمترین نے ان اوراق میں لکھا ہے وہ اکثر آپ ہی کے ملفوظات گوہر صفات ہیں آپ ہی سے مسموع ہوئے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۲۱۰ھ (بارہ سو ایک ہجری میں ہوئی) اور انتقال آپ کا ۱۲۷۵ھ (بارہ سو پچھتر ہجری میں ہوا عمر آپ کی پچھتر برس کی ہوئی مزار آپ کا جمعہ مسجد خوبصورت بالین مزار حضرت شاہ ابوالبرکات قدس سرہٗ کے ہے آپ کا رنگ سانولا قدمیانہ کھابال کھچڑی آخر میں آپ کی بصارت بھی جاتی رہی تھی۔ آپ کی اولاد کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے، آپ کی جملہ اولاد ایسی لائق اور عمدہ ہوئیں کہ اگر ہر ایک کو گوہر شب چراغ اور دُرِّ یتیم کہیں تو ہرگز مبالغہ نہ ہوگا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔ از بس منتظم درس وتدریس سے بھی ذوق کامل تھا۔ فن طب میں بھی حاذق وماہر تھے۔ اور یہ خدمت تفیس ہر وقت موجود رہتی تھیں۔ مگر مطب نہیں کرتے۔ دوا کی قیمت نہ لیتے۔ اقربا وغربا کی خدمت کرتی۔ اقربا کے انتظام معاش دیکھتے اور رو بہ معاش کی فکر کرتے۔ جناب خطاط بھی تھے اور اپنے زمانہ کے فن سپہگری سے بھی خوب واقف تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسبنامہ مولوی الٰہی بخش صاحب جعفری الزینبی

مولوی الٰہی بخش صاحب بن
شیخ ہدایت علی " بن
شیخ معز الدین ثانی " بن
شیخ امام الدین " بن
شیخ کریم الدین " بن
شیخ محبوب عالم " بن
شیخ بڑن شہید " بن
شیخ اللہ داد " بن
معز الدین اول " بن
شیخ عثمان " بن
شیخ مظفر " بن
سالار خواجہ حسن " بن
سالار خواجہ فرید " بن
سالار خواجہ احمد " بن
سالار خواجہ محمد " بن
سالار خواجہ سکندر " بن
سالار خواجہ صدر " بن
سالار خواجہ صدور " بن
سالار خواجہ صدر الدین " بن
سالار خواجہ بدر الدین " بن
قاضی عبد الرحمان " بن
قاضی نجیب الدین " بن
قاضی رفیع الدین " بن
شیخ نصر اللہ " بن
شیخ ابراہیم " بن
شیخ نصر الدین " بن
شیخ جلیل الدین " بن
شیخ محی الدین " بن
شیخ شہاب الدین " بن
خواجہ سلطان شاہ " بن
خواجہ عبد الرحمٰن " بن
محمد یحییٰ " بن
شیخ ابو القاسم " بن
شیخ ابو بکر " بن
شیخ ابو القاسم " بن
علی[1] " بن
علی الزینبی " بن
عبد اللہ " بن
جعفر طیار " بن
ابو طالب عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بن
عبد المطلب جد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

[1] درمیان کے چند سادات (پانچ یا سات) محقق و مشخص نہ ہو سکے۔ علی الزینبی کی اولاد میں متعدد اس نام (ابو القاسم) کے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۲۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اوّل نام احمد بخش تھا جناب حضرت سید احمد صاحب نے احمد اللہ رکھا۔ آپ کی شادی ساتھ مسماۃ بیبن صغیرہ کلاں حضرت جناب شاہ محمد حسین قدس سرہٗ ساکن محلہ تمہیہ کے ہوئی اور اس نکاح کو حضرت امیر المومنین سید احمد صاحب قدس سرہٗ نے پڑھایا۔ آپ نے ابتدائی کتب صرف و نحو جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ سے پڑھی۔ مولانا موصوف کے واسطے تکمیل علم کے کلکتہ تشریف لے گئے تب آپ نے جناب منور علی صاحب ساکن آرہ شاہ آباد سے پڑھا بعد اس کے ایک اور عالم سے جو عظیم آباد میں تشریف رکھتے تھے مؤلف کتاب کو اُن کا نام یاد نہیں، آپ نے فراغ حاصل کیا بعد اس کے درس و تدریس میں مصروف ہوئے۔ آپ کے برادران مولانا فیاض علی و مولانا یحییٰ علی و مولانا اکبر علی علیہم الرحمۃ نے آپ ہی سے پڑھا اور جناب حکیم مولوی ارادت حسین و جناب حکیم مولوی وجاہت حسین مرحوم نے بھی درسی کتابیں آپ ہی سے ختم کیں۔ جناب اخی الاعظم حضرت استادی حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مرحوم جو آپ کے خلف اکبر تھے اُنہوں نے بھی آپ ہی سے فراغ حاصل کیا۔ بالجملہ اس محلہ صادق پور میں پچھلے زمانہ میں جو عالم ہوئے وہ کلہم آپ ہی کے شاگرد تھے، یا آپ کے شاگرد کے شاگرد۔ چنانچہ اس کمترین کو بھی کچھ عرصہ تک خاص آپ سے شرف تلمذ کا حاصل ہوا ہے۔ علاوہ اس کے اور بہت سے علماء آپ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ نے سند حدیث کی جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ سے لی، آپ جامع معقول و منقول تھے۔ اور نہایت ذہین و ذکی اور بہت عقیل و لبیب۔ ایک زمانہ آپ کی فہم و فراست و کیاست کا قائل تھا آپ رؤسائے عظام میں سے عظیم آباد کے تھے۔ ساتھ ہی اس کے نہایت منکسر المزاج و غریب پرور اور کبنہ پرور تھے۔ عزیزوں کی تعلیم و تربیت اور نظم مواضعات و معاش کا بارگراں نہایت فراخدلی اور خلوص کے ساتھ برداشت کرتے صاحب خلق عظیم ہر دل عزیز ذی مروّت و سخاوت تھے۔ ہمت و دلیری و حمیت و بہادری قومی و حُبِّ وطنی یہ خاص آپ کا حصہ تھا۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمترین کے قلم میں وہ طاقت کہاں جو آپ کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک شمہ بھی بتا سکے۔ انسان[1] کو بحیثیت انسانی جو کچھ اوصاف چاہئیں ان کا مجموعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنایا تھا۔ حق پسندی و بہی خواہی عامۂ بنی آدم خاص آپ کا شیوہ تھا۔ بہبودیٔ خلائق و رفاہ عام میں آپ جان و مال سے دریغ نہ فرماتے۔ تمام شہر ہر کہ و مہ آپ کو اپنا بہی خواہ و سرپرست سمجھتا اور آپ سے تمام جزئی و کلی امور میں مشورہ لیتا۔ آپ الولد سرٌ لابیہ کے پورے مصداق تھے بلکہ بدرجہا زیادہ آپ کی عقل و دانش کا اس قدر شہرہ تھا کہ گورنمنٹ انگریزی بھی آپ سے اکثر رفاہ عامہ کے باب میں مشورہ لیا کرتی۔ آپ ممبر کمیٹی برابر رہا کرتے تھے۔ آپ حکام رس تھے اور جلسہ دائرائے بہادر میں درجۂ اوّل میں شمار ہوتے تھے۔ اکثر وہ مقدمات جو رعایا و گورنمنٹ کے مابین بابت تکرار کسی اراضی کے ہوتا یعنی وہ اراضی جو گورنمنٹ کو رعیت سے خریدنی منظور ہوتی اس کی قیمت کا فیصلہ آپ ہی کے سپرد ہوتا اور آپ اس خوبی سے فیصل فرماتے کہ حاکم و محکوم دونوں رضامند ہو جاتے۔ جب انکم ٹیکس کا نیا نیا بندوبست گورنمنٹ کی طرف سے شروع ہوا اُس وقت چار سیر[2] دو ہندو اور دو مسلمان نہایت امانت دار و دیانتدار منتخب کر کے سرکار کی طرف سے اس میں مقرر کئے گئے آپ کا اس میں نمبر اول تھا۔ آپ کی ہرگز خواہش نہ تھی کہ اس نوکری کو قبول کریں مگر حکام کے اصرار اور اعزہ و احباب کی فہمائش سے آپ نے چار و ناچار قبول کیا اور اس خوبی سے آپ نے اس کو انجام دیا کہ حکام و رعیت دونوں آپ کے ثنا خواں رہے۔ آپ مقدمات دورہ میں جب کبھی بلائے جاتے اور اختلاف رائے جج سے اگر آپ کو ہو جاتا تو آپ ہی کی رائے پر بمقدمہ صدر سے فیصل ہوتا۔ آپ کی تحریر ان مقدمات کے فیصلہ میں ایسی مدلل اور زور آور ہوتی کہ گورنمنٹ اس کو بخوشی قبول کرتی۔ انہیں وجوہات سے بعض نو دولت رئیس شہر کے آپ سے حسد و عناد رکھتے کیونکہ آپ کی موجودگی کی حالت میں ان ناتعلیم یافتہ اشخاص کی کوئی بات حکام و گورنمنٹ کے سامنے پیش رفت نہ جاتی اور مثل مار دہ پیچ و تاب کھا کر رہ جاتے لیکن پھر بھی

[1] جناب مسائل سیاسی کے حل کرنے میں مہارت تامہ و کمال رکھتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانند کژدم۔ شعر

نیش عقرب نہ از پئے کین است ❊ مقتضائے طبیعتش این است

جب کسی حاکم کو سیدھا سادا پاتے نیش زنی اور جھوٹ چغلی سے باز نہیں آتے۔ آپ کو آخر عمر میں بوجہ معذوری حضرت جناب مولوی الٰہی بخش مرحوم کے امور خانہ داری و کثرتِ ارباب ملاقات و انجام دہی امور مفوضہ گورنمنٹ سے فرصت نہ ملنے لگی تب آپنے درس تدریس کا شغل ترک کیا اُس کو حوالہ اپنے برادران و فرزندان کے کیا۔ آپ کے اخلاق حمیدہ ایسے عام تھے کہ ہر خرد و کلاں ہندو مسلمان سنی و شیعہ مثل پروانہ آپ کے ساتھ محبت و اُلفت وجان نثاری کا دم بھرتا چنانچہ جناب نواب سید لطف علی خاں صاحب مرحوم رئیس پٹنہ و جناب نواب محمد تقی خاں صاحب رئیس مظفر پور و جناب مولوی سیّد اعظم الدین حسین خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر وغیرہ صاحبان باوجود مذہب شیعہ ہونے کے آپکے ساتھ محبت قلبی و الفتِ دلی رکھتے تھے۔ مگر ہاں وہی چند تو دولت بے علم جاہل کہ جن کی جبلّت میں شر و فساد تھا اور جن کی آنکھیں مانند موشکِ کور کے شعاع شمس سے چندھیاتی تھیں اور نور بصیرت سے محض بے بہرہ تھیں۔ وہ ہمیشہ اپنے فکر میں درپئے آزار آپ کے رہے اور جب کبھی کسی حاکم کو کن پتلا پایا اپنی نیش زنی سے باز نہ آئے۔ چنانچہ ۱۸۵۷ء میں جبکہ ہندوستان میں غدر ہوا اُس وقت پٹنہ میں ولیم ٹیلر صاحب بہادر کمشنر تھے۔ صاحب موصوف کا مزاج ہندوستان کے غدر کے حالات اور بگڑی ہوئی پلٹنوں کے سپاہیوں کی تعدی و ظلم و ستمگری کی کیفیت سُن سُن کر نہایت مختل پر افروختہ ہو رہا تھا۔ ایسی حالت میں اُن رئیسوں نے جو بظاہر جامۂ انسانی میں تھے اور باطن میں سخت خونخوار درندہ گرندہ تھے۔ موقع پاکر صاحب موصوف کو بہکا اور ورغلا کر اور کذب و دروغ باتیں پہنچا کر جناب ممدوح کی طرف سے بدظن کر دیا اور ادھر راجہ کنور سنگھ ساکن جگدیش پور ضلع شاہ آباد نے بھی بغاوت اختیار کی۔ پس بہ وجوہات بالا صاحب موصوف نے حضرت جناب مولٰنا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اور آپ کے ماموں حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہٗ ساکن نمو بیہ کو جو ایک بہت بڑے پیشوا و سرگروہ فرقۂ اہل حدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سمجھے جاتے تھے اور جناب مولوی واعظ الحق ساکن محلہ گورہٹہ کو بہانۂ ملاقات بلا کر نظر بند کر دیا اس وقت آپ تخمیناً تین مہینے نظر بندی کی حالت میں رہے اور نہایت صبر و استقلال کو آپ کام میں لائے چونکہ اس وقت بعض حکام جو نہایت زیرک و مردم شناس و منصف مزاج شریف پرور موجود تھے انہوں نے صورت حالیہ کو بذریعہ اپنی رپورٹ کے گورنمنٹ میں پیش کیا، وہاں سے اس مقدمہ کی خوب چھان بین ہوئی بالآخر وہ چغل خور و نیش عقرب مخذول و منکوب ہوئے اور آپ تینوں صاحبوں کی بے جرمی ثابت ہو کر رہائی ہوئی اور ٹیلر صاحب کمشنر پٹنہ سخت جواب طلب اور معاتب گورنمنٹ ہوئے حتیٰ کہ صاحب موصوف ہمیشہ کے معزول ہوئے مگر صاحب موصوف نے بعد معزولی بھی اس پٹنہ کو نہ چھوڑا اور بذریعہ پیشہ وکالت اسی پٹنہ میں مقیم رہے، اور ایک جمرہ حسد و بغض و عناد کے دل میں صاحب بہادر کی طرف سے جناب مولانا ممدوح اور کل خاندان آپ کے پیدا ہو گیا کہ جس کو وہ رئیس نیش عقرب ہمیشہ بڑھانے اور افروختہ کرنے کی فکر میں شب و روز انتھک کوششوں سے لگے رہتے اور مانند گربۂ مسکین کے وقت کے منتظر رہتے تھے کہ ناگاہ ۱۲۸۰ھ ہجری مطابق ۱۸۶۴ء میں مقدمہ اعانت باغیان جناب حضرت مولانا یحییٰ علی قدس سرہٗ پر جو آپ کے سگے بھائی تھے اور نیز اس فقیر مؤلف کتاب ہذا پر دائر ہوا اور نیز انبالہ میں منشی محمد جعفر صاحب و محمد شفیع وغیرہ اور ملک بنگال میں قاضی میاں جان وغیرہم بہت سے لوگ گرفتار ہوئے اور تمام ہندوستان میں ایک ہنگامہ سخت مچا صدہا آدمی گرفتار ہوئے اور انبالہ میں ان سب لوگوں کو جمع کر کے مقدمہ کی تحقیقات شروع ہوئی جس کی تفصیل تواریخ عجیب مؤلفہ منشی محمد جعفر صاحب انبالوی سے معلوم ہو سکتی ہے الغرض جب ان لوگوں کا مقدمہ طے ہو گیا اور ان لوگوں کو عبور دریائے شور کا حکم ہو گیا اس وقت ٹیلر صاحب اور ان کے مشیر نیش عقرب کمربستہ کھڑے ہو گئے اور چوکڑی بھرنے لگے اور چونکہ حکام ضلع و گورنمنٹ اس وقت خاندان صادق پور سے خصوصاً اور جملہ فرقۂ اہل حدیث سے عموماً بدظن و غضبناک ہو رہی تھی، اس کا موقع پا کر جھٹ ان کمینوں نے حکام ضلع و گورنمنٹ کے کان میں پھونکا کہ یہ ممکن نہیں کہ مولوی یحییٰ علی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعبدالرحیم وجملہ فرقۂ اہل حدیث اس بغاوت کے جرم میں ملوث ہوں اور مولوی احمد اللہ اس سے بری رہیں ضرور یہ شخص بھی ان لوگوں کا ہمراز ومعاون ومددگار ہوگا مگر اپنی ہوشیاری وعقلمندی وقابلیت کے باعث الگ تھلگ رہا اور اس بات کو کچھ اس طرح پر چکنا چپڑا کہ کے اور روغن قازل کر دکھایا کہ حکام نے اس کو سچ مان لیا اور اب انہیں نااندیش دشمنوں کی طرف سے تیاری شروع ہوئی کہ کس طور سے ہو سکے سچ یا جھوٹ بایں وجہ کان مولوی احمد اللہ کو بھی اس مقدمہ میں پھانس لینا چاہیئے چھوڑنا ہرگز نہ چاہیئے جب یہ قصد اس فریق کا ہوگیا دیر کیا تھی صدہا گواہ جھوٹے بعضے بطمع زر اور بعضے بطمع نیک نامی وخطاب اور بعضے بطمع رہائی وعطائے جائداد ضبط شدہ تیار ہو گئے۔ اس وقت وہ چغل خور لوگ کہ جن کے سینہ پر کینہ میں نادحسد سلگ رہی تھی خوب چھٹ کھیلے اور اپنے کینہ دیرینہ کو خوب نکالا۔ آخر حضرت جناب مولانا ۱۸۶۵ء مطابق ۱۲۸۱ھ میں گرفتار ہوئے اس وقت پٹنہ کے جج جو تھے وہ نہایت منصف مزاج، عادل نیک طینت تھے۔ ان چغلخور لوگوں نے سمجھا کہ جب تک یہ صاحب یہاں جج کے عہدہ پر رہیں گے یہ مقدمہ ہرگز سرسبز نہیں ہو سکتا ہے گورنمنٹ میں اس کیفیت کو پیش کیا گورنمنٹ چونکہ خود اسوقت برسر مخاصمت تھی بہ شوشہ ان لوگوں کا چل گیا۔ فی الفور ایک دوسرا جج جو جناب مولانا کے مزاج وطبیعت سے ناواقف تھا۔ خاص اس مقدمہ کے فیصلہ کے واسطے بھیجا گیا پھر کیا تھا ٹیلر صاحب اور ان کے مشیر باطن کمربستہ ہو کر کھڑے ہو گئے اور جہاں تک ان سے ہو سکا اس مقدمہ کے ثبوت بہم پہنچانے میں اور شہادت ناجائز کے حاصل کرنے میں جان ومال سے حاضر ہو گئے اور اپنے دل کے پھپھولے خوب پھوڑے۔ اسی ایک کارروائی سے جو نہایت جابرانہ وظالمانہ اس مقدمہ میں کی گئی کہ جس کی نظیر برٹش عملداری میں دوسری پائی نہیں جاتی۔ حضرات ناظرین دوسری باتوں کو بھی جو اس مقدمہ میں کام میں لائی گئی قیاس فرما سکتے ہیں۔ بالجملہ جناب مولانا کو حبس دوام بعبور دریائے شور کا حکم ہوا اس وقت بجز ان چند مفسدین کے تمام شہر عشر عشیر ماتم ہو گیا۔ ہندو مسلمان، شیعہ سنی، چھوٹا بڑا آہ سرد بھرتا اور سخت ماتم میں مبتلا ہوا اور ہر طرف سے بکا وواویلا کا شور مچا، مگر جناب مولانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا صبر و استقلال اس درجہ تھا کہ جسکے بیان سے قلم و زبان قاصر، آپ نہایت خوش اور اپنی تقدیر پر نہایت راضی و شاکر اور اپنے مالک حقیقی و فعال حقیقی کے نہایت ممنون و خشوع و خضوع کے ساتھ تھے اور اس قید کو نہایت کشادہ پیشانی و فرخندہ دلی کے ساتھ باعث فخر و امتنان حضرت رب المنّان سمجھا، ہرگز آپکے دل اخلاص منزل پر کچھ بھی گزند و رنج و قلق نہ تھا۔ جو شخص آپ کو دیکھتا آپ کے چہرۂ مبارک کو خنداں و فرحاں دیکھ کر متحیر ہو جاتا سچ تو یہ ہے کہ اس قسم کا صبر و استقلال و راضی برضاء اللہ و صابر بقضاء اللہ ہونا بعد صحابہ کرام و اہلبیت اطہار کے پھر دیکھا اور سُنا نہیں گیا۔ مجھ کم مایہ و نالائق آدمی کا کام نہیں کہ آپ کے استقامت و ثبات کو قید تحریر میں لاکر ہدیۂ ناظرین کر سکے۔ اس کیفیت کو کچھ دیکھنے ہی سے تعلق تھا، بیان میں اس کی گنجائش نہیں۔ حاصل کلام آپ قید کر کے پورٹ بلیر اینڈمان بھیجدیئے گئے اور آپ اٹھارہ برس اُس تکلیف و مصائب میں زندگی بسر کر کے راہی جنّت الفردوس ہوئے، آپ نے اس زمان مصائب و تکلیف کو جس پیرچشمی و اطمینان قلبی کے ساتھ طے کیا بیان اُس کا احاطۂ تحریر میں آ نہیں سکتا۔ آپ ہمیشہ شاکر و سپاس گزار اپنے مالک کے رہتے حکام یورپین بھی آپ کی عزّت کرتے۔ تمام ساکنین جزیرہ کیا قیدی اور کیا فری سوداگر پولس پلٹن۔ الغرض کل کہ وہ آپ کا ادب و عزّت و توقیر کرتے اول آپ جب جزیرہ میں پہنچے۔ جناب منشی سید اکبر زماں صاحب ساکن آگرہ جو ہیڈ منشی چیف کمشنر صاحب انڈمان کے تھے۔ آپ کو باجازت صاحب بہادر اپنے مکان پر لے گئے اور وہیں آپ تخمیناً پانچ برس رہے اور کچہری میں صاحب چیف کمشنر کے بعہدۂ محرری تائیدی ہیڈ منشی صاحب مقرر ہوئے۔ منشی صاحب موصوف نہایت شریف از بسکہ خوبی کے آدمی تھے۔ ہم سب لوگوں کے ساتھ جو بعد کو وہاں پہنچتے چلے گئے، ایک نگاہ مہربانی رکھتے، اور محبت و الفت برتتے۔ بعد اس کے جناب لارڈ میو صاحب گورنر جنرل بہادر کو ایک نالائق شیرخاں حجام ولایتی نے تاخ قتل کیا اُس کی اس وحشیانہ حرکت سے حکام جزیرہ کا مزاج بگڑ گیا اور خصوصاً مسلمانوں کی طرف سے زیادہ تر متوحش ہو گیا، کیونکہ وہ قاتل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحشی بھی تو مسلمان ہی تھا۔ جناب کمشنر صاحب بہادر نے اکثر مسلمانوں کو جو صدر ٹاپو۔ اس آئیلنڈ میں (کہ جہاں بڑے بڑے حکام رہا کرتے تھے) عہدہ محرری و جمعداری وغیرہ پر مقرر تھے، دوسرے ٹاپوؤں کو جو دور دراز پر صدر ٹاپو سے جنگل میں واقع تھے بدل دیا اس وقت جناب مولانا کو بھی دیر آئیلنڈ ان ویلڈنگ میں تبدیل کر دیا جو خاص واسطے بوڑھے اور کمزور لوگوں کے مقرر تھا مگر وہاں بھی بعہدۂ محرری میڈیکل ڈپارٹمنٹ میں مقرر کیا۔ دس روپیہ ماہوار اور راشن آپکے واسطے مقرر ہوا اور ایک مکان خاص نہایت قریب ہسپتال سے آپکے رہنے کو ملا، اور ایک نوکر کھانا پکانے اور دیگر خدمتگاری کے لئے بھی دیا گیا اور ایک محرر آپ کی تائید میں مقرر کیا گیا، حکم ہوا کہ جس قدر کام ہسپتال کا آپ اپنی خوشی سے کر سکیں کریں اور باقی کام وہ تائید کرے گا۔ الغرض بقیہ ایام زندگی آپ نے وہیں طے کئے۔ جو کچھ کام ہسپتال کا ہو سکتا کرتے اور بعد اس کے ذکر اللہ و تلاوت قرآن مجید و نماز و دعا وغیرہ میں مصروف رہتے۔ نماز تہجد آپ کی ناغہ نہ جاتی اور جو قیدی یا فری آپ کے پاس آجاتا آپ اس کی ہدایت کرنے سے بھی دریغ نہ فرماتے۔ صدہا قیدی جنہوں نے کبھی اپنے رب کے سامنے سر نہ جھکایا تھا اپنے افعال ناشائستہ سے تائب ہو کر مومن موحد پابند صوم و صلوٰۃ تہجد گزار بن گئے۔ پولیس اور پلٹن کے لوگ بھی آپ سے فائدہ لینے میں محروم نہ رہے آپ کے پاس ایک جماعت مستفدین کی ہمیشہ حاضر رہتی، ہندو بھی آپ کے ملفوظات طیبات سے فائدہ اٹھاتے۔ الغرض آپ نہایت صبر شکر و استقلال کے ساتھ سرگرم ہدایت و نفع رسانی خلق اللہ رہتے۔ ہر کہ و مہ کو آپ کے ساتھ کچھ ایسی محبت و گرویدگی تھی کہ ہر شخص آپ کو اپنا پدر مہربان سمجھتا۔ یہ فقیر مؤلف کتاب بھی بعد واقعہ لارڈ میو صاحب اس صدر ٹاپو سے تبدیل ہو کر ایک دوسرے جنگل کے ٹاپو میں بعہدۂ محرری ہسپتال مقرر کیا گیا اور آپ کی صحبت کیمیا خاصیت سے محروم رہ گیا پھر بھی مہینہ میں ایک بار بحصول اجازت اپنے افسر ما فوق کے واسطے چند گھنٹوں کے حاضر ہو جاتا اور بذریعہ تحریر یا بذریعہ آئندہ و روندہ اکثر آپ کی خیریت مجھ کو اور میری خیریت آپ کو معلوم ہو جایا کرتی مگر ہاں جبکہ میں نے بعد گذر جانے بارہ برس کی حالت قید میں حسب منشائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانون وہاں کے کارخری چھوڑ کر موضع ابراڈین میں دکان کرلی تھی۔ اُس وقت البتہ مہینہ میں دو ایک بار آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوتا اور از صبح تا شام وہاں رہتا مگر شب باشی کی اجازت اس حالت میں بھی حکام کی طرف سے نہیں تھی، لہذا بناچاری واپس آتا اور جبکہ بوجہ دُکانداری اس فقیر کا ہاتھ کشادہ ہوگیا اخراجات ضروریہ میں آپ کی بھی مدد کرتا۔ چونکہ وہاں ہر چیز گراں رہتی مثلاً بیضہ ماکیان فی عدد ایک آنہ اور مرغ تین روپیہ چار روپیہ کو ملتا اور گوشت بُز نایاب اگر گاہے اتفاقاً ملا بھی تو روپیہ اور بارہ آنہ سیر سے کم نہیں اور آپ کو کچھ تو باقتضائے آب وہوا وہاں کے اور کچھ بوجہ غذائے ناموافق طبع کے ضعف بہت ہوگیا کہ چلنے پھرنے میں حوائج ضروری کے لئے حرج ہونے لگا۔ لہذا پندرہ بیس روپیہ ماہوار آپ کو اُس دُکان سے مدد ملتی۔ مگر پھر بھی بوجہ کشادگی دست آپ کے اکثر معسرین کی آپ خبر لیا کرتے آپ کی وہی حالت رہی جو اکثر ایک نہایت غریب قیدی کی وہاں رہا کرتی ہے۔ آپ کا سلوک خفیہ معسرین کے ساتھ اس حالت میں بھی کچھ ایسا تھا کہ بلا مبالغہ اگر حاتم کہئے تو بجا ہے آپ اس حالت قید کو اپنے واسطے نہایت اعظم احسان خداوندی تصور فرمائے۔

شعر۔ منت منہ کہ خدمتِ سلطان ہمی کنی ؛ منت ازو شناس کہ بخدمت بداشتت

آثار عبودیت حضرت رب العالمین آپ کے چہرہ وبشرہ سے ایسی نمایاں کہ جس کو دیکھنے سے تعلق ہے، قصہ کوتاہ جب آپ کو مرض الموت آپہنچا قریب دو ہفتہ کے بخار میں آپ مبتلا رہے اور بیہوشی آپ پر غالب رہی اس حالت میں بھی یاد خدا سے آپ کی زبان قاصر نہ رہی آپ کی زبان پر غشی کی حالت میں بھی ذکر اللہ جاری تھا۔ نماز کا خیال اس قدر تھا کہ گویا روز وشب نماز ہی میں گذرتی تھی۔ ہمہ وقت تحریمہ بندھا رہتا اور نماز پڑھا کرتے۔ چنانچہ بتاریخ بست وہشتم ذی الحجہ ۱۲۹۸ھ ہجری کو آپ نے اس سجن دنیا سے رہائی پائی اور جنت الفردوس کو راہی ہوئے۔ تفصیلی حالات اسکے تواریخ عجیب مؤلفہ منشی محمد جعفر انبالوی میں درج ہیں، شائقین وہاں سے ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ بعد گرفتاری مولوی یحییٰ علیؒ کل نظم تبلیغ وارشاد وغیرہ آپ ہی انجام دیتے رہے۔ اگرچہ بوجہ انکساری قبل میں احتراز فرماتے تھے۔

احسان وسلوک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ ارتحال جناب مولانا احمد اللہ صاحب قدس سرہ العزیز از نتائج فکر جناب مولوی محمد ایوب خاں صاحب رامپوری مقیم جزیرہ

چوں ازیں دارِ فنا جانبِ باغِ رضواں — احمد اللہ رواں گشت بصد دلِ شاداں

شش و ہفتاد سنِ عمرِ شریفش بودند — بغتۃً گشت نصیبش سفرِ جاویداں

عاقبت مصرِ بقا گشت عزیز از قدمش — یوسفے بود گرفتارِ بلائے زنداں

بست ششم شبے بود از مہ ذی الحجہ کہ او — راہیِ ملکِ بقا گشت ز دارِ گذراں

روزِ اطول و ترقی بہ شبِ نامہ سیاہ — وزنِ خورشید ہمیکرد بہ برجِ میزاں

اقرب مہر شد عقرب بحسابِ تحویل — ہمچو عقرب کہ ترا زوست ہمہ اقرب آں

اعتقادش باحادیثِ نبیؐ از ہمہ بیش — اعتمادش ہمہ ہر دم بنصوصِ قرآں

عالمِ باعمل و فاضل افضل از ہمہ — یدِ بیضا است بہ کشّافِ رموزِ قرآں

دُرِّ دریائے تجرد کہ بسلکِ توحید — منسلک بود ز تصدیقِ دلِ پُر ایقاں

چہ فروع و چہ اصول از مددش مستحکم — منطقش نحو مبنی صرفِ حدیثش دل و جاں

ہر کہ زو منحرفے منحرف از دینِ نبی — ہر کہ او مشتغلش مشتغل از کارِ جہاں

غوطہ زن در ہمہ اوقات بدریائے علوم — غرق در بحرِ معارف ہمہ وقت و ہمہ آں

ہمہ زہد و ہمہ تقویٰ و ہمہ صوم و صلوٰۃ — ہمہ مصروفِ عبادت ہمہ صرفِ عرفاں

اصلِ بدعت شدہ از قوتِ او مستاصل — نخلِ توحید نشاندہ ہمہ در باغِ جہاں

خلعتِ شرعِ قبائے کہ بقدش موزوں — جامہ ورع عبائے بجسمش چسپاں

علمِ معقول بتوضیحِ حدیثش منقول — علمِ منقول بتفسیرِ کلامش آساں

گو مطول بود اما ببیانِ صافش — نسخۂ مختصرے داں چہ معانی چہ بیاں

سالِ تاریخِ وفاتش ز تفکر جستم — دخل الخلد ۱۲۹۹ھ بفرمود ہماں دمِ رضواں

مہ قرباں بہ تمامی و محرم اقرب — سنِ تسعہ ز احادش بگرفتم پئے آں

تاریخ وفات از نتائج فکر جناب مولانا محمد سعید قدس سرہٗ

بتاریخِ فوتش ندا کرد ہاتف — رہا گشتنِ مومن از سجنِ دنیا ۱۲۹۸ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ فقیر بوجہ علالت و معذوری حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ جناب حضرت اخی و استادی حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مرحوم سے پڑھتا تھا مگر جبکہ جناب ممدوح واسطے تحصیل علوم کے روانہ لکھنؤ ہوئے اُس وقت کچھ عرصہ تک فقیر کا پڑھنا ملتوی رہا تب میں نے خدمت میں جناب والد ماجد کے صورت حال کو عرض کیا، گو اس وقت صادق پور میں کوئی عالم ایسا نہ تھا جو درس و تدریس کے شغل کو جاری رکھتا جو تھے وہ ہمراہ جناب حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ کے روانہ ہو گئے تھے۔ اور جو باقی رہ گئے تھے اُن کو اپنے مشاغل ضروریہ سے فرصت نہیں کہ درس تدریس کی طرف متوجہ ہوں، مگر بوجہ اصرار کمترین حضرت والد ماجد مرحوم نے جناب حضرت مولوی احمد اللہ و جناب اخی و استادی حکیم مولوی ارادت حسین رحمۃ اللہ علیہما کو بلا کر فرمایا کہ اس کو ایک ایک سبق دیدیا کرو، ہرچند یہ دونوں حضرات نہایت عدیم الفرصت تھے مگر جناب والد کا فرمانا ایسا نہ تھا کہ یہ دونوں حضرات اس کی تعمیل نہ کرتے۔ جناب حضرت والد کا مرتبہ و رتبہ درجہ دوم پر حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ سے سمجھا جاتا تھا تمام اہل صادق پور اور کل اہل برادری و جملہ مریدان خرد و کلاں آپ کا ادب و لحاظ بطور پیر و مرشد کے کرتے چنانچہ صرف و نحو کا سبق کمترین کا حضرت مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ذمہ لیا اور حدیث کا سبق جناب حکیم صاحب ممدوح نے اس وقت سے یہ کمترین حاضر باش خدمت مبارک جناب مولانا و استادی مرحومۃ اللہ علیہ کے رہا کرتا خصوصاً بعد انتقال جناب حضرت والد ماجد مرحوم یہ فقیر شب و روز کمربستہ صحبت کیمیا خاصیت میں رہتا اور ہر جزئی و کلی امر میں اپنے خواہ وہ متعلق تدبیر معاش کے ہو یا خانہ داری کے یا متعلقہ یا شادی و غمی کے ہو، الغرض کالمیت فی ید الغسال میں نے اپنے کو آپ کے ہاتھ میں دیدیا تھا اور آپ کے الطاف بزرگانہ و اشفاق مربیانہ بھی اس نالائق پر ایسا ہی مبذول رہتے تھے کہ اپنی اولاد سے زیادہ۔ یہی وجہ تھی کہ جناب حضرت باری عزّ اسمہ نے اس کمترین کو کان پکڑ کر بزرگ اس ابتلا میں آپ کے ساتھ کر دیا۔ فللہ الحمد علیٰ ذالک قصہ مختصر کہ پورٹ بلیر میں پہنچ کر بھی یہ کمترین ڈھائی تین برس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک آپ کے ساتھ رہا مگر بعد سانحہ لارڈ میٹو صاحب ہم لوگ جدا ہو گئے جس کا کچھ بیان اوپر گذر چکا، مگر جب بارہ برس مجھ کو حالت قید میں گذر گئے اور حسب منشائے قانون پورٹ بلیر میں اور جناب ممدوح دونوں مجاز پیشہ وری دوکانداری کے ہو گئے اس وقت خیال ناقص میں یہ بات گذری کہ اگر میں ملازمت سرکاری کو ترک کر کے دکان کروں تو خوب ہو کہ ہم دونوں یکجا رہ کر بقیہ زندگی طے کریں۔ چنانچہ میں نے درخواست دی اور وہ درخواست بدقت تمام منظور ہوئی اور میں ابراڈین میں جو ایک بہت بڑا قصبہ بطور صدر کے ہے اور وہاں ڈپٹی چیف کمشنر اور پلٹن و پولیس وغیرہ اور بہت حکام رہا کرتے ہیں دکان کی اور دکان بھی بمنہ وکرمہ تعالیٰ چل نکلی اور سو پچاس روپیہ ماہواری بطور نفع کے بچت ہونے لگی اس وقت میں نے چاہا کہ جناب حضرت مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس لا کر رکھوں اور خود خدمتگذاری کروں۔ کیونکہ آپ کو بعد انتقال حضرت مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمۃ کے ضعف و ناتوانی سرعت کے ساتھ ترقی پذیر تھی۔ آپ نہایت کمزور و نحیف ہو گئے اس پر طرہ یہ کہ غذا بھی نہایت روکھی پھیکی، جس کے وجوہ اوپر بیان ہو چکے۔ چنانچہ اس امر کا مشورہ اول میں نے حضرت ممدوح ہی سے لیا۔ آپ تو رضامند ہو گئے مگر اس ٹاپو کے لوگ کہ جو آپ کی صحبت بابرکت سے اُنس پکڑے ہوئے تھے اور مشرف ہو رہے تھے انہوں نے واویلا مچائی اور اپنی محرومئ شرف ملازمت پر رونا دھونا شروع کیا لیکن میں نے چند مہینے کے عرصہ میں ان سبھوں کو راضی کر لیا۔ تب ایک درخواست بجنوان ڈسٹرکٹ افسر کے جو ہمارے افسر مافوق تھے دی۔ چونکہ مولوی احمد اللہ بہت بوڑھے اور ضعیف ہو گئے ہیں اور لائق کار سرکاری نہیں ہیں اور میں ان کا بھانجہ ہوں، چاہتا ہوں کہ ان کو بھی ٹکٹ پیشہ وری کا عنایت ہو کر میرے ساتھ اسی ابراڈین میں تبدیل کر دیئے جائیں، مگر قسمت کی خوبی سے وہ درخواست ڈسٹرکٹ افسر نے نامنظور کی۔ بعد چند روز کہ جب اول افسر کی تبدیلی ہوئی اور دوسرا افسر آیا تو پھر میں نے وہی درخواست دی اور بہت سی سعی و سفارش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہم پہنچائی کہ جس میں یہ درخواست منظور ہو چنانچہ اس افسر نے منظور کر کے نارون ضلع کے افسر کے پاس بھیجدی کہ جس کے علاقہ میں آپ رہتے تھے۔ غرض یہ تھی کہ آیا مولوی عبداللہ کو ٹکٹ دینے میں ان کو کچھ عذر تو نہیں ہے لیکن قسمت کی خوبی سے یہ درخواست بھی وہاں جا کر نامنظور ہوئی بعد چند مدت کے پھر سہ بارہ میں نے درخواست دی، چنانچہ اب کی بار دونوں افسروں نے منظور کر کے متفق الرائے ہو کر بحضور چیف کمشنر بہادر واسطے عطائے ٹکٹ پیش مولوی احمد اللہ کے سفارش کی، مگر قسمت کی خوبی دیکھئے کہ صاحب ممدوح نے نامنظور کیا اور صاف لکھ دیا کہ یہ دونوں ہرگز ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ الغرض اسی رگڑے جھگڑے میں ڈھائی تین برس گذر گئے، آخر مجبور ہو کر خاموش ہو رہا مگر جب مرض الموت آپ کو آ پہنچا اس میں دو ہفتہ مبتلا رہے۔ میں نے اس وقت پھر درخواست دی اپنے ڈسٹرکٹ افسر کے پاس کہ میرے ماموں مولوی احمد اللہ جو اس وقت دیر آئیلینڈ میں ہیں وہ سخت بیمار ہیں کہ جانبری ان کی بظاہر اس عارضہ سے مشکل ہے، وہ نہایت بیہوشی کی حالت میں ہیں اور تن تنہا کوئی اُن کا وہاں خبر گیراں نہیں ہے اور میں اُن کا عزیز اور بھانجا ہوں میں نہایت مؤدبانہ اور عاجزانہ عرض کرتا ہوں کہ مجھکو وہاں شب باشی کا پاس ملے (یعنی اجازت نامہ) دو، چراغ سحری ہیں، ہفتہ سے زیادہ ان کی زیست کی اُمید نہیں ہے یہ درخواست بعد بہت رگڑے جھگڑے اور رد و کد کے چودھویں روز منظور ہو کر بعد مغرب ایک چپراسی سرکاری مجھکو دے گیا، اس درمیان میں روزانہ علی الصباح اپنی دکان ابراڈین پر اپنے لڑکے عبدالفتاح کو جو اس وقت وہاں میرے پاس موجود تھا چھوڑ کر روانہ ہو جاتا اور ایک کوس کا فاصلہ طے کر کے ٹیوبے میں گھاٹ پر پہنچتا اور وہاں سے کشتی پر سوار ہو کر سندرکی ایک کھاڑی میں کہ جسکا عرض ایک کوس سے کم نہ ہوگا طے کر کے دیر آئیلینڈ کے گھاٹ پر جاتا اور پھر وہاں سے آپ کی جائے قیام پر پہنچتا اور عصر تک وہاں رہتا اور جو کچھ خدمتگذاری ہو سکتی بجا لاتا۔ عصر کے وقت چشم گریاں و دل بریاں وہاں سے رخصت ہوتا اور سات آٹھ بجے شب کو اپنے مکان ابراڈین میں پہنچتا۔ الغرض اسی تگاپو دوا دوش میں چودہ روز گذرے اور عرضی رگڑے جھگڑے میں پڑی رہی۔ بالآخر چودھویں روز عصر کے وقت جب میں آپ سے رخصت ہوا اس وقت آپ نے مجھ سے فرمایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھا پایا اور فی الجملہ ہوش و حواس بھی پایا اور آپ متکلم بھی ہوئے اور وصیت تقویٰ و اتباع مرضات اللہ و صبر و استقلال فی المصائب کی نہایت تاکید کی اور ساکنین عظیم آباد محلہ صادق پور میں سے مولوی محمد حسن مرحوم سے اپنی رضامندی بیان فرمائی میں اس روز نہایت خوشی کی حالت میں وہاں سے روانہ ہوا اور مجکو امید قوی ہوئی کہ آپ کو انشاء اللہ صحت ہوگی جب میں اپنی دکان ابرادین میں پہنچا، اس وقت منشی محمد جعفر صاحب و میاں عبد الغفار صاحب جو اسی موضع میں قریب رہتے تھے اور بہت سے احباب جو واسطے دریافت خیریت کے ہمارے آنے کے منتظر تھے۔ خبر تخفیف کی سُن کر نہایت خوش ہوئے اسی جلسہ میں چپراسی بھی اجازت نامہ شب باشی لیکر پہنچا۔ ہر ایک کو نہایت خوشی ہوئی، خیر شب تو میں نے جیوں تیوں کاٹی اور علی الصباح عبد الفتاح کو دکان سپرد کر کے روانہ ہوا جب نیوبے کے گھاٹ پر پہنچا کشتی تیار تھی تھوڑی دیر ٹھیرا تو دیکھا کہ ایک بوٹ سرکاری ویپر آئیلینڈ کی طرف سے چلا آرہا ہے جب وہ بوٹ گھاٹ پر پہنچا۔ ملاحوں نے ایک رقعہ لکھا ہوا طرف سے عبد الواحد خادم حضرت مولانا مرحوم کے دیا، جس کا مضمون یہ تھا کہ حضرت آٹھ بجے شب کو اس سجن دنیا کو چھوڑ کر داخل خلد بریں ہوئے میں نے بمنت و سماجت اُن ملاحوں کو متوقف کیا اور نیز مترقب الغمام کہ تا آنے ہمارے وہ بوٹ واپس نہ لے جائیں اور میں ڈورتا ہوا وہاں سے اپنی دکان پر پہنچا اور تمام احباب کو خبر کی اور ایک تھان نین سکھ اور کچھ روپے واسطے تجہیز و تکفین کے لیا اور دکان کو مقفل کر کے عبد الفتاح کو ہمراہ لے اُفتاں و خیزاں گھاٹ پر پہنچا، ملاح تو منتظر تھے اور دوسرے مسافر لوگ بھی پار اُترنے کو موجود تھے، فی الفور وہاں سے روانہ ہوا اور ویپر آئیلینڈ کے گھاٹ پر پہنچا اور وہاں سے آپکے مکان پر۔ دیکھا کہ آپ کی لاش مبارک چادر سے ڈھکی ہوئی اور وہی آپ کا خادم عبد الواحد بیٹھا ہوا پاچشم تر آہ سرد بھر رہا ہے میں نے آپ کے چہرۂ مبارک سے چادر اُٹھا کر آپ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور آپ کے چہرۂ مبارک کو ایسا خنداں و منور پایا کہ چودھویں رات کا چاند بھی اُس کے سامنے بے حقیقت۔ پھر اس وقت کے غم و اندوہ کو جو مانند پہاڑ کے مجھ پر ٹوٹ پڑا میں کیا بیان کروں۔ الغرض میں غسل و کفن کی فکر میں ہوا مگر آدمی کوئی نہیں، سخت متردد ہوا، کیونکہ اس جزیرہ کے لوگ سب مشقتی قیدی تھے یا بوڑھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محض اندھے، لنگڑے، اذکار رشتہ جو سرکاری کاموں پر بھیجدیئے گئے تھے پیشہ ور کوئی نہیں جو فکر مدد دے۔ اسی تردد و فکر کی حالت میں ہی تھا کہ سب سے اول منشی محمد جعفر صاحب میاں جلد لفافا صاحب پہنچے اس کے بعد جناب منشی محمد اکبر زماں صاحب ہیڈ منشی محکمہ چیف کمشنر بہادر مع محمد جان وغیرہ دو چار آدمیوں کے پہنچے، بعد اس کے اور لوگ بھی پہنچتے گئے، کل پندرہ سولہ آدمی جمع ہو گئے، غسل و کفن ہونے لگا۔ صلاح یہ ٹھہری کہ آپ کو یہاں سے لے جاکر ابرادین کے پاس سوتھ پائنٹ کے قبرستان میں جہاں آپ کے چھوٹے بھائی جناب مولانا یحییٰ علی قدس سرہٗ مدفون ہیں، اسی کے بغل میں آپ کو بھی دفن کریں چنانچہ اس کی اجازت لینے کو جناب منشی سید اکبر زماں صاحب و منشی محمد جعفر صاحب پاس افسر انچارج اس جزیرہ کے گئے، اس نے توقف کرکے فی الفور بذریعہ جھنڈی کے افسر ناردن ڈسٹرکٹ سے جو اس وقت مونٹ ہریٹ پہاڑ پر واسطے ہوا خوری کے گیا ہوا تھا۔ دریافت کیا اس نے نامنظور کیا، حکم دیا کہ ڈنڈاس پنٹ میں دفن کرو، لاچار ہم لوگ غسل و کفن دے کر اور نماز پڑھ کر ایک چھوٹی سی کشتی میں ڈنڈاس پنٹ گئے اور وہاں سمندر کے کنارے ایک ٹیلہ پر کہ جہاں اور بھی چند قبریوں کی قبریں تھیں آپ کو دفن کیا، وہ ٹاپو عجب وحشت ناک نظر آیا، ایک طرف تو جنگلی درخت جو آسمان سے باتیں کرتے ہیں اور دوسری طرف سمندر کی موجیں مانند پہاڑ کے آکر اس جزیرہ کو تھپیڑ لگا رہی ہیں، ایک طرف تو جنگل کی ہوا خوب زور سے شائیں شائیں کر رہی ہے اور دوسری طرف امواج سمندر شور و غل مچا رہے ہیں گویا شور محشر برپا ہے۔ ایسی حالت میں ہم لوگ ایسے دُرِ یتیم کو ایسے لعل شب چراغ کو ایسے یاقوت احمر کو اپنے ہاتھوں مٹی میں دبا کر آہ سرد بھرتے ہوئے با چشم گریاں و دل بریاں وہاں سے اپنی اپنی جگہوں پر واپس آئے۔ تنبیہ اے حضرات ناظرین اپنے کانوں سے پنبۂ غفلت کو دور کرکے اور اپنی آنکھوں پر سے غشاوۂ بیہوشی کو اُٹھا کر ذرا ہوش سنبھال کر اس سانحہ کو دیکھو کہ آپ کہاں پیدا ہوئے اور کس ناز و نعم میں پلے اور پرورش پائی اور پھر کس ثروت و نام و نشان کے ساتھ ایک بہت بڑا حصہ اپنی عمر کا آپ نے طے کیا اور پھر آخر میں بشوق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والآخرت آپ سب کو خیرباد کہہ کر کس تنہائی و غربت کی حالت میں واصل بحق ہوئے۔

شعر
تیسو جب پھولن پر آئے ❊ پات پات کر سب لٹائے
کالا منہ کر جگ کو دکھائے ❊ تب لالن کی لالی پائے

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ (سورۂ عنکبوت) احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکٰذبین اور نیز اسی سورہ میں فرماتا ہے وما ھذہ الحیوۃ الدنیا الا لھو ولعب وان الدار الاٰخرۃ لھی الحیوان ○ لو کانوا یعلمون ○ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے دو باتیں فرمائی ہیں ایک تو یہ کہ مومن صادق ضرور آزمایا جائے گا۔ بغیر آزمایش کے کارا نہیں، دوسرے یہ کہ جو عقلمند ہیں وہ پچھلا ہی گھر پسند کرتے ہیں، جو لازوال ہے۔ مخفی نہ رہے کہ از روئے قانون مجریہ پورٹ بلیر ہر کہ و مہ ہر قسم کا مقدمہ والا چور ڈاکو باغی مجاز تھا کہ گزر جانے بارہ سال بحالت قید ساتھ ٹیکٹ کھلنی کے ٹکٹ پیشہ وری لے کر دکان وغیرہ جو ساپیشہ چاہے کرے، گھر بنا وے وہاں قیدی عورت سے شادی کرے یا گھر سے عورت اور بچوں کو بلاوے۔ باپ بیٹا بھائی بھائی دوست دوست کے ساتھ یکجا رہے کوئی ممانعت نہ تھی، یہ فقیر و منشی محمد جعفر صاحب و میاں عبدالغفار صاحب و مسعود خاں صاحب بھی اس قانون سے مستفید ہوئے تھے اور ہم چاروں ایک ہی بستی ابراڈین میں نزدیک نزدیک مکان بنا کر بہ آرام تمام اپنا پیشہ کر رہے تھے اور ہر ایک خوب کما رہا تھا مگر ہمارے حضرت جناب رحمۃ اللہ علیہ کو اس قانون سے فائدہ لینے کی اجازت نہ ملی اس میں کیا بھید ہے ظاہر میں لوگ خیال کریں گے کہ حکام کا محض تعصب تھا۔ مگر باطن میں ہر کام کو فعال مطلق کی طرف منسوب کرتے ہیں اور حکام کو مانند چوبدستی کے یا مانند کمان تصور کرتے ہیں، کیونکہ جو تیر کمان سے نکل کر نشانہ پر لگتا ہے اسکو کوئی ذی عقل کمان کا فعل نہیں خیال کرتا، بلکہ کماندار کا پس جو کچھ تکلیف و تنہائی ہمارے حضرت کو ہوئی وہ سب حسب الحکم حکیم مطلق رب رحمٰن رحیم کے ہوئی، اس رب کریم نے چاہا کہ آپ کو خوب بلیات و مصائب میں ڈال کر جملہ گناہوں کا کفارہ اسی دنیائے دوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے کر آپ کو اس جہان سے کیوم ولدتہ امہ صاف و پاک اٹھائے اور روز محشر رفاقت اولیائے کبار و صدیقین و شہداء و صالحین کرے اور آپ کے دشمنوں کو فجوائے آیۃ کریمہ کلوا وتمتعوا قلیلا انکم مجرمون و آیہ کریمہ ومھل الکفرین امھلھم رویدا ۰ یہ سخلہ میتہ وحیفہ دنیا سے کر بھلائے چنانچہ الحمد للہ کہ ہمارے حضرت اس امتحان اور جانچ میں نہایت ثابت قدم و صابر رہے اور آپ کا مرتبہ و رتبہ انشاء اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں ہوگا جنکی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد و نیز فرماتا ہے ۔ ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ ۵ حدیث شریف میں آیا ہے لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ ما سقی کافرا منھا شربۃ ماء ۵ اور دوسری حدیث میں آیا ہے ۔ الدنیا اھون علی اللہ من السخلۃ المیتۃ علی اھلھا ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔ شعر

ان للہ عبادا فطنا	طلقوا الدنیا وخافوا الفتنا
فکروا فیھا فلما علموا	انھا لیست بمحق وطنا
جعلوھا لجۃ واتخذوا	صالح الاعمال فیھا سفنا

اب میں اس دفتر کو دعا پر ختم کرتا ہوں ۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ ونور مرقدہ ووسع مضجعہ واحشرہ فی زمرۃ الانبیاء والصدیقین والشھداء والصالحین الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ۔ تفصیل اولاد و احفاد کی آپ کی یہ ہے محل اولیٰ سے جن کا ذکر اوپر گذرا چھ بیٹے اور دو بیٹیاں جملہ آٹھ نفر ۔ جناب حکیم مولوی عبدالمجید صاحب مرحوم ۔ عبدالرشید صاحب جو دو ڈھائی برس کا ہو کر گذر گیا ۔ مولوی عبدالقدیر معروف بہ مولوی اشرف علی صاحب مرحوم ۔ مسماۃ صفیہ جو برس دو برس کی ہو کر گذر گئی ۔ حکیم مولوی عبدالحکیم صاحب مرحوم ۔ مسماۃ خدیجہ مرحومہ اہلیہ مولوی عبدالرؤف مرحوم رحمۃ اللہ مرحوم جو بعمر اٹھارہ انیس برس رخصت ہوئے ۔ آیت اللہ جو چند مہینہ کا ہو کر فوت ہوا ۔ اور محل ثانیہ سے آپ کے جو غیر برادری میں آپ نے کی تھی ، صرف ایک مولوی محمد یقین مرحوم پیدا ہوئے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولی اللہ رحمۃ اللہ

آپ جناب مولوی احمد اللہ صاحب سے چند برس چھوٹے تھے حسب دستور آپ مکتب میں بٹھائے گئے تھے۔ آپ کی انتہا وحشت اور بے توجہی کی وجہ سے آپ پر سختی کی جاتی تھی۔ آپ کے پدر بزرگوار ہی آپ کو پڑھاتے مگر کوئی تدبیر وسعی کارگر نہیں ہوتی کیونکہ درحقیقت آپ تعلیم وتلقین کے لئے مکلف پیدا نہیں کئے گئے تھے۔ چنانچہ ایک روز آپ قبل ہی سے سبق سنانے کے لئے بیٹھے تھے اور اپنے والد ماجد کے تشریف لانے پر خود ہی سبق سنانے کی درخواست کی۔ جناب مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم نے کتاب طلب کی تو وہ کتاب پر بیٹھے پائے گئے اور کتاب سے سبق کا ورق غائب پایا گیا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ ورق آپ موڑ کر کھا گئے ہیں۔ اس کیفیت کے مشاہدہ سے مولوی صاحب کو یقین ہو گیا کہ یہ واقعی سمجھ سے عاری اور خلقی مجنوں ہیں۔ اب ان کی نقل وحرکت کی نگاہ داشت ہونے لگی اور رفتہ رفتہ آزاد سے قید بند بننے لگے جہاں آپ سے تکلیف دہ بے موقع باتیں سرزد ہو جاتیں وہاں آپ میں شریعت کا احترام اور پاس بھی پایا جاتا۔ اپنی والدہ کے بڑے مطیع تھے اور صاف گوئی اور سچائی کے شیدائی تھے۔ آپ احکام شریعت کیلئے بہت جلد سر جھکا دیتے اگرچہ قوانین شریعت کے مکلف نہ تھے انوار کی طرف رغبت اور ظلمات سے کھٹک آپ کو پیدا ہوتی رہتی تھی جس وقت جناب سید احمد صاحب مجدد الف ثلث عشر کا قدم مبارک آپ کے مکان میں پہنچا، آپ زیارت کے لئے سخت بیتاب ہو گئے اور آخر کش آپ قید سے رہا کئے گئے۔ آپ نے اپنے نور قلب سے (جس سے آپ کا خاندان پدری اس وقت تک ناآشنا تھا) دیکھنے کے ساتھ سید صاحب کو پہچان لیا اور مواجہت سے مشرف ہو گئے۔ سید صاحب نے آپ کو دیکھ کر آپ کے والد ماجد سے فرمایا ان پر سختی نہ کی جائے اور قید سے رہا رکھے جائیں اگرچہ دنیاوی اعتبار سے یہ قابل احترام نہ ہوں مگر فی الحقیقت آپ کی کل اولاد میں یہی اکرم اور بہتر ہیں۔ قیود وعلائق انسانی سے آزادی کے باعث آپ پر اسرار عالم منکشف ہوتے رہتے تھے، جن پر مابعد کے صدور واقعات ہمیشہ مہر ثبت لگا دیا کرتیں (ان کی تفصیل موجب طوالت ہے) اگرچہ اس وقت ان باتوں کو لوگ اختلال حواس پر محمول کرتے تھے۔ جناب کا انتقال تقریباً پچاس برس کی عمر میں ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب مولانا فیاض علی علیہ الرحمۃ والغفران

آپ کی شادی مسماۃ حفیظن بنت حضرت شاہ محمد حسین ساکن محلہ نموسیہ سے ہوئی، آپکی کوئی اولاد نہیں ہوئی، آپنے درسی کتابیں تمام وکمال اپنے برادر معظم مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور سند حدیث جناب حضرت مولانا ولایت علی غفران مآب سے لی، آپ ازبسکہ ذکی وذہین تھے آپ اول کچھ درس تدریس کی طرف متوجہ ہوئے مگر بعد کو کمربستہ شب وروز حاضر باش خدمت مبارک اپنے پیر مرشد مولانا ولایت علی قدس سرہٗ کے رہا کرتے، آپ بڑے حضرت کے خلفائے عظام میں سے ہوئے۔ آپنے جس قدر فیض باطنی اپنے پیر ومرشد سے حاصل کیا شاید اتنا کم کسی نے حاصل کیا۔ آپ کا وعظ نہایت پُراثر ہوتا، آپ قرآن وحدیث کے بیان معنی ونکات میں ایک ملکہ خاص رکھتے تھے، آپکے وعظ میں بڑے بڑے عالم اور ان پڑھ دونوں اپنی اپنی فہم وحوصلہ کے موافق لطف ومزہ اُٹھاتے اور نہایت محظوظ ہوتے، آپ فن مناظرہ میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کی تقریر ایسی قلّ ودلّ ہوتی تھی کہ بڑے بڑے عالموں کو بجز سکوت کچھ نہیں بن پڑتی تھی۔ چنانچہ جناب مولانا محمد فصیح رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جو آپ کا مناظرہ ہوا ہے وہ اس شہر میں نہایت مشہور ومعروف ہے کہ مولانا محمد فصیح صاحب نے مجمع عام میں جہاں ہزاروں آدمی جمع تھے اپنے قائل ہونے کا اقرار کیا۔ الغرض ہندوستان کے دور دیر میں بھی بہت عالموں سے آپ کو مناظرہ کی نوبت پہنچی اور آپ ہمیشہ فائز المرام رہے۔ حضرت مولانا ولایت علی عرف بڑے حضرت کا جب اول سفر طرف ملک کاگان پکھلی کے ہوا جو قریب کشمیر کے واقع ہے آپ بھی ہمراہ تھے اور وہاں گلاب سنگھ وغیرہ سکھوں کے لشکر کے مقابلہ میں آپ نے بہت کچھ جوانمردی وبہادری دکھائی، آپ بہت مرتبہ چھوٹے چھوٹے سریّہ پر افسر کرکے بھیجے گئے اور کارنمایاں دکھلایا۔ آپ بڑے حضرت کے ساتھ بطور وزیر مشیر کے رہا کرتے، آپ کی فہم وفراست جیسی علوم کتابی میں فائق تھی ویسا ہی امور تمدنی میں پھر جناب بڑے حضرت اس ملک سے جب واپس آئے جس کی تفصیل سوانح احمدی میں منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری نے لکھی ہے آپ بھی اُن کے ساتھ تشریف لائے اور جب تک بڑے حضرت اس شہر پٹنہ میں مقیم رہے آپ بھی ان کے ساتھ رہے اور پھر جب دوبارہ بڑے حضرت روانہ ملک سوات وبیر ہوئے

لہ آپ مولوی احمد اللہ صاحب سے دس برس چھوٹے تھے ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ بھی ہمراہ ہوئے اور وہاں قریب چھ سات برس کے آپ رہے جب بڑے حضرت کا انتقال ہو گیا اور کچھ وہاں کے کاموں میں فتور آگیا۔ جناب والد ماجد چھوٹے حضرت علیہ الرحمۃ نے آپ کو بلا لیا۔ اس وقت سے آپ چند برسوں تک یہیں پٹنہ میں رہے اور جناب چھوٹے حضرت علیہ الرحمۃ والغفران کا آپ وہی ادب و لحاظ فرماتے رہے جیسا کہ بڑے حضرت کا فرماتے تھے۔ الغرض جس روز سے کہ آپ نے بیعت دست مبارک پر جناب بڑے حضرت علیہ الرحمۃ کے کی ان کا ساتھ نہ چھوڑا اور ہر سفر و حضر میں آپ اپنے مرشد کے ہمراہ رہتے اور انواع قسم کی تکالیف اور مصائب مثل فاقہ کشی و آبلہ پائی و پیادہ روی منازل بعیدہ کی آپ نے اٹھائی اور نہایت صبر و استقلال کے ساتھ آپ ہر ایک مصیبت کو برداشت کرتے، آپ ہر اک عسر و یسر میں نہایت کشادہ دلی کے ساتھ نہایت صابر و شاکر رب کریم رہتے آپنے جو کچھ تکلیف راہ خدا میں محض ابتغاء وجہ اللہ اٹھائی ہے، اس کا بیان احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا جب چھوٹے حضرت کا یہاں پٹنہ میں انتقال ہو گیا، آپ کی طبیعت جو تو گرسیر و سیاحت ہو رہی تھی اور سکونت افغانستان سے مانوس۔ آپ پھر گھبرائے اور مع اہل و عیال کے یہاں سے روانہ ہو گئے اور ملک سوات و بنیر کو پہنچے اور اپنے مالک حقیقی اور رب تحقیقی کی عبادت میں بقیہ عمر کو وہیں طے کیا۔ دنیا کی عیش و عشرت مال و متاع، کانوں گھر، عزت و آبرو، راحت و آرام جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا تھا وہ اسی سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ آپ حضرت مولوی الٰہی بخش غفر اللہ لہ کے فرزند جگر پیوند تھے اور جناب مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے برادر۔ اور جو کچھ ثروت دنیاوی اللہ تعالیٰ نے انلوگوں کو دی تھی وہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ کو خوب معلوم ہے، وہ سب آپ کو بھی علیٰ وجہ الاتم حاصل تھی، مگر آپنے سب کو دنیائے ملعونہ سمجھ حقیقہ تصور فرما کر چھوڑ دیا اور بطلب دار آخرت و نعیم مقیم کے آپنے تمام اپنی عمر کو دور دراز کے سفروں میں بسر کیا اور آخر اسی مسافرت و مہاجرت کی حالت میں جان شیریں بجان آفریں سپرد کی۔ فتبنہ وتفکروا یا ایھا الناظر ولا تکن من الغافلین۔

تو کہ در بند خویشتن باشی	عشق بازی دروغ زن باشی
گر نشاید بدوستہ ۔ رہ بردن	شرط عشق است در طلب مردن
گر دست رسد کہ آستینش گیرم	ورنہ بردم بر آستانش میرم

اس مؤلف کو بھی شرف شاگردی کا آپکے حاصل ہوا ہے۔ میں نے مختصر المعانی تمام و کمال سماعت و

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرأت مولوی اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ آپ ہی سے پڑھی۔ مجکو جسقدر ذخائرہ واستعداد علمی آپ سے پڑھنے میں حاصل ہوا وہ دوسروں سے نہیں ہوا۔ آپ کو ایک سلیقہ[1] خاص حاصل تھا پڑھانے میں کہ طالب علم بہت جلد ذی استعداد ہو جاتا تھا بشرطیکہ وہ بھی جی لگا کر اور محنت کے ساتھ پڑھے آپ بجز دو ایک سبق کے زیادہ درس وتدریس میں مصروف نہیں رہتے۔ آپ کو تخلیہ وگوشہ نشینی زیادہ تر پسند تھی۔ آپ وعظ بہت کم فرماتے تھے۔ آپ یہ دونوں کام زیادہ تر اپنے چھوٹے بھائی جناب مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمۃ سے لیا کرتے آپ بڑے سالک تھے اور سکوت وذکر اللہ ودعا وادائے نوافل میں آپ کی عمر بسر ہوئی صدہا لوگ آپ کے حلقہ میں راہ سلوک سیکھا کرتے۔ آپ کے بیان میں وہ تاثیر تھی کہ لوگوں کے دل ہل جاتے لوگوں پر خشیت وبیہوشی سی طاری ہو جاتی۔ آپ کو فن سپہ گری میں بھی پوری مہارت تھی۔ سپر وبانا وغیرہ خوب جانتے تھے۔ تلوار کا ہاتھ بھی چلاتے تھے۔ آپکی اولاد کوئی نہیں ہوئی لہذا اپنے برادر معظم مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولوی اشرف علی صاحب اور اپنے چھوٹے بھائی مولوی اکبر علی مرحوم کی لڑکی مسماۃ رقیہ کو جو یتیمہ ہو گئی تھیں آپنے متبنیٰ کر لیا تھا اور پھر اُن دونوں کی شادی بھی کر دی تھی اور اُن کو اپنے ہمراہ رکھتے اور آپ کے اوصاف کے بیان اور پوری سوانح عمری قید تحریر میں لانا خیلے متعسر بل محال۔ لہذا آخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ ونور مرقدہ واحشرہ فی زمرۃ المھاجرین الاولین الذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیلک مع نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم آمین۔

درس

سلوک

وعظ

سپہ گری

جناب حضرت مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمۃ والغفران

آپ مولوی فیاض علی صاحب سے دس، برس چھوٹے تھے۔ مولوی اجمل علی صاحب کا بیان ہے کہ آپ نے درسیات مولوی فیاض علی صاحب سے پڑھی تھی۔ آپ کی شادی اول مسماۃ حمیدہ بنت حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہٗ ساکن خلد تمو ہیہ سے ہوئی۔ بعد وفات اُنکے مسماۃ فاطمہ بنت حضرت مولانا فرحت حسین عرف چھوٹے حضرت قدس سرہٗ سے ہوئی۔ آپ نے کل کتابیں اپنے برادر معظم حضرت

[1] آپکی تعلیم تھی کہ عربی اس لئے پڑھو تاکہ قرآن مجید اپنی استعداد جیدہ سے سمجھ سکو مفسرین کے اقوال واکابر پر اعتماد نکرو ورنہ جس غلطی میں وہ لوگ گرفتار ہوئے ہیں تم بھی ہو گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور سند حدیث کی حضرت جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران سے لی اور خلافت بھی حضرت مولانا ممدوح سے آپ کو ملی، آپ اپنے پیر و مرشد کے اعظم خلفا میں ہیں۔ آپنے جس روز سے بیعت حاصل کی شب و روز سفر و حضر میں برابر حاضر باش خدمت پیر و مرشد اپنے رہے۔ کبھی اُن سے جدا نہیں رہتے۔ آپ کو خدمت و عظ ہمیشہ سپرد رہتی۔ آپنے مراقبہ و مشاہدہ وغیرہ بھی علی وجہ الکمال اپنے مرشد جناب بڑے حضرت علیہ الرحمۃ کی صحبت میں حاصل کیا فیض باطنی بھی علی وجہ الاتم آپ نے پایا۔ آپ بڑے صاحب کمال، عابد زاہد متقی تھے آپکے مراقبہ کی یہ کیفیت تھی کہ جب کبھی آپ چادر اوڑھ کر بیٹھ جاتے۔ فی الفور آپ کو مراقبہ کھل جاتا، انبیاء و اولیاء کی زیارت ہوتی، اُن سے گفتگو ہوتی، ان سے حل مطالب فرماتے کشف قبور میں بھی آپکو ملکہ تام تھا۔ آپ جب بڑے حضرت کے ہمراہ غازی پور کو گئے، جناب مولانا محمد فصیح رحمۃ اللہ علیہ نے سب کو اپنا مہمان کیا۔ تذکرہ میں مولانا ممدوح کو معلوم ہوا کہ آپکو کشف قبور میں بہت عمدہ دخل ہے۔ مولانا نے خواہش ظاہر کی کہ ہمارے والد ماجد کی قبر پر چلکر مراقبہ کیجئے۔ چنانچہ بڑے حضرت مع حضرت مولانا یحییٰ علی حرود یگر رفقاء کے وہاں مقبرہ میں گئے اور مولانا محمد فصیح صاحب کے والد ماجد کے قبر پر مراقبہ کیا۔ آپ کو ان کی زیارت ہوئی بہت خوش پایا۔ انہوں نے فرمایا کہ محمد فصیح سے کہ دو کہ فلاں کتاب جس کی تلاش میں وہ بہت روزوں سے ہیں وہ کتاب مکان میں فلاں جگہ رکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ جب آپ مراقبہ سے بیدار ہوئے کُل کیفیت مراقبہ کی مع حلیہ وغیرہ بتا دیا۔ مولانا محمد فصیح صاحب جو ایک مدت سے متلاشی اُس کتاب کے تھے اور وہ کتاب نہیں ملتی تھی فی الفور مکان میں تشریف لے گئے اور اس جائے نشان دادہ کو دیکھا اور کتاب کو لئے ہوئے نہایت محظوظ باہر تشریف لائے اس وقت مجمع عام تھا ہر کہ و مہ کو آپ سے عقیدت پیدا ہوئی۔ الغرض اس قسم کے مراقبے و مشاہدے آپ کے صدہا ہیں، جنکا احاطہ و احصا غیر ممکن ہے۔ آپ نہایت سیدھے سادے بفحوائے حدیث شریف المومن غر کریم تھے، اُمور دنیاوی میں آپ نہایت بھولے بھالے تھے، مگر امور دین میں نہایت مضبوط و استوار و چست و چالاک تھے، فتاوی جو بڑے حضرت کے زمانہ میں یا اس کے بعد جب کبھی جہاں کہیں سے آتا اس کا جواب لکھنا آپ ہی کا کام تھا آپ اُس کا جواب تیار کرتے تب دوسرے لوگ اس پر مہر کرتے مسائل جزئیہ فقہیہ و نیز حدیثیں آپ کو خوب مستحضر تھیں۔ مناسخہ لگانے میں بھی آپ کو مہارت تھی وعظ آپکا نہایت عمدہ سلیس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون عام فہم پر تاثیر ہوتا۔ آپ کو شب و روز درس تدریس کا شغل رہتا۔ کثرت سے طلبہ آپ کے ارد گرد رہتے، آپ نہایت رحیم اور صاحب خلق عظیم تھے باوجود اس کے دلیر اور بہادر بڑے حضرت نے جب پہلا سفر کھلی ملک افغانستان کا کیا، اس وقت آپ بھی ساتھ تھے اور وہ لڑائیاں جو گلاب سنگھ سکھ والی کشمیر سے ہوئی، اس میں آپ بھی شریک تھے اس نے نہایت بہادرانہ و دلیرانہ کارروائی آپ نے کی۔ اکثر ایسا ہوا کہ جب آپ میدان جنگ سے اپنے ڈیرے پر آئے اور عمامہ اور کرتہ اُتارا تو اس میں متعدد گولیاں پائی گئیں کہ وہ آکر اس میں سرد ہو کر رہ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچا لیا پھر آپ بیعت بڑے حضرت ہندوستان کو تشریف لائے جسکی وجہ سوانح عمری میں بڑے حضرت کے بیان ہونگے۔ بڑے حضرت تخمیناً چھ سو دو سال اپنے مکان محلہ صادقپور میں مقیم رہے۔ آپ بھی یہیں رہے اور حسب دستور درس تدریس وعظ و نصیحت مراقبہ و مشاہدہ میں مشغول رہے پھر جب بڑے حضرت دوبارہ ملک افغانستان کو تشریف لے گئے، آپ بھی ان کے ہمراہ گئے اور ان سب سفر و حضر میں انواع قسم کی تکلیفیں اور مصیبتیں آپنے جھیلیں۔ بہت دفعہ دو دو تین تین روز تک فاقہ کشی کی بھی نوبت پہنچی اور ان پہاڑوں میں اکثر آپ کو پیادہ پا بھی چلنا پڑا کہ تمام پاؤں میں آبلے پڑ گئے مگر آپ نے دل نہ ہارا اور ہر تکلیف و مصیبت جو آپ کو خدا کی راہ میں پہنچی۔ نہایت صبر و استقلال کے ساتھ شادان و فرحاں اس میں رہتے۔ بعد انتقال بڑے حضرت بھی چند آپ وہاں رہے بعد اسکے وہاں سے بلائے گئے اور یہاں خدمت مبارک میں حضرت والد ماجد چھوٹے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اسی خلوص و عقیدت کے ساتھ رہے اور چھوٹے حضرت کے حکم سے ہر جگہ وعظ و نصیحت کے لئے دورہ و سیر بھی کرتے۔ بعد انتقال چھوٹے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آپ اُن کے قائم مقام بصلاح و مشورہ ہم سب لوگوں کے کئے گئے۔ اُس وقت سے آپ از صبح تا عشا اسی قافلہ والے مکان میں رہتے، جہاں طلبہ رہا کرتے تھے اور ہمہ وقت شغل درس تدریس رہتا اور بھر وعظ و نصیحت و ہدایت و تلقین بھی آپ فرماتے اور درستگی استفتاء و نساخہ وغیرہ بھی آپ کرتے بعد اسکے جب حضرت جناب شاہ محمد حسین قدس سرہٗ ساکن محلہ نوہیہ کا انتقال ہوا تب وہاں کی گدی پر بھی آپ ہی مقرر ہوئے معمول یوں رہا کہ بروز جمعہ علی الصباح صادقپور سے آپ نوہیہ تشریف لاتے اور جمعہ مسجد میں آپ نماز پڑھاتے۔ بعد نماز آپکا وعظ ہوتا عصر تک بعد عصر آپ یہیں نوہیہ پر ٹھیرے رہتے اور مستفیدین و مسترشدین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ہجوم رہتا، بعد نماز مغرب آپ کا وعظ زنانہ مکان میں ہوتا اور صدہا عورتیں از بانکی پورتا پورب دروازہ جمع ہوتیں عشا تک آپ کا وعظ ہوتا اور جس عورت کو مرید ہونا ہوتا یا کچھ مسئلہ پوچھنا ہوتا اسکو بھی آپ انجام کرتے۔ بعد نماز عشا اپنے مکان صادقپور کو آتے اور منگل کے روز شب کو چھوٹے حضرت علیہ الرحمۃ کے مکان میں آپ کا وعظ ہوتا کمرہ میں ایک طرف عورتیں جمع ہوتیں اور ایک طرف مرد جمع ہوتے ہزارہا مرد و عورت آپکا وعظ نہایت شوق و ذوق سے سنتے اور مستفید ہوتے، الغرض دونوں جگہوں کے وعظ و ارشاد و تلقین کی خدمت آپ انجام دیتے۔ ملک بنگال و ہندوستان وغیرہ سے صدہا طالب علم واسطے اکتساب علم دین کے آپکے پاس آتے اور ہر ایک موافق اپنے حوصلہ کے حاصل کر کے جاتا اکثر درس آپ کا قرآن و حدیث و فقہ و اصول ہوتا مگر اگر کوئی طالب علم نو آموز آتا اور کہتا کہ میں میزان و منشعب یا کریما یا بوستان آپ ہی سے پڑھوں گا تو آپ ایسے کریم النفس تھے کہ اس کو بھی محروم نہیں پھیرتے۔ آپکے اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ اس قدر ہیں کہ جو احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتے۔

سنہ ۱۲۸۰ھ میں جب انبالہ میں منشی محمد جعفر صاحب و محمد شفیع وغیرہ گرفتار ہوئے اور دہلی میں حسینی ساکن پٹنہ اور معظم سردار ساکن ملک بنگال گرفتار ہوئے اور پٹنہ میں الٰہی بخش دکاندار ماخوذ ہوا کہ جسکی تفصیل تواریخ عجیب مؤلفہ منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اسوقت ہلوک بھی اس فتنے سے نہ بچ سکے۔ اسکا تھوڑا سا بیان یہ ہے کہ بتاریخ بارہویں شعبان سنہ ۱۲۸۰ھ میں ہم سب لوگ اپنے اپنے مکانوں میں اپنے شغلوں میں مصروف تھے کہ یکایک الگزینڈر صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ پٹنہ مع پارسن صاحب پولیس سپرنٹنڈنٹ انبالہ مع دو تین افسران یوروپین اور ایک جماعت کانسٹیبلان پولیس تشریف لائے اور دونوں مکانوں کا احاطہ کر لیا اول مکان میں جناب مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ کے یہ صاحب افسران لوگ گئے۔ مولوی صاحب ممدوح اس وقت بتقریب جلسہ وائسرائے جہاز کلکتہ تشریف لے گئے تھے اور جناب مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمۃ اپنے اس مکان میں تھے۔ افسران کی ملاقات مولانا سے ہوئی۔ صاحب لوگ مولانا کو ہمراہ لیکر زنانہ مکان کے راستہ سے اس غیر کے مکان میں تشریف لائے اور ہر شخص کو جو طالب علموں سے تھا معائنہ کیا بعد اسکے جناب مولانا سے چند باتیں پوچھیں۔ میاں عبد الغفار کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کس کا نوکر ہے۔ مولانا نے اس غیر کا نام لیا، میں نے اسکو قبول کیا کہ ہاں میرا نوکر ہے، بعد اس کے مجسٹریٹ صاحب وغیرہ ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جگہ بیٹھ گئے اور اس مؤلف کتاب سے اس مقدمہ کی بابت سوال شروع کیا تو فجر کے آٹھ بجے سے چار بجے عصر تک یہی پوچھ گچھ مجھ سے رہی، بعد اس کے سب لوگ چلے گئے۔ اس کے ایک روز درمیان دے کے تاریخ چودھویں شعبان کو پھر یہ لوگ اسی جمع کے ساتھ تشریف لائے۔ اس روز خوب خطوں اور کتابوں کی تلاشی ہوئی اور جس قدر کتابیں قلمی لکھی ہوئی پائیں اور کاغذات دیہی وغیرہ وخطوط جو کچھ پایا سب کو اٹھا کر گاڑیوں پر لاد کر روانہ کر دیا اور جناب مولانا سے دس ہزار روپیہ نقد ضمانت طلب کی۔ جناب مولوی عبدالحمید صاحب نے اس کی نارسائی کی تکرار کی اور اس فقیر اور میاں عبدالغفار کو اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھا کر مجسٹریٹ صاحب بانکی پور اپنے بنگلہ پر لے گئے اور وہاں سے حوالات کا حکم دیا۔ دو روز حوالات میں رہ کر جیلخانہ بھیجدیا۔ بعد دس بارہ روز کے اس ضمانت کو بھی مسترد کر کے جناب مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمۃ کو بھی جیلخانہ کا حکم دیا۔ وہاں ہم لوگ چھبیسویں رمضان ۱۲۸۰ھ تک رہے، بعد اسکے ہم سب لوگ بسواری ریل انبالہ پہنچائے گئے۔ وہاں منشی جعفر صاحب و محمد شفیع و عبدالکریم اُن کے بھانجا حسینی پٹنہ حسینی قفانیسری و معظم سردار ساکن بنگالہ و عبدالغفور خاں ساکن ضلع ہزاری باغ کو پایا اور بعد دو تین روز کے قاضی میاں جان ساکن بنگالہ بھی وہاں آئے اور ہر ایک علٰحدہ علٰحدہ ایک ایک کوٹھری میں کہ جس کو سیگین کوٹھری کہتے ہیں بند کئے گئے۔ وہ کوٹھری پانچ فٹ لانبی اور چار فٹ چوڑی ہوگی اور چھت اس کی نہایت بلند اور چھت کے ایک چھوٹا سا روشندان تھا کہ آدمی اس میں سانس لے سکے۔ نہایت تنگ و تاریک تھی اس کوٹھری میں تخمیناً ڈھائی تین مہینے ہم لوگ رہے۔ جملہ گیارہ آدمی تھے۔ شب و روز میں ایک بار اس کا دروازہ کھلتا اور ایک جمعدار اور تین سپاہی اور ان کے ساتھ ایک باورچی کہ جس کے ہاتھ میں روٹیاں اور دال ہوتیں اور ایک سقہ کہ جس کے مشک میں پانی ہوتا اور ایک بھنگی ہاتھ میں کمبلا لئے ہوئے آتا اور ہر ایک کوٹھری کو کھولتا۔ باورچی دو روٹیاں اور کچھ دال دیدیتا اور سقہ ایک کوزہ پانی دیتا اور بھنگی کمبلا صاف کر دیتا اور پھر یہ لوگ چلے جاتے جو جو تکلیفیں ہمیں گذریں اُس کا بیان طول ہے اور فضول۔ بعد تین مہینے کے جب مقدمہ ہم لوگوں کا اجلاس میں صاحب مجسٹریٹ کے شروع ہوا۔ اسوقت ہم گیارہ آدمی قیدوں سے نکال کر ایک مکان حوالات

مقدمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمع کر دیئے گئے جو اسی جیلخانہ میں تھا، بعد تین مہینے کے جو ہم لوگوں نے آسمان
صورت دیکھی اور ایک کو دوسرے سے ملاقات ہوئی از حد خوشی حاصل ہوئی۔ اس وقت
جناب حضرت مولانا کا صبر و استقلال قابل دید تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ کا ساتھ ہم لوگوں کو
نہ ہوتا تو قدم ہم لوگوں کے ڈگ جاتے۔ قریب دو مہینے کے مقدمہ مجسٹریٹی میں رہا اور ہمارے لوگ
روزانہ حلقہ میں سپاہی پولیس اور پلٹن کے نو دس بجے کچہری روانہ کئے جاتے اور قریب
مغرب پھر وہاں سے مراجعت کر کے جیلخانہ پہنچتے۔ اول روز جب ہم لوگ اجلاس پر
حاضر کئے گئے اور وقت نماز ظہر کا آیا۔ ہم لوگوں نے درخواست کی کہ ہم لوگوں کو نماز پڑھنے
کی اجازت ملے کہ کچہری سے باہر جا کر وضو کر کے نماز پڑھ کے پھر اپنی جگہ پر آئیں۔ صاحب
مجسٹریٹ نے فرمایا کہ تم لوگوں کے لئے مقدمہ ملتوی نہیں کیا جائے گا۔ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ
ہم لوگوں کا یہ مطلب نہیں کہ آپ مقدمہ کو ملتوی رکھیں، بلکہ آپ جس طور پر اظہار گواہان وغیرہ
لے رہے ہیں اور کارروائی کر رہے ہیں سب اسی طور پر کرتے رہیں۔ غیر حاضری کے وقت میں ہمارے لوگوں
کے جو گواہوں کا اظہار ہوگا اور ہم لوگ اس کو نہیں سن سکیں گے وہ نقصان ہمارا ہوگا۔ اس نقصان
کو ہم لوگ بخوشی گوارا کرتے ہیں مگر نماز نہیں قضا کر سکتے اس پر صاحب نے غصہ ہو کر اور جھلا کر فرمایا
کہ تم لوگ باہر جانے نہیں پاؤ گے۔ ہم لوگوں نے کہا بہت خوب اور فی الفور زمین پر تیمم کر کے
کھڑے ہو گئے۔ اور مولانا اور ہم لوگ دس آدمی تکبیر کہہ کر اور تحریمہ باندھ کر عین اجلاس پر ہمارے لوگوں نے
نماز ادا کی۔ دو سو جوان پلٹن اور پولیس کے مسلح بندوقیں بھرے ہوئے سنگین چڑھائے ہوئے واسطے
حفاظت ہمارے لوگوں کے منتظر حکم پیچھے کھڑے ہوئے تھے اور بہت سے لوگ تماشہ بین و نامہ نگار اخبارات
وغیرہ واسطے دیکھنے اور سننے کیفیت مقدمہ کے بھی جمع تھے۔ اس وقت کا نظارہ کچھ عجیب و غریب
تھا بجز خدائے تعالیٰ کے کسی کا خوف و خطر مطلق دل پر نہ تھا۔ شاید دو تین روز نماز ظہر ہم لوگوں نے
اسی طور پر ادا کی۔ اور نماز عصر نہایت اخیر وقت وقت مراجعت راہ میں ادا کرتے۔ جب صاحب نے
دیکھا کہ یہ لوگ عین اجلاس نماز ادا کر لیتے ہیں۔ تب بالآخر آپ نے حکم دیا کہ ایک ایک آدمی کو باہر لیجاؤ
اور اس کے ساتھ دو سپاہی اور ایک نائک رہے اور کچہری سے باہر متصل باغ میں نماز پڑھا کر
لے آؤ، تب ہم لوگ تمام ایام دوران مقدمہ میں نماز ظہر اس طرح ادا کرتے رہے کہ ایک آدمی جاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب وہ آلیتا تب دوسرا جاتا۔ محمد شفیع کی طرف سے ایک انگریز وکیل جان سین صاحب بہ اُجرت سات ہزار روپیہ مقرر ہوا اور ہم لوگوں پر بھی محمد شفیع کا تقاضا رہا کہ وکیل مقرر کرو مگر چونکہ جناب مولانا کی رائے نہ تھی۔ ہم لوگوں نے وکیل مقرر نہیں کیا۔ منشی محمد جعفر صاحب اور میں بعض وقت کچھ ضروری سوال گواہوں سے کر لیتا۔ جناب مولانا بالکل ساکت یاد خدا میں مصروف رہتے ہیں اور مولانا متصل بازو بازو وہاں کھڑا رہتا اور آپ کے ذمہ کا سوال کا جواب بھی میں ہی دیتا۔ الغرض تمام دوران مقدمہ مجسٹریٹی میں یوں ہی گذرا۔ جب مقدمہ دورہ سپرد ہوا اس وقت مجیب الدین تحصیلدار جو بجرم رشوت ستانی اسی جیل میں قید تھا اور اکثر محمد شفیع کے پاس اس کی آمد و رفت رہتی۔ ان دونوں نے مل کر مجھ پر اصرار شروع کیا کہ تم بھی ایک وکیل انگریز مقرر کرو اور خود محمد شفیع نے ایک اور انگریز وکیل گڈال صاحب نامی کو مقرر کیا، اب ان کی طرف دو وکیل ہو گئے۔ اُس وقت اس ظلوم جہول نے بھی ان کی رائے کے موافق ہو کر ایک [illegible] جایا۔ چنانچہ گڈال صاحب کی معرفت کلکتہ سے پلوڈن صاحب کونسلی بلوائے گئے اور اکیس ہزار روپیہ نقد اور خرچ خوراک و سواری تا دوران مقدمہ سشن اُن کا مقرر ہوا اور اُدھر مولوی محمد حسن کو پٹنہ میں اس تقرری وکیل کی خبر دی گئی۔ وکیل جب کلکتہ سے روانہ ہوا اس نے بذریعہ تار مولوی محمد حسن کو اسٹیشن بانکی پور پر طلب کیا۔ مولوی محمد حسن نے اس سے اسٹیشن پر ملاقات کی۔ وکیل نے کہا کہ تم بیس پچیس گواہ لئے ہوئے انبالہ چلے آؤ۔ وکیل نے انبالہ پہنچکر صاحب جج کو درخواست دی کہ میں منجانب مولوی یحییٰ علی و مولوی عبدالرحیم وغیرہما وکیل ہو کر آیا ہوں۔ مجکو اُن سے ملاقات کی اجازت ملے وہ درخواست نامنظور ہوئی۔ تب وکیل نے بحضور جوڈیشل کمشنر لاہور اُس کی اپیل کی۔ وہاں سے بھی نامنظور ہوئی۔ تب وکیل نے بحضور لفٹنٹ گورنر پنجاب اپیل کی تب وہاں سے منظور ہوئی اس میں عرصہ دو ہفتہ کا گذر گیا۔ بعد منظوری وکیل ہم لوگوں کے پاس جیل خانہ میں آیا اور وکالت نامہ پر ہم لوگوں کے دستخط ہوئے۔ منشی محمد جعفر صاحب نے کہا کہ مجکو وکیل کی حاجت نہیں میں اپنا سوال و جواب خود کروں گا۔ الغرض تخمیناً دو مہینہ مقدمہ پیشی میں صاحب جج بہادر کے رہا اور صدہا گواہان سرکاری جو جا بجا سے گرفتار ہو کر آئے تھے، سُنائے جاتے، اس مقدمہ میں جو کچھ کارروائی جابرانہ خلاف قانون عمل میں آئی، اس کا بیان بہت طول طویل ہے۔ صرف

وکیل کی تقرری سے ناپسندی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ماجرا سے جو میں بیان کرتا ہوں، حضرات ناظرین باقی کو بھی اس پر قیاس فرمالیں۔ ایک لڑکا صدرالدین نامی تیرہ چودہ برس کی عمر کا جو منشی محمد جعفر کے مکان سے گرفتار ہوا تھا اس کو بھی پولیس سکھلا پڑھا کر گواہوں میں لائی جب وہ لڑکا اجلاس پر آیا اور باعث خوف پڑھایا ہوا سب بھول گیا اور وکیل کی جرح میں اس کی غلط بیانی ثابت ہوئی۔ تب رات کو پولیس نے اس کی ایسی مرمت کی کہ جان بحق تسلیم ہوا۔ زیادہ کیا لکھوں۔ صدہا انگریز تماشا میں وغیرہ رہتے اور ان کل کارروائیوں کو جو خلاف قانون عمل میں لائی جاتیں دیکھتے اور انگشت حیرت کو دانتوں تلے دباتے۔ ہمارے حضرت مولانا کا صبر و استقلال اس وقت کا قابل دید تھا۔ شب کو میں اور آپ ایک ہی جگہ رہتے۔ آپ پچھلی شب حسب معمول نماز و دعا وغیرہ میں مشغول رہتے اور اکثر اشعار عاشقانہ دیوان شاہ نیاز و حافظ وغیرہ کا پڑھتے اور ایک نہایت وجدی کیفیت آپ پر طاری ہوتی۔ سب لوگ سب ہوش باختہ ہوتے، اور آپ نہایت مسرور و خوش۔ آپ کے چہرہ و بشرہ سے کچھ بھی آثار رنج و محن کے نہیں پائے جاتے۔ ذکر اللہ سے رطب اللسان رہتے۔ آپ اکثر اس شعر سے بھی جو حضرت حبیب صحابی رضی اللہ عنہ کا ہے مترنم ہوتے۔

ولست ابالی حین اقتل مسلما — علی ای شق کان فی اللہ مصرعی

وذالک فی ذات الالہ وان یشاء — یبارک علی اوصال شلو ممزع

میرے پاس ایسے الفاظ نہیں ہیں کہ جن سے آپ کی اس کیفیت وجدی و صبر و شکر کا ایک شمہ بھی بیان کر سکوں اور اس کی تصویر کھینچ کر ہدیۂ ناظرین کرنا تو یہ ایک امر محال ہے۔ آپ سے دوسرے درجہ پر بھی بسیدی میاں عبدالغفار صاحب تھے اور منشی محمد جعفر صاحب ان دونوں کا صبر و استقلال بھی لائق مرحبا و صد آفریں تھا۔ چونکہ یہ رسالہ واسطے بیان کیفیت مقدمہ کے موضوع نہیں ہوا ہے۔ لہذا عنان قلم کو ادھر سے پھیر کر اصل مطلب جو ان اوراق کا ہے عرض کرتا ہوں جو حضرت کو شائق دریافت مقدمہ ہوں وہ تواریخ عجیب مؤلفہ منشی محمد جعفر صاحب ملاحظہ فرمائیں۔

صبر و حلم

فیصلہ

الغرض جب مقدمہ اجلاس سشن جج سے فیصل ہوا، اور تین شخصوں کو حکم پھانسی کا ہوا یعنی مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمۃ والغفران و منشی محمد جعفر صاحب و محمد شفیع صاحب مرحوم اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقی آٹھ شخصوں کو دوام حبس بعبور دریائے شور مع ضبطی جائداد۔ اس وقت یہ تینوں شخص پھانسی والے پھر اُسی قید تنہائی سنگین کوٹھڑی میں بند کئے گئے اور باقی لوگ دوسرے قیدیوں کے ساتھ ملا دیئے گئے۔ مگر چونکہ موسم نہایت گرم تھا یہ ممکن نہ تھا کہ آدمی ایک ہفتہ سے زیادہ اس کوٹھڑی میں رہے اور پھر جانبر ہو۔ لہٰذا ڈاکٹر نے حکم دیا کہ کوٹھڑی کا دروازہ کھلا رہے اور ایک پہرہ سپاہی کا خاص اس دروازہ پر مقرر ہو کہ یہ لوگ کوٹھڑی سے قدم باہر نہ لاسکیں۔ چنانچہ ہمارے حضرت اس قید تنہائی میں پھر تخمیناً دو ڈھائی مہینے رہے اور نہایت صبر و استقلال کے ساتھ اُن ایام کو آپ نے بسر کیا اور جب کوئی سپاہی پہرے والا یا اور کوئی سپاہی یا قیدی آپ کے سامنے آجاتا۔ ہندو یا مسلمان سب کو آپ توحید باری کا وعظ سُناتے اور عذاب آخرت و قبر و غیرہ سے ڈراتے۔ الغرض ایک عجب طرح کا فیض آپ کا اس قید تنہائی میں بھی جاری رہا۔ سپاہی جو پہرے کے واسطے آتا وہ سکھ ہوتا یا گورکھا اور مسلمان نہ ہوتا آپ اسکو اسی آیۃ کریمہ کا وعظ سُناتے ءارباب متفرقون خیرٌ ام اللہ الواحد القہار۔ سپاہی کھڑا روتا اور جب اُس کے پہرے کی بدلی ہوتی تو اس صحبت کو چھوڑ کر جانا پسند نہیں کرتا۔ میں کچھ لکھ نہیں سکتا کہ کس قدر فائدہ اس وقت پہرا والوں کو پہنچا اور کتنے موحد ہو گئے اور کتنے دین آبائی کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے۔ لا یعلمہ الا اللہ آپ کا فیض کبھی کسی حالت میں بند نہ ہوا آپ کا جسم مبارک قیدی تھا۔ مگر آپ کے دل و زبان آزاد تھے۔ اُس پر کسی کی حکومت نہ تھی بجز اس حاکم حقیقی کے اگر دو منٹ کے واسطے بھی کوئی آدمی سامنے آجاتا۔ آپ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بجا لاتے۔ بعد اس کے حکم پھانسی منسوخ ہوا اور حکم دوام حبس بعبور دریائے شور مع ضبطی جائداد ان تینوں پھانسی والوں کے واسطے بھی صادر ہوا اور یہ لوگ قیدیوں میں ملا دیئے گئے اور حسب دستور اُس جیل کے جیسے ملوکوں کی داڑھی مونڈا دی گئی تھی ویسا ہی آپ کی بھی مونڈا دی گئی اور کرتا کمر تک کا گیروا رنگا ہوا اور ایک ٹوپی کان ڈھکی گیروا رنگی ہوئی پہنا دی گئی یہ جوگیانہ لباس اُس جیل میں قانوناً ہر ایک کو دیا جاتا تھا۔ اُس کی صبح کو کپتان ٹائی صاحب مجسٹریٹ ڈپٹی کمشنر انبالہ و پارسن صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس جیل میں آئے اور داروغہ کو حکم دیا کہ مولانا سے سخت تر مشقت لی جاوے۔ چنانچہ خود اس نے اپنے روبرو کھڑے ہو کر ایک بڑے کنوئیں پر جو رہٹ

Qomar Muhammad Haji Ganj

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چل رہا تھا، عین تمازت آفتاب میں اس رہٹ کو آٹھ دس قیدی چلا رہے تھے اور وہ بمشکل چلتا تھا۔ آپ کو بھی اس میں دیدیا۔ آپ دو تین روز تک تمام روز اس کو چلاتے رہے آپ کو بہ باعث حرارت آفتاب خون کا پیشاب آنے لگا۔ آپ نہایت صبر و شکر کے ساتھ اس کو انجام دیتے رہے۔ دوسرے قیدی جو نہایت قوی و توانا اس رہٹ کو کھینچتے، تھک کر بیٹھ جاتے مگر آپ صبح سے شام تک اس میں لگے ہی رہتے۔ چونکہ اس وقت ڈاکٹر صاحب موجود نہ تھے، مجسٹریٹ صاحب نے یہ کارروائی اپنے دل کا غصہ نکالنے کو کی۔ جب ڈاکٹر صاحب دو تین روز کے بعد جیل میں تشریف لائے اور نو آمد قیدیوں کا ملاحظہ کیا۔ جناب مولانا کو رہٹ کے کام میں دیکھ کر داروغہ پر نہایت خفا ہوئے کہ اس کو یہاں کیوں لگایا ہے۔ داروغہ نے عرض کیا کہ مجسٹریٹ صاحب خود تشریف لاکر لگا گئے ہیں۔ چونکہ ڈاکٹر کو مجسٹریٹ سے چشمک تھی۔ فی الفور آپ کو وہاں سے چھڑا کر برعکس اس کے ایک نہایت آسان کام میں لگا دیا یعنی دری بافی کے کارخانہ میں چھت کے نیچے دری کا سوت کھولنے کا کام آپ کو دیا۔ آپ حمد و ثنائے باری میں شب و روز مصروف رہتے اور کام مفوضہ سرکاری کو بھی بہ احسن وجوہ انجام کرتے مثل اور قیدیوں کے تساہل و نکاہل کو کام میں نہ لاتے اور دوسرے قیدیوں کو بھی نصیحت فرماتے کہ جب تم سرکاری کھانا کھاتے ہو اور کپڑا پہنتے ہو اور مکان میں رہتے ہو تب ضرور ہے کہ سرکاری کام کو انجام دو اور قیدی لوگ جو جیل کے اندر حکم عدولی اور بدمعاشی وغیرہ کرتے اس سے ان کو روکتے اور نصیحت کرتے، صدہا قیدی اس جیل میں ایسے نیک چلن ہو گئے کہ جس کو دیکھ کر داروغہ وغیرہ اہلکاران جیل حیران رہ جاتے۔ انہیں ایام میں اس جیل میں بخار کی وبا پھیلی اور صدہا قیدی لقمۂ اجل بن گئے۔ ہم لوگ بھی کلہم سخت بخار میں مبتلا ہوئے، صرف یہ فقیر مؤلف بچ گیا۔ حضرت جناب مولانا کو ایسا سخت بخار رہا کہ ایک مہینہ تک ہوش نہ رہا۔ مگر ذکر اللہ زبان پر جاری۔ قاضی میاں جان نے اسی میں انتقال کیا۔ الٰہی بخش سوداگر پٹنہ بھی بخار میں مبتلا ہو کر پاگل ہو گیا۔ اس کی قضا پہ چند پلاسٹر لگائے گئے الغرض جو تھے وہ سخت سے سخت بیمار رہے۔ یہ فقیر مؤلف فجر کو مشقت پر جاتا اور دوپہر اور شام کو جب ایک ایک گھنٹہ کی چھٹی ملتی تو ہسپتال جا کر ان لوگوں کی خبر لیتا۔ پانی لا کر پاس رکھ دیتا باورچی خانہ ہسپتال سے روٹی دال لا کر ان لوگوں کو کھلا دیتا۔ کپڑا جو پیشاب پاخانہ میں ملوث

نصیحت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا، دھو دیتا۔ الغرض ایک گھنٹہ کے عرصہ میں جو کچھ کارروخدمت ہو سکتی بجالاتا اور پھر کام سرکاری پر چلا جاتا۔ بعد دیر ہ مہینے کے سب سے اول میاں عبدالغفار صاحب کو افاقہ ہوا اُس وقت یہ فقیر بخار میں مبتلا ہوا اور وہی حالت جو سب کی تھی میری ہوئی۔ ایک مہینہ کامل مجکو خبر نہ ملی کہ دن کدھر ہے اور رات کدھر۔ میرے ہمراہی لوگ میری زندگی سے مایوس ہو گئے تھے۔ اس وقت میاں عبدالغفار صاحب نے باوجود ضعف و نقاہت وہی کام انجام دیا جسکو میں کرتا تھا۔ فاعتبروا یا ایہا الناظرون بعد اس کے کہ جب لوگوں کو صحت ہوئی عذاب الجوع آیا اس قدر بھوک کا غلبہ سب لوگوں کو رہتا کہ دو دو روٹیاں سرکار سے ملتیں، اُن کے کھانے سے یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ کچھ کھایا بھی ہے یا نہیں جیل میں جس قدر گھاس تھی مع بیخ اُکھاڑ کر قیدی لوگ اس کو چٹ کر گئے۔ ہر طرف سے الجوع الجوع ہائے بھوک کا شور تھا۔ ہمارے ہمراہیوں میں سے اکثروں کی نیت ڈانوا ڈول پھرتی تھی ایسی حالت میں یہ کارروائی شروع ہوئی کہ مولوی احمداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو جس طور پر ہو سکے اس مقدمہ میں پھانسنا چاہیئے اور گرفتار کرنا چاہیئے۔ چنانچہ حبیب الدین تحصیلدار جو اسی جیل میں قید تھا جسکا ذکر اوپر آچکا ہے وہ اس کام کے واسطے مقرر کیا گیا کہ ہم لوگوں کو ورغلا اور بہکا کر بطمع رہائی و واپسی جائداد مولوی احمداللہ پر گواہ بنادے۔ چنانچہ سب سے اول اس کا جادو محمد شفیع اور عبدالکریم ان کے بھانجے پر چل گیا اور یہ لوگ گواہی دینے پر مستعد ہو گئے اور ان دونوں پر ہر طرح کی آسانی قید میں کر دی گئی۔ کھانا نہایت عمدہ، پلاؤ و شیرمال، دودھ، ملائی وغیرہ جیل میں آنے لگا اور یہ دونوں نہایت تر و تازہ ہو گئے اور دوسرے ساتھیوں کو بھی ترغیب گواہی کی دینے لگے۔ وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین کا دم بھرنے لگے۔ چنانچہ الٰہی بخش سوداگر پٹنہ جسکا ذکر اوپر ہو چکا، انکے دام میں آگیا اور ہم لوگوں سے علیحدہ ہو کر ان کی صحبت میں جا بیٹھا وہ عجیب وقت تھا کہ اُدھر تو ہم لوگ انواع قسم کے آلام و مصائب میں مبتلا اور پھر عذاب الجوع اور اُدھر وہ راحت و آرام و تنعم گویا نمونہ قیامت تھا کہ ایک طرف جنت اور دوسری طرف دوزخ نظروں کے سامنے رکھی تھی وہ وقت پہلے سرے کے جانچ اور امتحان کا تھا اس وقت پر آیۃ کریمہ وزلزلوا زلزالا شدیدا مصون خوب صادق آتا ہے اور پل صراط کی سی کیفیت تھی کہ ہر ذی ایمان ربسلم سلم کہتا تھا ہمارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت نہایت باطمینان قلب نہایت خنداں و شاداں و فرحاں یاد الٰہی میں اور لوگوں کو استقامت دلانے میں شب و روز مصروف رہتے۔ دنیائے دوں کی بے ثباتی اور اسکے راحت و آرام کی بیقراری اور ثواب آخرت اور جنت نعیم کی پائیداری یاد دلاتے اور رضوان من اللہ اکبر کو خوب کھول کر فرماتے کہ اس وقت کی کیفیت آپ کی قابل دید تھی۔ قلم کو جو ایک کاغذ خشک ہے کہاں وہ طاقت کہ جو اس کو بیان کر سکے۔ فقیر مؤلف بھی اس زلزلہ میں گرفتار تھا۔ آپ کے قدموں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا کہ اغوائے شیطانی سے محفوظ رہ کر بیہودہ گوئی و ہفوات بکنے سے رکا رہا اور مغاک ہلاک میں نہ گرا فللہ الحمد علی ذالک اگر آپ کا ساتھ نہ ہوتا تو ایسے مہالک سے بچنا متعسر بل محال تھا۔ صبر و استقلال تو مجھ ایسے نالائق کو کہاں میسر یہ تو بہت بڑے لوگوں کا کام ہے۔ صرف اسقدر کہ زبان ناپاک باتوں سے بچی رہی۔ ہزار ہزار شکر اس قادر مطلق کا ہے۔ اس وقت ایک اور امتحان اس نالائق پر خاص کر کے کہ کمشنر صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب کی خواہش ہوئی کہ بذریعہ کمترین مولوی عبداللہ ساکن افغانستان سے پیغام مصالحت کیا جائے کہ جن سے بمقام انبیلہ وغیرہ سرکار سے جنگ ہوئی تھی اور وہ اس کمترین کے چچا زاد بھائی تھے۔ اسی حالت میں قیدیوں کا چالان انبالہ سے لاہور جانے کو تیار کیا گیا۔ اسمیں جناب حضرت مولانا و منشی محمد جعفر صاحب وغیرہ کل تیار کئے گئے۔ مگر محمد شفیع و عبدالکریم و الٰہی بخش جو بوجہ گواہی ہم لوگوں سے علیحدہ کر لئے گئے تھے، رکھ لئے گئے اور یہ فقیر بھی بوجہ کارروائی صلح روک لیا گیا اور نیز تنفس سخت میں اس وقت مبتلا تھا کہ لیاقت سفر مطلق نہ تھی اس وجہ سے بھی ڈاکٹر نے مجھے روک لیا اور جناب حضرت مع چھ آدمیوں کے روانہ جیل لاہور کئے گئے۔ اب اس وقت سے عرصہ دو سال تک میں صحبت کیمیا خاصیت سے اپنی بداعمالیوں کے سبب مہجور کر دیا گیا۔ اب جو کچھ میں بیان کروں گا، ان دو سالوں کی کیفیت و دشنی ہوئی ہوگی۔ الغرض آپ انبالہ سے رخصت ہو کر مع دوسرے ستر پچھتر قیدیوں کے جیل لاہور میں پہنچے اور وہاں قریب ایک برس کے آپ کا قیام رہا۔ اس اثنا میں آپ برابر قیدیوں کو پند و نصائح کیا کرتے چونکہ قید خانہ میں مجمع بدکاروں اور چوروں و ڈاکوؤں وغیرہ کا رہا کرتا ہے، آپ کا وعظ بھی انہیں افعال ذمیمہ کے بیان میں ہوتا اور توحید و تاکید صوم و صلوٰۃ کی ہوتی۔ صدہا چوروں اور ڈاکوؤں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے توبہ کی کہ اب کبھی اس پیشہ کو نہ کریں گے۔ آپ اُن کو عذاب دائم یقیم سے ڈراتے۔ صدہا موحد نمازی ہو گئے۔ ایک بلوچ ڈاکو کا ماجرا بیان کیا جاتا ہے' اس کا نام مرزی تھا۔ اسکے آبا و اجداد سے چوری و ڈکیتی کا پیشہ چلا آتا تھا۔ وہ نہایت قوی ہیکل جوان تھا۔ اس نے جیل خانہ میں آکر بھی بہت کچھ شرارت کی تھی۔ سرکاری کام ہرگز نہیں کرتا۔ صدہا بید اس کو لگائے گئے۔ مگر اس نے اُف نہیں کیا۔ اپنی بدچلنی سے باز نہیں آیا۔ بیڑی اور ڈنڈا بیڑی ہتھکڑی اور طوق و قید تنہائی وغیرہ جو کچھ سزا وہاں ہے وہ سب اس پر عمل میں لایا گیا لیکن وہ باز نہ آیا۔ داروغہ وجمعدار سب اُس سے ڈرتے وہ ان کو بھی موقع پاکر ہتھکڑی سے پیٹ دیتا۔ خدا کے حکم سے آپ کا بستر اور اس کا ایک ہی جگہ ہو گیا۔ خدا کی قدرت کہ آپ کی نصیحت و پند سے تھوڑے ہی عرصہ میں اس کی کیفیت بدل گئی۔ اس نے سرکاری مشقت کرنی شروع کر دی اور ایسا نیک چلن بن گیا کہ داروغہ وغیرہ سب متحیر ہو گئے۔ ہتھکڑی اور طوق وغیرہ سب اس سے دور کر دیئے گئے اور پارچہ بافی کے کارخانہ میں وہ داخل کر دیا گیا کہ جہاں دائم الحبس اور بڑے بڑے سیاسی قیدی کام کیا کرتے تھے اور عمدہ کام کرنے اور زیادہ کام کرنے پر سال میں دو ایک ماہ قید معاف بھی ملا کرتی ہے۔ اس نے وہاں جاکر بہت جلد پارچہ بافی کا کام سیکھ لیا اور نہایت عمدہ کپڑا بننے لگا۔ میں جب لاہور کے جیل میں گیا خود میں نے اس مرزی بلوچ کو دیکھا کہ وہ پانچوں وقت نماز قید کے ساتھ پڑھتا اور اپنے گزشتہ اعمال کو یاد کر کے خوف خدا سے اکثر روتا۔ اے بھائیو! میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے جب اسکو دیکھا ایک ولی پایا۔ آپ مولوی اسد اللہ صاحب کے مکان پر بیٹھے تھے کہ ایک گنوار محض بجہالت ابتذال آکر خواہش ظاہر کی کہ مولوی صاحب میرے یہاں اسوقت کھانا قبول کرتے۔ لوگوں نے اشارۃً اس کو روکا، مگر مولوی صاحب کو خود کچھ اندازہ ملا۔ آپنے اس کو بلا کر اسکی آرزو سنی اور معًا اس کے ساتھ ہو لئے۔ اس نے اپنے انداز پر احترام کرنا چاہا۔ دری وغیرہ بچھانا چاہا، مگر آپ چٹائی پر بیٹھ گئے اور کھانا طلب کیا، اس نے مٹی کے برتن میں چاول دال اور بھرتا پیش کر دیا۔ آپ کھاتے جاتے اور اس کو نصیحت کرتے جاتے۔ بیان ہے کہ اس روز سے تادم مرگ باجماعت نماز ادا کرتا رہا۔ سبحان اللہ اس کے اور بہت سے ماجرے ہیں۔ میں نے یہ ایک تمثیلاً بیان کیا۔ الغرض آپکا وجود اس قید خانہ میں واسطے ہدایت قیدیوں کے بھیجا گیا تھا کہ ہزاروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیضیاب ہو گئے۔ اہلکاران جیل اس کرامات کو آپ کے دیکھ دیکھ کر نہایت متحیر و متعجب ہوتے، تمام ہندو آپ کو دیوتا اور اوتار کہتے اور مسلمان ولی سمجھتے۔ اتوار کا دن جو فرصت کا قیدیوں کے ہوتا فجر کو بعد ملاحظہ ڈاکٹر آپ کے پاس مجمع ہو جاتا۔ آپ حسب حال ان قیدیوں کے بدکاریوں سے بچنے کا اور نیک چلنی اور توحید الٰہی کا بیان فرماتے اور صوم و صلوٰۃ کی تاکید فرماتے بعد اس کے آپ مع دوسرے قیدیوں کے لاہور سے بسواری ریل روانہ ملتان ہوئے۔ وہاں ہفتہ عشرہ قیام کر کے بسواری مرکب دخانی روڑی بھکر سکھر جو ملک سندھ میں واقع ہے، ہوتے ہوئے کوٹلی پہنچے اور وہاں سے بذریعہ ریل کراچی بندر اور وہاں ہفتہ عشرہ قیام کر کے بسواری مرکب دخانی براہ سمندر بمبئی پہنچے اور وہاں سے بسواری ریل بمقام تھانہ (جو ایک شہر کا نام ہے) اور وہاں بہت بڑا قلعہ جو مرہٹوں کا بنایا ہوا ہے اور اب وہ جیل کا کام دیتا ہے۔ اس میں بھیجدیئے گئے۔ وہ نہایت سخت جیل ہے کہ دوسرے قیدی اس سے پناہ مانگتے ہیں، وہاں کے اہلکار جیلر وغیرہ قساوت قلبی میں نسبت دوسرے جیلوں کے بدرجہا زیادہ۔ تمام احاطہ بمبئی و پنجاب کے شریر ترین قیدی اس جیل میں بھیجدیئے جاتے ہیں۔ آپ ہر جگہ اپنا کام کرتے رہے۔ چند مہینوں تک آپ کا وہاں قیام رہا۔ آپکا فیض بدستور وہاں بھی جاری رہا۔ بعد اس کے آپ آٹھویں دسمبر ۱۸۶۵ء بسواری جہاز بادبانی مع دیگر قیدیوں کے روانہ پورٹ بلیر انڈمان ہوئے اور صعوبات و تکلیفات جہاز کو طے کر کے بتاریخ گیارہویں جنوری ۱۸۶۶ء آپ داخل جزیرہ انڈمان ہوئے۔ بعد اس کے جناب منشی محمد اکبر نائب صاحب جنکے اوصاف حمیدہ اور شریف پروری اوپر بیان ہو چکی ہے۔ آپ کو اپنے مکان میں لے جا کر رکھا اور بہ اجازت چیف کمشنر صاحب اپنی تائید میں لے لیا چونکہ جناب منشی صاحب کے کام بہت سپرد تھے۔ اکثر فرصت کے وقت میں آپ مکان پر بھی سرکاری کام کیا کرتے تھے۔ لہذا جناب مولانا کو حاضری کچہری سے بچا کر اپنی مدد میں داخل کیا۔ اب دونوں حضرات یعنی جناب مولانا احمد اللہ و مولانا یحییٰ علی رحمۃ اللہ علیہما ایک ہی جگہ جمع ہو گئے اور میاں عبدالغفار صاحب کو بھی منشی صاحب ممدوح نے کام نمبر سازی سکھا کر انکو بھی اپنے ہی مکان میں جگہ دی، بالجملہ یہ تینوں شخص ایک ہی مکان میں رہنے لگے۔ جناب مولانا کا کام یہ تھا کہ بعد فرصت از کار سرکار لوگوں کو قرآن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحدیث پڑھاتے۔ نصیحت کرتے، گھر گھر پھرتے۔ عورتوں کو نماز کی تعلیم کرتے۔ قرآن پڑھاتے۔ صدہا مرد و عورت کہ جنہوں نے اپنے معبود حقیقی کے سامنے کبھی سر نہ جھکایا تھا پکے نمازی بن گئے۔ اسی اثناء میں یہ کمترین بھی بعد مہاجرت دو برس کے پورٹ بلیر میں پہنچ گیا اور تخمیناً تین چار مہینے آپ کی حضوری خدمت سے پھر مشرف ہوا۔ دو برس آپ وہاں اپنی عمر عزیز کو یادِ خدا و تعلیم و تلقین خلق اللہ میں صرف کر کے بتاریخ بیسویں فروری ۱۸۶۸ء کو لبیک کہتے ہوئے داخل خلد بریں ہوئے تخمیناً چودہ روز بعارضۂ بخار و درد ورم رکبتین آپ علیل رہے۔ ابتدا حالت ہی میں حسب قاعدہ انڈمان آپ داخل ہسپتال ہوئے اور علاج ڈاکٹری ہونے لگا۔ یہ کمترین اس وقت محرر مرین ڈپارٹمنٹ ماتحت کپتان ڈاروٹ صاحب ہاربر ماسٹر کے تھا میں نے اپنے افسر سے آپ کی خدمت گذاری کے واسطے چھٹی طلب کی۔ چونکہ اس محکمہ میں شب و روز کی حاضری مجھ کو کرنی پڑتی تھی۔ صاحب نے حکم دیا کہ بارہ بجے دن سے تین بجے تک تم آکر کام کیا کرو، تاکہ دوسرا منشی اپنی حوائج ضروری سے فارغ ہو کر آجاوے۔ چنانچہ میں ایسا ہی کرتا۔ بارہ بجے سے تین بجے تک اپنے کام پر جاتا اور تمام روز و شب آپ کی خدمت میں حاضر رہتا۔ آپ تمام ایام علالت میں یادِ خدا و صبر و شکر میں مصروف رہتے اور ہر وہ شخص جو آپ کی ملاقات و عیادت کو ہسپتال جاتا، اس کو پند و نصیحت سے مالا مال کرتے۔ آپ کی علالت کچھ ایسی نہ تھی کہ جس سے ہم لوگوں کو صورت یاس ہوتی۔ جناب مولانا حضرت احمد اللہ رح بھی دن میں دو بار جا کر دیکھ آتے چونکہ ہسپتال ایک بلند جگہ پر واقع تھا اور آپ کا مکان نشیب میں۔ اور آپ نہایت کمزور و ضعیف تھے۔ بغیر استعانت دوسرے کے اُس بلندی پر آپ چڑھ نہیں سکتے تھے اور حاضری کچہری بھی آپ کو کرنی پڑتی تھی۔ لہٰذا آپ حاضر باشی سے وہاں کے مجبور تھے۔ چنانچہ روز اخیر جب میں تین بجے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کی طبیعت اچھی تھی، آپ نے نماز عصر ادا کی۔ قریب چار بجے کے ایکبارگی آپ کی زبان میں لکنت پیدا ہوئی اور طبیعت بگڑی، ڈاکٹر کو خبر ہوئی اس نے فی الفور آکر دوا دی، مگر وہ دوا بھی فرو نہ ہوئی۔ اس حالت کو دیکھ کر میں نے جلد ایک آدمی دوڑا دیا کہ جناب حضرت مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو خبر دو، آپ اس وقت کچہری سے آرہے تھے سنتے ہی ہسپتال کی طرف روانہ ہوئے۔ اس اثنا میں جب میں نے دیکھا کہ آپ کے حلق سے پانی بھی فرو نہیں ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن زبان ذکر اللہ میں جاری ہے تو اس سے میں نے خیال کیا کہ زبان نہیں کھلتی مگر ہوش ہے، آپ کے سرہانے کو میں نے اپنے زانو پر لے لیا۔ چند منٹ کے بعد آپ کی روح پُر فتوح اس قفس عنصری کو چھوڑ کر علیین کو پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللّٰھم اغفرلہٗ وارحمہ ونور مرقدہٗ واحشرہ فی زمرۃ المہاجرین الاولین الذین ھاجروا وجاھدوا مع النبی الامی صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم برحمتک یا ارحم الراحمین۔ چونکہ وقت شام کا ہو گیا تھا اور قبرستان دور تھا۔ ہم لوگ لاش مبارک کو بہ اجازت جناب ڈاکٹر صاحب اپنے مکان پر لائے۔ علی الصباح غسل و کفن ہونے لگا۔ جناب منشی سید اکبر زماں صاحب ہیڈ منشی پاس کرنیل فورٹ صاحب چیف کمشنر کے گئے اپنے اور اپنے آفس کے مسلمان عملوں کے واسطے فرصت و اجازت شرکت دفن و کفن کی مانگی۔ اس پر صاحب بہادر نے براہ اشفاق خسروانہ و ہمدردی انسانی تمام مسلمان قیدیوں کو فرصت و اجازت شرکت دفن دیدی۔ چنانچہ فی الفور پروانجات تحریر مہر دستخط ہو کر جملہ ٹاپوؤں کو بذریعہ ڈاک روانہ کر دیئے گئے اور ہر ٹاپو میں بنام افسر انچارج وہاں کے حکم کیا کہ جو قیدی آپکے جنازہ پر حاضر ہونے کی خواہش ظاہر کرے فی الفور اس کو بذریعہ کشتی سرکاری روانہ کر دو۔ چنانچہ جوق جوق قیدی مسلمان اور کچھ ہندو بھی کشتیوں پر سوار ہو کر آنے لگے۔ اُدھر ہم لوگ غسل و کفن دیکر تیار ہو گئے نماز جنازہ میں کل مسلمان جو اس وقت جزیرہ ہاس آئیلنڈ میں تھے تقریباً دو ڈھائی ہزار سب شریک ہوئے۔ بعد اس کے گھاٹ پر آئے۔ وہاں متعدد بوٹ بڑے بڑے ہاربر ماسٹر صاحب نے تیار کرا رکھے تھے اس پر سب لوگ سوار ہو کر پورٹ بلیئر کے گھاٹ پر آئے۔ وہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر قبرستان میں لے گئے۔ وہاں بہت لوگ دوسرے دوسرے ٹاپوؤں سے آکر ملتے گئے اور مکرر سہ کرر نماز جنازہ ہوتی گئی۔ ہر شخص کا دل آپ کی محبت و فراق میں پاش پاش تھا۔ ہر شخص گریہ و بکا میں مبتلا تھا۔ قریب چار پانچ ہزار آدمی کا مجمع تھا۔ بعد دفن کرنے اور دعائے تثبیت کے سب لوگ وہاں سے واپس آئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ وفات از نتیجۂ فکر جناب مولوی احمد کبیر صاحب پھلواروی

چونکہ یحییٰ علی ستودہ خصال	عالم و زاہد و محدث بود	روح پاکش گزشت محبس تن	راہ ملک و صال حق پیمود
گشت راضی خدائے پاک ازو	عرش بیش قدیسیاں افزود	ہاتف سال او زروی الم	رضی اللہ ربہ فرمود
			۱۲۸۴ھ

آپ کی عمر تخمیناً چھیالیس سینتالیس برس کی ہوئی، از انجملہ چار برس قید میں گذرے آپ کا قد میانہ تھا، رنگ صاف، چہرۂ مبارک پر کچھ نشان چیچک کا تھا، داڑھی ہلکی مگر خوبصورت، بال سیاہ و سفید ملے ہوئے۔ دانت سامنے کے اکثر ٹوٹ گئے تھے، بدن بلغمی تھا۔ آپ کی محل اولیٰ یعنی مسماۃ حیدن بنت حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہٗ سے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی تولد ہوئے۔ مولوی عبدالقیوم صاحب مرحوم، محمد زکریا جو پانچ چھ برس کا ہو کر گذر گیا۔ مولوی محمد عیسیٰ عرف مولوی امجد علی صاحب مرحوم مسماۃ آسیہ جو بیس بارہ برس کی ہو کر گذر گئی۔ محمد الیاس جو دو ڈھائی برس کا ہو کر گذر گیا۔ مولوی محمد موسیٰ سلمہ اللہ تعالیٰ محل ثانیہ مسماۃ فاطمہ بنت حضرت مولوی فرحت حسین قدس سرہٗ اور ہمشیرہ مؤلف کتاب ہذا سے صرف ایک عزیزی مولوی محمد یوسف جعفری مرحوم پیدا ہوئے۔ یہ نو دس مہینے کے تھے کہ آپ قید ہوئے۔ نقشہ آپ کی اولاد کا یہ ہے:—

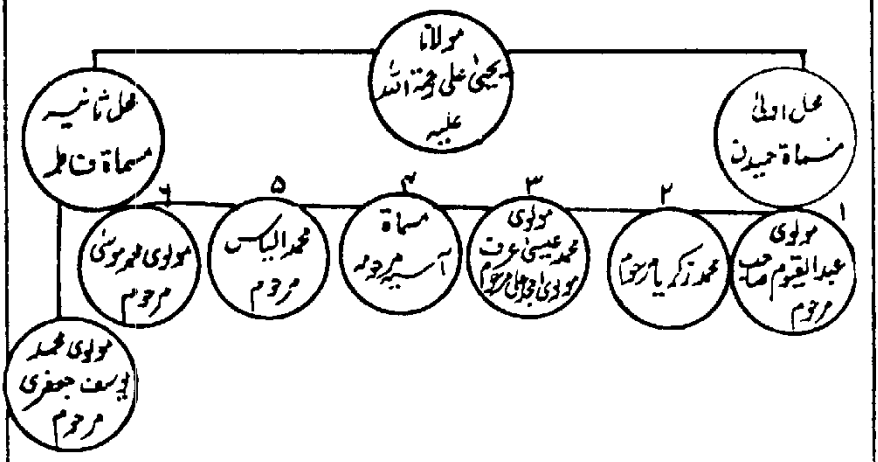

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولوی اکبر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ اصغر اولاد مولوی الٰہی بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ آپ نے دینی کتابیں اپنے برادر معظم مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ آپ نے اپنے خاندان میں سب سے اول بیعت ہاتھ پر جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ کے کی۔ آپ کی زمانہ نمائی سے آپ کے والد ماجد مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم مغفور نے بھی کی۔ آپ نہایت عقلمند ہوشیار ذہین و ذکی تھے۔ آپ جس تاریخ سے مرید حضرت مولانا ولایت علی رحمۃ اللہ علیہ کے ہوئے۔ اپنے پیر و مرشد کا ساتھ نہ چھوڑا ہمیشہ سفر و حضر میں ساتھ رہتے۔ چنانچہ جب بڑے حضرت کو سفر بالاکوٹ ملک پکھلی قریب کشمیر کا پیش آیا۔ اسوقت آپ بھی ہمراہ ہوئے۔ آپنے وہاں جاکر بہت عمدہ عمدہ کارنمایاں کئے۔ حرب میں نہایت دلیری و بہادری بمقابلہ سکھوں کے دکھلائی۔ آپ بطور وزیر مشیر کے اور نیز جنرل کے ہمراہ بڑے حضرت کے رہتے۔ تدابیر تمدنی دیکھ حرب و جرأت و بہادری آپ میں خداداد تھی، بعد اس کے کہ جب بڑے حضرت وہاں سے مراجعت کر کے پٹنہ کو تشریف لائے۔ آپ بھی ہمراہ آئے یہاں آکر چند مہینوں کے بعد بعارضہ وبائی ہیضہ آپ نے انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ۔ آپ کے انتقال سے پیشتر ایک روز بڑے حضرت کو بین الیقظۃ والنوم یہ آواز غیب سے آئی کہ ہدایت اللہ کی طلبی ہے۔ آپ جب بیدار ہوئے سمجھا چونکہ آپکے منجھلے صاحبزادے کا نام ہدایت اللہ تھا۔ آپ نے انہیں کے نسبت خیال کیا کہ اُن کی وفات قریب ہے۔ آپ دعا میں مصروف ہوئے۔ مگر جب جناب مولوی اکبر علی صاحب رحمۃ اللہ کا انتقال ہو گیا تب بڑے حضرت نے سمجھا کہ ہدایت اللہ سے یہی مراد تھے کیونکہ آپ کو خلق اللہ کی ہدایت کا بڑا شوق تھا۔ شب و روز اسی میں مصروف رہتے۔ مراقبہ و مشاہدہ میں بھی آپ کو کمال تھا۔ صدہا آدمی آپ سے تعلیم پاتے۔ چھبیس برس کی عمر میں آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کی شادی مسماۃ شریفن بنت حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہٗ سے ہوئی تھی۔ صرف دو لڑکیاں آپ کی ہوئیں مسماۃ رقیہ کہ جن کی شادی مولوی عبدالقدیر عرف مولوی اشرف علی صاحب خلف اوسط مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی اور وہ لاولد گذر گئیں اور دوسری لڑکی مسماۃ امتن کہ وہ دو ڈھائی برس کی ہو کر گذر گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کا مزار حبہ مسجد محلہ تموہیہ کے صحن میں قریب دروازہ کلاں واقع ہے۔

مسماۃ جمیلۃ النساء مرحومہ بنت جناب مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی شادی اوّل مولوی قمرالدین شہید بن رکن الدین حسین بن رفیع الدین حسین خاں ساکن محلہ مغلپورہ سے ہوئی لیکن مولوی صاحب موصوف صرف چند مہینے بعد شادی مکان پر رہے اور پھر بمعیت مولوی مظہر علی صاحب شہید ساکن محلہ لودی کرمو آپ ملک افغانستان کو چلے گئے اور وہاں امیرالمومنین جناب سید احمد صاحب کے لشکر میں جا ملے۔ اور پشاور میں سلطان محمد خاں نے جو مولوی محمد مظہر علی صاحب کو دھوکہ میں قتل کیا، اس میں آپ بھی شہید ہو گئے۔ اس وقت مسماۃ کی عمر تخمیناً بارہ برس کی ہوگی۔ بعد اسکے جب مولانا الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جناب مولانا ولایت علی قدس سرہٗ سے بیعت کی۔ آپکا نکاح ثانی بھی ساتھ بڑے حضرت کے پڑھا دیا یہ اول نکاح ہے بیوہ کا جو محلہ صادق پور میں ہم لوگوں کے یہاں کیا گیا باقی حالات و تفصیل اولاد نہیں میں جناب بڑے حضرت قدس سرہٗ کے آوے گی۔ بتاریخ ۱۷ شعبان ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸ اپریل ۱۸۸۹ء رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اغفرلھا وارحمھا ونور مرقدھا۔

مسماۃ وجیہ النساء مرحومہ

دختر دوئم جناب مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ آپ کی شادی ساتھ جناب مولوی اولیا علی مرحوم و مغفور بن رضی الدین خاں مرحوم بن رفیع الدین خاں مرحوم ساکن محلہ مغلپورہ کے ہوئی مگر اُن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ تخمیناً پچیس برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اللھم اغفرلھا وارحمھا۔

مسماۃ وسیمن مرحومہ دختر سیوم مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی شادی ساتھ شیخ ولایت حسین بن شیخ نوازش حسین ساکن موضع امتھوا کے ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ نہایت دیندار و ذی لیاقت عورت تھیں۔ مگر افسوس عمر نے وفا نہ کی۔ بہت جلد انہوں نے اس دنیائے فانی کو چھوڑا۔ صرف دو اولاد آپ کی ہوئی۔ ایک مسماۃ زاہدہ کہ جن کی شادی جناب حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مرحوم کے ہوئی اور بعد شادی سات برس بقید حیات رہ کر اس دنیا سے لاولد رخصت ہوئیں اور دوسرے جناب شیخ عبدالصمد صاحب مرحوم ساکن موضع بھوئی ضلع گیا، ان کی اولاد کی تفصیل آگے آوے گی۔

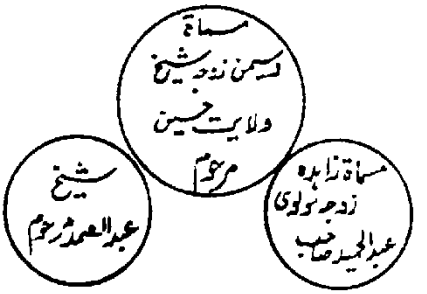

جناب حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مرحوم

زمانہ تعلیم

آپ کی والدہ مسماۃ بصیرن بنت شاہ محمد حسین قدس سرہٗ ساکن محلہ ننموہیہ تھیں۔ آپ نے بتاریخ آٹھویں شوال روز چہارشنبہ ۱۲۴۵ھ وقت ظہر لباس ہستی کا پہنا۔ آپ نے اوائل کی کتابیں اپنے چچا مولانا فیاض علی علیہ الرحمۃ سے پڑھیں۔ مگر جب مولانا مرحوم نے بمعیت اپنے مرشد کے سفر افغانستان کا کیا، تب بقیہ کتابیں آپ نے اپنے والد ماجد جناب مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور فارغ التحصیل ہوئے لیکن پھر بھی تعطش تحصیل علم میں آپ کی تسکین نہ ہوئی۔ ۲۶ برس کی عمر میں آپ نے سفر لکھنؤ کا کیا۔ وہاں جا کر جناب مولوی واجد علی صاحب ساکن بنارس مقیم لکھنؤ سے جو ایک بہت بڑے عالم سربرآوردہ علماء لکھنؤ سے تھے۔ دو برس تک آپ نے علوم درسیہ کی تحصیل و تکمیل کی۔ بعد فراغت کتب درسیہ آپ نے طرف علم طب کے توجہ کی۔ پھر دو برس تک علم طب جناب حکیم طالب علی مرحوم لکھنؤ سے پڑھا۔ ۱۸۵۷ء کے غدر میں آپ لکھنؤ میں تھے۔ کل کتابیں آپ کی اور اسباب خوراکی و پوشاکی و نقد و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنس آپ کا وہاں لٹ گیا بمشکل تمام وہاں سے گھر پہنچے۔ شادی اول آپ کی مسماۃ زاہدہ بنت شیخ ولایت حسین بن شیخ نوازش حسین ساکن امتھوا سے ہوئی تھی۔ سات برس وہ بقید حیات رہ کر لاولد جنت نعیم کو رخصت ہوئیں۔ اُس کے بعد آپ لکھنؤ چلے گئے۔ وہاں سے مراجعت کے بعد آپ کی دوسری شادی مسماۃ حلیمہ بنت جناب حکیم مولوی ارادت حسین صاحب مرحوم بن مولوی اولیا علی مرحوم ساکن محلہ صادقپور سے ہوئی۔ آپنے ایک نکاح غیر برادری میں بھی کیا تھا۔ اس سے ایک دختر مسماۃ آمنہ ہوئی جس کا نقشہ ذہن میں درج ہوگا۔ آپ کو علم ادب عربی میں بہرہ کامل تھا۔ آپنے اوائل تحصیل علم میں کہ جس وقت آپ سولہ سترہ کی عمر میں ہوں گے ایک قصیدہ عربی امیر المومنین جناب حضرت سید احمد صاحب کی تعریف میں کہا اور وہ تمام لکھنؤ اور دہلی وغیرہ گیا۔ ہر جگہ کے علما نے اس کو پسند کیا اور نہایت تعریف کی۔ آپ کو معقول و منقول دونوں میں بہرہ کامل تھا۔ مگر معقولات کی طرف توجہ زیادہ تھی۔ شعر شاعری میں آپ کو مہارت تام تھی۔ عربی و فارسی و اُردو تینوں زبانوں میں آپ کے قصائد و غزل و رباعی و قطعات و مثنوی بکثرت ہیں۔ میں نے بوجہ طوالت ان کو نقل نہیں کیا۔ آپ کا تخلص پریشان تھا آپ کو درس تدریس کا شوق بچپن سے رہا۔ اس وقت جتنے لوگ صادقپور میں ذی علم ہیں سب آپ ہی کے خرمن علم کے خوشہ چیں ہیں۔ یہ کمترین مؤلف بھی آپ ہی کا کفش بردار رہے اور صدہا شاگرد آپ کے فارغ التحصیل ہوگئے، اور باوجود کبر سن و قلت فرصت و ہجوم مستعجلین راتوں کو بیٹھ کر طلبہ کو آپ سبق دیتے تھے آپکا ذہن و ذکا و عبارت علمی شہرہ آفاق ہے۔ آپ بہت بڑے نامی طبیب بھی تھے۔ طب میں بھی آپ کے بڑے بڑے شاگرد اس وقت موجود ہیں۔ تشخیص مرض و اسلوب علاج یہ خاص آپکا حصہ تھا۔ اور دست شفا بھی خداوند کریم نے خوب دے رکھا تھا۔ صدہا مریض مایوس العلاج آپ کے علاج سے صحیح ہوئے۔ جناب حضرت علی مولانا محمد سعید قدس سرہٗ نے جو اپنی تحریر قسطاس البلاغۃ میں چند سطریں آپ کی شان میں تحریر فرمائی ہیں، ان کو میں یہاں نقل کر دیتا ہوں تاکہ حضرات ناظرین آپ کے علمی مذاق کا اندازہ کرلیں۔ وھو ھذا صورۃ ما کتبہ الفاضل الادیب الحسیب النسیب + بحر العلوم والحکم + سحاب الجود والکرم + الطبیب الحاذق + الحکیم الفائق ما من علم الا وله فیه ید طولی + سیما صناعۃ الطب + فقد بلغ فیها الغایۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القصوی الشاعر الفصیح الناطق بالقول الصحیح المولوی عبدالحمید ابن المرحوم المولوی احمد اللہ ابن المغفور المولوی الٰہی بخش سلمہ اللہ مالک الملک رب العرش مفرضا علی ھذا الکتاب بالعربیۃ والفارسیۃ فافادوا جادوا صاب القطعۃ العربیۃ کانھا الجواھر الزواھر فی القلائد از کلکتہ تا بنارس والہ آباد آپ ہی کا دور دورہ تھا۔ بڑے بڑے امراء و راجہ و نواب ہر جگہ سے بمنت و خوشامد آپ کو بلاتے تھے، علوم درسیہ و شعر و سخن و علم طب ان تینوں میں آپ یکتائے زماں تھے۔

قصیدہ حکیم مولانا عبدالحمید عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ

نوٹ۔ یہ قصیدہ ندوۃ العلماء کے عظیم الشان سالانہ اجلاس منعقدہ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲ رجب المرجب ۱۳۱۸ھ مطابق ۳۔ ۵۔ ۶ نومبر ۱۹۰۰ء میں پڑھا گیا۔ ندوۃ العلماء کا یہ تاریخی اجلاس قاضی سید علی اشرف صاحب مرحوم عرف پیارے صاحب رئیس کنگھیا ٹولہ شہر پٹنہ کے دولتکدہ پر منعقد ہوا تھا۔ اس قصیدہ کو مولانا عبدالحمید صاحب کی طرف سے مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی نے پیش کیا تھا۔

لَکُمْ بُشْرٰی وَجَاءَکُمُ الْوُفُوْدُ — اَتَمَّ مُنَاکُمُ الدَّھْرُ الْعَنُوْدُ

تمہارے پاس وفود کی آمد تمہارے لئے مژدۂ جانفزا ہے۔ سرکش تمہارے روزگار نے تمہاری دیرینہ آرزوئیں پوری کردیں

بِحَمْدِ اللّٰہِ قَدْ جَاءَتْ رِجَالٌ — مِنَ الْاَعْلَامِ ھُمْ نِعَمُ الْوُفُوْدُ

گرانمایہ ہستیوں پر مشتمل قابل رشک وفد کی آمد پر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے

کِرَامٌ اَتْقِیَاءٌ اَصْفِیَاءٌ — یُضِیْءُ جِبَاھُھُمْ لَیْلًا سُجُوْدُ

جو بزرگ، صاحب تقویٰ، اور پاک طینت شخصیتیں ہیں۔ شب میں جنکی پیشانیاں داغ سجود سے روشن ہوتی ہیں

اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ مُنْذِرَاتٌ — تَرَاھُمْ تَقْشَعِرُّ لَھُمْ جُلُوْدُ

جب ان کے سامنے عذاب سے ڈرانیوالی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو ان پر کپکپی طاری ہوجاتی ہے

یُذَکِّرُھُمْ یَلِیْنُ الْمُسْلِمُوْنَ — وَتُصْغِیْھَا النَّصَارٰی وَالْیَھُوْدُ

جن کے نام سے مسلمانوں کے دل نرم اور یہود و نصاریٰ گوش برآواز ہوجاتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَخُصُّ مَنْ اِسْمُهُ السَّامِیْ مُحَمَّدٌ وَبَیْتُوْهُ عَلِیٌّ لَهُمْ یَسُوْدُ

خصوصاً وہ شخص جس کا اسم مبارک محمد علی ہے وہ میرا کارداں ہے

وَهُمْ فِیْ اَرْضِنَا خَیْرُ الْبَرَایَا اِلَی الْخَیْرَاتِ اَجْمَعُهُمْ یَقُوْدُ

وہ ہماری سرزمین پہ بہترین افراد ہیں جو نیکیوں کی طرف رہنمائی کرتے ہیں

نُنَقِّرِیْهِمْ مُلَاطَفَةً وَحُبًّا فَیَزْدَلِفُنِیْ کَذَا الرَّبُّ الْوَدُوْدُ

ہم لطف وکرم سے اُن کی مہمان نوازی کر رہے ہیں تاکہ یہ ہمارا ان جنت والا پروردگار ہماری مہمان نوازی کرے

فَوَا اَسَفًا وَنَحْنُ بَنُوْ کِرَامٍ تَوَارَثَ فِیْهِمْ عِلْمٌ وَجُوْدٌ

ہم اُن بزرگوں کی اولاد ہیں جنہیں علم و سخاوت وراثت میں ملی

ذَوِی الْاَعْلَامِ وَالْاَقْلَامِ طُرًّا یُزَیِّنُهُمْ مَکَارِمُ وَالْجُنُوْدُ

جو بیک وقت صاحب علم اور صاحب قلم تھے مکارم اخلاق اور لشکر دونوں جن کی زینت بخشتے تھے

وَهُمْ قَدْ سَخَّرُوْا شَرْقًا وَغَرْبًا مِنَ الْاَقْطَارِ وَافَاهُمْ وُفُوْدُ

مشرق و مغرب کو جنہوں نے زیر نگیں کر لیا تھا۔ اور دُور دراز ملکوں سے جن کے پاس وفود آیا کرتے تھے

وَقَدْ کَانُوْا مَلَاذَ النَّاسِ طُرًّا لِکُلِّ مُصِیْبَةٍ خُصُّوْا وَنُوْدُوْا

جو مرجع خلائق تھے ہر دکھ و مصیبت کے وقت جنہیں خاص طور سے پکارا جاتا تھا

وَقَدْ کَانُوْا اُولِیْ طَوْلٍ وَمُلْکٍ تُطِیْعُهُمُ الْعَسَاکِرُ وَالْجُنُوْدُ

جو ثروت و اقتدار کے مالک تھے بڑی بڑی فوجیں جن کے تابع فرمان رہا کرتی تھیں

وَتَخْضَعُ عِنْدَ رُؤْیَتِهِمْ رِقَابٌ وَتَرْتَعِدُ الْهَزَابِرُ وَالْفُهُوْدُ

جنہیں دیکھ کر گردنیں سرنگوں ہو جایا کرتی تھیں شیر و چیتے جن کی نر ہیبت سے کانپنے لگتے تھے

نَصِرْنَا نَحْنُ فِیْ وَهْنٍ وَهُوْنٍ یَبِرِقُّ لَنَا الْمُعَانِدُ وَالْحَسُوْدُ

لیکن ہائے افسوس کہ ہم اتنے کمزور و ذلیل ہو گئے کہ ہمارے دشمن اور ہمارے حاسد ہماری زبوں حالی پر ترس کھاتے ہیں

سَعٰی فِی الْاَرْضِ طُغْیَانًا وَعَدْوًا مَعَ الْاَحْزَابِ شَیْطَانٌ عَنُوْدُ

شیطان لعین اپنے لشکر سمیت روئے زمین پر فساد و سرکشی کے درپے ہو گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُشِيعُ الْبُغْضَ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ ۔۔۔ فَفَرَّ الْجَمْعُ وَانْهَزَمَ الْجُنُودُ

وہ مومنوں کے درمیان بغض وعداوت پھیلانے لگا چنانچہ جماعتیں کھر گئیں اور لشکر شکست خوردہ ہو گئے

وَكَانَ النَّاسُ قَبْلًا فِي شِقَاقٍ ۔۔۔ وَنَارُ الضِّغْنِ يُوقِدُهَا الْوَقُودُ

لوگ پہلے تفریق وانتشار میں مبتلا تھے اور کینہ پروری کی آگ شعلہ زن تھی

وَشَبَّ ضِرَامُ زَبْرَانِ النِّفَاقِ ۔۔۔ وَنَارُ الْبَغْيِ لَيْسَ لَهَا خُمُودُ

نفاق کی آگ دہک رہی تھی۔ بغاوت وسرکشی کی آگ بجھنے کا نام نہیں لے رہی تھی

وَهُمْ فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالُ غِلٍّ ۔۔۔ وَمِنْ حِقْدٍ بِأَرْجُلِهِمْ قُيُودُ

ان کی گردنوں میں کینہ پروری کے طوق تھے ان کے پاؤں میں بغض وحسد کی بیڑیاں تھیں

وَعَنْ صَالِحِ الْأَعْمَالِ سَرِعُوا ۔۔۔ وَقَدْ بَعِدُوا كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ

انہوں نے نیکوکاریوں کو خیرباد کہہ دیا تھا قوم ثمود کی مانند پوری طرح تباہ ہو چکے تھے

يَدِبُّ الْعِلْمُ فِي هُونٍ دَبِيبًا ۔۔۔ تَخَالُ عَلَى التُّرَابِ يَدِبُّ دُودُ

علم ذلت کی حالت میں ایک حقیر کیڑے کی طرح (ناپاک) زمین پر رینگ رہا تھا

سَعَوْا فِي الْوُدِّ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ ۔۔۔ جَزَاهُمْ خَيْرَ الرَّبُّ الْوَدُودُ

لیکن ان برگزیدہ ہستیوں نے مسلمانوں کے درمیان میل ومحبت بڑھانے کی کوشش کی

بیکراں محبت والا پروردگار انہیں بہتر صلہ دے!

جَزَاهُمْ رَبُّهُمْ خَيْرَ الْجَزَاءِ ۔۔۔ بِجَنَّاتِ النَّعِيمِ لَهُمْ خُلُودُ

ان کا رب انہیں اچھا بدلہ دے جنات نعیم میں ان کے لئے دوام ہو

وَكَانَ الْعِلْمُ فِي دَرْكِ الْحَضِيضِ ۔۔۔ كَأَنَّ الْعِلْمَ فِي لَحْدٍ وَؤُدُ

علم انتہائی پستی کی حالت میں تھا جیسے زیر زمین مدفون ہو

فَأَلْفَى الْعِلْمُ مِرْقَاةً رَفِيعًا ۔۔۔ لَهَا فِي الذِّرْوَةِ الْقُصْوَى صُعُودُ

پھر علم نے ایک ایسا زینہ پالیا ہے جو اپنی رفعت میں اوج ثریا پر مقیم ہے

وَرَأْسُ الْعِلْمِ مُبْيَضٌّ بِشَيْبٍ ۔۔۔ فَكَادَ شَبَابُهُ بَدْءً وَعَوْدُ

علم پر پیرانہ سالی طاری ہو چکی تھی کہ پھر اس کا شباب از سر نو لوٹ آیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكَانَ الْعِلْمُ مُشَوَّهًا عَجُوزًا فَصَارَ جَمِيلَةً وَلَهَا نُهُودُ

علم ایک بدرُو بڑھیا کی مانند ہوگیا تھا کہ پھر ایک حسین دوشیزہ کی طرح نکھر گیا

وَكَانَ الْعِلْمُ مُسْوَدَّ الْعِذَارِ فَضَاءَ الْوَجْهُ وَاحْمَرَّ الْخُدُودُ

علم کے چہرے پر چھائیاں پڑ چکی تھیں، کہ پھر اس کا چہرہ تابناک ہوگیا اور اس کے رخساروں پر سُرخی دوڑ گئی۔

وَكَانَ الْعِلْمُ مِنْ نَسْلٍ عَقِيمًا فَصَارَ كَأُمِّهِ امْرَأَةٌ وَلُودُ

علم نسلاً بانجھ چکا تھا کہ پھر ایک کثیر الاولاد عورت کی طرح ثمر آور ہوگیا

وَكَانَ ثُبُوتُ دَعْوَتِهِ خِدَاجًا فَتَمَّ الْيَوْمَ صَدَّقَهَا الشُّهُودُ

اس کے دعویٰ کا ثبوت ناقص تھا کہ پھر آج گواہوں نے اس کی تصدیق کرنی شروع کردی ہے

وَكَانَ الْقَوْمُ غَضْبَانًا عَبُوسًا فَصَارَ كَأَنَّهُ خِلٌّ وَدُودُ

امت کے افراد غضبناک تھے اور منہ بسورے ہوئے تھے کہ پھر وفا شعار مخلص دوست کی طرح ہوگئے

وَكَانَ الْقَوْمُ أَشْيَاعًا خُصُومًا فَزَالَ الْبَغْيُ وَاتَّفَقَ الْجُنُودُ

قوم کے افراد ٹولیوں میں بٹ کر سرگریباں تھے کہ پھر بغاوت فرو ہوگئی اور لشکر میں پورا اتفاق ہوگیا

وَكَانَتْ قَوْمُنَا كَحَسَا كَزُحَلٍ إِذَا كَالْمُشْتَرِي لَهُمُ السُّعُودُ

ہماری قوم کے افراد ستارہ زحل کی مانند بے برکت تھے کہ پھر ستارہ مشتری کی طرح بابرکت ہوگئے

وَنَادَوْا قَوْمَهُمْ أَعْلَى نِدَاءً فَقَالُوا! اسْتَيْقِظُوا وَهُمُ رُقُودُ

ان بزرگوں نے اپنی قوم کو بلند آواز سے پکارا اور جب وہ محو خواب تھی تو کہا کہ ہوش میں آجاؤ

أُمُورٌ بَيْنَهُمْ فِيهَا اتِّفَاقٌ فَبَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ يَقُودُ

اُن کے درمیان بہت سے مسائل طے شدہ ہیں چنانچہ ان کا ہر فرد دوسرے کے لئے قائد رہبر ہے

أُمُورٌ بَيْنَهُمْ فِيهَا خِلَافٌ أُقِيمَ لِكُلِّهِمْ فِيهَا حُدُودُ

بعض مسائل میں ان کے درمیان اختلاف بھی ہے لیکن ہر ایک کی حد مقرر کردی گئی ہے

فَأَلَّفَ سَعْيُهُمْ بَيْنَ الْأَنَامِ بِصِدْقِ الْقَلْبِ يُوثِقُهُ الْعُهُودُ

انکی کوشش کی وجہ سے لوگوں میں حقیقی اُلفت اور سچی محبت پیدا ہوگئی ہے جسے عہد و پیمان مستحکم بناتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَصَارَ الْقَوْمُ اِخْوَانًا بِصِدْقٍ قُلُوبٌ قَدْ خَلَتْ عَمَّا يَذُوْدُ

چنانچہ لوگ سچ مچ بھائی بھائی ہو گئے ہیں اور دل آلودگیوں سے پاک ہو گئے ہیں

سَعَوْا بِنَقُوْدِهِمْ سَعْيًا جَمِيْلًا وَلَيْسَتْ فِيْ اُكُفِّهِمُ النُّقُوْدُ

انہوں نے کافی جانفشانیاں کی ہیں اگرچہ ان کے ہاتھ روپیوں سے خالی ہیں

فَلَوْ كَانُوْا خِصَابًا اَعْنِيَاءَ تَرَاهُمْ كَيْفَ اَيْدِيْهِمْ تَجُوْدُ

اگر وہ خوشحال و ثروت ہوتے تو تم اُن کی فراخ دستی کا مشاہدہ کرتے

سَعَوْا سَعْيًا بِلَا رَيْثٍ وَوَهْنٍ وَلَيْسَ السَّعْيُ هِمَّتَهُمْ بِبُدُّ

انہوں نے بلا تاخیر و سستی جان توڑ کوششیں کیں، سعی پیہم سے ان کی ہمتیں پست نہیں ہوتی ہیں

سَعَوْا فِيْ كُلِّ حِيْنٍ اَيَّ سَعْيٍ وَلَيْسَ يَصُدُّهُمْ عَنْهُ الصُّدُوْدُ

اُنہوں نے پیہم جانفشانیاں کی ہیں ۔ ان کی راہ میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی ہے

وَقَامُوْا فَاسْتَقَامُوْا جَاهِدِيْنَ وَهُمْ فِيْ غَابِ هَمَّاتٍ اُسُوْدُ

وہ اُٹھے اور جہاد میں لگ گئے ۔ وہ عزائم کے میدان میں شیروں کے مانند ہیں

سَعَوْا سَعْيًا بَلِيْغًا ثُمَّ فَازُوْا اَكَبَّ بِوَجْهِهِ الْخَصْمُ اللَّدُوْدُ

مسلسل جانفشانیوں کے بعد کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوئے ہیں اور زبردست دشمن کو پسپا ہونا پڑا ہے۔

اَقَامَ الْجَمْعُ مَدْرَسَةَ الْعُلُوْمِ لَهَا فِي الْكَنَوْ فَيْضٌ وَجُوْدُ

اس جماعت نے ایک دانشگاہ کی بنیاد ڈالی ہے جس کے چشمۂ فیض سے لکھنؤ سیراب ہو رہا ہے

وَاَصْلَحَ فِيْ تَدَارِيْسِ الْعُلُوْمِ طَرِيْقًا كَانَ يَسْلُكُهُ الْجُدُوْدُ

اُنہوں نے اپنے اسلاف کے قدیم طریقۂ تعلیم میں اصلاحی قدم اُٹھایا ہے

هُمْ قَدْ اَسَّسُوْا بُنْيَانَ قَوْمٍ بِحِصْنِهِ اِلٰى عُلُوٍّ صُعُوْدُ

اُنہوں نے قومی (علم و دانش) قلعے کی سنگ بنیاد رکھا ہے جو بلندی کی طرف محو پرواز ہے

كَاَنَّ الْاَمْرَ ذَا قَصْرٍ مَشِيْدٍ لِهٰذَا الْقَصْرِ كُلُّهُمْ عُمُوْدُ

یہ کار عظیم ایک مضبوط قلعے کی مانند ہے اور یہ سب بزرگ اس قلعے کے ستون ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَحَانَ الْوَقْتُ قَدْ طَلَعَتْ ذَكَاءُ ظَلَامُ اللَّيْلِ لَيْسَ لَهُ وُجُودُ

وقت قریب آچکا، آفتاب نمودار ہوگیا اور (اب) رات کی تاریکی کافور ہوچکی

وَصَارَ إِلَى الْعُلَىٰ غَدْوًا سِرَاعًا أُنَاسٌ فِي طَبَائِعِهِمْ جُمُودُ

وہ لوگ جن کی طبیعتوں میں جمود تھا۔ وہ تیزی سے ترقی کی منازل طے کرنے لگے

فَطَارَ الْعِلْمُ طَيَرَانَ الْعُقَابِ وَفِي وَسَطِ السَّمَاءِ لَهُ صُعُودُ

علم عقاب کی مانند پرواز کرنے لگا اور وہ وسط آسمان میں محو پرواز رہے

وَصَارَ الْعِلْمُ فَرْحَانًا نَشِيطًا قَرِيرَ الْعَيْنِ بَرَّدَهَا الْبُرُودُ

علم شاداں وفرحاں ہوگیا۔ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں، جیسے اولوں نے انہیں ٹھنڈا کردیا ہو

وَصَارَ الْعِلْمُ فِي عَيْشٍ رَغِيدٍ لَهُ فِي جَنَّةِ الْمَأْوَىٰ وُرُودُ

علم نے آسودہ زندگی پالی اس کی رسائی جنت الماوی تک ہوگئی

وَيَرْعَى الْعِلْمُ فِي أَرْضٍ هُدُونٍ وَهَانَ الْأَمْرُ وَانْحَلَّ الْعُقُودُ

علم کا گزر صلح و آشتی کے چراگاہ میں ہوگیا معاملہ آسان ہوگیا اور پیچیدگیاں دور ہوگئیں

وَيَرْفُلُ فِي ثِيَابِ الْمَجْدِ مَرَحًا كَغُصْنِ الْبَانِ تَهْتَزُّ الْقُدُودُ

وہ مجد شرافت کے لباس میں اترا کر چلنے لگا۔ جیسے بان درخت کی ٹہنیاں جھوم رہی ہوں

إِذَا يَأْوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ تُعَامِلُهُ الْجَهَابِذَةُ الْوَقُودُ

جب وہ کسی مضبوط ستون کی پناہ لیتا ہے تو نقاد ان فن اس سے اپنے حق کا سا برتاؤ کرتے ہیں

فَضَائِلُ سَعْيِهِمْ عَمَّ الدِّيَارَا يَفُوحُ بِرِيحِهِ مِسْكٌ وَعُودُ

ان کی کاوشوں کی برکتیں پورے ملک میں عام ہوگئی ہیں جن کی عطر بیزی سے مشک وعود معطر ہیں

فَلَا يَرْعَىٰ لِمَطْلَبِهِمْ عِنَادٌ وَلَا يُجْدِي لِجَدْوَاهُمْ جُحُودُ

اُن کے مقاصد سے دشمن کو خوشی نہیں ہوتی۔ اور ان کی نوازشوں سے ہٹ دھرم فائدہ نہیں اٹھاتے

فَلَيْسَ يَنَالُهُمْ إِلَّا سَعِيدٌ وَلَيْسَ يَشِينُهُمْ إِلَّا كَنُودُ

ان کی تعریف خوش نصیب ہی کرتا ہے اور تنگدل ہی ان کی عیب جوئی کرتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاَشْكُرُهُمْ بِشُكْرِ الْقَلْبِ شُكْرًا وَاَمْدَحُهُمْ وَخَالَفَهُمْ حَسُوْدُ

میں تہ دل سے ان کا شکر گزار ہوں۔ جبکہ حاسد ان کی مخالفت پر کمر بستہ ہے

فَهَاتَا تَدْوَةُ الْعُلَمَاءِ جَمًّا وَقَدْ اَثْنَاهُمُ الرَّبُّ الْوَدُوْدُ

یہ ہے وہ علماء کی پوری جماعت بے حساب محبت کرنے والا رب بھی جن کا ثنا خواں ہے،

فَهَا اَهْلِيْ عَظِيْمَ اٰبَادِ هُمُّوْا اَرَاكُمْ كَيْفَ اَيْدِيْكُمْ تَجُوْدُ

اے باشندگان عظیم آباد! اٹھو میں تمہارے جود و سخا کا امتحان لینا چاہتا ہوں

وَيَا قَوْمِيْ اُمِدُّوْهُمْ بِمَالٍ وَهُمُّوْا فِيْ مَقَاصِدِهِمْ وَجُوْدُ

اے میری قوم کے لوگو! دامے درمے ان کی مدد کرو۔ اور ان کے مقاصد کی تکمیل کے لئے کوشش کرو اور جود و سخا سے کام لو۔

ضمیمہ تذکرہ جناب ڈاکٹر عظیم الدین احمد صاحب مرحوم

پی۔ ایچ۔ ڈی۔ پروفیسر شعبہ عربی و فارسی۔ پٹنہ کالج پٹنہ

آپ صغر سنی سے نحیف الجثہ تھے اور عموماً بیمار رہا کرتے تھے لیکن طبیعت نہایت ذہین واقع ہوئی تھی اور ذوق علم اپنے بزرگوں سے ورثہ میں پائی تھی۔ آپنے شرح جامی تک جناب مولوی محمد صاحب قیس و دیگر معلمین سے پڑھی۔ پھر علوم مغربی کے ذوق میں اسکول و کالج کے نصاب طے کرنے لگے۔ بی اے میں آپ کا کورس سائنس تھا لیکن کسی مجبوری کے سبب امتحان میں بیٹھ نہ سکے۔ آخرش آپنے کالج سے علیحدگی اختیار کرلی۔ اسی زمانہ میں آپ کو پھر تحصیل علوم مشرقیہ و عربی زبان دانی کا شوق موجزن ہوا۔ اس وقت آپ متأہل ہو چکے تھے۔ اپنے محترم نانا جناب حکیم عبدالحمید صاحب قاآنی ہندصادقپوری مرحوم کے ملفوظات سے متاثر ہو کر تفسیر کشاف و اتقان وغیرہ کا مطالعہ کرنے لگے۔ جناب حکیم عبدالحمید صاحب مرحوم برابر نہایت محبت سے زبانی شرح و نکات بتلاتے رہے۔ اور یہ قرآن کی مختلف سورتیں اور آیات حفظ کرتے رہے۔ علاوہ ازیں آپ ہی سے فن طب میں کمال حاصل کیا۔ بعد کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا بخش خاں صاحب کے کتب خانہ واقع چوہٹہ میں کتب عربیہ و فارسیہ کی فہرست اہل یورپ کے مذاق کے مطابق انگریزی میں مرتب فرمائی۔ جس کو دیکھ کر جناب ڈاکٹر راس صاحب پرنسپل مدرسہ عالیہ کلکتہ نے بڑی داد دی، اور تحصیل علم کے لئے یورپ جانے کا وظیفہ حکومت سے دلایا۔

جرمنی جانے کے لئے وظیفہ ملنے کی صورت یہ ہوئی کہ خدا بخش خاں کی لائبریری میں جو فہرست کتب تیار کیا تھا، وہ فہرست کتب لندن میں چھپی تھی، اس کو دیکھ کر ڈاکٹر راس صاحب ان سے بہت خوش ہوئے اور حکومت ہند میں ان کے جرمنی جانے کے لئے وظیفہ کی سفارش کی۔ ڈاکٹر راس صاحب نے ڈاکٹر عظیم الدین صاحب کے لئے سفارش کی، اور اسی وظیفہ کے لئے ڈاکٹر ہارورڈیس صاحب پروفیسر علیگڈھ کالج نے ایک دوسرے آدمی کے لئے سفارش کی۔ اتفاق سے ڈاکٹر ہارورڈیس صاحب کلکتہ آئے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر راس صاحب نے ڈاکٹر ہارورڈیس صاحب اور ڈاکٹر عظیم الدین احمد صاحب کو اپنے یہاں کھانے کی دعوت دی۔ ڈاکٹر راس صاحب نے کھانے کے موقع پر ڈاکٹر ہارورڈیس صاحب سے ڈاکٹر عظیم الدین احمد صاحب کا تعارف کرایا۔ اس دعوت کے موقع پر جو علمی گفتگو ڈاکٹر عظیم الدین احمد صاحب کی ڈاکٹر ہارورڈیس صاحب سے ہوئی، اس سے مؤخر الذکر بہت متاثر ہوئے۔ دوسرے موقع پر ڈاکٹر راس صاحب نے ڈاکٹر ہارورڈیس صاحب سے پوچھا کہ ڈاکٹر عظیم الدین احمد صاحب کی علمی صلاحیت آپ نے کیسی پائی؟ انہوں نے جواب دیا کہ آدمی قابل معلوم ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر راس صاحب نے ڈاکٹر ہارورڈیس صاحب سے کہا کہ میری سفارش کو آپ نے جیسا سمجھا ہے اس کو قلمبند کر دیجئے انہوں نے اپنے تاثرات کو قلمبند کر دیا۔ اب ڈاکٹر راس صاحب نے حکومت ہند میں دوبارہ درخواست بھیجی کہ ہم نے جس شخص کی سفارش کی ہے، اس کی قابلیت کو ڈاکٹر ہارورڈیس بھی مانتے ہیں۔ لہذا پہلے سال انہیں کو وظیفہ ملنا چاہئے۔ چنانچہ اس سال وظیفہ ڈاکٹر عظیم الدین احمد صاحب ہی کو ملا۔ حکومت ہند نے عربی کی فائلولوجی یعنی علم الاشتقاق میں پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے لندن بھیجا۔ وہاں کے ایک ڈاکٹر کے نام حکومت ہند نے ایک خط ان کے حوالہ کیا۔ انہوں نے لندن پہنچ کر ڈاکٹر موصوف سے ملاقات کی اور حکومت ہند کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خط ان کے حوالہ کیا۔ ڈاکٹر موصوف نے کہا کہ فائٹولوجی میں پی۔ ایچ۔ ڈی ہونے کے لئے آپ کو جرمنی جانا پڑے گا۔ وہاں لائبزک یونیورسٹی کے کالج میں داخل ہونا ہوگا۔ اس کیلئے آپ کو جرمنی زبان جاننے کی ضرورت ہوگی۔ ڈاکٹر موصوف نے ڈاکٹر عظیم الدین احمد صاحب کو ایک جرمنی خاندان کے مکان میں رہنے کی جگہ دلوادی، تاکہ جرمن زبان جاننے میں آسانی ہو۔ ڈاکٹر عظیم الدین احمد صاحب کو جرمن زبان حاصل کرنے میں چھ مہینے صرف ہوئے۔ لندن والے ڈاکٹر کی سفارش سے وظیفہ میں چھ مہینہ کا مزید اضافہ کرادیا گیا۔ جرمن زبان سیکھنے کے بعد جرمنی پہنچے اور وہاں پہنچ کر لندن والے ڈاکٹر کی سفارش کے ذریعہ لائبزک یونیورسٹی کے کالج میں داخلہ کی درخواست دی سینٹ کی میٹنگ میں ان کی درخواست پیش ہوئی، تو بعض ممبروں نے یہ اعتراض کیا کہ یہ حضرت بی اے نہیں ہیں۔ ان کا داخلہ پی۔ ایچ۔ ڈی کے کلاس میں کیسے ہوسکتا ہے سینٹ کے ایک ممبر کے پاس آپ کی تصنیف کردہ کتاب کی ایک جلد موجود تھی۔ انہوں نے دیگر ممبران کے سامنے اس کتاب کو پیش کردیا، اور کہا کہ اس کتاب کو آپ سب حضرات ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ اس کتاب کے مصنف کس لیاقت کے آدمی ہیں۔ جب دیگر ممبران نے اس کتاب کا مطالعہ کیا تو ان پر آپ کی علمی لیاقت عیاں ہوگئی۔ پہلے ممبر نے کہا کہ سینٹ کے ممبر اگر کسی کی صلاحیت کے قائل ہوجائیں تو ممبروں کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی یونیورسٹی کی طرف سے ان کو بی اے کی سند دیدیں۔ چنانچہ لائبزک یونیورسٹی کی طرف سے ان کو بی اے کی سند مل گئی۔ اس طرح پی۔ ایچ۔ ڈی کے کلاس میں ان کا داخلہ بھی ہوگیا۔ اب آپ باضابطہ پی۔ ایچ۔ ڈی کے کلاس میں حاضری دینے لگے۔

لائبزک یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے جن کے یہ شاگرد تھے سائنس کے پروفیسر سے ان کی ذہانت، فطانت اور لیاقت کی تعریف کی۔ سائنس کے پروفیسر نے ڈاکٹر عظیم الدین احمد صاحب مرحوم سے ملنے کی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ اگر وہ ملنا چاہیں تو شام کی چائے میرے یہاں پئیں۔ ان کے استاد نے ایک خط لکھ کر ان کو دیدیا۔ آپ شام کی چائے کے وقت سائنس کے پروفیسر کے یہاں پہنچے اور اپنے استاد کا خط پیش کردیا۔ جب گفتگو دونوں کی ہونے لگی، تو اس پروفیسر کی زبان سے سائنس آف میڈیسن کا لفظ نکلا۔ اس پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظیم الدین احمد صاحب نے فرمایا کہ کیا یہ سائنس ہے؟ اس پر دونوں کی گفتگو ہوئی۔ پروفیسر صاحب بیڈلیس کو سائنس ثابت نہیں کر سکے۔

جرمنی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کر کے اپنے وطن مراجعت فرمایا۔ پانچ سال تک لاہور یونیورسٹی میں ملازمت کرنے کے بعد پٹنہ کالج میں ایم اے فارسی کورس کی تعلیم آپ کے سپرد ہوئی۔ آپ کی صحت ناقص تھی۔ دوبارہ فالج کا دورہ ہو چکا تھا۔ جس نے مذاقِ مطالعہ میں سخت رکاوٹ پیدا کر دی۔ آپ ایک نرم مزاج، کنبہ پرور اور فراخ دل شخص تھے۔ اپنے اعزا کا لحاظ رکھتے تھے۔ بہت خوش طبع اور پرگو شخص تھے جب آپ بی۔ اس۔ سی۔ کلاس میں تھے تو ازدواج کا خیال آپ کی والدہ کو پیدا ہوا۔ لیکن نسبت پختہ نہ ہو سکی۔ اسی زمانہ میں آپ کی صحت ناقص ہو گئی اور قدرے سوداوی شکایتیں رہنے لگیں۔ اتفاق سے ایک کمسن بیوہ جس کی بہن عرصہ سے حکیم فہیم الدین مرحوم کی رفیقۂ حیات تھیں آپ کے یہاں آئیں۔ چند دنوں بعد آپ کی والدہ نے برغبت اس لڑکی کو آپ کے سپرد کیا۔ آپ ان کو اپنے عقد میں لے آئے۔ ان کے بطن سے اس وقت دو لڑکے (یعنی مولوی علیم الدین احمد صاحب ایم اے۔ ایل ایل بی) وکیل ہیں۔ جن کی شادی ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ صبیہ شیخ عبداللطیف بن مولوی عبدالباری سے ہوئی۔ دوسرے لڑکے مسٹر کلیم الدین احمد صاحب ہیں۔ آپ پٹنہ یونیورسٹی میں بی اے آنرز ان انگلش کے ساتھ فرسٹ ہوئے اور ایم اے میں بھی امتیازی نمبر لا کر طلائی تمغہ حاصل کیا۔ گورنمنٹ کے وظیفہ پر عزم سفر یورپ کیا۔ وہاں سے ڈگری حاصل کر کے آئے تو پٹنہ کالج میں انگلش کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ پھر وفیسری سے ترقی کر کے پٹنہ کالج کے پرنسپل بنے۔ کچھ ہی دنوں بعد آپ نے اتنی ترقی کی کہ آج کل آپ ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن بہار کے جلیل القدر عہدے پر فائز ہیں۔ آپ کا عقد بنت مسٹر عبدالحفیظ بن مولوی عبدالباری صاحب مذکور الصدر، ساکن محلہ شاہ گنج متصل شاہ ارزاں کی تکیہ بتاریخ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۸ء ہوا۔

تیسری ایک لڑکی سماۃ مسعودہ زوجہ مسٹر سید عبدالجلیل صاحب بی اے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بی، اہل بن حکیم فضل حسین صاحب ساکن دولت پور، ضلع گیا ہیں)۔

پٹنہ کالج کی ملازمت کے زمانہ میں عربی مذاق کے مطابق تفاسیر، تاریخ، سیر اور ادبیات کی کتابیں کالج کے کتب خانہ میں جمع کرا دیئے۔ تاریخ اور تفسیر قرآن سے آپ کا خاص مذاق رہا ایک عرصہ کے مطالعہ نے آپ کے دل میں قرآن کے مضامین کی ایک خاص فہرست پیدا کر دی۔ اب آپ ایک کاپی پر سرخی قائم کر کے آیات قرآنی نقل کرتے۔ پھر ان کی مختلف تفاسیر سے بصائر و نظائر افروز نکتے جمع کرتے رہے، جو اہل علم کے لئے نہایت بصیرت بخش اور نادر مجموعہ کہا جا سکتا ہے۔ جب قویٰ تحقیق و تفتیش کے لئے نحیف ہو گیا تو اتنا ہی پر اکتفا کر کے اس مجموعہ نادرہ کو اپنے چھوٹے صاحبزادے مسٹر کلیم الدین احمد صاحب کے سپرد کر دیا۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد اس کی اشاعت کا موقع دے تاکہ اہل علم و ذوق صحیح طور پر اس سے مستفید ہو سکیں، اور اس کی دوسری مثال قائم کر سکیں۔ ف قرآن کی دیرینہ وابستگی ان کی مربی بنی۔ ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد آپ نے حج بیت اللہ اور شرف زیارت نبوی بھی حاصل کی۔ قرآن و حدیث کا مطالعہ ایک خاص بصیرت کے ساتھ جاری رہا۔ جو شخص آپ سے ملاقات کے لئے پہنچتا، اس کے سامنے اکثر یہ نکات قرآنی از تفاسیر پیش فرما دیتے اور کہتے کہ دیکھئے میں صرف ناقل ہوں۔ اپنے شرح و بسط کو دخل نہیں۔

آپ فیلو آف پٹنہ یونیورسٹی بھی تھے۔ آخر عمر میں پنشن پانے کے کچھ پہلے یا بعد سنسکرت زبان بھی حاصل کر لی تھی۔ ویدکی سنسکرت کو اچھی طرح سمجھنے لگے تھے۔ آپ کا انتقال پر ملال مورخہ ۱۹ رجب المرجب ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۸ مئی ۱۹۴۹ء ۸½ بجے بعارضہ فالج تیسرے حملہ سے ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

نقشہ حکیم عبدالحمید صاحب کی اولاد و احفاد کا یہ ہے اور آپ نے ۵ جمادی الثانی بروز دوشنبہ ۱۳۲۳ھ کو رحلت کی اور مدفن خاص تموہیہ میں مدفون ہوئے اللھم اغفرلہ وارحمہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

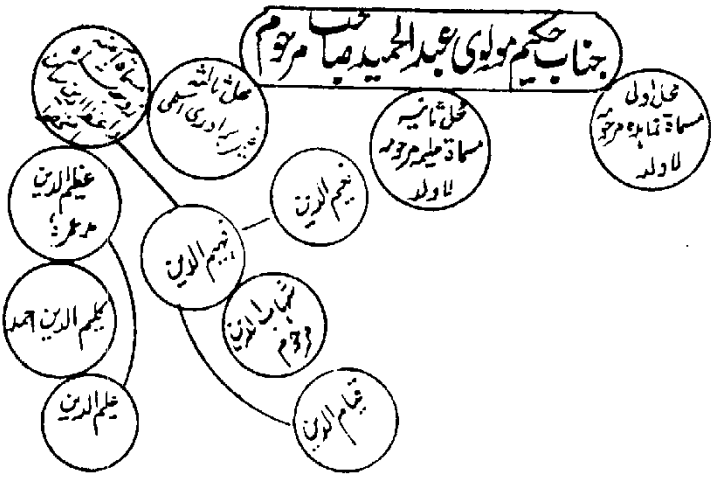

مولوی اشرف علی صاحب مرحوم

آپ کی ولادت غالباً ۱۲۵۹ھ میں ہوئی تھی۔ حلیہ۔ چست چھریرہ بدن، میانہ قامت، کتابی رخسار۔ قدرے بلند پیشانی گردہ ور داڑھی۔ رنگ چٹا صاف۔ اپنے درسیات اپنے والد ماجد مولوی احمد اللہ صاحب اور اپنے برادر معظم حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مرحوم اور اپنے عم محترم مولوی فیاض علی صاحب سے پڑھیں اور بغرض تکمیل درسیات اپنے عم مکرم کے ہمراہ ملک افغانستان تشریف لے گئے۔ لیکن جب وہاں غرض پوری ہوتی ہوئی نظر نہ آئی تو آپ دہلی میں مفتی صدرالدین صاحب کی خدمت میں پہنچے، انہوں نے بوجہ کبر سنی درس سے معذوری ظاہر کی اور صرف قطبی کے بعض مشکل مقامات دریافت کرکے نہایت محظوظ ہوئے۔ وہیں جناب مفتی صاحب کے بھانجے کی فہمائش سے آپ نے انگریزی شروع کی اور پھر ترک کردی۔ پھر مولوی سلامت اللہ صاحب کانپوری کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ وہ بھی بوجہ ضعف پیری سلسلۂ تلمیذ میں آپ کو نہ لے سکے۔ وہ بھی مشکل مباحث کے جانچ سے محظوظ ہوئے۔

جونپور میں مفتی یوسف صاحب فرنگ محلی مدرس اول مدرسہ شاہ عبداللہ مدرس اول کے پاس پہنچے اور کچھ عرصہ تک مسائل عقلیہ و فقہیہ کی مشق کی۔ جناب مفتی صاحب کل فتاوے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ سے لکھواتے اور فرمایا کرتے "تمہارا علم مجھ سے ہرگز کم نہیں ہے"۔ آپ نے قیام لکھنؤ کے عرصہ میں فن طب سے بھی فراغت حاصل کی تھی۔ پھر تحصیل علوم مغربی کی طرف توجہ فرمایا اور بنارس آکر اسکول میں اپنا داخلہ کرایا (انداز یہ تھا کہ آپ خود مشکل مقامات کی شرح کر ڈالتے۔ دوسروں کے نوٹ سے احتراز رکھتے۔ موسم سرما میں چند ماہ مسلسل محنت شاقہ فرماتے)۔ آپ نے فراغ انگریزی بنارس ہی میں کیا۔ آپ کا ارادہ تین مضامین میں ایم۔ اے کرنے کا تھا۔ چنانچہ ریاضی چھ ماہ مطالعہ کرنے کے بعد بوجوہ چند اس کو ترک کر کے صرف زبان عربی میں ایم۔ اے دیا۔ آپ کا ارادہ لائے چند پریم چند کے امتحان میں بھی شامل ہونے کا تھا۔ آپ نے قانون کے امتحان کے لئے دو بار تیاری کی۔ مگر بوجہ موانع آخرش ارادہ فسخ کر دیا۔ آپ نے اسکول یا کالج میں پڑھنے کے زمانہ میں ایک انعامی مضمون مشتہرہ سرسید احمد خاں صاحب علیگڈھ لکھا تھا جس میں آپکا مضمون مستحق اول قرار پایا تھا۔ آپ کے حاشیے بخط خود اکثر درسیات پر پائے گئے ہیں مگر مستقل حواشی دستیاب نہ ہوئے۔ افسوس آپ کے مکتوبات اور سفینے ضائع ہو گئے، جن میں آپکے بلیغ قصائد و خطبات تھے۔ بنارس کالج میں کچھ دنوں آپ ریاضی کے اسسٹنٹ پروفیسر رہے لکھنؤ اودھ اخبار کے ایڈیٹر رہے۔ پھر نواب بہاولپور کی ریاست میں ہیڈ ماسٹر اسکول مقرر ہوئے۔ بعد اس کے ریاست جوناگڈھ میں پرنسپل مقرر ہوئے۔ وہاں تخمیناً پانچ چھ برس قیام فرما کر بوجہ سیاسی فتنوں کے جناب نے استعفا دیدیا (اگرچہ وہاں کے ریزیڈنٹ اور نواب صاحب کا خیال کسی عہدۂ جلیلہ پر آپ کو ممتاز کرنے کا تھا) آخر میں قصبہ باندہ کے اسکول میں ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ آپ کو درس و تدریس کا ازبس شوق تھا۔ اعزہ اور احباب کو فرصت کے اوقات میں پڑھاتے۔ طرز تعلیم ایسا اعلیٰ تھا اور متعلم کے ساتھ ایسی محنت فرماتے کہ تھوڑے عرصہ میں غبی بھی صاف استعداد ہو جاتا۔ بعد ترک ملازمت جناب کا شغل درس و تدریس ہی رہا۔ جناب کے درس کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ قواعد بغدادی سے لے کر شمس بازغہ و صدرا تک ایک توجہ اور محنت سے پڑھاتے۔ نہ کسی فن کی تحقیر تھی نہ ادنیٰ اور اعلیٰ درسیات کی اور نہ طلبہ کے ذہانت کی۔ جناب کی التفات کے لئے متعلم کی صرف سلامت روی اور شوق مد توجہ کافی تھی۔ آپ الہ آباد یونیورسٹی کے فیلو بھی تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کا زمانہ مسافرت و تحصیل علوم نہایت صعوبت کا گذرا ہے۔ آپ کا عزم و استقلال اور تنظم و ہوشمندی آپ کے اخلاف اور دیگر شائقین علوم کے لئے سبق آموز ہیں۔ مگر بوجہ علالت ترک پر مجبور ہوں۔ آپ کا رجحان طبعی فنون لطیفہ کی طرف تھا۔ جناب تدریس کے وقت کتاب سامنے ضرور رکھتے۔ ذوق تحصیل علوم مغربیہ کے بعد آپ نے درحقیقت کتب علوم مشرقیہ کا مطالعہ ترک کر دیا تھا۔ تاہم باوجود ایسی بے توجہی کے فن ادب عربی میں آپ کا پایہ ایسا بلند تھا کہ بڑے ماہر فن ادب اپنی مشکلات مولانا سے حل کرتے۔

جناب کو تمدنی امور میں اپنے والد ماجد کا ورثہ ملا تھا۔ آپ نہایت عقل و لبیب و صاحب فہم و فراست تھے۔ ذہانت و ذکاوت میں اپنے برادر معظم حکیم عبدالحمید صاحب کے مثل تھے۔ حکیم صاحب خود فرماتے تھے کہ مولوی اشرف علی ذہانت میں مجھ سے کم نہیں ہیں۔

آپ وضع قدیم کے نہایت پابند۔ خیالات کے نہایت پختہ۔ وضع و لباس میں سادہ اور انگریزی انداز سے نہایت نفرت کرتے۔ آپ کا دلی علاقہ مع اللہ نہایت عمدہ تھا۔ تلاوت قرآن کے نہایت پابند تھے۔ مرض الموت میں بصارت کی معذوری کی وجہ سے ایک شخص کو قرآن پڑھکر سنانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ تہجد کا التزام تھا۔ مگر عبادات میں نہایت تنہا پسند اور غایت خاشع تھے۔ آپ بلند خیال اور حوصلہ مند تھے۔ آپ جس امر کو صحیح سمجھتے بلا رعایت کے اس کا اظہار کرتے۔ منکسر المزاج صاحب خلق عظیم۔ کریم الاخلاق۔ صاحب مروت۔ باحیا۔ نرم گفتار اور سخن سنج تھے۔ آپ شہ سواری اور فن جنگ سے خوب آگاہ تھے۔ آپ کی آواز بلند تھی۔ ورزش شاد سیر وغیرہ کا آپ کو شوق تھا۔ التزام کے ساتھ ٹہلنے کو جاتے۔ ایک خادم آپ کے ساتھ رہتا۔

جناب مولانا کی ایک غزل فارسی دستیاب ہوگئی ہے۔ ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں:۔

پائے من در رہ عشقت بدویدن بے تاب	خارہائے ہمہ صحرا بخلیدن بے تاب
جسم خاکی بغم ہجر تو مائل بہ فنا	طائر قدسی روحم بپریدن بے تاب
اے سحر طول تو ہنگام فراقم یاد است	در شب وصل چرائی بدمیدن بے تاب
ناصحا! پوش عیوبم کہ ہنر ایں باشد	چند باشی تو پئے پردہ دریدن بے تاب
کے شوم خوش بہ ثنائے دو جہاں چوں ہستم	ہر دشنام لب یار شنیدن بے تاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر کن اے دل مہجور و باہجر بساز	خوش بسوزد مشو از درد طپیدن بے تاب

جناب نے بتاریخ ۲ شوال ۱۳۲۶ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۸ء بروز سہ شنبہ اس دار فانی سے رحلت فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔[1]

آپ کی شادی اول مسماۃ رقیہ بنت مولوی اکبر علی رح سے ہوئی تھی۔ وہ چھ سات برس زندہ رہکر راہی خلد بریں ہوئیں۔ دوسری شادی مسماۃ خدیجہ بنت مولوی سید باقر علی ساکن پیر بیگہہ ضلع گیا سے ہوئی تھی۔ ان سے ایک لڑکا (احمد علی) پیدا ہوا تھا۔ جو چند ماہ کا ہوکر گذر گیا۔ اس کے بعد مسماۃ موصوفہ نے بھی ۱۳۱۲ھ میں انتقال کیا۔ تیسری شادی مسماۃ رؤف بنت سید جنت حسین بن سید فرخ حسین بن خادم علی بن سید علی احمد بن ملا فتح اللہ بن ملا عجیب اللہ بن مولانا حفیظ اللہ سے بمقام شہر گھاٹی ضلع گیا سے ہوئی تھی۔ آپ نے بھی ۱۰ شوال ۱۳۲۳ھ میں لاولد انتقال کیا۔

ترجمہ مولانا عبد الحکیم صاحب مرحوم

پیدائش — آپ مولانا احمد اللہ صاحب کے خلف نجیب تھے۔ آپ کی ولادت غالباً ۱۲۶۱ھ میں ہوئی تھی۔

حلیہ — پست قامت نازک نحیف۔ رنگ گورا مائل۔ کتابی چہرہ خوبرو۔ پست آواز۔

بچپن — مذہبی تخیل اسی وقت سے تھا۔ اسی لئے آپ سے لوگوں کو خاص امیدیں وابستہ تھیں، اور آپ کے مداح تھے۔ اگرچہ اس کا اثر آپ کی محض سادہ طبیعت پر ضرور پڑتا تھا۔ لیکن اللہ نے خاص دستگیری فرمائی۔

تعلیم — آپ نے درسی کتابیں و تیز فن طب اپنے برادر معظم حکیم مولوی عبد المجید صاحب مرحوم سے پڑھیں اور سند حدیث شریف و خلافت اپنے عم مکرم و مرشد جناب مولانا یحییٰ علی صاحب سے لی تھی۔ اگرچہ بوجہ ذہانت معقولات سے طبیعت کو خاص مناسبت تھی۔ لیکن رجحان و مشغلہ قرآن و حدیث ہی کے ساتھ تا دم مرگ رہا۔ آپ کے خط نسخ و نستعلیق دونوں

[1] منقول از پرچہ اہل حدیث امرتسر ۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت پاکیزہ تھے۔

اخلاق و مزاج ۔ اتباع سنّت و تبلیغ احکام الٰہی کے شیدائی اور حق پسند تھے۔ آپ کے ماننے والے آپ کی غلطیوں پر بے باکی سے متنبہ کرتے اور آپ بسر و چشم تسلیم کرتے اور واقعات صحیح سے آگاہی کی خواہش ظاہر فرماتے۔ اگر جناب کے ماننے والی جماعت میں کوئی لائق و صالح عالم شخص پہنچتا یا ہوتا تو وہ وعظ و فتوی اسی کے سپرد فرما کر لوگوں کو اس کی جانب رجوع ہونے کی تاکید و تفہیم کرتے۔ آپ خلاف شرع امور کو دیکھ کر بیتاب ہو جاتے اور بلا تامل اس کے روکنے کی کوشش فرماتے۔ آپ صاف گوئی میں عنایت بیباک کیا برہنہ شمشیر تھے۔ لوگوں کی غیبت نہ کرتے، بلکہ علانیہ نہایت سختی کے ساتھ اس پر نقد کرتے۔ اگر کسی مسئلہ میں آپ کی رائے غلط ہوتی تو آگاہی کے بعد نہایت آزادی کے ساتھ صاف صاف لفظوں میں برسرجلسہ اعتراف فرماتے۔ مداہنت یا عزّت و جاہ طلبی کو راہ نہ دیتے۔ یہی وجہ تھی کہ علماء حق کے دلوں میں آپ کا خاص وزن اور لحاظ تھا۔ بلکہ مخالف بھی آپ کے لسان چہارم کی ہزار شکایت کے ساتھ بالآخر آپ کے جوہر عالی کا معترف ہوتا۔ حق کی اشاعت کے مقابل میں گرانہا (بیرونی) فیسوں کی مطلق پرواہ نہ کرتے۔ آپ کی ساری تکلیف و تکان صرف ایک جملہ سے دفع ہو جاتی لوگ آپ کے وعظ سے غایت متاثر تھے غایت بے تکلف، شان شوکت سے دور، غربا کے یہاں پیادہ پا جاتے۔ غربا و مساکین جماعت سے فیس کی پرواہ نہ رکھتے۔ گنواروں کے یہاں بلا تکلف و اکراہ بدطعم غذا تک تناول فرماتے۔ حالانکہ آپ خوش غذا تھے۔ نرش کی قید نہ تھی۔ معمولی چٹائی یا زمین پر بیٹھ جاتے، سفر و وعظ میں سواری کی پرواہ نہ کرتے۔ کوسوں پیدل چلتے۔ آپ نے مولانا فیاض الدین صاحب کے مدرسہ کی برابر اعانت فرمائی۔ مزاج نہایت سادہ مہک اور عملاً منکسر (اس پہ گھر کی تربیت سونے میں سہاگہ تھی) اور آزاد نہ تھا۔ تند مزاج مگر حق کے سامنے سرنگوں اور راضی، طبیعت کمزور، مگر گفتار حق میں غضنفر وعظ یا دیگر اظہار حق کے مواقع میں اس متحنی پیکر میں وہ بے باکی اور مردانگی آجاتی اور ایسے بیان برسرعام فرماتے کہ علماء ان کے زبان پر لانے سے کانپتے۔ زود رنج مگر فریق مخالف کے میدان پر جلد طبیعت صاف کرنے والے۔ عام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ کیا اقربا تک آپ سے گفتگو کرنے میں نہایت پس و پیش کرتے۔ تمہید کے ساتھ مزاجداری کرتے ہوئے باتیں کرتے۔ لیکن مریدوں کے ساتھ آپکا حال جدا تھا۔ وہ شوخی کے ساتھ آپ سے گفتگو کرتے اور نہایت بیباکی سے آپ پر جرح کرتے۔ بعض اوقات تقاریر میں پریشان کر دیتے۔ آپ مطلق رنج نہ رکھتے۔ لباس و رہائش میں پرانی روش کی سختی سے پابندی فرماتے۔

مشاغل ــــ طبابت علاج میں اصول و ضوابط کی سخت پابندی رکھتے۔ آپکے نسخے مختصر ہوتے اور طوالت ناپسند کرتے۔ اختصار کی غایت ایک جز تک پہنچتی۔ انتقال ذہنی خوب تھا۔ تشخیص اعلیٰ تھی۔ امراض بطون و صدر کے علاج میں خاص ملکہ تھا۔ معالجہ میں منفرد رہنا اور اظہار رائے و مشورہ سے احتراز رکھنا پسند کرتے۔ ایک عرصہ تک آپ کے مطب کی خوب رونق تھی۔ دو جگہ مطب فرماتے (صادقپور اور مرادپور)۔ لیکن ایلوپیتھک کی عام مقبولیت و رواج اور خاص انہماک خط و تذکیر کی وجہ سے یہ رنگ قائم نہ رہ سکا۔ (۲) علماء صادقپور کا مشغلہ تدریس بھی تھا۔ آپ نے اس میں بھی زیادہ حصہ لیا۔ اکثر اہل قرابت آپ کے شاگرد ہیں۔ یہ مشغلہ کم و بیش تمام عمر رہا۔ البتہ تبدیل مذاق زمانہ اور اپنی علیم الفرصتی سے بہت کم ہو گیا تھا۔ (۳) چونکہ جناب دینی شوق کے ساتھ طبیعت میں ثقاہت اور مقامی احوال سے آگاہی بھی رکھتے تھے۔ اسلئے شہر و دیگر مقام کے فتویٰ اور مشورے بھی خصوصیت کے ساتھ آپ کے پاس رجوع ہوتے تھے، مگر لوگ آپ کے سادہ و نیک مزاجی سے غلط فائدہ اٹھانے کی بھی کوشش کرتے۔ (۴) آپ نے بعض کتابیں مبتدیوں کی تعلیم کی غرض سے تالیف فرمائی تھیں اور سورۂ فاتحہ، سورہ بقر، تبارک الذی، عم پارہ وغیرہ کی تفسیر، مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ کیا تھا۔ ایک خاص تصنیف آپکے خطب تھے، جن کی ان گنت جلدیں تھیں۔ جمعہ کے خطبہ اول میں مشکوٰۃ شریف کی چند حدیثیں ہوتیں اور خطبہ ثانی میں چند آیات یہ خطب مسلسل بھی ہوتے مرادپور کے لئے اور غیر مسلسل بھی دیگر مقامات کے لئے۔ ان پر تاریخ اور مقام ثبت ہوتے (۵) چونکہ آپ کو مطبوعہ کتابوں پر بھروسہ نہ تھا اور کتابت سے خاص شغف تھا۔ مطب میں مریض آتے، ان کا نسخہ ترتیب دیکر پھر کتابت میں مشغول ہو جاتے۔ تاہم قلم اور روشنائی کی نفاست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اہتمام نہ رکھتے، طلبہ کو کتابیں اکثر خود نقل کر کے دیتے۔ فرصت کے اوقات میں مشکوٰۃ کی مختلف ترتیب دیا کرتے اور نمبر دیتے جاتے۔ (۶) ہفتہ کے ایام صادق پور۔ عالم گنج خاں مرزا محلہ شاہ گنج۔ مراد پور۔ داناپور وغیرہ میں وعظ کے لئے مقرر تھے۔ بعد مغرب تقریباً ایک گھنٹہ یا بیش بیان کرتے۔ آپ ہر ہفتہ صلوٰۃ جمعہ پڑھانے کی غرض سے مراد پور تشریف لے جاتے اور ایک عرصہ مدید تک نمونیہ کی جامع مسجد میں بھی جمع کی امامت فرماتے رہے۔ آپ عموماً تذکیر کے ہر موقع کی دستیابی کے لئے از حد متمنی اور بیتاب رہتے۔

وعظ ۔۔۔ جناب کا بیان نہایت سادہ اور عام فہم ہوتا۔ گنوار سے گنوار بھی سمجھتا اور مستفیض ہوتا۔ یہی حالت آپ کی تحریر کی بھی تھی۔ اگرچہ کبھی کبھی ادبی نکات بھی بیان فرماتے۔ قرآن مجید کی آیتیں اور مشکوٰۃ شریف کی چند حدیثیں یا صرف قرآن (دیکھ کر یا لکھ کر) بیان فرماتے۔ جمعہ یا دیگر بیان کے لئے خطبے تحریر فرماتے۔ آپ زبانی بیان ناگہانی فرماتے۔ وعظ میں اکثر اوقات اور قصے بھی بیان کرتے۔ آپ کا وعظ نہایت پرجوش ہوتا (یا سادہ) باوجود پیشہ طبابت کے درخواست وعظ سے کبھی اغماض نہ کرتے، بلکہ شادان و فرحاں قبول فرماتے اس کے لئے طبیعت کی معمولی ناسازی کی پرواہ نہ کرتے۔ لوگوں کے یہاں جاکر اجتماع کے انتظار میں خاموش بیٹھے رہتے۔ اس تقریب سعید کے لئے کبھی لوگ سواریاں بھیجدیتے مگر عموماً خود معمولی مشترکہ سواری (یکہ) پر پہنچتے اور صرف یوسپل مقررہ کرایہ قبول فرماتے۔ فاضل کرایہ اپنی جیب سے ادا کرتے۔ اس کے لئے نہ دھوپ کی پرواہ تھی نہ بارش کی۔ وعظ کے لئے دُور دراز سفر کرتے اور ہفتوں گزار دیتے۔ ایسے سفر میں نہ مناسب غذا کی پرواہ ہوتی (حالانکہ ضعف معدہ سے برابر پریشان رہتے) نہ نقاست سواری کی تیسرے درجہ میں بھی سفر کرتے۔ اگر روپیہ خرچ سفر سے زیادہ پیش کیا جاتا تو سختی کے ساتھ واپس کرتے۔ ورنہ آپ کی جیب ہی متحمل ہوتی۔ اور ریل سے اُتر کر کوسوں پیدل بھی چلتے۔ حالانکہ سفر و حضر میں بحیثیت طبیب اپنے پوری داشت کا لحاظ رکھتے۔ آپ عرصہ دراز تک انجمن اسلامیہ بانکی پور کے خاص واعظ رہے اور سونپورہ کے میلہ (چھپرہ) میں انجمن کی جانب سے برسوں تشریف لے گئے لیکن کبھی نہ فیس لی۔ نہ ڈیل خرچ سفر۔ نہ غذا اور رہائش کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائش کی۔ نہ تکالیف کی شکایت۔ پھر بھی آپ کی صاف گوئی سے لوگ نالاں ہو کر آپ کی دعوت بند کر دیتے۔ اور پھر قحط علماء سے مجبور ہو کر اس حق گو مفت واعظ کو مدعو کرتے۔ لوگ علاج کی غرض سے لے جاتے اور وعظ کے بہانے ہفتہ عشرہ مفت روک لیتے۔ اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ وعظ کا عوام پر عمدہ اثر پڑا تو سمجھتے کہ بس بھر پایا۔ نہایت مسرور و محظوظ ہوتے۔ یہی آپ کی غذائے روح تھی۔ اگرچہ جناب کے روکنے کی غرض سے بھی ایسی باتیں مبالغہ کے ساتھ لوگ بیان کر دیتے (عجیب سادہ طبیعت تھی) شرک و بدعات۔ شر نفس۔ رسومات (کبھی) تصوف مروجہ کی خوب خبر لیتے۔ مطب پر بھی اکثر مراسم بدعات و شرک کا تذکرہ آجاتا تو ساری توجہ اسی کی جانب مبذول ہو جاتی۔ نہایت جوش کے ساتھ تقریر فرماتے رہتے، اور مریض سنتے رہتے۔ اس طرح اکثر اپنے خیال کا بھی علاج اور اصلاح کر لیتے۔ آپ نے وعظ و تبلیغ کے لئے گویا اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔ غرض ایک دور تھا۔ جو آپ کی ذات کے ساتھ یک بیک ختم ہو گیا۔ لیکن آپ کو نہ مناظرہ سے رغبت تھی نہ فطرت نے آپ کو اس کے لئے موضوع کیا تھا۔ جس کی قربانی کا یہ عالم ہو۔ واعظین کے خصمانہ کے خیال سے اس کو کیا ہیجان اور اضطراب ہو گا محتاج بیان نہیں۔ ایک بار مولانا مرحوم تقریب وعظ کلکتہ مدعو ہوئے۔ وہاں ایک ہفتہ قیام رہا۔ لوگوں نے خاص خاص مضامین کی فرمائش کیں۔ علاوہ بریں آپ وہاں کے بعض شدید امراض سے آگاہ تھے۔ چنانچہ آپ نے سود خواری۔ پیر پرستی کی خوب خبر لی۔ اور اخیر وعظ میں وعظا اور پیروں کے رخصتانہ اور ہدایات پر نہایت سختی کے ساتھ مدلل نکتہ چینی اور نہایت بسط کے ساتھ اس پر روشنی ڈالی۔ لوگوں کا بیان ہے کہ حسب دستور اہل کلکتہ گراں نقود کے ساتھ حاضر تھے۔ لیکن سب خاموش اور متاثر گھر واپس گئے۔ آپ وعظ و ارشاد کے لئے صالح متقی۔ متین اور معمر شخص کو پسند کرتے اور اپنے ارادتمندوں کو آپ ایسے شخص کی جانب میلان و بیعت کی ترغیب و اجازت بھی فرماتے۔

احیاء سنت ــــ پٹنہ میں صلوٰۃ عیدین مسجدوں میں ادا کی جاتی ہیں۔ کوئی مصلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابق سنت کے موجود نہ تھا۔ جماعت اہل حدیث بھی اس جانب سے غافل تھی۔ آپ نے سعی بلیغ سے مصلّٰی قائم کیا اور مخالفتوں کا مقابلہ کیا۔ اب تک سنت جاری ہے۔ اللہ استقامت بخشے۔ آمین۔ جناب مصلّٰی ہی میں قربانی بھی فرماتے۔ آپ کا خیال تھا کہ سندوستان میں عرصہ مدید قیام کے باعث مسلمانوں سے تعدد ازدواج متروک ہی نہیں، بلکہ وہ مکروہ سمجھنے لگے ہیں۔ چنانچہ بیک زمانہ جناب کی تین ازواج تھیں۔

بعض خیالات ــ مقامی امام کے موجود رہتے اور بغیر اس کی اجازت کے دیگر علماء مشائخ دیار سے بیعت وعظ اور ان کی جانب بلا وجہ رجعت کرنی غایت ناپسند فرماتے۔ مولانا عبدالعزیز و مولانا شاہ عین الحق صاحبان غفرلہما اپنے دورۂ عظیم آباد میں اس کا لحاظ رکھتے

(۲) انجمنوں میں مواعظ و تقاریر کی بھرمار ناپسند فرماتے اور خود بھی جہاں ممکن احتراز کرتے۔ فرماتے لطف تقاریر کی حاجت نہیں۔ ایک وعظ اصلاح قلب کے لئے کافی اور مناسب ہو سکتا ہے۔ مگر مذاکرہ علمیہ آرہ کے جلسوں میں مولانا عبدالعزیز صاحبؒ کے اصرار کے سامنے مجبور ہو جاتے۔

(۳) بارات (لڑکی والے کے یہاں) کھانے سے احتراز کرتے۔

(۴) آپ انگریزی اشیا خصوصاً روش اور تعلیم کے شدید مخالف تھے۔ ایک عرصہ تک انگریزی متعلمین کے متعلق آپ کا نہایت سخت فتویٰ تھا۔ لیکن زمانہ نے آخر میں بہت کچھ خیال میں نرمی پیدا کر دی تھی۔

(۵) آپ جمعہ میں برابر وعظ فرماتے تھے۔

مریدین ــ آپ کے مریدوں کی تعداد ماشاء اللہ کثیر ہے۔ بعض محلے اور بعض بستی کے کل مسلمان آپ ہی کے مرید ہیں۔ بلکہ صوبہ بہار کے اہل حدیث بعض خدائیت اور اکثر ارادت آپ کے ساتھ رکھتے تھے۔ آپ کے مریدوں کی روش مقلدانہ نہیں ہے۔

خاتمہ ــ مولانا مرحوم کی زندگی علماء اور واعظین کے لئے ایک عمدہ نمونۂ عمل ہے۔ آپ نے میدان تبلیغ حق میں رزق، عز و جاہ، راحت و آرام کو پس پشت کر ڈالا۔ سفر و حضر میں اپنی فرمائشات اور اپنی مشیخت سے کسی میزبان کو تکلیف نہ پہنچنے دی۔ باوجود کمزور طبیعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اظہار حق میں مداہنت کو مطلق کبھی راہ نہ دی۔ یہ سب ایثار صرف اس لئے کئے کہ حزب اللہ کی بڑھتی ہو۔ کلمۃ اللہ ہی العلیا کی عام گونج بلند ہو۔ عباد الرحمٰن میں استقامت آئے اور طاغوت کے پرستار اللہ کے پرستار بنیں اور اسی آرزو کے ساتھ دنیا سے چل بسے سبحان اللہ والحمد والثناء۔

وفات — دو ماہ سے زائد علیل رہ کر بوقت مغرب بروز سہ شنبہ ۱۵ محرم ۱۳۳۷ھ انتقال فرمایا۔ صلوٰۃ جنازہ و دعائے تثبیت مولوی عبدالقیوم صاحب نے کی اور ننموہیہ کے مقبرہ خاص کے شمالی بالائی حصہ کے زیر شجر بر پشت مسجد مدفون ہوئے۔

اولاد احفاد — آپ نے چار عقد کئے تھے۔ محل اولیٰ مسماۃ شاکرہ بنت مولانا ولایت علی ان سے دو اولاد ہوئی۔ عبدالحلیم۔ جو دو برس کا ہو کر گزر گیا۔ (۲) مسماۃ ذاکرہ مرحومہ زوجہ مولوی شیخ عبدالرحیم آروی۔ انہوں نے لاولد قضا کیا۔ محل ثانیہ مسماۃ رحمت بنت مؤلف ان سے چند اولاد ہوئیں۔ (۱) عبدالقدیم عربی و انگریزی دونوں سے آگاہی رکھتے ہیں۔ شاعری کا بھی ذوق ہے۔ ان کی شادی مسماۃ عائشہ مرحومہ بنت ڈاکٹر آیت اللہ صاحب سے ہوئی تھی (۲) مسماۃ آسیہ مرحومہ زوجہ سید محمد یوسف مدعمرہ سورجگڈھی۔

(۳) حکیم مولوی عبدالخبیر صاحب سلمہ اللہ فی طاعتہ۔

ترجمہ

عزیزی سلمہ ۱۳ شعبان ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۸۸۳ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے درسی کتابیں اپنے والد مرحوم و مولوی فیاض الدین و مولوی سید کفایت حسین صاحب سلمہما سے پڑھی ہیں اور فن طب جناب حکیم مولوی احمد حسین صاحب سلمہ الہ آبادی اور اپنے والد ماجد غفرلہ سے حاصل کی ہے۔ عزیزی سلمہ الولد سر لابیہ کے پورے مصداق اور خلف الصدق ہیں۔ میں ایک مدت سے اپنے قویٰ کی معذوری اور کبر سنی کی وجہ سے اکثر امور مذہبی عزیز موصوف سے لیا کرتا تھا۔ مگر جب مولوی عبدالحکیم صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا انتقال ہو گیا، تو مسلمانان اخوان الصفا کی نظر آپ پر جم گئی اور اپنے فرائض مذہبی کے انجام دہی کے لئے عزیزی سلمہ کو منتخب کرنا چاہا۔ چونکہ عزیز موصوف میں اہلیت موجود تھی۔ میں نے بھی اس انتخاب کو بہ نظر استحسان دیکھا اور ان لوگوں کی رضا و رغبت کے مطابق میں نے بھی اپنی خلافت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے عزیزم سلمہٗ کو منتخب کر لیا اور اس کا اعلان کر دیا۔ اللھم وفقہ وایدہ۔
بحمداللہ عزیز مذکور تلقین وارشاد کا کام بخوبی انجام دے رہے ہیں ایدہ اللہ بنصرہ القویم وبارک اللہ فی رشدہ واقامۃ الدین۔ علم طب میں بھی آپ کو پوری دستگاہ ہے۔ مختلف اضلاع کے لوگ وعظ وارشاد اور نیز علاج کے لئے آپ کو لے جاتے ہیں

عزیزی سلمہٗ کی دو شادیاں مولوی امجد علی صاحب مرحوم کی لڑکیوں سے ہوئی تھیں اور اب تیسرا عقد مولوی یوسف صاحب مرحوم کی نواسی مسماۃ زکیہ سلمہا سے ہوئی ہے۔ اللھم ارزقہ اولاداً صالحاً۔ آمین ثم آمین

(۴) عبدالحسیب ان کی شادی مسماۃ خدیجہ بنت سید رحمت اللہ بن سید عبدالرشید یحییٰ پوری سے ہوئی ہے۔ محل ثالثہ آپ کی غیر برادری سے تھیں، ان سے دو لڑکے ہوئے عبدالحکم اور عبدالکبیر دونوں نے ایام طفلی میں قضا کئے۔ محل رابعہ آپنے اس طرف ایک عقد غیر برادری میں دختر منشی نعیم الدین ساکن جندا ہا ضلع مظفر پور سے کیا تھا، ان سے ایک لڑکا عبدالاکبر مدعمرہٗ ہے۔

ضمیمہ تذکرہ مولانا عبدالحکیم صاحب صادق پوری رحمۃ اللہ علیہ

چند بزرگان دین جو قومی و مذہبی برائیوں کو روکنے میں بند کا کام دے رہے تھے ان میں سے ایک مولانا حکیم عبدالحکیم صاحب کی ذات گرامی بھی تھی۔ فتویٰ یا رائے دینے کے بعد اگر حقیقت سامنے آتی تو اپنے فتویٰ یا رائے سے برملا رجوع فرما جاتے اور اس میں ذرہ بھی اپنی خفت محسوس نہیں کرتے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ دانا پور سے آپ کے پاس استفتا آیا اور آپ نے اس کا جواب دیا۔ کچھ روز بعد دانا پور میں جلسہ ہوا، آپ بھی اس جلسہ میں تشریف لے گئے۔ دیگر علماء بھی اس جلسہ کی شرکت کے لئے وہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہیں علماء میں جناب مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی مرحوم بھی تھے۔ اس موقع پر سوال وجواب والا کاغذ مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم کے سامنے پیش ہوا۔ مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم نے اس کاغذ کو دیکھا اور اپنے پاس رکھ لیا۔ مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم نے مولانا عبدالحکیم صاحب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرحوم کو تخلیہ میں دوبارہ اس کاغذ کو دکھلا کر کچھ اظہار خیال فرمایا (افسوس یہ بے نفس مسئلہ ذہن میں نہیں ہے) مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم کی باتوں کو سن کر مولانا عبدالحکیم صاحب نے فرمایا کہ آپ کی رائے صحیح ہے، میں بھی اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم نے فرمایا کہ آپ کی پہلی رائے لوگوں کو معلوم ہو چکی ہے۔ اب اس رجوع کا حال لوگوں کو کیسے معلوم ہوگا۔ مولانا عبدالحکیم صاحب مرحوم نے فرمایا کہ میں اس کا اظہار کر دوں گا اور اس وقت اس کاغذ کو اپنے ہاتھ میں رکھ لیا۔ جب جلسہ کا وقت آیا تو اس سوال اور اس کے جواب کو تمام سامعین کے سامنے پیش کر دیا اور اس کے بعد فرمایا کہ اس فتویٰ کے متعلق مولانا عبدالعزیز صاحب سے گفتگو ہوئی ہے۔ اب میں اپنی پہلی رائے سے رجوع کرتا ہوں اور مولانا عبدالعزیز صاحب کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔

مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم کا بیان ہے کہ اس روز سے مولانا عبدالحکیم صاحب کی وقعت ہمارے دل میں بہت زیادہ بڑھ گئی اور یہ خیال پیدا ہوا کہ مولانا عبدالحکیم صاحب کے ماننے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اور یہ کوئی بھیک مانگنے والے مولوی نہیں ہیں، بلکہ اپنی قوت بازو سے عزت کی روزی کمانے والے اور کافی خاندانی وجاہت رکھنے والے ہیں، آخر اس شخص کو کس چیز نے مجبور کیا ہے کہ اتنے بڑے مجمع میں اپنی رائے سے رجوع کا اظہار کر رہے ہیں۔ مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ مولانا عبدالحکیم صاحب مرحوم اپنی رائے سے رجوع کر رہے تھے اور میرا حال یہ تھا کہ میرے بدن میں کپکپی پیدا ہو رہی تھی۔

مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم جب بھی پٹنہ تشریف لاتے تو مولانا عبدالرحیم صاحب یا مولانا عبدالحکیم صاحب سے ضرور ملاقات کرتے، لیکن ان لوگوں کے مکان میں کبھی قیام نہیں فرماتے۔ یہ غالباً اس وقت کی وقتی ضرورت تھی۔ دو ایک بار مولوی محمد یعقوب صاحب کے دولت کدہ پر قیام فرمایا تھا، مگر اکثر صورت یہ ہوتی کہ صادق پور کے قریب ایک دوسرے صاحب کے مکان میں قیام فرماتے اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیام میں صاحب خانہ کا کچھ خرچ ہوتا اس کا کچھ مرکا فات بھی کر دیتے یہی صورت تھی کہ ایک مرتبہ مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم جن صاحب کے مکان میں قیام فرما تھے۔ وہاں سے صبح کے وقت ایک شخص مولانا عبدالحکیم صاحب کے مطلب میں آئے اور خبر دی کہ آج بعد نماز مغرب مولانا عبدالعزیز صاحب کا بیان ہونے والا ہے، اور آپ کو دعوت دی گئی ہے۔ آپ رات کو کھانا وہیں تناول فرما دیں۔ مولانا عبدالحکیم صاحب مرحوم نے ایک کاغذ پر یہ حدیث لکھ دی کہ لَا یَقْعُدُ اِلَّا اَصْبَرُ اَوْ مَامُوْرٌ اَوْ مُخْتَالٌ اور اس شخص کے حوالہ کر دیا۔ جب وہ شخص پرزہ لئے ہوئے وہاں پہنچے اور صاحب خانہ نے اس پرزہ کو دیکھا تو بہت ناراض ہوئے۔ مولانا عبدالعزیز مرحوم نے بھی اس پرزہ کو دیکھا اور وہاں سے اٹھ کر سیدھے مولانا عبدالحکیم صاحب کے مطلب میں پہنچے، اور فرمایا کہ بیان نہیں ہوگا۔ اس کے بعد مولانا عبدالحکیم صاحب نے فرمایا کہ ہم اور آپ ایک ہی خیال و رنگ اور روش کے آدمی ہیں "جو ہم کہتے ہیں وہی آپ بھی فرماتے ہیں، اور جو آپ فرماتے ہیں، وہی ہم بھی کہتے ہیں۔ ہاں طرز و انداز بیان میں کچھ فرق ہو تو ہو لیکن بات ایک ہی ہوتی ہے، آپ بیان فرمائیں، ہم بھی وہاں پہنچ جائیں گے اور کھانا بھی کھا لیں گے، جو حدیث میں نے لکھ کر دی ہے وہ تو ان گنواروں کے لئے ہے، جو ہر کس و ناکس کو بیان کے لئے کھڑا کر دیا کرتے ہیں، ورنہ ہم آپ سے جدا نہیں ہیں۔ (جناب مولانا عبدالرحیم صاحب کے تذکرہ میں ہم نے اس کو واضح کیا ہے کہ مولانا عبدالحکیم صاحب مرحوم مولانا عبدالرحیم صاحب کے معاون و نائب خاص تھے)۔ سبحان اللہ، کیسے خوش خیال، خوش فہم اور عمدہ اخلاق کے لوگ تھے، جو ایک دوسرے کی باتوں کو پسند کرتے تھے اور کسی کو کسی کی طرف سے کوئی میل پیدا نہیں ہوتا تھا۔

جہاں چند علماء موجود ہوں اور اس موقع پر کسی مسئلہ کے متعلق کوئی شخص سوال کرے تو خود جواب دینے کے لئے مولانا عبدالحکیم صاحب تیار نہیں ہوتے تھے۔ ایسا ہی ایک موقع تھا کہ ایک جگہ چند علماء موجود تھے۔ انہیں میں مولانا عبدالحکیم صاحب مرحوم بھی تھے۔ ایسے موقع پر ایک شخص نے سوال کیا کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہوتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے یا نہیں۔ انہی علماء میں سے بعض نے مولانا عبدالحکیم صاحب مرحوم سے کہا کہ اس سوال کا جواب دیجئے۔ مولانا موصوف نے فرمایا کہ جواب دینے کے لائق اور لوگ بھی ہیں وہ جواب دیں۔ سائل کے مخاطب مخصوص طور پر ہم ہی تو نہیں ہیں۔ اس کے بعد سوال کرنے والے نے کہا کہ ہمارا سوال آپ ہی سے ہے (معلوم ایسا ہوتا ہے کہ علماء ہی میں سے بعض نے ایسا سوال کرنے کے لئے ایک آدمی کو تیار کر لیا تھا) اب مولانا عبدالحکیم صاحب موصوف نے فرمایا کہ میرے نزدیک مدرک رکوع مدرک رکعت ہوتا ہے۔ مولانا موصوف کے جواب کے بعد انہی علماء میں سے بعض نے اس حدیث کو پیش کیا جس سے ہر رکعت میں امام اور مقتدی دونوں کے لئے سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہی ہے۔ اب مولانا عبدالحکیم صاحب مرحوم نے فرمایا کہ اس حدیث کا حکم عام ہے اور ہر حکم میں کچھ استثناء بھی ہوتا ہے۔ جماعت ہو رہی ہو اور کوئی شخص اس انتظار میں بیٹھا ہو کہ جب رکوع ہوگا تو رکوع میں مل جائیں گے تو ایسا مدرک رکوع مدرک رکعت نہیں ہوتا۔ لیکن جو شخص بعد کو آیا اور رکوع میں ملا، ایسا رکوع میں ملنے والا رکعت کا پانے والا شمار ہوگا۔ یہ استثنائی صورت ہے۔ اس پر بعض لوگوں نے بہت قیل و قال شروع کیا۔ مولانا عبدالحکیم صاحب مرحوم نے باب السہو کی حدیث پیش کر دی کہ اس میں دو سجدوں سے ایک رکعت قرار پاتی ہے، اس پر تمام علماء خاموش ہے اور کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

جلسوں کے موقعوں پر اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ علماء اور عمائدین کے قیام و طعام کی جگہ الگ ہوتی ہے اور عوام کے قیام و طعام کی جگہ الگ ہوتی ہے۔ مولانا حکیم عبدالحکیم صاحب علیہ الرحمۃ اکثر عوام کے ساتھ ہی بیٹھ کر کھانا کھا لیتے، اور ایسا کرنے میں ان کے نازک بدن کو جو کچھ تکلیف ہوتی اس کو برداشت کر لیتے اور اس کی بالکل ہی پرواہ نہ کرتے کہ ان کا معدہ اس کھانے کو قبول کرے گا یا نہیں۔

مولانا عبدالحکیم صاحب علیہ الرحمہ اپنے کسی قریب ترعزیز سے بھی یہ دریافت نہیں فرماتے کہ تمہاری آمدنی کیا ہے یا تمہارا مشاہرہ کیا ہے۔ ایک مرتبہ مولانا احمد علی صاحب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ الرحمہ (جو اس وقت الہ آباد ایم سی کالج میں پروفیسر تھے) سے مل کر مولانا عبدالحکیم صاحب علیہ الرحمہ پٹنہ واپس ہو رہے تھے تو راستہ میں کسی اسٹیشن پر ایک وکیل صاحب اسی ڈبہ میں آکر بیٹھے جس میں مولانا عبدالحکیم صاحب مرحوم تھے۔ وکیل صاحب نے مولانا موصوف سے دریافت کیا کہ آپ کا وطن (مکان کہاں ہے) مولانا نے جواب دیا کہ غریب خانہ پٹنہ ہے۔ وکیل صاحب نے پوچھا کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟ مولانا نے فرمایا الہ آباد سے آرہا ہوں۔ وکیل صاحب نے پھر پوچھا کہ الہ آباد میں کن صاحب کے یہاں تشریف لے گئے تھے۔ مولانا نے فرمایا۔ مولانا امجد علی صاحب (پروفیسر) کے یہاں سے واپس جا رہا ہوں۔ وکیل صاحب نے پوچھا کہ پروفیسر صاحب کا مشاہرہ کیا ہے؟ مولانا نے جواب دیا کہ اس کے دریافت کرنے کا ہمیں کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ اسکے بعد وکیل صاحب خاموش ہو گئے اور غالباً انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ سوال ہم نے بیجا کیا ہے۔

جلسہ مذاکرہ علمیہ آرہ میں اکثر آپ کی شرکت ہوتی تھی اور جلسہ کے موقع پر آپ کا بیان بھی ہوتا تھا۔ جلسہ مذاکرہ علمیہ کی ابتداء تو مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی علیہ الرحمہ نے کی تھی۔ مولانا آروی علیہ الرحمہ کے بعد اس جلسہ کا انتظام مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی علیہ الرحمہ کے ہاتھ میں آیا۔ مولانا رحیم آبادی مرحوم کے انتظام کے زمانہ میں بھی مولانا عبدالحکیم صاحب علیہ الرحمہ جلسہ میں شریک ہوتے اور اپنے وقت پر بیان بھی کرتے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ جلسہ میں لوگوں کی تقریریں ہوتی رہتیں اور مولانا رحیم آبادی علیہ الرحمہ انتظامی معاملات کی دیکھ بھال میں لگے رہتے۔ لیکن لوگوں سے فرماتے کہ جب مولانا عبدالحکیم صاحب کے بیان کا وقت آوے تو مجھ کو خبر کر دینا۔ چنانچہ ایسا ہوتا اور ان کے بیان کے وقت مولانا رحیم آبادی علیہ الرحمہ ابتداء تا انتہا ان کا بیان سنتے۔ اس کے بعد پھر اپنے اور کاموں میں لگ جاتے۔ بعض لوگوں نے مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی علیہ الرحمہ سے دریافت کیا کہ اور لوگوں کا بیان ہوتا رہتا ہے تو اس وقت دوسرے کاموں میں مشغول رہتے ہیں اور جب مولانا عبدالحکیم صاحب کا بیان ہوتا ہے تو آپ خصوصیت کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا بیان سننے کے لئے آکر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ مولانا رحیم آبادی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مولانا عبدالحکیم صاحب صرف قرآن و احادیث کے مضامین پیش کرتے ہیں۔ اس لئے ان کا بیان سننے کے لئے آکر بیٹھ جاتا ہوں۔

پٹنہ میں انگریزی پڑھنے والے طلبا کو ایک وقت یہ خیال آیا کہ جس قسم کی تعلیم ہم لوگ حاصل کر رہے ہیں، وہ دین اسلام کی معلومات سے بالکل خالی ہے۔ اس لئے دینی معلومات حاصل کرنے کے لئے مہینہ میں ایک بار وہ لوگ جلسہ کیا کرتے تھے، جس میں علماء کو بلا کر وعظ و نصیحت اور ان سے تقریریں کراتے تھے اور اس جلسہ کا نام انجمن اسلامیہ رکھا تھا، اس جلسہ کے منعقد کرنے میں پٹنہ کالج پٹنہ کے طلبا بہت آگے آگے تھے۔ پٹنہ کالج کے طلباء نے اس وقت کے پرنسپل مسٹر یونیک کے پاس درخواست دی کہ آپ ہم لوگوں کو پٹنہ کالج کے احاطہ کے اندر انجمن اسلامیہ کے جلسہ کرنے کی اجازت دیں۔ یونیک صاحب نے پٹنہ کالج کی پرانی عمارت کے ایک بہت بڑے کمرہ میں جلسہ کرنے کی ان لوگوں کو اجازت دیدی۔ یہ جلسہ ہر ماہ میں ایک بار منعقد ہوتا تھا۔ اس میں بہت سے علماء بلائے جاتے تھے۔ ان ہی میں مولانا حکیم عبدالحکیم صاحب مرحوم صادق پوری بھی ہوتے تھے۔ اگرچہ مولانا عبدالحکیم صاحب مرحوم انگریزی تعلیم کے سخت خلاف تھے لیکن اس جلسہ میں انگریزی تعلیم کی نہ تو موافقت کرتے اور نہ ہی مخالفت، صرف اسلام اور اس کی حقیقت کو نمایاں کرتے۔ یہ طریقہ تو مولانا مرحوم کا تھا، لیکن ایک جلسہ کے موقع پر ایک وکیل صاحب نے انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ترغیبی مضمون پیش کر دیا۔ وکیل صاحب کی تقریر کے بعد مولانا عبدالحکیم صاحب مرحوم کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ یہ تو انگریزی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء ہی کی طرف سے جلسہ ہو رہا ہے۔ مگر اشتہار چونکہ عام ہوتا ہے، اس لئے باہر کے غیر طلبا بھی شریک ہوتے اور وعظ سنتے ہیں۔ اس جلسہ میں انگریزی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب کا کیا موقع ہے۔ وکیل صاحب نے کہا کہ انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ترغیبی مضمون ضرور پیش کیا جائے گا، جن لوگوں کو یہ صورت پسند نہ ہو وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلسہ میں نہیں آیا کریں۔ مولانا عبدالحکیم صاحب مرحوم ان باتوں کو سنکر جلسہ گاہ سے باہر نکل آئے اور ان کے ساتھ بہت سے سامعین بھی باہر نکل آئے۔ اگرچہ جلسہ ہر ماہ ہوتا رہا، لیکن سامعین کی تعداد گھٹتی رہی۔ چند برسوں کے بعد اس انجمن کے ناظم، جو بی۔ اے کلاس کے طالب العلم تھے۔ پھر مولانا عبدالحکیم صاحب کو جلسہ کی شرکت کے لئے کہہ سن کر راضی کر لیا اور پھر جلسہ میں مولانا موصوف کی شرکت ہونے لگی، مگر آپ کی تقریر کا ڈھنگ وہی رہا، جو اوپر بیان ہو چکا ہے کچھ لوگ پٹنہ کے کمشنر صاحب کے پاس پہنچے اور اس بات کی کوشش کی کہ حکومت کے حکم سے جناب مولانا موصوف کا بیان روک دیا جائے۔ باتیں کیا ہوئیں اس کا صحیح اندازہ تو نہیں مل سکا لیکن کمشنر صاحب نے مولانا موصوف کو بلا بھیجا۔ جب مولانا موصوف کمشنر کے یہاں پہنچے تو کمشنر صاحب نے مولانا موصوف سے دریافت کیا کہ کیا آپ اپنے بیان میں انگریزی حکومت کے خلاف جہاد کی ترغیب دیتے ہیں۔ مولانا موصوف نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے، ہم ایسا نہیں کرتے ہیں۔ یہ تو انگریزی حکومت ہی ہے جس کی وجہ سے ہم اپنے خیالات کا کھل کر اظہار کرتے ہیں ورنہ بعض غیر ملکی لوگ ہم لوگوں کو اپنے مسلک کے مطابق نماز پڑھنے سے مانع ہوتے ہیں اور حدیث کے مطابق نماز پڑھنے والوں کو مسجدوں سے نکال دیتے ہیں۔ اس قسم کے واقعات اکثر ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ ہم لوگوں کے اپنے مسلک کی تبلیغ کو کب پسند کریں گے۔ یہ لوگ تو ہم لوگوں کی تبلیغ میں مزاحم ہونے والے ہیں۔ کمشنر صاحب نے دریافت کیا کہ آپ انگریزی تعلیم کو ناپسند کرتے ہیں اور اس کی برائیاں بیان کرتے ہیں۔ مولانا موصوف نے جواب دیا۔ ہاں یہ بات صحیح ہے کہ ہم اس تعلیم کو دین اسلام کے لئے مضر سمجھتے ہیں۔ کمشنر صاحب نے کہا کہ نصاب کی کتابوں میں اسلام کے خلاف تو کوئی مضمون نہیں ہوتا ہے۔ مولانا موصوف نے جواب دیا کہ کتابوں میں مضامین کیسے ہوتے ہیں، ان کو تو ہم نے دیکھا نہیں، لیکن اس تعلیم کا جو نتیجہ ہے وہ یہ ہے کہ اس تعلیم کے پانے والوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندر اسلامی طور طریقہ سے انحراف پیدا ہونے لگتا ہے اور اسلامی اثرات گھٹنے لگتے ہیں، اس لئے ہم اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ کمشنر صاحب نے کہا کہ انگریزی تعلیم جاری ہو گئی ہے۔ حکومت کے کاموں میں داخلہ بغیر انگریزی تعلیم کے نہیں ہو سکے گا۔ اس سے نابلد لڑکے ذریعۂ معاش کی بہت سی سہولتوں سے محروم رہ جائیں گے۔ مولانا موصوف نے فرمایا کہ ہم اس کو پسند کرتے ہیں کہ مسلمان آپ کے گھوڑے کی گھاس مہیا کر کے روزی حاصل کریں، وہ زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ انگریزی تعلیم حاصل کر کے حکومت کے اچھے اچھے عہدوں پر پہنچیں، کیونکہ اس تعلیم کی وجہ سے مسلمانوں کے اسلامی اعتقادات اور اعمال و افعال میں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ کمشنر صاحب نے دریافت کیا کہ آپ کے بیان میں عموماً غربا بیٹھتے ہیں یا رؤسا، تو مولانا موصوف نے جواب دیا عموماً غربا ہی بیٹھتے ہیں کمشنر صاحب نے کہا کہ آپ کو اپنے بیان میں مزاحمت کا خوف ہو تو ایسے موقع پر آپ پولیس کی مدد لے سکتے ہیں۔ مولانا موصوف نے کمشنر صاحب کی اس پیشکش کا شکریہ ادا کیا اور واپس چلے آئے اور اپنے بیان کے موقع پر پولیس کی مدد کے کبھی طالب نہیں ہوئے۔

نقشہ اولاد حکیم عبدالحکیم صاحب مرحوم

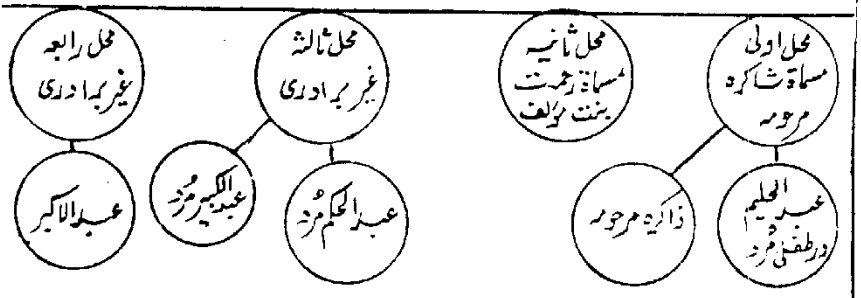

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محل ثانیہ مسماۃ رحمت بنت مؤلف

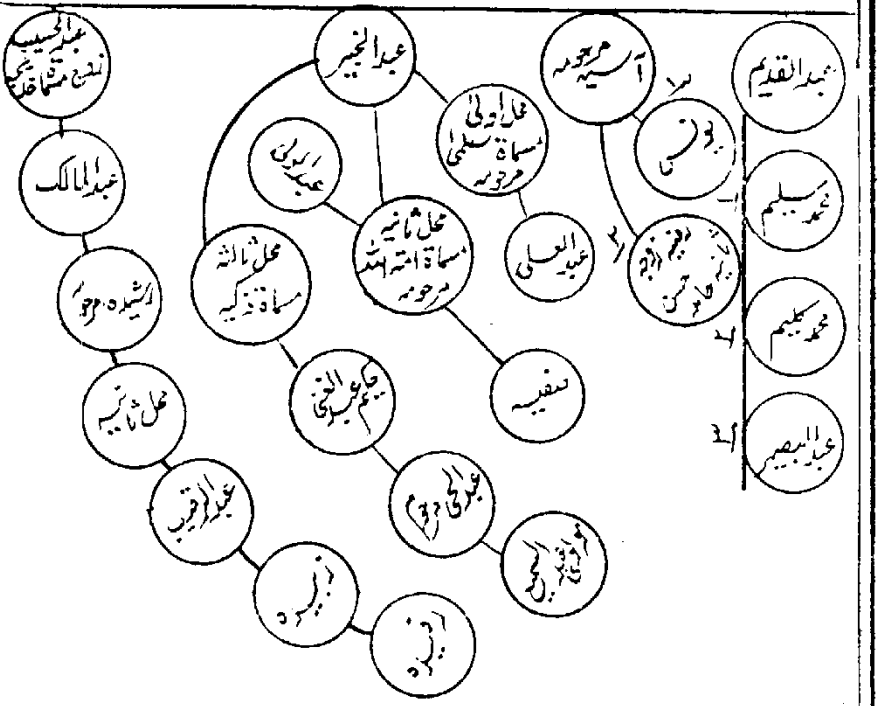

مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم

آپ مولوی عبدالحکیم صاحب سے تین برس چند ماہ چھوٹے تھے۔ آپ کو مولوی امجد علی صاحب سے تلمذ تھا۔ زمانہ طفولیت میں آپ کی عجیب کیفیت تھی۔ نہایت کثافت پسند اور سمجھ سے عاری معلوم ہوتے تھے۔ مزاج محرور اور مصرتھا۔ مگر دس بارہ برس کی عمر ہوگی کہ قصبہ باڑھ ضلع پٹنہ بہ تقریب شادی مولوی عبدالقیوم صاحب آپ کا جانا ہوا۔ وہاں ایک جلسہ میں مذہبی گفتگو کا موقع آگیا۔ آپ نے اس میں کافی حصہ لیا اور سنجیدہ تقریر کی۔ اس کے بعد سے برابر آپ کی پڑھنے میں ذہانت۔ گفتگو میں سنجیدگی۔ کاموں میں دانشمندی اور چستی۔ رہائش میں صفائی صاف نمایاں پیدا ہونے لگی۔ آپ کی ایک فارسی مثنوی صحرائے دلکشا نتیجۂ فکر متین بطور یادگار مولوی محمد موسیٰ صاحب کے پاس موجود ہے۔ اور آپ کے خاندانی کتب خانہ کی قیمتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نادر لغت عربی شمس العلوم آپ کی ہی شجاعت و عزم اور نتیجہ تدبیر ذکی کی یادگار شمس العلماء مولوی امجد علی صاحب کے زیر مطالعہ رہتی تھی۔ جناب مولوی اشرف علی صاحب مرحوم اکثر فرماتے "رحمت اللہ عقل و خلق میں ہم لوگوں سے فوقیت رکھتے ہیں" آپ میں سعادت و فراست دینی خوب تھی۔ خوف و خطر آپ کو صدق بیانی سے باز نہیں رکھ سکتا تھا۔ آپ نہایت خائف باللہ تھے۔ آپ کی صداقت ہی کا اثر تھا کہ اورام اور نیش بریں و عقرب پر آپ قل ہو اللہ پڑھتے جاتے اور آنکھوں کے دیکھتے ورم و درد دور ہو جاتے۔ جس امر کو آپ ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔ تو آپ کی مہر سکوت کو کوئی توڑ نہیں سکتا۔ آپ نے بعارضہ طحال بعمر اٹھارہ اُنیس سال رحلت فرمائی۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔ آمین

ترجمہ مولوی محمد یقین مرحوم بن مولانا احمد اللہؒ از بطن غیر برادری

ولادت غالباً آپ مولوی اشرف علی صاحب مرحوم سے تقریباً دو تین سال بڑے تھے

حلیہ میانہ قامت۔ چھریرہ بدن۔ کتابی چہرہ۔ لانبی گردن اور داڑھی۔ رنگ ساؤنلا۔ ناک قدرے بلند۔

تعلیم آپ نے اکثر درسی کتابیں اپنے والد ماجد سے اور کچھ (سماعت و قرائت مولوی اشرف علی صاحب) مولانا فیاض علی صاحب سے پڑھیں۔

مشغلہ بعد تباہی خاندان آپ نے بمقام بیجنات سلسلہ تجارت شروع کیا۔ اس کام میں شریک محنت مولوی الٰہی بخش ساکن موضع دربہ ضلع پٹنہ تھے۔ مگر بوجہ ناکامیابی اس کام سے دست بردار ہونا پڑا۔ اس کے بعد جزیرہ انڈمان پورٹ بلیر میں جب مؤلف کو تجارت کی اجازت ملی تو جناب کو پٹنہ سے کلکتہ بلا کر کمیشن ایجنٹ مقرر کیا اور وہاں سے مال منگانا شروع کیا۔ مؤلف کی تحریک اور بھروسہ پر دیگر حضرات مولوی اکبر زماں صاحب وغیرہ نے بھی آپ کو ایجنٹ مقرر کئے اور کمیشن پانچ روپیہ فیصدی طے پایا۔ اس ذریعہ سے آپ کو تخمیناً سو روپیہ ماہوار مل جاتے۔ لوگ جزیرہ سے خریداری اشیاء کے لئے روپئے آپ کے پاس بھیجدیتے اور آپ اشیاء مطلوبہ خرید کر ہر ماہ بذریعہ جہاز روانہ کر دیتے۔ مگر ہم لوگوں کے وہاں سے رہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کر چلے آنے کے بعد یہ سلسلہ بھی موقوف ہو گیا اور آپ نے عزلت نشینی اختیار فرمائی۔

وعظ و پند قیام پنجات کے زمانہ میں وہاں کے مسلمانوں کو اپنے پند و نصائح سے بہت کچھ فیض پہنچایا۔ اور قیام کلکتہ کے زمانہ میں بھی بوقت فرصت اپنی جماعت اور ہمخیالوں کی تازگی ایمان اور استواری خیال کی سعی میں مصروف رہے۔ تفہیم و نصیحت کا سلیقہ اللہ نے آپ میں خاص ودیعت فرمایا تھا۔ آپ کبھی بصورت مشورہ کبھی پند فرماتے۔ خانہ بربادی کے وقت جس طرح تقریباً کل افراد خاندان حکیم ارادت حسین مرحوم کے مکان میں تحرزاً مسکن گزین ہوئے تھے، آپ بھی فروکش تھے۔ مگر صاحب خانہ عزیزان کے اخلاص و محبت نے سب لوگوں سے زیادہ۔ آپ کو وہاں کے قیام پر مجبور کیا اور آپ مسلسل بارہ برس اس مکان میں مقیم رہ کر اپنی صحبت کیمیا اثر سے عزیزی محمد یعقوب مرحوم کو فیض باطنی پہنچایا کئے۔ اس لئے ان دونوں میں الفت و محبت بھی از بس تھی۔

خلق آپ از بس سلیم۔ نیک مزاج۔ نیک طینت۔ حلیم اور کاظم الغیض و عافی عن الناس تھے۔ لوگوں کی آبلہ فریبی۔ سخت کلامی۔ ہرزہ گوئی کو اس طرح نظر انداز فرماتے کہ شاید کسی کان نے سنا ہی نہیں۔ واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ۔ نہ کبھی آپ کے چہرہ پہ کچھ اثر دیکھا گیا اور نہ کبھی اس کی وجہ سے ملنے جلنے میں یا گفتگو میں ذرہ برابر فرق پایا گیا۔ آپ از بس کم سخن، متین، صلح و عزلت پسند تھے۔ اور کبھی زور سے نہیں ہنستے۔

خاتمہ آپ کی آخر زندگی بوجہ عزلت و بے شغلی نہایت متعسر گذری۔ تاہم آپ کی زندگی صبر و شکر اور قناعت کی ایک وقیع مثال تھی۔ آپ نے اوقات عزیز کو اللہ کے ذکر و عبادت میں ختم فرما کر ۱۸۸۶ء میں رحلت کی۔ انا للہ۔ اللہم اغفر لہ وارحمہ وعافہ الخ

اولاد و احفاد آپ کا عقد مسماۃ شریفہ بنت شیخ امام علی مرحوم ساکن منڈیہ ضلع گیا سے ہوا تھا۔

(۱) مولوی حکیم محمد امین مرحوم آپ الولد سر لابیہ کے مصداق تھے۔ آپ کو درسیات میں مولوی عبدالحکیم صاحب سے تلمذ تھا اور فن طب میں حکیم عبدالحمید صاحب سے، ۲۰ محرم سنہ ۱۳۲۰ھ کو انتقال کیا۔ انا للہ۔ اللہم اغفر لہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) محمد مبین مرحوم نہایت خاکسار، کریم النفس اور باہمت شخص ہیں۔ بعد امتحان کئی سال تلاش روزگار میں سرگرداں پھرے اور کچھ عرصہ تک ایک انجینیر کے ماتحت کام کرتے رہے۔ مولوی محمد حسن صاحب کے انتقال کے بعد مولوی عبدالرؤف مرحوم نے ان کو ملازمت سرکاری سے علیحدہ ہونے پر مجبور کر کے انتظام آرٹھت چرسہ کلکتہ سپرد کیا اور عزیزی محمد زکریا کے زمانہ میں اس آرٹھت سے دست بردار ہو کر دوسروں کی شراکت سے علیحدہ آرٹھت چرسہ ڈیمرنس لین چنیا پاڑہ میں انہوں نے قائم کیا۔ اللھم اصلح حالہ وبالہ وتجعہ من مکارہ الدنیا ووفقہ لما تحب وترضا۔ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ صبح ۷ بجے ایک عرصہ علیل رہ کر انتقال فرمایا اللھم اغفرہ۔

(۳) مسماۃ وصیفن مرحومہ یہ لڑکی بعد شادی لاولد گزر گئی۔

(۴) محمد متین مرحوم آپ کی اولاد ایک منکوحہ زوجہ سے جاری ہے۔

(۵) محمد یٰسین بعمر ۱۴-۱۵ انتقال کیا۔ اللھم اغفرلہ۔

نقشہ اولاد مولوی محمد یقین مرحوم

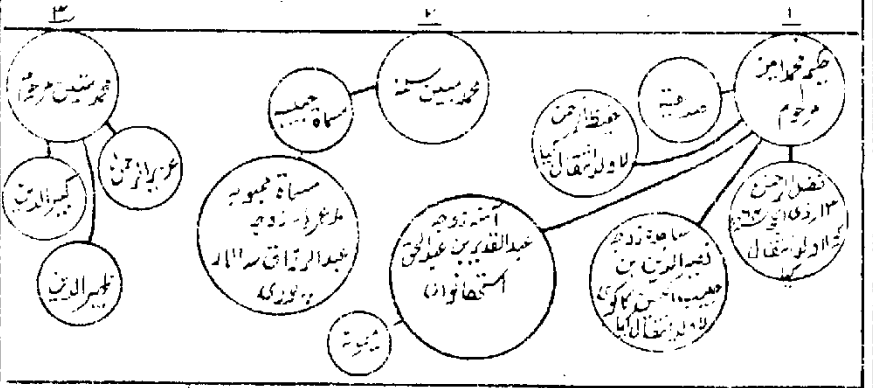

ترجمہ مولوی عبدالقیوم صاحب مرحوم

ولادت غالباً آپ کی پیدائش ۱۲۶۰ھ میں ہوئی تھی۔

تعلیم آپ نے درسیات مولوی احمد اللہ صاحب نبیرہ مولوی حکیم عبدالحمید صاحب مرحوم سے پڑھی تھی۔ آپ کی طبیعت منطق و فلسفہ سے مطلق مناسبت نہیں رکھتی تھی۔ اس لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب حکیم صاحب مرحوم نے آپ سے معقولات چھوڑا دیا تھا یہاں تک کہ شرح جامی کے عوض رمنی شرح کافیہ پڑھایا۔ ادب میں آپ کو فہم وعملایت وافی تھی اور تواریخ واشعار سے خاص ذوق تھا۔ جناب نے سند حدیث قدرے مولوی فیاض علی رح اور زیادہ تر آپ نے اپنے والد ماجد مولانا یحییٰ علی سے حاصل کی تھی۔ جناب کو قرآن و احادیث اور دیگر کتب مذاہب کے مطالعہ کا ازبس شوق تھا۔ اور کامل بصیرت تھی۔ یہانتک کہ باوجود عسرت کے اکثر کتابیں خرید فرماتے۔ آپ کو ابن تیمیہ ابن قیم اور شاہ ولی اللہ کی تصانیف سے خاص ذوق تھا۔ اخبار اہلحدیث امرتسر کے مستقل خریدار رہے اور اس کے قبل اخبار وکیل امرتسر خرید فرماتے۔ اہل صادق پور میں غالباً جناب کو اور مولوی عبدالرحیم صاحب کو حدیث میں وافی بصیرت تھی اور کتب حدیث رکھتے بھی تھے۔ ترمذی۔ دارقطنی۔ مسند احمد تیسیر الوصول مؤطا امام محمد وغیرہ۔ ابن قتیبہ مجد الدین صاحب قاموس کی تصانیف بھی رکھتے۔ مطالعہ کتب سے خاص ذوق تھا۔

اخلاق آپ سیدھے سادے المومن غیر کریم کے مظہر اتم تھے۔ آپ کی طبیعت کو امور تمدنی سے چنداں مناسبت نہیں تھی۔ محبت وملنساری علم وانکساری نرم گفتاری سادہ مزاجی، دنیا وما فیہا سے بے خبری میں عجیب کیفیت رکھتے تھے۔ نہایت عبادت گذار اور متقی تھے۔ جناب نے ادائے فریضہ حج بیت اللہ بھی کیا تھا۔ غیرت مذہب وملت آپ کا خاص حصہ تھا۔ وضع کے نہایت پابند تھے ہمسایہ کا خاص خیال رکھتے تھے۔ آپ کی مقررہ نشستگاہیں تھیں جہاں جناب کو جانا اور کچھ دیر بیٹھنا ضروری تھا۔ آپ اخلاقاً جب کبھی مخلصین کے یہاں جاتے تو قبل ہی سے کھانے کی خود ایسی فرمائش کر دیتے کہ میزبان تکلف سے قاصر رہتا۔ آپ تلخ اور پھیکے کی کبھی شکایت نہیں کرتے۔ بچوں کی جانب آپ کو عام التفات تھا۔ اگرچہ آپ کے یہاں سے بچے بھی نہیں چھوٹتے۔ غرض آپ نہایت خوش خلق، صاحب مروت اور ہر دلعزیز تھے۔ عمر بھر کسی سے سوء مزاجی پیدا نہیں ہوئی۔ بے ریا اور بے نفس تھے۔ آپ کا وعظ نہایت عمدہ پر تاثیر عام فہم اور مختصر ہوتا تھا۔ آپ فحوای الولد سر لابیہ کے پورے مصداق تھے۔ لوگوں کے نزاع نہایت سہولت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمدہ اسلوب سے طے فرماتے تھے مگر اب بوجہ ضعف پیری تبلیغ وغیرہ کے کاموں سے معذور ہو گئے۔ جناب کے دعا کا انداز ایسا خوب تھا کہ سامعین پر عجیب اثر پڑتا تھا۔ اور دعا قرآن و حدیث کے مضامین سے پُر ہوتے تھے۔ اکثر اپنی ہی زبان میں بآواز بلند فرماتے تھے۔ آپ اپنے والد ماجد کے خلیفہ بھی تھے۔ بیعت ارشاد بھی لیتے تھے۔

زندگی آپ محمڈن اینگلو عربک اسکول پٹنہ میں علم دینیات کے معلم رہے۔ اسکول کے فاضل اوقات میں مکان پر لوگوں کو پڑھاتے۔ بچوں کو پڑھانے کا از بس شوق تھا۔ آپ بعد انتقال مولانا محمد حسن صاحبؒ کے صادقپور کی مسجد میں تا قوت مغرب و عشاء اور جمعہ کی امامت فرماتے رہے۔ آپ مراسم بدعات سے خوب آگاہ تھے۔ کیونکہ خلافت مجالس اور مختلف سوسائٹیوں کی سیر کئے ہوئے تھے شرک و بدعت کی خوب دھجی اڑاتے آپ کی شادی مسماۃ تسلیمن عرف میزن بنت میر مظہر علی صاحب ساکن باڑھ سے ہوئی تھی جنہوں نے لاولد قضا کیا۔ اس کے بعد آپ نے کوئی شادی نہیں کی۔ جناب کی عمر اس وقت ۸۲ سے کچھ متجاوز تھی۔ جناب نے بماہ صفر ۱۳۶۲ھ رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ ونورمرقدہ۔

شمس العلماء مولوی امجد علی صاحب مرحوم

جناب کی ولادت غالباً ۱۲۶۳ھ میں ہوئی تھی۔ آپ نے درسی کتابیں ابن عم جناب مولوی اشرف علی صاحب سے پڑھیں۔ کسی دوسرے استاد سے پڑھنا پسند نہ فرمایا۔ آپ نے استاد کی معیت میں ملک افغانستان کی سیاحت فرمائی تھی۔ تعلقات ملازمت سرکاری کے قبل تک مولانا ہی کی خدمت میں رہے۔ جناب نے بعد فراغ علوم شرقیہ لکھنؤ میں انگریزی شروع کی پھر بنارس گورنمنٹ اسکول و کالج میں تعلیم پاکر ادب عربی میں ام اے کا امتحان دیا۔ آپ ابتدا سے اخیر تک نہایت کامیابی کے ساتھ پاس کرتے اور وظائف پاتے رہے۔ بی اے اور ام اے میں فرسٹ ہوئے اور چاندی کی گھڑی اور سونے کا تمغہ انعام پایا۔ پھر آپ اسی سال زبان انگریزی میں ام۔ اے دینے کے لئے امتحان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونیورسٹی میں داخلہ فرمایا۔ اور چار امم پرچوں سے فراغت حاصل کی تھی کہ بوجہ ضابطہ جدید "ایک سال دو زبان میں امتحان دینا ممتنع ہے"۔ جناب کو باقی پرچے ترک کرنے پڑے جناب کے استاد مسٹر گرفتھ کو اس واقعہ سے سخت ملال ہوا اور اس نے اپنے طور پر سند لیاقت عطا کردی۔ آپ نے زمانۂ تعلیم میں ٹیوشن خفیفہ بھی کی تھی۔ بعد تحصیل علوم مغربیہ وجہ معاش کی طرف متوجہ ہوئے۔ جناب نے ملازمت میں مذاق طبعی کا لحاظ رکھا۔ کل ملازمت درس تدریس ہی کی کی۔ البتہ لکھنؤ میں اودھ اخبار کے دفتر میں کچھ عرصہ مترجم بھی رہے۔ فیض آباد میں فوربز ٹیچر اور بریلی میں سکنڈ ٹیچر رہے۔ پھر بریلی سے سید محمود جج ہائیکورٹ الہ آباد علیگڈھ کالج میں فلسفہ کا پروفیسر مقرر کرنے کے لئے باصرار لے گئے۔ وجہ یہ ہوئی تھی کہ مسٹر مہدی حسن منصف بنتھم سسٹم کے ایک کتاب کا ترجمہ مولوی صاحب کی مدد سے کررہے تھے۔ ایک جگہ تعین معنی میں اختلاف ہوا تو منصف صاحب نے ایک گریجویٹ سویلین (کمشنر) سے مطلب حل کرنا چاہا۔ مولوی صاحب نے اس کی غلطی واقع ثابت کی۔ منصف صاحب نے بغرض اطمینان خاطر مسٹر محمود کی طرف رجوع کیا۔ جج صاحب نے مولانا کی قوت فکری کی بیحد داد دی اور شیدائی ہوگئے۔ بہرکیف آپ چھ برس تک وہاں فلسفہ کے پروفیسر رہے اور اسی عرصہ میں آپ نے کیمبرج بھی پڑھی۔ آپ نے ایک مضمون فلسفہ قدیم و جدید پر تحریر فرمایا تھا جس کو پائنیر الہ آباد نے علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ سے نہایت تعریف کے ساتھ شائع کیا تھا۔ پھر علیگڈھ کالج سے الہ آباد میور سنٹرل کالج میں عربی کے پروفیسر مقرر ہوکر آئے۔ پھر فیلو آف یونیورسٹی ہوئے اور وہاں سے پنشن پاکر اپنے وطن مالوف پٹنہ کو مراجعت فرمایا۔

آپ نے کبھی ملازمت یا ممتحن ہونے کی خود کوشش یا درخواست نہیں کی اور بغیر کسی تحریک (اور خواہش) کے جناب کو گورنمنٹ سے شمس العلماء کا خطاب بھی ملا۔

آپ کو بچپن سے عرب عرباء کے کلام سے ذوق تھا۔ اس کی وجہ آپ کے عم محترم مولانا فیاض علی کی فصیحت تھی۔ "میں عربی اس لئے پڑھاتا ہوں تاکہ لوگ قرآن مجید اپنی استعداد جیدہ سے سمجھ سکیں۔ مفسرین کے اقوال و آراء پر اعتماد کرکے قدیم قدگمراہی میں مبتلا نہوں"۔ اسی لئے آپ کو متاخرین یعنی کلام مولد و محدث سے خاص طور پر احتراز رہا۔ آپ کو ادب عربی سے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر شغف تھا کہ امتحان کے زمانہ میں عربی کتابوں کو صندوق میں بند کرنی پڑتی۔ مگر دل کی بے تابی اس بیچ میں بھی مطالعہ پر مجبور ہی کرتی۔ آپ کو کلام جاہلی و اسلامی پر عبور خاص تھا۔ اور فن لغت میں بصیرت تام تھی۔ آپ کے حواشی خصوصاً ادبیات اور لغات پر کثیر ہیں۔ جناب نے دیوان بعیثؓ کی شرح نہایت بسط کے ساتھ لکھنی شروع کی تھی۔ مگر افسوس حوادث نے اختتام سے باز رکھا۔ نظم عربی فی البدیہہ آپ کی بات چیت تھی۔ آپ اپنا کلام برابر چاک کر کے برباد کر دیتے۔ چند خطوط جن کو آپ نے نہایت سرسری طور پر میرے نام لکھے تھے ناظرین کرتا ہوں۔

الا یا سیدی عبد الرحیم	علیک اسم السلام من الرحیم
فشکرًا ثم شکرًا ثم حمدًا	لکم منی لفضلکم العمیم
لما قد نلت کتبا من لدنکم	تفی القراء من ورد الجحیم
فاثنان من الشجرات فیها	کذاک العد فی الفم المدیم
وعد هدایة التوحید عشرا	وواحد ها خصام من خصیم
فخمس بعد عشر عد کل	وذاک اعد من فضل جسیم
وعبدکم امیدکم علی	ویستعفی من الرب الکریم
وقانا اللہ من عاهات یوم	به تعنو الوجوه للقدیم

وَلَه

لعبد الرحیم کریم المقام	جمیل السجایا لخیر امام
الی الخیر هاد لمن یهتدی	واما علاه فذ الا یترام
ایا هادی القوم هادی الانام	علیک السلام لیوم القیام
اتدعو اصباحًا غذًا للطعام	فعبدک اٰتٍ له یا هما م
علی ذاک ان تقبلوا شکره	فبشراه ما ذاک ختم الکلام
واهجد علی عبدکم شاکر	عفا عنه رب غفور سلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَہ

لمولی الصدق من مولی سلام	وفی الدارین ذاک لکم دوام
لمولائی اخی عبد الرحیم	افی ثقة وحاج ذا یرام
ید طولی له فی کل فن	وفی الانساب معلمه شیام
وما فی دهرنا انساب باق	کان العلم جاء له اختتام
فمن یطلب من الانساب علما	یجده عنده وله تمام
ومولاکم امیجدکم علی	بذالکم له اختتم المرام

آپ نہایت صابر و ضابط۔ عفیف۔ فراخدل۔ کریم النفس اور منکسر المزاج تھے۔ گھر کے موٹے کام اوقات فرصت میں خود کرتے۔ ملازموں پر نہیں چھوڑتے۔ کسی وقت بے شغل رہنا پسند نہیں کرتے۔ بغیر کام کے تکلیف محسوس کرتے۔ آپ نہایت جفاکش تھے فن سپہ گری سے آگاہ تھے۔ آپ نے قومی مدارس میں ہزاروں روپئے عنایت فرمائے۔ لوگوں کے احسان ہمدم یاد رکھتے۔ قرابت کے حقوق کا ازبس خیال رکھتے۔ آپ نے عرصۂ ملازمت میں انگریزی لباس اختیار فرمایا تھا۔ مگر کبھی بھی طبیعت پر اس کا اثر نہیں پایا گیا۔ اور نہ کبھی جناب کی لحیہ مبارک کو متراض لگی۔ جناب کو قرض سے ازحد نفور تھا۔ چنانچہ قیام علیگڈھ کے زمانہ میں بوقت حاجت اپنی اشیاء کو کم داموں پر علٰحدہ کر دیتے۔ ایام پیری میں دن میں تلاوت اور کتب بینی میں گذرتا اور شب قیام و سجود میں۔ جناب نے ۲ شوال ۱۳۴۱ھ بوقت ۷ بجے صبح اس دار فانی سے خلد بریں کو ارتحال فرمایا۔ انا للہ ثم انا للہ۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ۔

جناب کا عقد مسماۃ رقیہ بنت شیخ محمد علی مرحوم ساکن بہار سے ہوا تھا۔ جن سے آپ کی اولاد صالح موجود ہیں ابقاھم اللہ فی طاعۃ۔ آپ کی اہلیہ نے ۲۱ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۲۱ء کو انتقال کیا۔ اللھم اغفرلھا وارحمھا۔

چھ اولاد جو جناب کے سامنے گذر گئیں، یہ ہیں:۔ سید علی۔ اسعد علی۔ خیر النساء۔ سکینہ دو تین دنوں کے عرصہ میں بعارضۂ ہیضہ انتقال کئے۔ سلمیٰ زوجہ اولیٰ حکیم عبد الخبیر صاحب نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دس برس قبل رحلت کی۔ و اُمۃ اللہ روجۂ ثانیہ حکیم عبدالخبیر سلمہٗ نے ۲۰ر اپریل ۱۹۲۱ء میں انتقال کیا۔ اولاد سلمہم اللہ تعالیٰ یہ ہیں۔ مولوی محمود علی بی۔ اے۔ آپ کا عقد مسماۃ شرف النساء بنت سومی جناب حکیم لطیف حسین مرحوم باغ پاتو۔ پٹنہ سے ہوا ہے۔ آپ اس وقت کتب بینی اور تجارت کا مشغلہ رکھتے ہیں۔ مولوی محمد۔ مولوی احمد۔ مولوی حامد۔

ضمیمہ تذکرہ مولانا اشرف علی صاحب ایم اے و شمس العلماء مولانا امجد علی صاحب ایم اے

مولانا اشرف علی صاحب پسر مولانا احمد اللہ صاحب اسیر انڈمان مرحوم کا اصل نام عبد القدیر تھا اور شمس العلماء مولانا امجد علی صاحب مرحوم پسر مولانا یحییٰ علی صاحب اسیر انڈمان کا اصل نام محمد عیسیٰ تھا۔ ان دونوں بھائیوں کے ناموں کے بدلنے کی کیا صورت ہوئی، اس کا تذکرہ آگے آتا ہے۔ تذکرہ صادقہ میں یہ ذکر موجود ہے کہ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ کو انگریزی حکام نے دھوکہ دیا اور اُن کو پٹنہ بھیجنے پر مجبور کر دیا۔ اور دو برس کے مچلکہ کے کاغذ پر اُن سے دستخط لے لیا۔ تذکرہ صادقہ میں یہ ذکر موجود ہے کہ تقریباً ۱۲۶۶ھ میں مچلکہ کی مدت ختم ہونے پر پھر یاغستان کی طرف مولانا موصوف روانہ ہوئے۔ تقریباً دو ڈھائی سو آدمی آپ کے ساتھ ہندوستان سے روانہ ہوئے، ان ہی لوگوں میں مولانا فیاض علی صاحب علیہ الرحمہ، مولانا یحییٰ علی صاحب علیہ الرحمہ بھی روانہ ہوئے۔ ان ہی لوگوں کے ساتھ مولانا اشرف علی صاحب ایم اے اور مولانا امجد علی صاحب ایم اے بھی گئے۔ مولانا یحییٰ علی صاحب علیہ الرحمہ مولانا فرحت حسین صاحب علیہ الرحمہ کی علالت کی وجہ سے پٹنہ واپس بُلا لئے گئے۔ لیکن مولانا اشرف علی صاحب مرحوم اور مولانا امجد علی صاحب مرحوم وہیں رہے۔ مولانا عنایت علی صاحب علیہ الرحمہ کے بعد مولانا عبداللہ صاحب مرحوم پسر مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ امیر المجاہدین مقرر ہوئے۔ اس وقت تک یہ دونوں بھائی (مولانا اشرف علی اور مولانا امجد علی صاحبان) وہیں تھے۔ مولانا اشرف علی صاحب کو خیال آیا کہ درسی کتابوں کے کچھ اسباق باقی رہ گئے ہیں، ہندوستان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچ کر ان کتابوں کے اسباق پورے کئے جائیں۔ اس خیال سے یہ دونوں بھائی (مولانا اشرف علی اور مولانا امجد علی صاحب) وہاں سے ہندوستان روانہ ہوئے۔ ایک خچر پر کتابیں اور دیگر سامان رکھے اور خود دونوں بھائی پیادہ پا چلے۔ راستہ میں جمع بین الصلوٰتین کے لئے رُکے تھے جب یہ دونوں بھائی نماز پڑھتے تھے تو پہلے خچر کے سامنے کھانے کا کوئی سامان رکھ دیتے۔ خچر کھانے لگتا اور یہ حضرات اپنے کام میں مشغول ہو جاتے اس طرح پر چوبیس گھنٹوں میں صرف تین وقت نماز کے لئے ٹھیرتے تھے۔ باقی وقتوں میں خچر کو آگے آگے ہانکتے ہوئے پیدل چلتے ہوئے تیسرے دن عصر کے وقت پشاور پہنچے۔ ایک سرائے میں داخل ہوئے۔ سرائے میں ایک کھلی ہوئی جگہ پر ایک پلنگ تھا، اس پر کتابیں اور سامان اُتار کر رکھا، خچر کے سامنے کچھ کھانے کو رکھ دیا۔ ظہر اور عصر کی نماز پڑھ کر پلنگ پر بیٹھ گئے۔ اپنے سامان سے ٹیک لگایا تو ان دونوں بھائیوں کو نیند آ گئی اور نیند بھی اتنی گہری اور لمبی آئی کہ دوسرے دن آفتاب نکل آیا، مگر ان دونوں بھائیوں کی نیند نہیں ٹوٹی۔ سرائے کی خدمت کرنے والی ایک عورت ان دونوں بھائیوں کے پاس پہنچی اور رنج ہو کر بولی کہ تم لوگ کیسے آدمی ہو کہ کل شام سے سوئے ہوئے ہو، مگر اب تک نیند نہیں ٹوٹی۔ نہیں معلوم تم لوگوں نے اپنے آنے کی اطلاع تھانہ میں دی ہے یا نہیں اگر نہیں دی ہے تو جلد جا کر تھانہ میں اطلاع دے آؤ۔ یہ دونوں بھائی تھانہ میں پہنچے اور وہی اپنا پہلا نام، صحیح ولدیت، صحیح پیشہ (زمینداری) صحیح سکونت (پٹنہ) لکھوایا اور سرائے میں آ کر کھانے پینے کا کچھ سامان لیا۔ کیونکہ راستہ میں نماز سے قبل یا بعد برائے نام ہی یہ لوگ کھاتے تھے۔ تھانہ میں اپنی آمد کی اطلاع لکھانے کے لئے ان دونوں بھائیوں کے جانے کے وقت یا آنے کے وقت مولوی رجب علی میر منشی چیف کمشنر پنجاب کے آدمی نے ان دونوں بھائیوں کو دیکھا اور میر منشی صاحب سے ان دونوں کے دیکھنے کا حال اور ان کا حلیہ بیان کیا۔ میر منشی صاحب نے اپنے آدمی کو فوراً بھیجا کہ ان دونوں بھائیوں کو تلاش کر کے جلد میرے پاس لے آؤ۔ میر منشی صاحب کے آدمی نے غالباً ان دونوں بھائیوں کو سرائے میں پایا اور کہا کہ میر منشی صاحب آپ لوگوں کو فوراً بلا رہے ہیں۔ میر منشی صاحب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے آدمی کے ساتھ یہ دونوں بھائی میر منشی صاحب کے پاس پہنچے۔ میر منشی صاحب نے ان دونوں سے فرمایا کہ مجاہدین کی مدد کرنے والوں پر تمام ہندوستان میں مقدمات دائر ہو چکے ہیں ۱۲۸۰ھ کا یہ واقعہ ہے۔ میر منشی صاحب نے پوچھا کہ آپ دونوں بھائیوں نے تھانہ میں اپنا نام، ولدیت، سکونت اور پیشہ کیا لکھایا ہے۔ ان لوگوں نے تھانہ میں جو کچھ لکھایا تھا وہ ان کو بتلایا۔ میر منشی صاحب نے فرمایا کہ آپ دونوں بھائیوں کی بھی حکومت کو تلاش ہے۔ ممکن ہے کہ تھانہ دار کو دھوکہ ہوا ہو، کیونکہ زمیندار یہاں ملوا ہے کو کہتے ہیں۔ بہرکیف میر منشی صاحب نے مولانا عبدالقدیر صاحب کو کہا کہ آپ اپنا نام اشرف علی رکھ لیجئے اور مولانا محمد عیسیٰ صاحب کو کہا کہ اپنا نام امجد علی رکھ لیجئے اور آپ دونوں بھائی اپنے کو سگے بھائی کہئے، چچازاد بھائی مت کہئے۔ اور اپنے والد کا نام احمد بخش بتلائیے (یہ مولانا احمداللہ صاحب مرحوم کا پہلا نام احمد بخش ہی تھا۔ جناب سید صاحب علیہ الرحمہ نے احمد بخش کی جگہ احمداللہ رکھ دیا تھا) اور اپنی سکونت صادق پور کی جگہ منہدا تواں ضلع پٹنہ بتلائیے گا۔ میر منشی صاحب نے ان دونوں بھائیوں سے یہ بھی کہا کہ آپ دونوں یہاں سے لے کر پٹنہ تک کسی راستہ کی جگہ میں نہ بیٹھیں، بلکہ راستہ کی جگہ کو چھوڑ کر دائیں بائیں بیٹھیں۔ چنانچہ کچھ روز تک یہ دونوں بھائی ردولی میں بھی رہے ہیں۔

مولانا اشرف علی صاحب ہندوستان کے مختلف اساتذہ سے اپنا سبق رجوع کرتے رہے۔ مولانا امجد علی صاحب بھی ہمیشہ ان کے ساتھ رہے۔ مولانا امجد علی صاحب مولانا اشرف علی صاحب ہی سے پڑھتے رہے جس وقت یہ دونوں بھائی مفتی صدرالدین صاحب دہلوی کی خدمت میں پہنچے تو مفتی صاحب نے مولانا اشرف علی صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کیا پڑھتے ہیں۔ مولانا اشرف علی صاحب کا جواب سنکر مفتی صاحب نے فرمایا کہ آپ کے سبق کے لئے ہم وقت دے سکتے ہیں۔ اس کے بعد مفتی صاحب نے مولانا امجد علی صاحب سے پوچھا کہ آپ کیا پڑھتے ہیں۔ مولانا امجد علی صاحب نے کتابوں کا نام بتلایا، تو مفتی صاحب نے فرمایا کہ آپ کو پڑھانے کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے پاس وقت نہیں ہے۔ مولانا امجد علی صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ کے پاس پڑھانے کا وقت ہو بھی تو میں آپ سے نہیں پڑھوں گا۔ کیونکہ میرے پڑھانے کے لئے میرے بڑے بھائی کافی ہیں۔ پڑھانے میں جو شفقت ان کی ہوگی کسی دوسرے کی نہیں ہو سکتی ہے۔ یہ بات سن کر مفتی صدرالدین صاحب نے مولانا امجد علی صاحب کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ یہ بات ٹھیک کہتے ہو۔ غرض مولانا اشرف علی صاحب کا سبق مفتی صاحب کی طرف رجوع ہوا اور مولانا امجد علی صاحب اپنے بڑے بھائی مولانا اشرف علی صاحب سے پڑھتے رہے۔

یہ دونوں بھائی درس نظامیہ سے فراغت کے بعد عربی ادب کی طرف متوجہ ہوئے، اور لکھنؤ میں ایک مشہور ادیب سے یہ دونوں بھائی ملے اور اپنی خواہش و شوق کا اظہار ان سے کیا، ان دونوں بھائیوں کی باتیں سن کر ادیب صاحب نے کہا کہ آپ دونوں آدمی اپنا اپنا کلام میرے سامنے پیش کیجئے تاکہ میں سمجھوں کہ آپ لوگوں کو ادب میں کہاں تک دخل ہے۔ ادیب صاحب سے جو گفتگو ہوئی تھی ان دونوں بھائیوں نے الگ الگ اسی واقعہ کو زبان عربی کے اشعار میں قلمبند کیا اور پھر ادیب صاحب کی خدمت میں پہنچ کر اپنا اپنا کلام سنایا۔ جب ان دونوں بھائیوں نے اپنا اپنا کلام سنایا تو ادیب صاحب نے فرمایا کہ آپ دونوں آدمی عربی ادب سے واقف ہیں۔ آپ لوگوں کو مزید ادب سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے ہاں، آپ دونوں صاحبان کبھی کبھی آجایا کریں تو تذکرہ میں مجھ کو اور آپ دونوں بھائیوں کو فائدہ ہوتا رہے گا۔

مولانا اشرف علی صاحب نے لکھنؤ میں طب کی درسی کتابیں بھی تمام کی تھیں۔ طب کے اساتذہ میں سے ایک استاد وہ بھی تھے، جو مولانا حکیم عبدالحمید صاحب قاآنی ہند پرادر معظم کے بھی استاد تھے۔ ایک روز ان طبیب صاحب نے فرمایا کہ عبدالحمید نامی پٹنوی بھی تمہارے ہی ایسے ذہین اور فطین میرے شاگرد گزرے ہیں۔ تمہاری طبیعت بالکل ان ہی سے مشابہ معلوم ہوتی ہے۔ وہ زمانہ ان دونوں بھائیوں کی روپوشی کا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے مولانا اشرف علی صاحب نے فرمایا کہ عبدالحمید نام کے آدمی پٹنہ میں بہت سے ہو سکتے ہیں۔ اپنے بڑے بھائی ہونے کا اقرار نہیں کیا۔ ان دونوں بھائیوں نے درس نظامیہ کو اختتام تک پہنچایا اور عربی ادب میں بھی کمال حاصل کیا۔ مولانا اشرف علی صاحب نے فن طب کو بھی اختتام تک پہنچایا، مگر علاج معالجہ انہوں نے کبھی نہیں کیا۔ اس لئے کہ ان کی طبیعت فن ریاضی کی طرف مائل تھی، جو فن طب سے مختلف چیز ہے۔ اب یہ دونوں بھائی انگریزی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے، اور انگریزی تعلیم کی ابتداء سے انتہا تک یعنی ام۔ اے بی کامیاب ہونے تک کل چھ برس کا عرصہ صرف ہوا۔ عربی کے ممتحن نے ان دونوں کے متعلق اپنی رائے یہ لکھی کہ امتحان لینے والے سے امتحان دینے والا بہتر ہے۔ عموماً ہوا یہ ہے کہ بی۔ اے میں کامیاب ہونے والے کم از کم ایک سال بعد ایم۔ اے کے امتحان میں شریک ہوتے ہیں۔ مگر ان دونوں بھائیوں کی صورت دوسری ہوئی۔ یعنی ان دونوں بھائیوں کی علمی لیاقت، ذہانت اور فطانت کو دیکھ کر بنارس کالج کے پرنسپل نے یونیورسٹی میں کوشش کی اور یہ دونوں بھائی بی۔ اے میں کامیاب ہونے کے چند دنوں بعد اسی سال ایم۔ اے کے امتحان میں بھی شریک ہوئے اور امتیازی نمبر کے ساتھ ایم۔ اے بھی پاس کیا۔ اب یہ دونوں بھائی ایم۔ اے میں کامیاب ہونے کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ مولانا اشرف علی صاحب ریاست بھاول پور کے ایک اسکول میں ہیڈ ماسٹر ہوئے۔ اس کے بعد ریاست جوناگڈھ کے نہایت کالج میں کچھ روز تک پرنسپل رہے۔ آخر میں بانڈہ کے ایک سرکاری اسکول میں ہیڈ ماسٹر رہے اور وہیں سے پنشن پانے کے بعد پٹنہ آئے۔ آپ محلہ صادق پور میں تین قطعات مکان دوران ملازمت میں بنوا چکے تھے، اسی میں قیام فرما رہے۔ آپ نے پٹنہ میں پانچ چھ سال قیام فرما کر انتقال فرمایا۔ پٹنہ کے تین قطعات مکان میں سے درمیانی قطعہ کو از سر نو تعمیر کرایا۔ یہ زمانہ آپ کے بانڈہ میں قیام کا تھا۔ اس لئے اس قطعہ کو تعمیر کرانے کے لئے پٹنہ ہی کے رہنے والے ایک صاحب کے حوالہ کیا۔ درمیانی قطع کے پورب جانب مولوی یعقوب صاحب مرحوم کے مکان کی ایک دیوار ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے اوپر چھت ہے اور اس چھت کی نالی تین جگہ پر مولانا اشرف علی صاحب کے مکان میں گرتی تھی۔ اس مکان کی تعمیر کرانے والے صاحب نے دو نالیوں کو بند کر دیا جو چھت پر گرتی تھی، اور جو نالی آنگن میں گرتی تھی اس کو رہنے دیا۔ مولانا اشرف علی صاحب جب پٹنہ تشریف لے آئے تو اس کیفیت کو دیکھ کر مکان تعمیر کرانے والے صاحب سے فرمایا، آپ کا شکریہ کہ آپ نے میری خیر خواہی کی خاطر دو نالیوں کو بند کر دیا، لیکن مزدور بلوا کر دونوں نالیوں کو پھر کھلوا دیا، اور اپنے پڑوسی کو حق آسائش سے محروم نہیں کیا۔ ان دونوں نالیوں کے پانی کے گرنے کی وجہ سے چھپر خراب رہا کرتی اسکو برداشت کرتے رہے، اسی میں ان کی زندگی ختم ہوئی۔ اس کے بہت بعد مولوی یعقوب صاحب مرحوم کا انتقال ہوا تو مکانات ان کے لڑکوں یعنی ورثا کے درمیان تقسیم ہوئے۔ وہ دیوار اور چھت جس کی نالی مولانا اشرف علی صاحب کے مکان پر گرتی تھی۔ حکیم عبدالوہاب صاحب کے حصہ میں آئی۔ حکیم عبدالوہاب صاحب مرحوم نے اپنے زمانہ میں اس چھت کے پانی گرنے کے رخ کو پھیر دیا اور تینوں نالیوں کو بند کر دیا۔ مولانا اشرف علی صاحب مرحوم ہی کے اخلاص و ایثار کا یہ نتیجہ تھا کہ مولانا عبدالوہاب صاحب نے ان نالیوں کو بند کرا دیا۔

عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ منتہی طلبا کو پڑھانے والے مبتدی طلبا کو پڑھانے سے گھبراتے ہیں لیکن مولانا اشرف علی صاحب مرحوم مبتدی اور منتہی دونوں کو یکساں طور پر پڑھاتے تھے۔ اور دونوں نوع کے طلبہ کے مبلغ علم کو مدنظر رکھ کر کتابوں کا مطلب سمجھاتے تھے اور ان کے پڑھانے کا طریقہ ایسا تھا کہ گویا دھاگہ میں موتی پروتے تھے۔ ان سے پڑھنے والے کتاب کے مطالب پر پورے حاوی ہوتے تھے۔ مولانا اشرف علی صاحب بڑے خائف باللہ آدمی تھے۔ رات کو تہجد کے وقت تنہائی میں بہت گریہ وزاری کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ ظَاھِرَہٗ وَبَاطِنَہٗ وَصَغِیْرَہٗ وَکَبِیْرَہٗ لَا طَغَادِرْ ذَنْبًا۔ مولانا اشرف علی صاحب مرحوم کی عادتوں میں ایک عادت یہ بھی تھی کہ اپنے چھوٹوں کا بھی صرف نام ہی نہیں لیا کرتے تھے، بلکہ مولوی فلاں یا مسٹر فلاں کہہ کے مخاطب کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگلے مصنفین نے اِس مضمون پر ورقوں سیاہ کیا ہے کہ پانی کا وزن اس کے جم جانے کے بعد گھٹ جاتا ہے یا بڑھ جاتا ہے۔ اس مضمون پر اتنی بحث کی کوئی ضرورت نہیں ہے، فرمانے لگے کہ جما ہوا پانی یعنی برف کا ایک ٹکڑا لو اور اسے پانی میں ڈال دو، اگر وہ پانی کے اندر بیٹھ جائے تو برف کا وزن بڑھ گیا اور اگر وہ پانی کی سطح پر تیرتا رہے، تو برف کا وزن گھٹ گیا۔

اُوپر یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ مولانا اشرف علی صاحب اور مولانا امجد علی صاحب مرحومین ہمیشہ یکجا رہے۔ ملازمت کے زمانہ میں دونوں بھائی جدا ہوئے۔ مولانا اشرف علی صاحب کے حالات تو اوپر لکھے جا چکے ہیں کہ وہ کہاں کہاں رہے اور کہاں انتقال فرمایا۔ مولانا امجد علی صاحب کی ملازمت اوّل اوّل بریلی کے ایک ہائی اسکول میں ہوئی۔ اس کے اندر بورڈنگ بھی تھی۔ بریلی کے اسکول میں ان کی آمدنی تین طرح کی تھی، اسکول کا مشاہرہ، بورڈنگ کے سپرنٹنڈنٹ کا مشاہرہ اور راجہ چندر پال سنگھ کے اتالیق میں رکھے گئے تھے تو اس اتالیق کا بھی ان کو مشاہرہ ملتا تھا۔ راجہ چندر پال کو ان کے اتالیق میں بڑی محبت اور شفقت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ کیونکہ مولانا امجد علی ان کے ساتھ پدرانہ شفقت کا برتاؤ کرتے تھے۔ مولانا امجد علی صاحب جس زمانہ میں بریلی میں تھے، اس وقت سرسید احمد خاں مرحوم کے صاحب زادہ جسٹس سید محمود صاحب بریلی ڈسٹرکٹ جج تھے اور اسی زمانہ میں جسٹس سید محمود صاحب کو مولانا امجد علی صاحب مرحوم کے فلسفہ کی لیاقت کا اندازہ ہوا۔ اسی زمانہ میں علی گڈھ کالج میں ایک فلسفہ کے پروفیسر کی جگہ خالی ہوئی۔ جسٹس سید محمود صاحب نے اپنے والد سرسید احمد خاں مرحوم کو لکھا کہ آپ غالباً یورپ سے کسی فلسفی کو بلا کر فلسفہ کے پروفیسر کی جگہ دیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ بھی لکھا کہ مولانا امجد علی صاحب فن فلسفہ میں کسی یورپ کے فلسفی سے کم نہیں ہیں اور یہ ہندوستانی ہیں۔ اس لئے کم مشاہرہ پر بحسن و خوبی کام انجام دینگے۔

جسٹس سید محمود صاحب کے لکھنے پر سرسید احمد خاں مرحوم نے مولانا امجد علی صاحب کے پاس خط لکھا کہ علی گڈھ کالج میں فلسفہ کے پروفیسر کی جگہ آپ کو دی جاتی ہے اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کو منظور ہو تو آپ چلے آویں جب یہ خط مولانا امجد علی صاحب کو ملا تو انہوں نے اس خط کے مضمون کو مولانا اشرف علی صاحب مرحوم کے پاس لکھ کر بھاول پور بھیجا، اور ان سے دریافت کیا کہ اس جگہ کو ہم قبول کریں یا نہیں۔ مولانا اشرف علی صاحب مرحوم نے ان کو جواباً تحریر فرمایا کہ ضرور قبول کرو اور علی گڈھ جاؤ اس کے بعد مولانا امجد علی صاحب نے اس تقرری کو قبول کیا اور علی گڈھ پہنچے اور فلسفہ کے پروفیسر مقرر ہو گئے۔

جس زمانہ میں مولانا امجد علی صاحب علی گڈھ کالج میں فلسفہ کے پروفیسر تھے۔ اس زمانہ میں شمس العلماء مولانا محمد حسن صاحب مرحوم نے کلکتہ میں چمڑے کی آڑھت کھول رکھی تھی۔ آڑھت کے کام کے لئے اکثر کلکتہ جانا ہوتا تھا۔ کلکتہ کے ایک نامی آدمی نواب عبداللطیف صاحب سے بھی کلکتہ کے قیام کے زمانہ میں ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں۔ اسی زمانہ میں مسٹر کنولی صاحب وائسرائے کے سکریٹریوں میں داخل تھے یہی مسٹر کنولی ہیں کہ ان کی بیچ کے زمانہ میں مولانا احمد اللہ صاحب مرحوم اسیر انڈمان کا مقدمہ ان ہی کے ہاتھ میں تھا۔ نواب عبداللطیف صاحب مسٹر کنولی صاحب سے اکثر ملاقات کیا کرتے تھے۔ ایک روز مسٹر کنولی نے نواب عبداللطیف صاحب سے کہا کہ دو نوجوان ایک مولانا احمد اللہ صاحب کے صاحبزادے (یعنی مولانا اشرف علی صاحب) اور دوسرے مولانا یحییٰ علی صاحب اسیر انڈمان کے صاحبزادے (یعنی مولانا امجد علی صاحب آجکل کہاں ہیں؟ کیا ان دونوں بھائیوں سے ہماری ملاقات ہو سکتی ہے۔ نواب عبداللطیف نے مسٹر کنولی صاحب کی اس خواہش کا اظہار مولانا محمد حسن صاحب مرحوم سے کیا۔ مولانا محمد حسن صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مولانا اشرف علی صاحب تو یہاں سے بہت دور ریاست بھاول پور میں ہیں، ان کو بلانا تو مشکل ہے۔ مگر مولانا امجد علی صاحب علی گڈھ میں ہیں۔ ان کے بلانے کی ہم کوشش کریں گے۔ چنانچہ مولانا محمد حسن صاحب مرحوم نے مولانا امجد علی صاحب کو خط لکھا کہ مناسب ہے کہ آپ کسی تعطیل کے موقع پر میرے ساتھ کلکتہ چلیں اور مسٹر کنولی صاحب سے ملاقات کریں۔ مولانا امجد علی صاحب کسی تعطیل کے زمانہ میں پٹنہ آئے اور مولانا محمد حسن صاحب کے ساتھ کلکتہ پہنچے۔ نواب عبداللطیف صاحب کے ذریعہ مسٹر کنولی صاحب کو خبر دی گئی کہ دو بھائیوں میں سے ایک بھائی آپ کی فرمائش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق آپ سے ملاقات کے لئے کلکتہ آ گئے ہیں۔ ملاقات کا کونسا وقت ملتا ہے۔ مسٹر کنولی صاحب نے تاریخ اور وقت کا تعین کر کے آدھا گھنٹہ وقت ملاقات کے لئے دیا۔ مولانا محمد حسن صاحب مرحوم، مولانا امجد علی صاحب مرحوم اور نواب عبداللطیف صاحب مرحوم اور ایک انگریز نیچے کا عہدہ دار چاروں آدمی ایک گاڑی پر مسٹر کنولی صاحب کے مکان پر پہنچے۔ برساتی میں گاڑی لگی۔ مسٹر کنولی صاحب کو خبر دی گئی تو مسٹر کنولی صاحب ان کے استقبال کے لئے برساتی کے پاس آ گئے اور ان سبھوں کو کمرے میں لے گئے نشست یوں رکھی گئی کہ صدر جانب بیچ کی کرسی اپنے لئے رکھی اور اس کرسی کے دائیں بائیں دو کرسیاں رکھی تھیں۔ درمیان میں تو وہ خود بیٹھے اور دونوں بازوؤں کی دونوں کرسیوں پر دونوں بھائیوں (یعنی مولانا امجد علی صاحب اور مولانا محمد حسن صاحب کو بٹھایا) اور میز کے دوسری جانب کی دو کرسیوں میں سے ایک پر نواب صاحب اور دوسرے پر انگریز صاحب کو بٹھایا۔ مولانا امجد علی صاحب مرحوم کا بیان ہے کہ کرسی پر بیٹھنے کے بعد ہم نے گھڑی نکال کر میز پر رکھ دی تاکہ آدھ گھنٹہ پورا ہونے پر رخصت کی اجازت چاہیں۔ لیکن سلسلۂ کلام کچھ ایسا چلا کہ آدھ گھنٹہ کے بعد بھی مسٹر کنولی نے ان لوگوں کو روکے رکھا اور باتیں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد ان لوگوں کو رخصت کیا۔ پھر یہ بھی کہا کہ آپ جب بھی کلکتہ آویں ہم سے ملاقات کریں تو بہتر ہوتا۔ ملاقات کے وقت جو مکالمہ ہوا وہ آگے آتا ہے۔

بات یہ ہے کہ مولانا امجد علی صاحب جس وقت مجاہدین کے قافلہ میں تھے۔ اس وقت پٹنہ کے کسی شخص کے نام ایک خط بھیجا تھا اور اس خط میں یہ شعر تھا کہ ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است ہمین است و ہمین است و ہمین است

یہ خط حکومت نے پکڑ لیا تھا۔ اس ملاقات کے وقت مسٹر کنولی صاحب نے جیب سے اس خط کو نکالا اور مولانا امجد علی صاحب کو دکھلا کر پوچھا کہ یہ خط آپ کا لکھا ہوا ہے؟ مولانا امجد علی صاحب کا بیان ہے کہ جس وقت یہ سوال مسٹر کنولی صاحب نے مجھ سے کہا تو حاضرین میں سے کل اشخاص میری طرف دیکھنے لگے، کہ اس سوال کا یہ کیا جواب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں۔ وہ فرماتے تھے کہ اگر میں راقم ہونے سے اس کا انکار کر جاؤں تو مسٹر کنولی کی نظر میں جھوٹے ہونے کی وجہ سے گر جاؤں گا۔ اس لئے اپنی انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے میں نے جواب دیا کہ جی ہاں، ان ہی انگلیوں نے اس خط کو لکھا ہے۔ تب مسٹر کنولی صاحب نے پوچھا کہ ایسی اُجڑی ہوئی جگہ کو آپ نے فردوس کیسے قرار دیا۔ اس کے جواب میں مولانا امجد علی صاحب نے فرمایا کہ فردوس ایک ایسی جگہ ہے جہاں انسان اپنی خواہش کو پورا کر سکتا ہے۔ دُنیا میں جس جگہ انسان اپنی خواہش پورا کر سکے وہ جگہ اس انسان کے لئے فردوس ہے میں وہاں ستو کھا کر بھی اپنی خواہش کو پورا کر سکتا تھا۔ اس لئے میں نے اس کو فردوس لکھا تھا۔ مسٹر کنولی صاحب نے سوال کیا کہ آپ اپنے والد مولانا محمد یحییٰ علی صاحب مرحوم کو کیا سمجھتے ہیں، اس کے جواب میں مولانا امجد علی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ اپنے والد مرحوم کو ایسا سمجھتا ہوں، جیسا کہ عیسائیوں میں جان دی بپٹسٹ سمجھے جاتے ہیں (یہ یحییٰ پیغمبر علیہ السّلام کا انگریزی نام ہے) مسٹر کنولی صاحب نے سوال کیا کہ کیا آپ کے والد ایسا سمجھتے تھے کہ برٹش حکومت کا تختہ اُلٹ دیں گے۔ اس کے جواب میں مولانا موصوف نے فرمایا کہ میرے والد مرحوم نے جس کام کو اپنا فرض سمجھا، اس فرض کی ادائیگی میں لگے۔ اب اس فرض کی ادائیگی میں برٹش حکومت کا تختہ اُلٹے یا نہیں اُلٹے کنولی صاحب نے مولانا موصوف سے پھر پوچھا کہ آپ اس کام کو کیوں نہیں کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں مولانا موصوف نے مسٹر کنولی صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ کی یہ خواہش نہیں ہے کہ کوئن وکٹوریہ کی جگہ پر آپ ہوتے تو آپ اس کی کوشش کیوں نہیں کرتے ہیں۔ کنولی صاحب نے کہا کہ اس کا موقع حاصل نہیں ہے۔ مولانا موصوف نے فرمایا کہ مجھ کو بھی اس کا موقع حاصل نہیں ہے کہ میں وہ کام کروں جو میرے والد مرحوم نے کیا ہے۔ اتنی باتوں کے بعد مسٹر کنولی صاحب نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو حکومت کی طرف سے آپ کو ایسی جگہ دی جا سکتی ہے کہ جس کے ماہوار مشاہرہ کی ابتداء پانچ سو سے ہوگی (مولانا موصوف اس وقت علی گڈھ کالج میں ڈیڑھ سو روپیہ پاتے تھے) کنولی صاحب کی طرف سے پانچ سو ماہوار کی پیش کش تھی۔ مولانا موصوف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا کہ علی گڈھ کالج قومی کالج ہے۔ میں اپنے والد مرحوم کے ایسے اولوالعزم آدمی کا بیٹا ہو کر قومی کالج کی خدمت کو ترجیح دوں، اور زیادہ مشاہرہ کی جگہ کو قبول نہ کروں تو میرے لئے کوئی بیجا بات نہیں ہوگی (مگر مولانا موصوف فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد اور چچا مرحومین کے ساتھ جو سلوک حکومت نے کیا تھا۔ اس کے بدلے میں اس قسم کا عہدہ دے کر اشک شوئی کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے میں نے ایسی پیشکش کو قبول نہیں کیا) تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد مسٹر کنولی صاحب نے ان لوگوں کو رخصت ہونے کی اجازت دی۔

مولانا امجد علی صاحب کی دو لڑکیاں شادی کے قابل ہوئیں اور آپ نے ان دونوں کی شادیاں اپنی زندگی میں کردیں۔ ذی حیثیت اور حکومت کے عہدہ دار لوگوں کی طرف سے ان دونوں لڑکیوں کی نسبتیں آئی تھیں۔ لیکن آپ نے ان نسبتوں کو دینی نقص کی وجہ سے قبول نہیں کیا اور اپنی دونوں لڑکیوں کی شادیاں ایسے شخص سے کیں کہ جن کے یہاں آپ کے نزدیک دین محفوظ تھا اور ان دونوں بچیوں کی شادیاں ایسے سادہ طریقے پر کیں کہ اب صادق پور میں بھی ایسی سادگی باقی نہیں رہی۔ ایسی سادگی کی مثال ملتی ہے تو مولانا ولایت علی صاحب مرحوم کے زمانہ میں۔

باوجودیکہ مولانا محترم عربی اور انگریزی دونوں علم کے فلسفہ کے اچھے طور پر ماہر تھے۔ اور علی گڈھ میں فلسفہ ہی کے پروفیسر رہ چکے تھے، لیکن پھر بھی فرمایا کرتے تھے کہ فلسفہ کوئی کام کی چیز نہیں ہے، نہ تو اس سے دنیا بنتی ہے اور نہ ہی آخرت اور نہ اس سے اخلاق حسنہ ہوتا ہے۔ ہاں اس فن کو زیادہ جاننے والا کم جاننے والے کو دبا دیتا ہے۔

مہاراجہ چترال نے بڑی کوششوں اور آرزو منت کے بعد مولانا امجد علی صاحب مرحوم کو اپنی ریاست میں آنے کی دعوت دی۔ چترال ریاست کے قیام کے زمانہ میں ایک روز رات کا کھانا کھانے کے بعد ایک نشست میں مہاراجہ ریاست کے پریزیڈنٹ اور ایک فلسفی پنڈت اور مولانا امجد علی صاحب مرحوم اور دوسرے چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے، کہ وہی بات مولانا امجد علی صاحب کی زبان سے نکلی کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلسفہ بیکار چیز ہے۔ اس سے احقاق حق نہیں ہوتا ہے۔ البتہ اس فن کا زیادہ جاننے والا کم جاننے والے کو دبا دیتا ہے۔

فلسفی پنڈت صاحب نے کہا کہ آخر فلسفہ کے زور پر آدمی آم کا املی اور املی کو آم کیسے ثابت کر سکے گا۔ مولانا امجد علی صاحب مرحوم نے فلسفی پنڈت صاحب سے کہا کہ کسی مضمون پر ہم سے اور آپ سے بحث ہو جائے تو اس کی حقیقت کھل جائے گی۔ مولانا موصوف نے بحث کا عنوان یہ مقرر کیا کہ خدا کا وجود ہے یا نہیں اور خود عدم وجود لیا اور پنڈت جی کے حوالہ وجود کیا۔ بحث اتنی طویل ہوئی کہ صبح کی نماز کا وقت ہو گیا اور پنڈت جی خدا کا وجود ثابت نہیں کر سکے، مولانا امجد علی صاحب نے فرمایا کہ بحث اور مکالمہ کو ختم کیجئے۔ نماز کا وقت ہو گیا اب میں نماز پڑھنے جاتا ہوں۔ پنڈت جی نے کہا کہ آپ خدا کو مانتے ہیں کہ نماز پڑھنے جاتے ہیں! مولانا مرحوم نے فرمایا کہ بات تو صحیح ہے لیکن آپ وجود ثابت نہیں کر سکے۔

اب مولانا نے فرمایا کہ آئندہ رات کو پھر مکالمہ ہوگا اور میں خدا کے وجود کا عنوان لوں گا اور پنڈت جی کو عنوان عدم وجود۔ چنانچہ آئندہ رات کو وہ سب لوگ پھر بیٹھے جو گذشتہ رات بیٹھ چکے تھے اور پھر اسی طرح سلسلہ کلام صبح کے وقت تک رہا۔ اور مولانا موصوف نے خدا کا وجود ثابت کر دیا۔ مولانا موصوف کا بیان ہے کہ پنڈت جی کا حافظہ بڑا قوی تھا۔ کیونکہ گذشتہ رات کو جس نہج کو میں نے اٹھایا تھا، پنڈت جی بالکل اسی نہج پر چلے اور میں نے ان کے مضمون کو کاٹنا شروع کیا، یہاں تک کہ خدا کے وجود کو ثابت کر دیا۔ پھر سلسلہ کلام بند کر دیا گیا اور میرا دعویٰ ثابت ہوا کہ فلسفہ کے ذریعہ احقاق حق نہیں ہو سکتا ہے۔

راجہ صاحب نے اپنی ریاست کے مدار المہام کا عہدہ مولانا موصوف کے سامنے پیش کیا، ظاہر بات ہے کہ پروفیسری کے مشاہرہ سے مدار المہام کا مشاہرہ زیادہ ہوتا ہے، لیکن مولانا موصوف نے اس عہدہ کو قبول نہیں کیا۔ راجہ صاحب نے فرمایا کہ اس عہدہ کو قبول نہیں کرنے کی وجہ سے ریزیڈنٹ صاحب کے دل میں یہ گمان ہو سکتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ریاست میں کوئی عیب ہے جس کی وجہ سے اتنے بڑے قابل آدمی مدار المہام کا عہدہ قبول نہیں کرتے ہیں۔ راجہ صاحب سے مولانا موصوف نے فرمایا کہ میں خود ریزیڈنٹ صاحب سے بات کرلوں گا۔ چنانچہ موقع نکال کر ریزیڈنٹ صاحب سے مولانا موصوف نے باتیں کیں۔ مولانا موصوف نے فرمایا کہ میں براہ راست برٹش حکومت کی رعایا میں سے ہوں۔ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ برٹش حکومت اور ریاست کے مفاد میں ٹکراؤ ہو جاتا ہے۔ اگر میں اس ملازمت کو قبول کروں اور دونوں کے مفاد میں ٹکراؤ ہو تو اس وقت میں کس کے مفاد کا خیال کروں گا۔ ریزیڈنٹ صاحب نے جواب دیا کہ بڑے کے مفاد کا خیال آپ کو کرنا چاہیے۔ مولانا موصوف نے فرمایا کہ اس موقف میں میں اپنے کو کیوں ڈالوں، عہدہ قبول نہیں کیا اور الہ آباد واپس چلے آئے۔

عربی علم و ادب خصوصاً پرانی عربی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے تھوڑا قبل اور تھوڑا بعد تک بولی جاتی تھی اور جس عربی میں قرآن مجید اترا ہے، اس کو جناب مولانا امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ اچھی طرح جانتے تھے اور ہندوستان کے چند ادیبوں میں ان کا شمار تھا۔ ایم۔ سی کالج الہ آباد کے پروفیسری کے زمانہ میں ایک ترک الہ آباد آئے اور انہوں نے دریافت کیا کہ وہاں کون کون لوگ کس کس فن میں مشہور ہیں۔ بعض لوگوں نے اس ترک سے کہا کہ مولانا امجد علی صاحب عربی زبان کے ماہر ہیں اور اس میں وہ بہت مشہور ہیں۔ وہ ترک مولانا امجد علی صاحب مرحوم کی ملاقات کے لئے ان کے مکان پہنچے۔ وہ ترک بھی چار پانچ زبان جانتے تھے۔ اسی میں وہ عربی بھی جانتے تھے دوران گفتگو میں وہ ترک صاحب بولے کہ عربی زبان مشکل سے آتی ہے اور جامعہ ازہر کے ایک فارغ کا حال بیان کیا کہ جامعہ ازہر سے فراغت کے بعد وہ صاحب عرب کے اندرونی حصہ کی طرف چلے، اونٹ پر سوار ہو کر جا رہے تھے کہ راستہ میں ان کو پانی پینے کی حاجت ہوئی۔ ایک کھجور کا باغ ملا اور اس باغ کے سامنے کچھ پانی تھا، وہ اونٹ سے اتر کر اپنی پیاس بجھانے کی خاطر پانی کے قریب پہنچے۔ باغ میں کچھ لڑکیاں کھیل رہی تھیں، ان کو دیکھ کر ان لڑکیوں میں سے ایک لڑکی باغ کے کنارہ آگئی اور بولی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَلَا يَا صَاحِ ذَا مَاءٌ عُجَاجُ فَإِنَّ الْمَاءَ خَلْفَ الْيَاسِقَاتِ

ازہری صاحب نے اس لڑکی سے شعر کو دہرانے کو کہا۔ جب اس لڑکی نے دہرایا تو ازہری صاحب نے اس کو قلمبند کیا۔ پھر بھی ازہری صاحب کو اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ مولانا امجد علی صاحب نے فرمایا کہ اس میں دو دقت ہے، ورنہ مضمون صاف ہے پہلی دقت یہ ہے کہ اس لڑکی نے لفظ صَاحِ استعمال کیا ہے، حالانکہ لفظ صَاحِبْ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لڑکی فلاں قبیلہ کی تھی۔ اس قبیلہ والوں کی عادت ہے کہ بولنے میں صاحب سے حرف ب کو گرا دیتے ہیں۔ دوسری دقت یہ ہے کہ لفظ عُجَاجٌ عین سے اس نے تلفظ کیا۔ حالانکہ قرآن مجید میں یہ لفظ موجود ہے لیکن أُجَاجٌ الف سے ہے، عین سے نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ازہری صاحب نے اس کے تلفظ کے مطابق عین سے لکھ دیا ہے۔ اب تو مادہ ملتا ہے اور تو اس کے معنی کا پتہ لگتا ہے۔ یہی دو دقتیں ہیں، ورنہ مضمون صاف ہے۔ لڑکی یہ کہہ رہی تھی کہ اے صاحب یہ سامنے والا پانی نمکین یا گدلا ہے اور صاف پانی اس باغ کے پیچھے ہے۔ اس ترک نے کہا کہ جو مفہوم آپ نے بتلایا ہے بات یہی تھی۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب کے مختلف قبیلوں کے بولنے کا فرق اور ان کے تلفظ کا فرق بھی مولانا موصوف جانتے تھے، اس گفتگو سے وہ ترک بہت خوش ہوئے۔

علیگڈھ سے میور سنٹرل کالج الہ آباد کیسے آئے۔ مسٹر گف نے اپنی طرف سے درخواست لکھ کر میور کالج الہ آباد میں داخل کر دیا اور آپ کو علی گڈھ خبر کر دی، اور الہ آباد پہنچنے کی سخت تاکید کی۔ مسٹر گف اپنے تلامذہ میں سب سے زیادہ مولوی اشرف علی صاحب کے بعد آپ ہی کی قدر کرتے تھے۔ مولانا اشرف علی صاحب اس وقت غالباً جونا گڈھ میں پرنسپل تھے اور مسٹر گف کو امید بھی نہ تھی کہ وہ اس عہدہ کو قبول کریں گے۔

ایم۔ اے۔ او کالج علی گڈھ کے اسٹریچی ہال کے دیواروں میں معاونین کے نام کندہ ہیں۔ اسی میں مولانا امجد علی صاحب ایم۔ اے کا نام بھی کندہ ہے۔ اسوقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک ان کو شمس العلماء کا خطاب نہیں ملا تھا۔ آپ ایم۔ اے ، او کالج علیگڈھ اور مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے تاحیات ٹرسٹی یعنی ممبر رہے اور الہ آباد آئے تو الہ آباد یونیورسٹی کے فیلو بھی ہو گئے۔

علی گڈھ کے قیام کے زمانہ کا ایک واقعہ

علی گڈھ کالج اور اسکول میں مذہبی تعلیم بھی ہوتی تھی اور اس کے واسطے اساتذہ بھی مقرر تھے۔ طلباء اپنے اساتذہ سے عجیب وغریب قسم کے سوالات کرتے تھے۔ جس سے پڑھائی میں حرج واقع ہوتا تھا۔ مثلاً سوال کرتے تھے کہ صبح کی نماز دو رکعت ، مغرب کی نماز تین رکعت اور بقیہ وقتوں کی نمازیں چار چار رکعتیں کیوں ہوئیں۔ اساتذہ انلوگوں کو مطمئن کرنے سے عاجز رہا کرتے تھے اور اس کے علاوہ تعلیم میں نقصان ہوتا تھا۔

جب یہ خبر سرسید احمد خاں مرحوم کو ملی ، سرسید احمد خاں مرحوم نے مولانا امجد علی صاحب مرحوم سے فرمایا کہ آپ لڑکوں کے مذہبی رنگ کی اصلاح کیجئے۔ مولانا موصوف نے فرمایا کہ میں تو فلسفہ کا پروفیسر ہوں۔ مذہبی کتابوں کا پڑھانا تو میرا کام نہیں ہے۔ سرسید احمد صاحب مرحوم نے فرمایا، کالج آپ کا ہے اور کالج کے لڑکے آپ کے ہیں۔ ان لوگوں کے بگاڑ کا سنبھالنا آپ کا کام ہے۔ اس جواب کو سن کر مولانا موصوف نے سرسید احمد صاحب مرحوم سے فرمایا کہ کل کالج سے لے کر اسکول تک کے کل مسلمان لڑکوں کو ایک جگہ جمع کیجئے۔ میں ان لوگوں کو مطمئن کرنے کی فکر کروں گا۔ دوسرے روز لڑکوں کے مجمع میں پہنچے اور اپنی جیب سے کاغذ نکالا۔ جس میں اسلامی اصول موضوعہ اور علوم متعارفہ چند نمبروں میں درج تھا۔ لڑکوں سے انہوں نے فرمایا کہ ایک ایک نمبر میں آپ لوگوں کو سناتا ہوں۔ آپ لوگوں کو جو کچھ شکوک اور اعتراضات ہوں، ان کو بیان کیجئے۔ میں آپ لوگوں کو مطمئن کرنے کی فکر کروں گا، ایک ایک نمبر پڑھ کر سناتے گئے اور دریافت کرتے گئے کہ اس میں کوئی شک ہے یا نہیں، لڑکوں کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ یہاں تک کہ درج شدہ کل نمبر ختم ہو گیا۔ جب سب میں خاموشی ہی رہی، تب مولانا موصوف نے فرمایا کہ جب آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ ان اصولوں کو مانتے ہیں، تو اب ان اعتراضات کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی جو آپ لوگ کیا کرتے ہیں۔ دوسرے روز سے مذہبی کتاب پڑھانے والے استاذ مذہبی کتابیں پڑھاتے رہے اور کسی طرف سے کوئی اعتراض کی صورت پیدا نہیں ہوتی تھی۔ اور پڑھائی اطمینان سے ہونے لگی۔

شمس العلماء کا خطاب

الہ آباد کے قیام کے زمانہ میں جب کسی اعلیٰ افسر نے مولانا امجد علی صاحب مرحوم سے کہا کہ آپ کو کوئی خطاب اب تک نہیں ملا ہے۔ اس لئے آپ کو کوئی خطاب ملنا چاہیئے۔ مولانا موصوف فرماتے تھے کہ میں نے ہمیشہ افسروں کو روکا کہ ہمیں خطاب کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے لئے خطاب ملنے کی کوشش نہ کیجئے۔ مولانا موصوف فرماتے تھے کہ میں نے ہمیشہ اس کو ناپسند کیا، مگر پھر بھی ایک سال وائسرائے کی طرف سے خطاب ملنے کا اعلان شائع ہوا اور وائسرائے کا خط اور شمس العلماء کا لباس بھی میرے پاس آیا۔ مولانا موصوف کا بیان ہے کہ میں تو خطاب کو واپس کر دیتا، مگر یہ خیال کہ میرے خاندان والوں کو حکام وقت جن نظروں سے دیکھتے تھے، اس کی وجہ سے خاموشی اختیار کر لی۔ اخبار "دار السلطنت" کلکتہ نے مندرجہ ذیل مضمون کے ساتھ شائع کیا۔ اخبار کے ایڈیٹر نے لکھا کہ اب تک جن لوگوں کو شمس العلماء کا خطاب ملا ہے، ان کے لئے خطاب باعث عزت ہے اور مولانا امجد علی صاحب کے اس خطاب کو قبول کرنے سے خطاب میں عزت پیدا ہو گئی۔ مولانا اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اگر ہم سے پوچھے گا کہ اس خطاب کے ملنے سے تم خوش ہوئے تھے یا نہیں تو میں کیا جواب دے سکوں گا۔ خطاب یافتہ ہونے کی وجہ سے حکومت کے دربار اور بعض دوسری قسم کی میٹنگ میں شرکت کی دعوتیں آتی تھیں اور آپ وہاں جایا بھی کرتے تھے۔ لیکن شمس العلماء کا لباس پہن کر کبھی نہیں جاتے تھے ہمیشہ ام۔ اے گون اور ام۔ اے کی ٹوپی پہن کر درباروں اور جلسوں میں شریک ہوتے تھے۔ حکومت کی طرف سے کوئی جلسہ ہو یا یونیورسٹی کی طرف سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی میٹنگ ہو، اگر رمضان کے مہینے اور شام کے وقت میٹنگ ہوتی تھی تو جانے کے وقت تھوڑا سا نمک پڑیہ میں باندھ کر جیب میں رکھ لیا کرتے تھے۔ میٹنگ کے درمیان ہی اگر افطار کا وقت آجاتا تو اسی نمک کو منہ میں ڈالتے، اور دو تین گھونٹ پانی پی کر کہیں کنارے بیٹھ کر مغرب کی نماز پڑھ لیتے۔ اس کے بعد پھر آکر میٹنگ میں شریک ہو جاتے۔ میٹنگ برخواست ہونے کے بعد راتوں میں گھر جا کر کھانا کھاتے۔

جب کبھی انگریزی حکومت کی طرف سے چندہ کی تحریک پیش ہوتی تھی تو عموماً ہندوستانی یا مسلمان ایک سے بڑھ کر چندہ دیتے تھے۔ مگر مولانا موصوف کا حال ایسا نہ تھا۔ کلکٹر یا کمشنر وغیرہ اپنے مشاہرہ کا جو حصہ چندہ میں دیتے تھے مولانا موصوف بھی اپنے مشاہرہ کا اتنا ہی حصہ چندہ میں دیتے۔ اس پر بھی جو رقم چندہ میں دیتے، اتنی ہی رقم اللہ تعالیٰ کے کسی پسندیدہ کام میں بطور صدقہ دیدیتے اور فرماتے کہ شاید اللہ تعالیٰ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ کی صورت پیدا کردے۔

آپ کی بڑی صاحبزادی (اہلیہ مولانا عبدالخبیر صاحب) والدہ عبدالعلی کا انتقال الہ آباد میں ۱۹۱۲ء میں تقریباً ۹ بجے دن کو ہوا۔ موسم جاڑے کا تھا۔ مولانا عبدعلی صاحب مرحوم حسب معمول قرآن شریف تلاوت کر رہے تھے، کہ انتقال کی خبر سن کر قرآن شریف کا پڑھنا بند کیا اور زنانہ مکان میں چلے گئے۔ چونکہ ۹ بجے دن کو وہ لوگ کھانا کھایا کرتے تھے، اس لئے کھانا تیار تھا۔ ملازمہ سے کہکر پانی گرم کرنے کے لئے ایک پتیلے میں پانی چولہے پر چڑھوا دیا۔ چھت پر بیٹھنے کا سامان کرکے ملازمہ کے ذریعہ کھانا نکلوایا۔ اور بیٹھک میں آکر سب لوگوں کو لے جاکر دسترخوان پر بٹھلا دیا۔ جب سب لوگ کھانا کھا کر بیٹھک میں آگئے تو مولانا موصوف بھی بیٹھک میں آکر مولوی محمد موسیٰ صاحب مرحوم سے چند جگہ انتقال کی خبر کے خطوط لکھوائے۔

مطیع الرحمٰن خانصاحب مرحوم جو مولانا موصوف کے مکان کے قریب ہی رہتے تھے ان کے یہاں کی عورتیں آئیں، غسل اور کفنانے کا کام ان لوگوں نے ہی انجام دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریباً ۱۲ بجے جنازہ باہر آیا۔ نماز جنازہ کے بعد قبرستان پہنچے اور دفن کے بعد مغرب کی نماز گھر پر آکر پڑھی۔

مولانا امجد علی صاحب مرحوم رات کو تہجد کی نماز کے عادی تھے۔ صبح کی نماز اوّل وقت غلس میں اپنے گھر کے کل چھوٹے بڑے مردوں کو لے کر پڑھ لیتے اس کے بعد حافظ محمد قمرالدین صاحب اور ان کے بعد حافظ محمد اشرف صاحب وغیرہم کو قرآن شریف سناتے، جو اسی کام کے لئے مقرر تھے۔ اسی درمیان میں اکثر طلوع آفتاب کے قبل چائے آجاتی تو چائے پی کر قرآن شریف پڑھنے لگتے۔ یہ سلسلہ ۹ بجے دن تک رہتا۔ اس کے بعد کھانا کھا کر زنانے مکان میں لیٹ جاتے۔ ظہر کی نماز کے وقت باہر آتے اور نماز کے بعد پھر قرآن شریف سنانے کو بیٹھ جاتے۔ یہ سلسلہ عصر تک رہتا۔ عصر کی نماز کے بعد لوگوں سے ملنے یا ٹہلنے کے لئے نکل جاتے۔ یا کوئی صاحب ان کے مکان پر آگئے تو ان سے گفتگو کرنے میں لگ جاتے۔ مغرب کی نماز کے بعد پھر قرآن شریف سنانے کو بیٹھ جاتے اور یہ سلسلہ تقریباً آٹھ بجے رات تک رہتا۔ اس کے بعد رات کا کھانا کھا کر اور عشاء کی نماز پڑھ کر زنانے مکان میں چلے جاتے۔ قرآن شریف کے حافظ ہو گئے تھے۔ اکثر تیسرے چوتھے روز قرآن شریف ختم کرتے تھے۔

نقشہ اولاد مولوی امجد علی

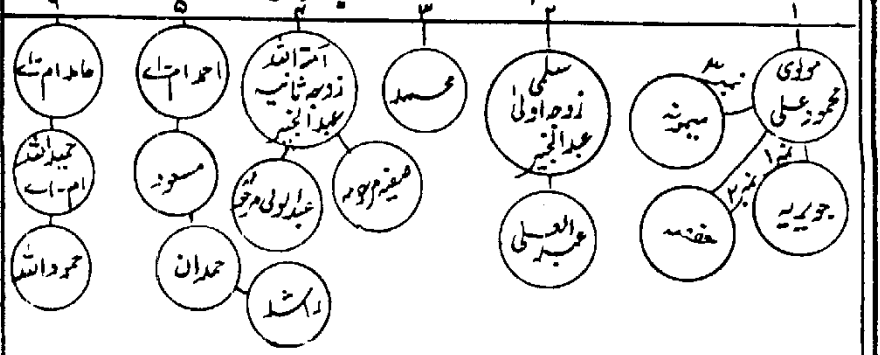

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب مولوی محمد موسیٰ صاحب

طفولیت آپ جب ڈیڑھ برس کے تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے قضا کیا۔ آپ کی پھوپھو مسماۃ وجیہۃ النساء مرحومہ نے کفالت کی۔ ان کے انتقال کے بعد آپ اپنی بڑی پھوپھو یعنی والدہ جناب مولوی محمد حسن صاحب کے ساتھ رہنے لگے اور مولوی محمد حسن جیسا نے پندرہ سولہ برس کی عمر تک آپ کی تعلیم و تربیت کی نگرانی کی۔ پھر جناب مولانا امجد علی صاحب اپنے ہمراہ لے گئے اور اس وقت سے جناب ہی کے ساتھ ایک جان دو قالب رہے۔

تعلیم جناب کو مولوی عبدالحکیم صاحب۔ مولوی محمد حسن صاحب۔ مولوی اشرف علی صاحب اور مولوی امجد علی صاحب سے تلمذ حاصل ہے۔ بعد مختصرات کے آپ نے تحصیل زبان انگریزی شروع کی اور انٹرنس تک تعلیم پائی۔

اخلاق کشادہ دل، پاک نفس اور شجاع و مستعد۔ نہایت مطیع اور خدمت گذار بھائیوں اور عزیزوں پر فدا۔ آپ کو دنیا کے سلاسل سے آزادی کے تخیل نے تزوج سے باز رکھا۔ مگر وہ دل جو سراپا چشمۂ محبت ہو۔ وہ سر جو اطاعت و خدمت کا متلاشی ہو وہ کب آزاد رہ سکتا تھا۔ آخر ش بھائیوں کے سایۂ عاطفت کی کشش اور برادر زادوں کی چاد نے ثابت کر دیا کہ دنیا موانست کی چاہیے۔ بس آپ نے دل کے قدیم عہد کے ساتھ۔ بھائیوں کی عافیت رسانی اور ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت میں فرحاں و شاداں زندگی بسر کر دی اور اس لطف نے آپ کو قابل رشک مزہ دے رکھا ہے۔ آپ بھائی کے ایسے فدائی ہیں کہ ہر ایک کو ایک لحظہ کے لئے نظر سے اوجھل ہونا گوارہ نہیں ہے۔ محبت ہو تو ایسی ہو۔ اللھم زد فزد ثم زد۔ آپ ہمیشہ تعمیل ارشاد کے لئے پیچھے رہتے ہیں۔ جناب کو انتظام و اصلاح امور خانہ داری میں خاص ملکہ حاصل ہے چنانچہ کل انتظام نہایت حسن و خوبی کے ساتھ جناب کے دست شفقت سے انجام پا رہے ہیں۔ شاعری کا شوق تھا۔ لیکن جناب مولوی اشرف علی صاحب کے ارشاد سے ترک کر دیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۹ کو پہنچی ہے۔ سلمہ اللہ فی طاعتہ (نوٹ برونے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ مولوی یوسف صاحب مرحوم جعفری رنجور

۲۶ ذیقعدہ ۱۲۷۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے چھوٹے خالو شمس العلماء جناب مولوی محمد حسن صاحب مرحوم نے کی تھی۔ جناب کو علوم مشرقیہ میں مولانا ممدوح اور مولانا عبدالحکیم صاحب سے تلمذ حاصل تھے۔ اس کے بعد تحصیل علوم مغربی میں مصروف ہوئے۔ آپ نے اوائل میں پٹنہ کالجیٹ میں پڑھا پھر علیگڈھ کالجیٹ میں زیر نگرانی اپنے برادر علاتی جناب مولوی امجد علی صاحب پروفیسر فلسفہ رہ کر انٹرنس پاس کیا۔

آپ کا علمی مذاق نہایت عمدہ تھا۔ نامہ نگاری و مضمون نویسی میں عمدہ پایہ رکھتے تھے۔ نظم و نثر دونوں پر آپ کو کامل قدرت تھی۔ آپ کے اشعار اُردو اور فارسی میں نہایت ملیح اور عمدہ ہوتے تھے اور رنجور تخلص کرتے تھے۔ آپ نے زمانہ سروس میں بہت کچھ علمی خدمات کئے (ترتیب و تنظیم لغات و تراجم کتب انگریزی وغیرہ)۔

۱۳۰۱ھ میں جب مولوی محمد حسن صاحب مرحوم نے محمڈن اسکول کی بنا ڈالی تو آپ ہیڈ مولوی مقرر ہوئے اور نیز پٹنہ انسٹیٹیوٹ گزٹ کے ایڈیٹری کا کام چھ برس تک بحسن و خوبی انجام دیتے رہے۔ ۱۸۹۰ء میں شہر کلکتہ بعہدۂ چیف مولوی بورڈ آف اگزامنرس مقرر ہوئے۔ اور ۳۰ سال ۳ ماہ ۱۰ یوم تک اس عہدۂ جلیلہ کو نہایت حسن و خوبی کے ساتھ انجام دے کر ۱۹۲۰ء میں پنشن لی۔ اور ۱۹۱۹ء کے نصف سے ۱۹۲۱ء کے نصف تک یعنی دو سال کلکتہ یونیورسٹی کے فارسی ایم۔ اے۔ کلاس میں لکچرار

(نوٹ صفحہ ۱۳۹)۔ آپ کی ولادت یکم رمضان المبارک ۱۲۸۵ھ کو ہوئی تھی۔ اور آپ کا تاریخی نام غازی فی سبیل اللہ ہے۔ ۲۳ رجب المرجب ۱۳۶۶ھ روز شنبہ بوقت ۵½ بجے شام بعمر ۹۲ سال انتقال فرمایا اور نمونیہ کے خاندانی مقبرہ میں شب کو مدفون ہوئے۔ مطابق ۱۴ جون ۱۹۴۷ء انا للہ و انا الیہ راجعون اللھم اغفر لہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے، بعد کو وطن مالوف پٹنہ واپس آئے۔

جوہر لیاقت کا ثبوت ۱۹۰۴ء کے آخر سے جناب کو مرض چشم گلاکوما شروع ہوا۔ اور مختلف صدمات کے باعث ۱۹۰۹ء تک دونوں آنکھوں کی بصارت سے آپ معذور ہو گئے۔ تاہم دس برس تک کلکتہ یونیورسٹی نے آپ کی علمی گرانمایگی کو گوارہ نہیں کی، بلکہ آپ کے بھتیجے مولوی عبدالقدیم جعفری کو آپ کا اسسٹنٹ مقرر کر دیا تاکہ ان کے ذریعہ کارہائے آفس و امتحانات بخوبی انجام پا سکیں۔ والحمد للہ علی ذلک۔ بصلہ حسن خدمات گورنمنٹ نے جنوری ۱۹۰۵ء میں شمس العلماء اور جون ۱۹۱۰ء میں خان بہادر کا خطاب عطا کیا۔ اور نقرئی اور طلائی تمغوں سے آپ کو مزین کیا۔

آپ کی طبیعت نہایت نیک، نرم دل از بسکہ خلیق تھی۔ آپ اپنے والدہ اور بزرگوں کے غایت مطیع تھے۔ آپ اپنے والد مرحوم سے بعض بعض باتوں میں شبیہ تھے۔ آپ نے اس دار فانی سے ۲۲ شوال ۱۳۴۱ھ بوقت ظہر انتقال فرمایا۔ انا للہ اللھم اغفرلہٗ۔

آپ کی شادی مسماۃ عظیم النساء بنت جناب حکیم ظہور الحسن بن جناب حکیم ناظر عبدالعلی غفرلہم کے ہوئی تھی۔ انہوں نے ۲۹ مارچ ۱۹۱۴ء بمقام کلکتہ قضا کیا۔ اس کے بعد آپ نے ۲۱ مارچ ۱۹۱۸ء عبدالصمد خاں صاحب عالم گنج کی صبیہ بیوہ سے عقد کیا۔

نجم النساء زوجہ ڈاکٹر سید منظور احمد مرحوم کا کوی۔ زاہدہ زوجہ حسن امام بن مولوی عبدالعزیز کا کوی۔ محمد حسان سلمہٗ آپ نے منشی شپ اور انٹرنس کلکتہ یونیورسٹی سے پاس کیا ہے۔ آپ الولد سر لابیہ کے مصداق ہیں۔ شاعری سے بھی ذوق رکھتے ہیں۔ آپ کا عقد صبیہ مولوی سید کفایت حسین صاحب افضل پوری سے ہوا ہے۔ رزقہ اللہ اولادا صالحا۔

حسنیٰ زوجہ مولوی سید عبداللہ بن مولوی سید کفایت حسین صاحب افضلپوری۔

زکیہ زوجہ ثالثہ حکیم مولوی عبدالخبیر بن حکیم مولوی عبدالحکیم صاحب مرحوم۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ تذکرہ شمس العلما خان بہادر جناب مولوی محمد یوسف صاحب جعفری رنجور عظیم آبادی

اصل تذکرہ میں ان کا مزاج اور علمی لیاقت کا بیان ہو چکا ہے۔ مغربی تعلیم کا اکثر حال یہ ہوا ہے کہ ان کے لباس وضع قطع اور خیالات اہل یورپ جیسے ہو جاتے ہیں مگر مولوی صاحب موصوف کا حال بالکل جداگانہ رہا۔ داڑھی مسل کبھی اس میں قینچی تک نہیں لگاتے اور مونچھ ترشی ہوئی رہتی تھی۔ گھر میں لباس کرتہ پاجامہ زیب تن فرماتے اور باہر نکلتے تو شروانی پہن لیتے اور سر پر ترکی ٹوپی رکھ لیتے۔ جب سے آپ چیف مولوی کے عہدہ پر مقرر ہوئے تو آفس جاتے وقت شروانی پر جبہ پہن لیتے اور سر پر عمامہ باندھ لیتے۔ یہ ان کا آفیشل لباس تھا۔ بورڈ آف اکزامنیشن کے امتحانات میں بڑے بڑے افسران شریک ہوتے تھے اور اس امتحان کے پاس ہونے پر ان کی ترقی منحصر رہتی تھی۔ اس لئے کہ ہر امتحان دینے والے کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ ہم اس امتحان میں کامیاب ہو جائیں۔ اس لئے اس کے لئے بڑی بڑی رشوتیں دینے کے لئے آمادہ رہتے تھے۔ مگر مولوی صاحب موصوف رشوت لینے سے قطعی پرہیز کرتے تھے اس لئے اپنے محکمے کے افسروں کی نظر میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ اکثر افسران انکی بڑی عزت کرتے تھے۔ باوجودیکہ آپ نے انگریزی تعلیم حاصل کی تھی اور چیف مولوی بورڈ آف اکزامنیشن کے عہدہ پر مامور بھی تھے۔ پھر بھی تعطیل کے موقع پر جب پٹنہ رہتے اور جمعہ کی نماز کے لئے نمونیہ جامع مسجد میں تشریف لاتے تو کبھی کبھی مولانا عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمان کو خطبہ دینے اور نماز پڑھانے کے لئے کھڑا کر دیتے وہ اس کام کو بخیر و خوبی انجام دیتے۔ کلکتہ کے قیام کے زمانہ میں مولانا ابوالکلام آزاد صاحب مرحوم مولوی صاحب موصوف کے مکان پر بہت کثرت سے آیا جایا کرتے تھے۔ بہت بہت دیر تک ان لوگوں کی آپس میں گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی بہن جن کا تخلص آبرو تھا، مولوی جعفری صاحب مرحوم کی اہلیہ سے ملنے آیا کرتی تھیں۔ مولوی جعفری صاحب مرحوم کے کل لڑکے لڑکیاں مولانا آزاد مرحوم کو آزاد چچا کہا کرتے تھے۔ مولانا آزاد مرحوم بچوں تو بڑے دیکھ بھال کے آدمی تھے اور مزاج محققانہ پایا تھا۔ مولوی یوسف صاحب جعفری مرحوم سے ان کی ملاقاتیں جو کثرت سے ہوا کرتی تھیں اس کے اثر سے غالباً مولانا آزاد صاحب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متاثر ہوئے ہیں۔ مولوی یوسف صاحب جعفری مرحوم اپنے بڑے کی باتوں کو فوراً قبول کرلیا کرتے تھے۔ بالخصوص اپنے ماموں جناب مولانا عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ کی ہر ہدایت پر سر تسلیم خم کرتے تھے۔

ایک واقعہ۔ مولوی محمد یوسف صاحب کی بڑی لڑکی کا نکاح ڈاکٹر منظور صاحب مرحوم ساکن کاکوضلع گیا سے ہوا تھا۔ جس وقت بارات آئی تو ڈاکٹر صاحب مرحوم اور ان کے اقربار نے مہر چالیس ہزار روپے پیش کئے۔ مولانا عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ مہر بہت زیادہ ہے۔ مولانا موصوف نے صرف چار یا پانچ ہزار مہر متعین کردی۔ مولوی محمد یوسف صاحب جعفری نے اس کو بخوشی قبول کرلیا اور اسی مہر پر نکاح ہوا۔ مولوی جعفری مرحوم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی کی نسبت کہیں سے آئی تھی اور اس معاملہ میں مشورہ کرنے کے لئے مولوی جعفری مرحوم مولانا عبدالرحیم صاحب کی خدمت میں تشریف لائے اور تذکرۃً اس منسوب کو پیش کرکے مولانا مرحوم سے استمزاج چاہا۔ مولانا عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ نے اس نسبت کو مسترد کردیا اور فرمایا کہ لڑکی صوامہ و قوامہ ہے وہاں اس کی نسبت نہیں ہوگی۔ مولوی جعفری نے دریافت کیا کہ پھر کہاں ہونی چاہئے۔ مولانا عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس لڑکی کا نکاح مولوی حکیم عبدالخبیر سے کردو، چنانچہ ان کے فرمانے کے مطابق اس عزیز ناچیز (حکیم مولوی) عبدالخبیر سے پانچ سو درہم مہر پر نکاح ہوا۔

کلکتہ میں اکثر مشاعرہ ہوتا رہتا۔ مولوی جعفری مرحوم بھی اس میں شریک ہوتے اور اپنا کلام سناتے کبھی کبھی اپنے مکان میں بھی مشاعرہ کی مجلس منعقد کرتے اور اس میں بھی اپنا کلام سناتے۔ آپ کے کلام کا مجموعہ بہت سا تلم بند ہوچکا تھا۔ جب ملازمت سے ریٹائرڈ ہوکر اپنے مکان نوہیا آئے تو ایک روز اپنے کلام کے مجموعہ کو اپنے صاحبزادہ مولوی حسان مرحوم کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ اس کو جلادو۔ معلوم نہیں، مولوی حسان مرحوم نے اس مجموعہ کو جلادیا یا اپنے پاس رکھ لیا۔ اس وقت اس کا کوئی پتہ معلوم نہیں ہوتا ہے۔ ان کی زندگی میں ان کی نثر و رباعیاں گل صدبرگ کے نام سے شائع ہوئی تھیں۔ مولوی صاحب موصوف کے اندر خاندانی روایات کو قائم رکھنے کا بہت خیال تھا۔ اسی وجہ سے مولوی جعفری موصوف تمام لوگوں میں اور بالخصوص اپنے افسروں کی نظر میں بہت مقبول رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقشہ اولاد مولوی محمد یوسف صاحب جعفری

مولوی محمد یوسف صاحب جعفری

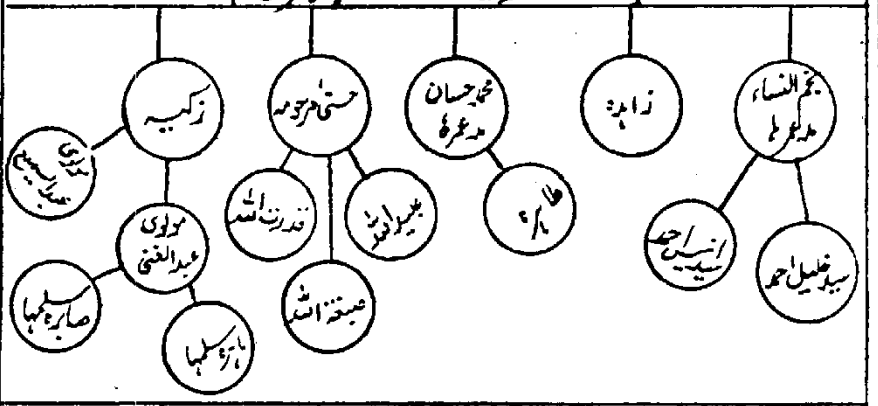

تاریخ وفات مولوی یوسف صاحب جعفری

بدار البقا شد ازیں دار فانی	الٰہی بجنت بود جائے یوسف
یتیم از سر درد نہ سالش رقم کن	تفاکر دائے وائے وائے یوسف
	۱۳ ۴۱

جناب شیخ عبدالصمد مرحوم مغفور ساکن موضع بھوئی ضلع پٹنہ

آپ کی والدہ مسماۃ وحیدن بنت جناب حضرت مولوی الٰہی بخش صادق پوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور آپ کے والد جناب شیخ ولایت حسین مرحوم بن جناب شیخ نوازش حسین مرحوم ساکن موضع امتھوا ضلع گیا۔ آپ کے والدین شیر خوارگی کی حالت میں آپ کو چھوڑ کر رہ گرائے علیین ہوئے۔ آپ کی پھپھو مسماۃ دزیرن زوجہ شیخ محمد حیات مرحوم ساکن موضع بھوئی نے آپ کی اور آپ کی ہمشیرہ مسماۃ زاہدہ کی پرورش وکفالت کی یہ دونوں بھائی بہن اپنی پھپھو کی آغوش میں پرورش پائی۔ مسماۃ زاہدہ کی شادی ساتھ حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مدظلہ صادق پوری کے کردی اور آپ کی شادی ساتھ مسماۃ وحیدن بنت جناب شیخ احمد علی بن شیخ لعل محمد بن ملا محمد عاشق بن ملا محمت اللہ بہاری بن ملا حفیظ اللہ رحمۃ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ کے کردی جو جد امجد فقیر عبدالرحیم مؤلف کتاب کے ہیں چند سال زندہ رہ کر یہ لاولد رہ گئے دارالخلد ہوئیں۔ بعد اُس کے آپ نے ایک دوسری شادی اپنی برادری میں کی کہ جن کا نام ولدیت مؤلف کتاب کو معلوم نہ ہوئی۔ وہ بھی دو ایک برس بقید حیات رہ کر لاولد اس دنیائے دوں سے رخصت ہوئیں، تب آپ نے تیسرا نکاح غیر برادری میں کیا اُس سے ایک بیٹا اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ جملہ پانچ اولاد شیخ عبدالماجد مرحوم مسماۃ رحیمن مسماۃ حفیظن زوجۂ قاضی شاہد حسین و مسماۃ شریفن زوجۂ میر اقبال حسین مسماۃ حیدن زوجۂ محمد شمس الضحیٰ عرف مولوی حکیم محمد عبدالصمد صاحب بن شاہ تقی الدین احمد صاحب آروی نقشہ اُن کی اولاد و احفاد کا درج ذیل ہے۔ آپ نہایت سلیم الطبع خوش خلق تھے۔ سخاوت مروت و دستگیری معسرین آپ کا پیشہ تھا۔ پابندی صوم و صلوٰۃ و ورد و وظائف و امور مذہبی کا آپ کو بہت بڑا خیال رہتا تھا اللھم اغفرلہ وارحمہ ونور مرقدہ ووسع مضجعہ آپ کا مزار شہر پٹنہ عظیم آباد محلہ تمونیہ مقبرہ جانب جنوب جو مسجد میں ہے۔

تاریخ انتقال ۲۰ شعبان روز شنبہ سنہ ۱۳۰۳ھ از نتیجہ فکر مولانا محمد سعید قدس سرہٗ ساکن مغلپورہ

عبدالصمد از دار فنا کرد چو رحلت	در گریہ شدند از غم او مردہ کہ و مہ
چوں خواستم از حسرت ماتم زدہ تاریخ	فرمود کہ بست مہ شعبان دوشنبہ ۱۳۰۳ھ

وله

شیخ عبدالصمد آں سنے پاک	شد بگل گشت ریاض الجنہ
سال فوتش بود از روئے الم	شیخ عبدالصمد اہل السنہ ۱۳۰۳ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

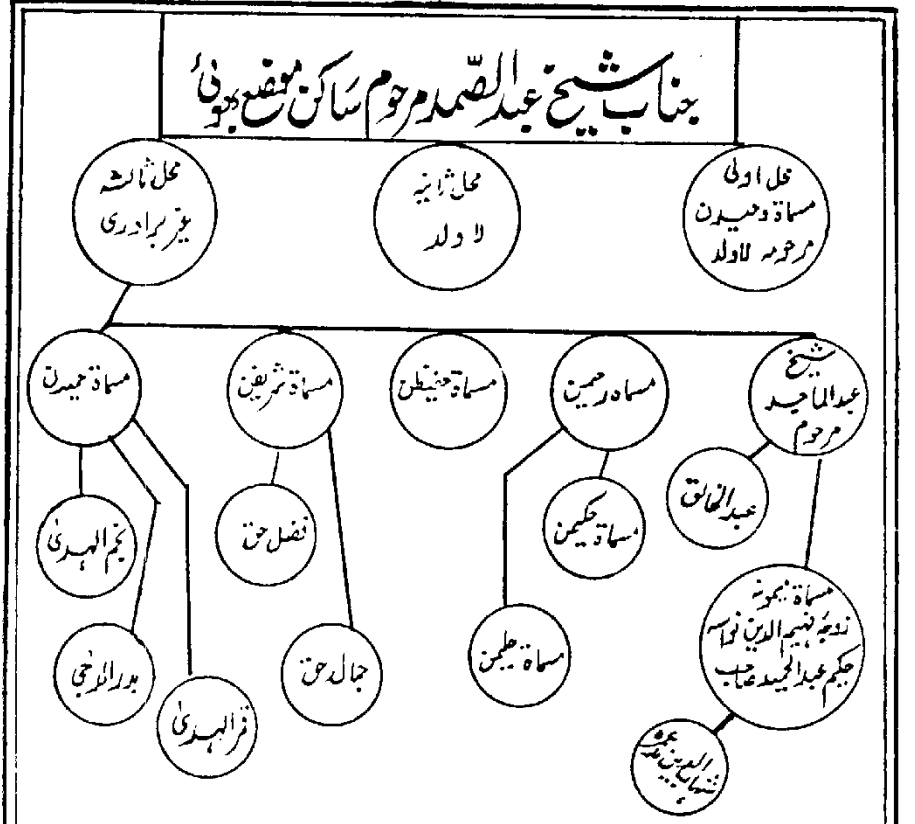

جناب مولوی فتح علی مرحوم مغفور بن مولوی وارث علی مرحوم بن ملا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی والدہ مسماۃ مجیدہ بنت مولوی آیت اللہ عرف مولوی دلیل اللہ نفیس اولاد سے ملا شکر اللہ قدس سرہٗ کی اور وہ اولاد سے جناب حضرت مخدوم احمد چرم پوش قدس سرہٗ کی جن کا مزار پہار محلہ اہیر میں واقع ہے، آپ کا یہ نسب نامہ تیس پشتوں کی درمیانگی سے جناب حضرت امام حسین شہید کربلا سے جا کر ملتا ہے جو اوپر درج ہو چکا ہے۔ آپ کی شادی اول صبیہ شیخ ہدایت علی مرحوم مہدانوی نواہر مولوی الٰہی بخش مرحوم سے ہوئی مگر انہوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں انتقال کیا بعد اس کے آپ کی شادی مسماۃ زمرن بنت رفیع الدین حسین خاں بن روح الدین حسین خاں سے ہوئی۔ آپ ابتداء عمر سے صوم و صلوٰۃ و امور مذہبی کے خوب پابند تھے۔ آپ کو خاندان سے جدا علیٰ حضرت مخدوم یحییٰ منیری قدس سرہٗ کے سلسلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیعت وارشاد کا بھی چلا آتا تھا۔ مگر جب جناب حضرت امیر المومنین سید احمد صاحب غازی پٹنہ میں تشریف لائے۔ آپ نے سید صاحب کو اپنے گھر میں مدعو کیا اور بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنی اہلیہ وجملہ اولاد وجمیع اہلبیت کو آپ نے بیعت کرایا اور تین صاحبزادوں کو جو اُس وقت جوان تھے حاضر خدمت اقدس جناب حضرت سید صاحب کے کر دیا۔ یعنی جناب مولانا ولایت علی و مولانا عنایت علی و مولوی طالب علی رحمۃ اللہ علیہم کو اور بعد تھوڑے عرصہ کے خود بھی مع صاحبزادۂ خرد جناب مولانا فرحت حسین قدس سرہٗ کے بمقام رائے بریلی جو مضافات لکھنؤ سے ہے خدمت اقدس میں حضرت سید صاحب کے حاضر ہوئے اور عرصہ تخمیناً سوا برس اُس صحبت کیمیا خاصیت میں رہے۔ جب جناب حضرت سید صاحب نے ہندوستان سے ہجرت کی اور سفر ملک افغانستان کا کیا ہر سہ صاحبزادگان موصوف الصدر کو جو جوان تھے ہمراہ لیا اور چونکہ آپ بوڑھے بہت تھے اور نیز آنکھوں کی روشنی میں بھی فرق آگیا تھا اور سفر نہایت دور و دراز و صعوبت خیز تھا۔ لہٰذا آپ کو خلافت دیکر معہ صاحبزادۂ خرد روانہ عظیم آباد کیا۔ اور فرمایا کہ تم دونوں مکان پر رہ کر اعانت جانی و مالی کرتے رہو۔ ہر چند آپ نے عذر معذرت کیا اور مراجعت مکان پر راضی نہ ہوتے تھے لیکن جناب حضرت سید صاحب نے بہ اصرار تمام رخصت کیا۔ لاچار امتثالاً لِاَمرِ الجناب آپ وہاں سے بادل بریاں و بچشم گریاں اپنے مکان پر لے آئے اور اس وقت سے برابر اعانت جانی و مالی و ترغیب و تحریص کرتے رہے۔ جب سید صاحب کی جنگ اخیر بمقام بالاکوٹ ہمراہ سکھوں کے بگڑی اور آپ کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی۔ آپ سخت ملول اور محزون ہوئے اُسکے تھوڑے عرصہ کے بعد جان شیریں بجان آفریں سپرد کی اور اس دُنیائے دوں کی سکونت سے سیر ہو کر ملاء اعلےٰ میں جا ملے۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ واحشرہ فی زمرۃ الانصار الذین تبتؤ الدار لنبیہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم۔ نقشہ آپ کی اولاد کا یہ ہے:۔

مولوی فتح علی مرحوم زوج مسماۃ زُمرن مرحومہ

جناب مولانا ولایت علی رحمۃ اللہ علیہ

جناب مولانا عنایت علی رحمۃ اللہ علیہ

مولوی طالب علی مرحوم لاولد

مہدی حسین در طفلی مُرد

ابراہیم حسین در طفلی مُرد

مولانا فرحت حسین رحمۃ اللہ علیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ[عہ] مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ از خلفاء عظام سید احمد صاحب بریلوی

سنہ ولادت ۔ آپ ۱۲۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔

حلیہ ۔ میانہ قامت مائل بطول۔ رنگ سانولا جسم بلغمی اور پُر گوشت۔ ابرو پیوستہ۔ داڑھی اوسط درجہ کی۔

تحصیل علم ۔ حسب معمول شرفاء ہند چار برس کی عمر میں آپ مکتب میں بٹھائے گئے۔ ذہانت و ذکاوت وافر سے سات برس کی عمر میں آپ کی استعداد اس حد کو پہنچی کہ مقررہ معلم سے آپ کی تشفی نہ ہونے لگی اور آخرش آپ کے والد بزرگوار مولوی فتح علی صاحب نے آپ کا سبق اپنے ذمہ لیا۔ بارہ برس کی عمر میں جب مختصرات سے فراغت حاصل ہوئی تو ایک نہایت معروف و مشہور استاد معقول مولوی رمضان علی صاحب مجتہد مذہب امامیہ کے پاس آپ کا سبق رجوع کر دیا گیا۔ پھر بشوق تحصیل مزید علوم مولانا محمد اشرف صاحب استاد معقول و منقول کی خدمت میں لکھنؤ تشریف لے گئے اور تقریباً چار سال ان کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔

شباب ۔ اوائل عمر میں آپ بڑے بانکے تھے۔ آپ کا لباس و پوشاک لکھنؤ کے بانکوں کا ساتھا کاکولین آہن تاب پشت پر پڑی ہوتیں۔ اونچی چولی کا انگرکھا مغرق بزر اور چوڑی دار پائجامہ، زری کے کام کا ٹخنے ڈھکے ہوئے پہنا کرتے اور صاحبزادوں کی طرح سونے کی انگوٹھیاں اور چھلے انگلیوں میں ڈالے رکھتے اور خوشبو اور عطریات سے بسے رہتے۔ کیونکہ آپ کے نانا مولوی رفیع الدین حسین جو آخر ناظم صوبہ بہار تھے۔ بڑے متمول و عمائد بہار سے تھے۔ اور جناب اپنے نانا صاحب کے بڑے لاڈلے تھے۔

بیعت و تغیر کیفیت ۔ آپ کے قیام لکھنؤ کے عرصہ میں جناب سید احمد صاحب لکھنؤ رونق افروز ہوئے اور ہزارہا عالم و درویش آپ کے ارشادات سے فیضیاب ہونے لگے۔ یہ دیکھ کر آپ کے استاد مولانا محمد اشرف صاحب کے خیال میں گذرا کہ مولانا عبدالحی و مولانا محمد اسمٰعیل

عہ ماخوذ از سوانح احمدی و ابقاء المنن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دہلوی صاحبان نے سید صاحب کو پیر میاں بنا رکھا ہے۔ اس لئے آپ کے استاد نے آپ کو بدریافت کیفیت سید صاحب یہ پیام لیکر بھیجا کہ میں تنہائی میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ سید صاحب نے فوراً دوسرے روز عصر کا وقت تخلیہ کی ملاقات کے لئے متعین فرمایا۔ چنانچہ دوسرے روز مولوی محمد اشرف صاحب مع اپنے شاگرد رشید مولوی ولایت علی صاحب کے خدمت بابرکت میں تشریف لائے اور مولوی صاحب نے بعد مزاج پرسی وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کی آپ سے تشریح چاہی۔ سید صاحب نے اسی تخلیہ میں دو گھنٹہ کامل اس مؤثر انداز سے وضاحت فرمائی کہ دونوں مولویوں کی روتے روتے داڑھیاں تر ہوگئیں اور ملاقات تخلیہ کی بے ادبی کی معذرت کرکے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں، اسی دن سے مولانا ولایت علی صاحب کا رنگ بدل گیا اور اپنے مرشد کے ساتھ رہنے لگے چنانچہ آپ حین قیام بریلی کے حضرت مولانا اسمٰعیل شہید کی جماعت میں بھرتی تھے اور انہیں سے حدیث بھی پڑھا کرتے تھے اور جب اپنی جماعت کے کام سے فرصت پاتے تو سید صاحب کی صحبت میں جا بیٹھتے یا تنہا نماز و دعا میں مشغول رہتے۔ مولانا شہید نے اپنی جماعت میں آپ کو اپنا نائب مقرر کر دیا تھا مگر آپ کو اب اسوۂ حسنہ نبوی سے ایسا ذوق حاصل ہو چکا تھا کہ آپ اپنی جماعت والوں کی آپ خدمت کیا کرتے تھے اور جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اور اپنے سر پر رکھ کر لایا کرتے اور اپنے ہاتھوں سے کھانا پکاتے اور مٹی گارے کا کام خود انجام دیتے۔ چنانچہ اسی زمانہ میں آپ کے والد ماجد نے ایک خدمتگار کو جو بچپن سے آپ کی خدمت میں رہتا تھا۔ چار سو روپے نقد و ملبوسات بیش بہا لے کر آپ کے پاس روانہ کیا۔ ملازم نے بریلی پہنچ کر سید صاحب کے قافلہ میں آپ کو دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ دریا کنارے وہ مٹی کا کام کر رہے ہیں۔ دریا کے کنارے بہت سے لوگ تعمیر مسجد و مکان قافلہ میں مصروف تھے، مولانا بھی ایک موٹا سیاہ تہبند باندھے ہوئے گارے میں لتھڑے ہوئے کام میں مشغول تھے، آپ کی صورت ایسی متغیر ہوگئی تھی کہ یہ قدیم ملازم وہاں پہنچ کر اور آپ سے ہمکلام ہو کر بھی آپ کو نہ پہچان سکا۔ بلکہ مولوی ولایت علی صاحب کے خود اقرار کرنے پر اس کو تمسخر پر محمول کیا اور سخت ناراض ہوا آخرش آپ نے فرمایا اچھا پھر جا کر قافلہ میں تلاش کرو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب وہ قافلہ میں واپس آیا تو لوگوں نے اس کو یقین دلایا کہ مولوی ولایت علی عظیم آبادی وہی شخص ہیں جن سے تم دریا کنارے بات کر آئے ہو، تب وہ دوبارہ آپ کے پاس آکر اپنی جسارت پر نادم و پشیمان ہوا اور آپ سے معافی چاہی، آپ نے اس کو گلے سے لگالیا اور بہت اخلاق و تواضع سے پیش آئے۔ اس ملازم نے نقود و ملبوسات پیش کر کے اُن کے استعمال کی آرزو ظاہر کی اور آپ کی کیفیت دیکھ کر زار زار رونے لگا مگر آپ نے اسی روز رات آتے ہی نقود و ملبوسات جیسے بندھے ہوئے آئے تھے۔ سیّد صاحب کے حضور میں رکھ کر خاموش چلے آئے۔ آخر کش ملازم چند روز دن تک آپ کو اسی حالت میں دیکھ کر آپ سے رخصت ہوا اور واپس آکر آپ کے بزرگوں سے ساری کیفیت بیان کی۔ اس کیفیت کو سُن کر آپ کے والد ماجد اپنے فرزند خرد مولوی فرحت حسین کے ہمراہ بریلی پہنچے اور سیّد صاحب کی صحبت بیش بہا سے فیضیاب ہوتے رہے (آپ کو اور آپ کے صاحبزادوں کو سیّد صاحب سے شرف بیعت وطن ہی میں حاصل ہو چکی تھی)۔

ترغیب اقربا۔ جب سیّد صاحب نے ارادہ حج بیت اللہ کا ظاہر فرمایا تو مولانا نے مقام لکھنؤ سے برائے بیعت آپ کے مناقب اور بزرگی اپنے والد بزرگوار اور عزیزوں کو لکھ بھیجا اور تاکید کی کہ آپ سب لوگ اس بابرکت شخص سے بیعت حاصل کرلیں۔ چنانچہ جب سیّد صاحب بارادہ حج پٹنہ رونق افروز ہوئے تو آپ کے والد ماجد جناب شاہ محمد حسین صاحب جناب سیّد صاحب سے ملاقی ہوئے لیکن بوجہ سیّد صاحب کے پٹنہ سے جلد تشریف لے جانے کے یہ لوگ بیعت سے مشرف نہ ہو سکے۔ مولوی ولایت علی صاحب اپنے خاندان کی بیعت سے محرومی سُن کر غایت ملول ہوئے اور جب مولانا لکھنؤ سے مکان تشریف لائے تو سیّد صاحب کی ساری کیفیت اور کرامات جو لکھنؤ میں آپ نے خود مشاہدہ کی تھی، لوگوں سے بیان کی۔ عرصہ کے بعد جب سیّد صاحب حج سے واپسی میں دوبارہ پٹنہ رونق افروز ہوئے تو مولوی ولایت علی صاحب اور شاہ محمد حسین صاحب شہر مونگیر تک آپ کی پیشوائی کو تشریف لیگئے اور مولوی ولایت علی صاحب نے سیّد صاحب کی مع سالے قافلہ کے اپنے گھر پر دعوت دی اور اپنے خاندان کے مرد و زن اور بچوں کو آپ کے ہاتھ پر بیعت کرادی اور دوسرے روز شاہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد حسین صاحب نے اسی طرح دعوت دے کر اپنے خویش و اقارب کی بیعت آپ سے کرادی اور سید صاحب نے شاہ صاحب کو خلافت عطا کر کے بیعت لینے کی اجازت دی تیسرے روز مولوی الٰہی بخش صاحب نے اپنے صاحبزادے مولوی احمد اللہ صاحب کے تقریب عقد نکاح میں آپ کے سارے قافلہ کی دعوت دی اور آپ کا وعظ کرایا اور آپ ہی سے خطبۂ نکاح بھی پڑھایا اور آپ کے صاحبزادہ ولی اللہ نے جو مولوی احمد اللہ صاحب سے چھوٹے تھے، سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب سید صاحب پٹنہ سے اپنے وطن کو روانہ ہوئے تو مولانا ولایت علی، مولوی عنایت علی اور مولوی طالب علیہم الرحمۃ تینوں حقیقی بھائی اور مولوی باقر علی چچا زاد بھائی یہ چاروں ہمرکاب سید صاحب کے ہوئے اور دنیائے ناپائدار اور اس کے عیش و عشرت پر لات مار گئے اور تھوڑے عرصہ بعد میر عثمان علی بن قاضی رجب علی ساکن گھوڑی گھاٹ پرگنہ کندہ ضلع ہزاری باغ جن کی شادی مسماۃ امتن خواہر عماقی مولوی ولایت علی صاحب سے ہوئی تھی اور مولوی قمر الدین صاحب بن شیخ رکن الدین حسین صاحب منگلپورہ سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

ابتدا وعظ — جب سید صاحب حج کو تشریف لے گئے تو جناب مولانا وطن واپس آکر واندر عشیرتک الاقربین کے تعمیل اور اصلاح مسلمین میں مصروف رہے۔ اور جماعت جمعہ کی پابندی قائم کی۔ آپ ہی کے نصائح اور ترغیب کا نتیجہ تھا کہ آپ کا خاندان اور انبوہ کثیر بیک دل گرویدہ سید صاحب ہو گیا۔

سفارت — جب رنجیت سنگھ سے جہاد اور مقابلہ کی غرض سے سید صاحب ملک خراساں کو روانہ ہوئے تو مولوی فتح علی صاحب کو بوجہ کبر سنی اور مولوی فرحت حسین صاحب کو بوجہ صغر سنی خلافت اور اجازت بیعت عطا کر کے پٹنہ واپس کر دیا اور یاغستان پہنچ کر سید صاحب نے ہر ایک نواب و خوانین کے پاس اپنے سفیر مع مراسلات و ہدایت آیات کے روانہ کئے۔ منجملہ ان کے مولانا ولایت علی صاحب کو شاہ زمان والی کابل اور اس کے وزیر دوست محمد خاں کے پاس مع مراسلات کے بھیجا۔ شاہ زمان اور جملہ امرا کابل نہایت تعظیم و توقیر کے ساتھ پیش آئے اور شاہی مکان میں جناب کو اتارا۔ آپ وہاں تقریباً ڈیڑھ ماہ رہ کر روزانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعظ و نصیحت توحید و اتباع سنت اور تحریص علی الجہاد کرتے رہے۔ اور مسلمان رعایائے پنجاب پر جو جور و ظلم سکھوں کے ہو رہے تھے، ان کی وضاحت کر کے حمیت و غیرت اسلامی دلایا۔ ایک روز اثنا وعظ میں روشرک پر ایک برجستہ فارسی نظم پڑھا جس کا پہلا شعر یہ ہے۔ ؎

فرمودہ رسول آشکارا　　من نیز برادرم شمارا

(یہ نظم رسالہ ہدایۃ التوحید کے اخیر میں طبع ہو چکی ہے) اور آپ کامیاب واپس آئے۔

خلافت — سید صاحب نے ترویج دین حق کے خیال سے مولوی سید محمد علی صاحب رامپوری اور مولوی ولایت علی صاحب کا انتخاب فرمایا اور ان دونوں بزرگوں کو خلافت دے کر جنوب ہند کے ہدایت کے لئے مامور کیا۔ اگرچہ ان دونوں بزرگوں نے بہت معذرت پیش کی اور اس خدمت سے معافی چاہی مگر سید صاحب نے منظور نہیں فرمایا، بلکہ مولانا ولایت علی صاحب کو یہ بھی فرمایا کہ مولانا ہم آپ کو تخم کر کے اٹھاتے ہیں (معنی یہ تھے کہ آخر اسی تخم سے بہت سے پودے پیدا ہو کر یہ باغ ہرا بھرا رہے گا) ناچار یہ دونوں بزرگ چشم گریاں و دل بریاں بجا آوری حکم مرشد کو فرض اور ضروری جان کر ہندوستان کو واپس آئے اور یہاں پہنچ کر ان دونوں بزرگوں نے باہم مشاورت کر کے مولوی محمد علی صاحب مدراس روانہ ہوئے اور مولانا ولایت علی صاحب بمبئی اور حیدرآباد دکن کی طرف رہ گیر ہوئے جب حیدرآباد کے ہر گلی کوچہ میں آپ کے وعظ کا شہرہ ہوا تو نواب مبارز الدولہ برادر حقیقی نواب ناصر الدولہ والی حیدرآباد نے چند عالموں کو دریافت حقیقت کے لئے آپ کے پاس روانہ کیا۔ مگر ان لوگوں نے جناب سے اپنے سوالات کے جواب باصواب پا کر آپ سے شرف بیعت حاصل کر لی۔ اور نواب صاحب سے جا کر کل کیفیت بیان کی۔ نواب صاحب نے دوسرے روز دربار کے دو نہایت معزز اور علم میں مفضل عالموں کو یعنی مولوی زین العابدین اور مولوی محمد عباس صاحبان کو آپ کے خدمت میں روانہ کیا۔ ان حضرات پر بھی حقیقت منکشف ہو گئی اور بیعت سے مشرف ہوئے اور نواب صاحب سے آپ کی حالت اور اثر وعظ کو بیان کیا۔ تب نواب صاحب نے نہایت اشتیاق کے ساتھ آپ کو مدعو کر کے خود اپنی تشفی کی اور بعد وعظ آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ مولانا نے ان کو ترک محرمات اور پابندی شریعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تاکید فرمائی۔ مولانا کے وعظ و پند اور صحبتوں کا یہ اثر ہوا کہ نواب صاحب قوانین شرعیہ کے پابند ہو گئے اور چار سے زیادہ بیبیوں کو طلاق دے کر اپنے مصاحبوں سے ان کا عقد کرا دئے۔ مولانا ایک عرصہ تک اس اطراف میں توحید و سنت کی ترغیب دیتے رہے اور لاکھوں آدمی آپ کے وعظ سے توحید و سنت کے پابند ہوئے مگر بعض زود پسندوں نے مبارز الدولہ کو اپنے بھائی کے خلاف میں ابھارا۔ مولانا اس خبر سے سخت رنجیدہ ہوئے اور بدانديشوں کو بہت منع کیا مگر جب مولانا دل برخاستہ وہاں سے روانہ ہو گئے تو لوگوں نے آپ کے نصیحت سے اعراض کیا اور اس سازش نے کچھ عرصہ بعد زور پکڑی اور طشت از بام ہو گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مبارز الدولہ نظر بند کر دیئے گئے اور دیگر حضرات جلا وطن کر دیئے گئے۔ ابھی مولانا دکن کے دورہ سیر میں تھے کہ معرکہ بالاکوٹ میں سید صاحب کے شہید ہونے کی خبر گوش زد ہوئی اور اسی عرصہ میں آپ کے والد ماجد کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس لئے جبلپور۔ برہان پور۔ نرسنگ پور اور سیونی چھپارہ وغیرہ کا دورہ سیر کرتے ہوئے وطن عظیم آباد کو مراجعت فرمایا۔

قیام وطن اور نظم تبلیغ۔ سید صاحب کی خبر شہادت سے دفعتاً بار عظیم آپ پر پڑ گیا۔ کیونکہ جناب سید صاحب کے خلفاء عظام سے ہند میں صرف آپ کا اور مولوی سید محمد علیؒ رامپوری کا وجود مغتنم باقی رہ گیا تھا۔ تمام اقطاع ہند میں انتشار اور پژمردگی چھا گئی تھی۔ جناب مولوی محمد علیؒ اس وقت اہل مدراس کے ہدایات و ارشاد میں مصروف تھے۔ آپ نے وطن پہنچ کر سید صاحب کے مسلک اور ہدایات کے مطابق کار ہائے تبلیغ و تعلیم شروع فرمایا اور لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی۔ شاہ محمد حسین صاحب کو جامع مسجد نمونیہ کا امام اور پھلواری۔ مظفر پور۔ ترہت اور اطراف پٹنہ کے تلقین ہدایت کے لئے متعین کیا۔ مولوی عنایت علیؒ کو ارشاد و ہدایات اہل بنگال کے لئے روانہ کیا۔ مولوی زین العابدین اور مولوی محمد عباس حیدر آبادی کو خلعت خلافت عطا فرما کر دکنیہ اور صوبہ الہ آباد وغیرہ کے طرف بغرض تبلیغ انام بھیجا۔ شہر پٹنہ میں نواب فخر الدولہ کی مسجد میں دوسرا جمعہ قائم کیا جہاں ہر جمعہ کو جناب کا وعظ ہوتا اور جناب کے بعد آپ کے خلیفہ حکیم مولوی ارادت حسین صاحب وہاں نماز جمعہ پڑھایا کئے۔ آپ کے پٹنہ کے دو برس کے قیام میں ہزارہا خلقت نے فیض و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدایات حاصل کی۔ مذکورالصدر بزرگوں کے علاوہ دیگر حضرات کو بھی سلیقہ ہدایت تعلیم فرما کر قریے اور قصبات کے لوگوں کے ہدایات کے لئے آپ روانہ فرماتے۔ آپ کی اشاعت دین میں انتھک کوشش غرب و شرق۔ شمال و جنوب کل کو محیط تھی۔ مجمع اور میلوں (مثلاً بہار کا چراغاں) میں بھی بغرض تبلیغ و پند پہنچتے اور نوربافوں کو کرگہ میں جاکر اور کسانوں کو ان کے کھیتوں پر پہنچ کر اللہ کی اطاعت و بندگی کی ترغیب دیتے اور ان کی بدزبانیوں اور غصّوں کو شربت کی طرح نوش کر جاتے۔ آپ اپنے دورہ سیر میں قریہ بقریہ فروکش ہوتے جاتے اور اللہ کی باتیں پہنچاتے جاتے اس لئے اپنے مخصوص مقامات تک پہنچنے میں مہینوں اور برسوں کی آپ کو دیر لگتی۔ دینیات کی تعلیم کے لئے مکان پر بعد نماز ظہر تا نماز عصر قرآن و حدیث کا درس دیتے۔ مولوی عبداللہ آپ کے خلف اکبر قاری ہوتے۔ دوسرے علماء ایک تفسیر ہاتھ میں لے بیٹھتے۔ علماء کے علاوہ مریدوں کی بڑی بھاری صف ہوتی۔ قرآن مجید اور بلوغ المرام کا لفظی ترجمہ مردوں، عورتوں اور بچوں کو پڑھواتے تاکہ لوگ اللہ کی مرضی اور غیر مرضی (امر و نہی) سے آگاہ ہو جائیں۔ اَن پڑھ بھی نمازوں میں اپنے پڑھنے کی سورتوں اور دعاؤں کے معانی اور مطالب سے خوب آگاہ ہوتے (عام واقفیت کے لئے سوائے ترجمہ کے دوسری سبیل نہیں) جناب نے شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نبیرۂ مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ دہلوی کی خدمت میں ترجمہ قرآن از شاہ عبدالقادر صاحبؒ اور رسائل مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کے ارسال کی درخواست کی۔ اور جناب شاہ صاحبؒ کے ارسال فرمانے پر پہلے مطبع حسینی لکھنؤ میں ان کے طبع کرانے کی سعی فرمایا۔ بعد انکار صاحب مطبع آپ نے زمانہ دورہ سیر بنگال کے اس خدمت طبع کو اپنے خلیفہ مولوی بدیع الزماں صاحب بردوانی کے حوالہ فرمایا۔ چنانچہ مولوی صاحب نے ایک ٹائپ پریس قیمتی دس ہزار خرید کر کے بکرات مرات تعمیل ارشاد کیا۔ پھر تو دیگر مطابع ہند نے بھی بغرض تحصیل زر و مال کتب دینی کے طبع کی طرف توجہ کی۔ آپ نے جہاں تہاں بھی ضرورت دیکھی یا لوگوں نے مسائل دریافت کئے محض تفہیم کی غرض سے مختصر اور عام فہم رسائل قلمبند فرما کر لوگوں کے حوالہ کئے۔ ایسے رسائل کی تعداد سو سے کم نہ ہوگی مگر اس وقت صرف چند دستیاب ہو سکیں جو مجموعہ رسائل تسعہ میں شامل ہو سکیں۔ قریہ بقریہ جماعت اور امامت اور واعظین بھی مقرر کئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلک اور ایثار:۔ آپ نے تزکیہ نفس اور جلاء قلب کی غرض سے مراقبہ اور اشغال صوفیہ نقشبندیہ کے بعض مشاغل بعد ترمیم غیر مشروع و فواضل جاری رکھتے تھے تاہم ان کے شرط لزوم کو بدعت تصور فرماتے مگر جناب کی صحبت کیمیا اثر اور تربیت مخصوصہ در اصل تزکیہ کی روح رواں تھیں۔ بعد نماز صبح خود لوگوں کو توجہ دیتے۔ اور نو آموزوں کو مولوی فیاض علی و مولوی یحییٰ علی اور مولوی اکبر علی علیہم الرحمۃ قواعد آداب نشست مراقبہ و مواقع لطائف اور ان پر دھیان کرنا تعلیم کرتے خصوصاً مولانا یحییٰ علی سے وعظ و درس قرآن اپنے سامنے دلاتے۔ آنحضرت نے اور مولوی احمد اللہ صاحب نے مولانا کے وطن پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد ہی ۱۲۵۶ھ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھیں۔

آپ کی ترغیب تحصیل قرآن و احادیث اور وعظ و نصائح سے ملک ہندوستان میں عمل بالحدیث کا چرچہ ہوا اور تقلید و تعصب کی بنا کمزور و مضمحل ہونے لگی۔ کیونکہ قرآن و حدیث کی محبت اور ان کی ترویج نے حق کو روشن کر دیا جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ آپ اور آپ کے مریدان مسائل حنفیہ پر جب تک وہ کسی حدیث صریح غیر منسوخ کے مخالف نہ ہوتے عمل کرتے، کیونکہ سالے عمل کا خلاصہ اللہ کی خوشنودی کا ڈھونڈھنا ہے نہ کہ اختلاف پیدا کرنا۔ اگر یہ غرض پیش نظر رہے تو یہ اختلاف خود خشک اور ڈھیلی پڑ جائے۔ اللہ کے بندوں اس کے اولیاء اور اس کے خدمتگذار ائمہ کی دل میں آپ محبت اور احترام رکھتے۔

آپ کی رہائش ایسی سادہ تھی اور نفس پر اس قدر قابو تھا کہ ان کی نظیر اصحاب رسول اللہ یا تابعین میں ملتی ہیں۔ آپ کے پاس بیٹھنے سے دل دنیا سے سرد ہو جاتا اور دین کا جوش تہ دل سے اٹھتا۔ ایک مرتبہ کسی رئیس کے یہاں تقریب میں مولانا بھی مدعو تھے۔ وہاں فانوس و قندیل ایک شمع سے روشن کئے جا رہے تھے۔ قندیلوں کے روشن کرنے کے بعد وہ شمع گل کر دی گئی۔ اس کیفیت سے آپ کے دل میں یہ خیال گذرا کہ مجھ سے ہزاروں کو روشنی ایمان ملی ہے۔ مگر معلوم نہیں خود میرا اس شمع کا سا تو حال نہیں ہے، آپ زار زار دیر تک روتے رہے۔ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حاضرین کی کیا کیفیت ہوئی ہوگی۔ رباعی

شخصے فتیلہ کشت چراغ بریں فروز		مرہوش شد ز دیدن آں شمع دیں فروز	

۵ صراط مستقیم مصنفہ مولانا اسمٰعیل شہید مطالعہ کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوں آں فتیلہ بعد برا فروختن بمرد	لرزید ازیں تن مہ نورجبیں فروز

آپکے چہرۂ مبارک سے غربت و مسکینی۔ خضوع و خشوع صاف نمایاں تھی اور روئے مبارک سے حزن و ملال اور فکر ہمہ وقت مترادش ہوتا۔ رات کو اکثر زیر سما۔ کھڑے ہو کر ہاتھ کو بلند کر کے دعا کرتے اور کبھی دن کو دوپہر کے وقت بھی اسی کیفیت سے دعا کرتے۔ آپ کا لباس اکثر موٹا اور کھانا بھدا ہوا کرتا۔ غذا بھی موٹی۔ باسی۔ ہر طرح کی مساکین کے ساتھ نوش فرماتے اور انہیں کے ساتھ زندگی بسر کرتے۔ اور آپ کے گھر والے بھی ویسے ہی سادہ زندگی گزارتے۔ اور اپنی کل آمدنی بیت المال میں داخل فرماتے اور جو کچھ ہدیے آپ کو ملتے ان کو جماعت مساکین اور مولفۃ القلوب پر صرف کرتے۔

تربیت۔ لوگوں کو دنیا سے بے رغبتی اور انکساری کی تعلیم دیتے اور نفس پر قابو حاصل کرنے اور امتیاز نفس کے دور کرنے کے لئے مختلف عنوان سے ان سے عمداً انکساری کراتے تاکہ شریفوں سے فخر انساب، عالموں سے امتیاز، عابدوں[1] سے اپنی عبادت پر بھول اور بھروسہ، دولتمندوں سے کبر و نخوت، محدثوں سے شدت دور ہو اور ان میں بغیر حصہ نفس کے حق کی تلاش و جستجو ہو وہ مسکینوں اور نیچوں سے محبت کریں ناخواندوں کے عمل کی قدر کریں اور فاسق و فاجر کے اعمال بد سے ان کے دل میں ٹیس اٹھے اور انہیں ہم آغوش کر کے ان کے طہارت کے لئے سعی کریں۔ مساکین جو عباد اللہ ہیں ان کے پھٹے پرانے کپڑے ان کی موٹی غذائیں اور ان کے ٹوٹے پھوٹے جھونپڑے ان کے دل میں شکر و احسان پیدا کریں اور فروعی مسائل میں مخالفت (جو شقاق و نفاق پیدا کر کے تباہی و بربادی لاتی ہے) کے عوض رواداری پیدا ہو۔ جماعت مساکین بوفاقلہ کے نام سے مشہور تھی۔ اس کے اپنے مکان پر رکھنے میں ایک مصلحت تربیت مریدان و اصحاب بھی مضمر تھی۔ ہر کام میں خود پیش پیش ہوتے اور ہر موقع کے لحاظ سے ملفوظات طیبہ فرماتے جو بجلی کی طرح لوگوں کے دلوں میں تیر جاتے۔ آپ لوگوں کو دعا و عبادت خصوصاً تہجد کی ترغیب دیتے۔

صحبت یافتہ۔ آپ کے صحبت یافتوں میں دعا اور تہجد کی غایت پابندی تھی اور ان کی دعاؤں اور ملفوظات میں عجیب حلاوت و اثر تھے کہ علماء و مشائخ بھی سن کر متحیر ہوتے۔ آپ کے صحبت و تعلیم یافتہ نہایت پختہ و فیع تھے کہ ان کے دیکھنے سے اللہ یاد آئے۔ اور وہ ہر اپنے اعمال

[1] عابد بے نماز و روزہ مغرور۔ شرک و کفر ش گرفت پارا ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا جائزہ لیا کرتے اور ٹھوکروں سے متنبہ ہوتے جناب کی تربیت صاحب ایمان کو راہ حق میں سرفروشی کیلئے بیتاب و سرشار کر دیتی اور پھر ابتغاء مرضات اللہ کیلئے وہ اپنی جان و مال کو نذر دخت کر دیتا۔

مناظرہ سید صاحبؒ کی بیعت و صحبت نے آپ کے رنگ کچھ ایسا متغیر کر دیا تھا کہ اب آپ میں عالمانہ انداز باقی نہیں رہا تھا۔ شاعری کی حالت یہ رہ گئی تھی کہ کبھی ارشاد و وعظ میں جذبات ابھر آتے اور کچھ برجستہ فرما دیتے کجا منطق و فلسفہ اور کجا ذوق مناظرہ۔ اس ملت حقہ کی روز افزوں ترقی اور اشاعت قرآن و احادیث دیکھ کر کوتاہ بین لوگوں نے مولوی محمد فصیح صاحب غازیپوری کو دو ہزار انعام کے وعدہ پر علماء حق سے مناظرہ کرنے کے لئے مدعو کیا۔ مناظرہ کے دن مولوی ولایت علی صاحب نے مولوی محمد فصیح کی مع ان کے ہمراہیوں کے دعوت کی۔ بہت سے علماء اور فضلاء اور خاص و عام جمع ہوئے مگر مولاناؒ نے مولوی محمد فصیح صاحب کو علیحدہ کمرے میں لے جا کر بحاضری چند اشخاص ان سے فرمایا کہ میں حنفی المذہب ہوں اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث صریح غیر منسوخ کو دیکھ کر کسی مسئلہ فقہی کے خلاف عمل کرے تو وہ مذہب حنفی سے خارج نہیں ہوتا بخوائے قول امام علیہ الرحمۃ اترکوا قولی بخبر الرسول (میرے قول کو حدیث رسول اللہ صلعم کے مقابلہ میں ترک کر دو) یہ کلیہ مناظر صاحب کے فہم عالی میں آگیا اور انہوں نے حق کی طرفداری کرتے ہوئے مجمع عام میں بآواز بلند فرمایا کہ یہ جماعت حق پر ہے احادیث الرسول پر عامل ہونے سے کوئی شخص حنفیت سے خارج نہیں ہوتا۔ ہمارا اور ان کا مسلک ایک ہے۔ اس روز جلسہ برخواست ہو گیا۔ مگر جب مناظر صاحب اپنے قیام گاہ محلہ دیکھڑہ واپس گئے تو ان کے مریدوں اور جن لوگوں نے ان کو دعوت دی تھی سخت خجل اور شرمندہ کیا اور آپ کو دوبارہ بر سر عام بحث کرنے پر مجبور کیا اور چند دیگر علماء خصوصاً مولوی واعظ الحق صاحب کو ان کی تائید کے لئے مقرر کیا۔ چنانچہ مولوی محمد فصیح صاحب مع معاونین بحث کے لئے مولوی الٰہی بخش صاحب کے مکان پر تشریف لائے۔ مولانا ولایت علی صاحب نے بحث کے لئے مولوی فیاض علی صاحب کو اور ان کی اعانت کے لئے مولوی حکیم ارادت حسین صاحب کو بھیجا۔ حکیم صاحب کتابیں کھول کھول کر مقامات مبحوث عنہ دکھاتے جاتے۔ اس مرتبہ

؎ مجلس عام میں گفتگو ہوتے سے انسان حق کے قبول کرنے سے شرم کرتا ہے اور امر اور پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی مولوی محمد فصیح صاحب نے اعتراف حق کیا مگر اس بار ضرورتاً مباحث بالا اختصار قلمبند کر کے مناظر مولوی محمد فصیح صاحب غازی پوری سے اقرار و تحفظی کرالئے گئے جن کا خلاصہ یہ تھا پابند مذہب حنفی اگر بوجہ ترجیح بالدلیل کسی حدیث صحیح غیر منسوخ پر مثل رفع یدین۔ آمین بالجہر وغیرہ کے عمل کرے تو وہ اپنے امام کے اتباع سے خارج نہیں ہوتا۔ مولانا نے اس مناظرہ میں پہلے اعتراض کر کے صرف تفہیم سے کام لیا، مگر جب کو رچشموں نے اس کے لئے آپ کو مجبور کیا، تو اس کام کو آپ نے خلفاء کے سپرد کر کے خود علیحدہ ہو گئے کیونکہ عموماً مباحثہ کا نتیجہ عناد ہوتا ہے۔ البتہ تفہیم و پند نرم کے ذریعہ حق کو گوشگذار کر دینا اُمید نیک سے عموماً خالی نہیں ہوتا۔

احیاء السنن معلوم نہیں اللہ نے آپ کی ذات بابرکت سے کتنی سنتیں جگائیں، مگر زمانہ کی تشدد کے لحاظ سے اور صرف وہ جن کے گھر پر پڑنے کا موقع ملا قلمبند کی جاتی ہیں۔

مولوی اکبر علی صاحب کی سعی بلیغ سے مولوی الٰہی بخش صاحب بھی مولانا کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے۔ آپ نے خیال لومۃ لائم کو پس پشت ڈال کر اپنی صبیہ جمیلۃ النساء بیوہ کا نکاح ثانی مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے کر دیا۔ اس صوبہ بہار و بنگال میں یہ پہلا نکاح ثانی تھا۔ اس لئے اس کا خوب شور و غل مچا۔ اس کے بعد مولانا رحمہ نے اس سنت کی خوب ترویج کی۔ (۲) اس کے کچھ عرصہ بعد مولوی اکبر علی صاحب فرزند اصغر مولوی الٰہی بخش صاحب نے ہیضہ میں انتقال کیا۔ ان کی بیوہ اہلیہ (بنت شاہ محمد حسین صاحب) کا بعد انقضاء ایام عدت مولوی عنایت علی صاحب سے جو اس وقت ملک بنگال میں تھے۔ خود مولانا رحمہ نے نیابتاً ایجاب و قبول کر کے عقد ثانی کر دیا۔ جیسا کہ نجاشی بادشاہ حبش نے حضرت ام المومنین ام حبیبہ بنت ابو سفیان کا نکاح ساتھ جناب رسول اللہ صلعم کر کے مدینہ منورہ بھیجا تھا۔ اسی طرح مولانا نے بھی بعد نکاح اس بزرگ نیک بی بی کو مولوی عنایت علی صاحب کے پاس بنگال بھیجا دیا۔ مولانا نے اسی تقریب سعید میں اپنے تمام اہل برادری و جملہ مریدان کو دعوت دیکر اس سنت مرحومہ کی ترغیب دی (۳) ایک شخص عبدالغنی نکمہ سوی جو زمرۂ مساکین میں سے تھے ان کا عقد ایک بیوہ عورت سے تعلیم قرآن مہر قرار دے کر کر دیا۔ یہاں کے شریفوں میں زوجہ ادنیٰ کے رہتے ہوئے برابر کی جوڑ میں دوسرا عقد کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا یعنی تعدد ازدواج بنظر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کراہیت دیکھی جاتی تھی۔ اس لئے آپ نے مسماۃ رشیدن بنت حکیم احمد علی از محل اولی کا عقد مولوی فرحت حسین غفراللہ لہٗ سے بوجودگی ان کی زوجہ اولی کے کردیا اور اسی طرح حکیم صاحب کی دوسری لڑکی از محل ثانی کا عقد حکیم ارادت حسین صاحب سے بوجودگی زوجہ اولی ان کے کردیا اور ان دونوں تقریبوں میں بھی تمام برادری و مریدان کو دعوت دے کر اس سنت کی ترغیب دی۔

سبق آموز تقریبیں۔ آپ نے اپنے دو صاحبزادوں مولوی عبداللہ و ہدایت اللہ صاحبان کی اپنے چھوٹے بھائی مولوی فرحت حسین رحمی دو لڑکیوں کے ساتھ عقد اس سادگی کے ساتھ انجام دیا کہ گھر کے موجودہ کپڑے دو بھی پیوند لگے ہوئے پہنا دیا۔ کوئی نیا کپڑا دولہا دولہن کے لئے تیار نہیں کرایا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی پیاری بیٹی سیدۃ النساء فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تقریب نکاح کیا تھا۔ آپ نے اس سنت کو بھی تقریباً پانچ ہزار کے مجمع میں ادا کیا اور ایک وسیع پیمانہ پر غایت سادگی کے ساتھ دعوت ولیمہ انجام دیا۔

وعظ یہاں پر آپ کے اُن سلسلہ وعظ کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا قیام وطن میں معمول تھا آپ ہر ہفتہ شب سہ شنبہ کو بعد نماز مغرب اپنے مکان میں وعظ فرماتے۔ کمرہ میں ایک جانب پانچ چھ سو عورتیں جمع ہوتیں اور دوسرے جانب پانچ چھ ہزار مرد ہوتے، جن میں علماء و فضلاء شامل رہتے۔ آپ کا وعظ عجب پُرتاثیر ہوتا کہ لوگوں کا حال دگرگوں ہو جاتا۔ مثلاً قیامت کا بیان ہوتا تو اس کی تصویر سامعین کے آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتی۔ نواب سید صدیق حسن صاحب ابقار المنن میں آپ کی تشریف آوری اور وعظ کا یوں تذکرہ کرتے ہیں کہ جب مولوی ولایت علی قنوج میں تشریف لائے تو میرے مکان پر آئے اور اپنے اہل بیت کو میری والدہ مرحومہ کی ملاقات کے واسطے بھیجا۔ جامع مسجد قنوج میں چند جمعہ تک آپ نے وعظ کہا اور مجھ سے کہتے گئے کہ تم کتاب بلوغ المرام ضرور پڑھنا۔ میں اس وقت بارہ تیرہ برس کا ہوں گا۔ اسی کہنے کا نتیجہ مدت دراز کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ میں نے بلوغ المرام کی شرح فتح العلام لکھی۔ میں نے جو اثر سریع مولوی ولایت علی صاحب کے وعظ میں پایا کسی کے وعظ میں دیکھا نہ سنا۔"

رمضان اور تراویح۔ نماز تراویح اول دو عشروں تک اول شب میں مسجد میں ہوتی اور عشرۂ اخیر کے اخیر شب میں آپ کے مکان کے ایک کمرہ میں ہوتی۔ ایک طرف مرد اور دوسری طرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتیں جمع ہوتیں رمضان کی دعا اور تراویح کی شرکت کے واسطے صدہا مرد و عورت دور دراز دیہات سے آتے اور پورے ماہ رمضان یہاں قیام کرتے اور ان کا دو وقتہ کھانا یہیں سے انعام پاتا اور تمام رمضان بوقت افطار باواز بلند دیر تک دعا ہوتی۔

دورہ و سیر بغرض تبلیغ ۔ پٹنہ میں دو برس قیام کے بعد خود لوگوں کی ہدایت کے لئے آپ نے عزم سفر بنگال کیا اور دوران سفر میں قصبات و قریے میں بغرض ہدایت نزول و اقامت فرماتے ہوئے کلکتہ پہنچے اور مولوی بدیع الزماں صاحب بردوانی کو اپنی خلافت عطا کر کے مصری گنج کی مسجد کا امام مقرر کیا اور وہاں سے چل کر دیگر اطراف بنگال میں کچھ عرصہ تک خلق اللہ کے ہدایت میں مشغول رہے۔ اس دور سفر میں جب آپ سورج گڈیہ میں فروکش ہوئے تھے مولانا سید نذیر حسن صاحب دہلوی آپ کے پند و نصائح سے متاثر ہو کر عاشق حصول علم دینی ہوئے اور جناب شاہ محمد حسین صاحب نبیرہ کی خدمت میں کانپور۔ مشکوٰۃ اور ترجمہ قرآن پڑھنے کے بعد الہ آباد ہوتے ہوئے مولانا شاہ اسحٰق صاحب کی خدمت میں دہلی پہنچے۔ پھر مولانا بغرض سفر حج مع اہل و عیال بنگال سے شہر کلکتہ پہنچے اور جہاز پر سوار ہو کر اشارہ راہ میں لوگوں کے ہدایت کے لئے نزول فرماتے ہوئے بمبئی پہنچے اور وہاں دو ماہ تک ارشاد و ہدایت میں مشغول رہ کر مولوی عنایت علی صاحب کو وہاں کی خلافت عنایت کر کے جہاز پر بسوئے مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ اور حسب دستور جہاں جہاں جہاز قیام کرتا اتر کر لوگوں کی ہدایت میں مصروف ہو جاتے چنانچہ ہزارہا عرب آپ کے بیعت سے مشرف ہوئے۔ مکہ معظمہ پہنچکر آپ نے عبداللہ سراج محدث سے سند حدیث حاصل کی۔ عبداللہ سراج فرماتے تھے کہ مولانا نے حدیث کے لفظوں کی سند مجھ سے لی اور معانی کی سند میں نے مولانا سے حاصل کی۔ بعد از حج آپ ملک یمن۔ نجد۔ اسیر۔ مسقط۔ حضرموت، بخارا حدیدہ میں دورہ سیر کرتے رہے۔ اور قاضی علی شوکانی سے بھی جن کی ولادت ۱۱۷۳ھ اور وفات ۱۲۵۵ھ میں واقع ہے۔ سند حدیث حاصل کی اور ان کی چند تصنیفات درۃ البہیہ وغیرہ ان سے لیں اور ملک عرب سے بسواری جہاز مراجعت کر کے کلکتہ پہنچے اور پھر بنگال کے دورہ و سیر کرتے ہوئے اور اپنے منجھلے بھائی مولوی عنایت علی کو وہاں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ہمراہ لے کر عظیم آباد پہنچے۔

سرحدی زندگی ۔ مولانا کے وطن پہنچنے کے بعد سید ضامن شاہ نے مقام بالاکوٹ سے آپ کے پاس لکھا کہ ان دنوں گلاب سنگھ والی کشمیر انہیں سخت پریشان کر رہا ہے۔ آپ خود بوجہ مقامی ضرورتوں کے اس وقت تشریف نہیں لے جا سکے اور ملک بنگال و صوبہ بہار کے لوگوں کی ہدایت میں مصروف رہے۔ اس لئے آپ نے مولوی عنایت علی صاحب کو اس مہم پر بالاکوٹ روانہ کیا اور دو سال بعد آپ بمعیت مولوی نیاض علی۔ مولوی یحییٰ علی و مولوی اکبر علی وصاحبزادہ کلاں مولوی عبداللہ بارادۂ تائید و نصرت ضامن شاہ بالاکوٹ کی طرف روانہ ہوئے، اور اپنے چھوٹے بھائی مولوی فرحت حسین کو یہاں پٹنہ میں اپنا جانشین مقرر کر گئے اور اپنے سب عیال و اطفال کو یہیں چھوڑ گئے۔ مقام بالاکوٹ پہنچ کر معلوم ہوا کہ اب تک مولوی عنایت علی صاحب کارزار میں مصروف ہیں۔ غرض مولانا کے وہاں پہنچتے ہی کل کارخانہ مولوی عنایت علی صاحب نے آپ کے سپرد کر دیا اور جملہ مجاہدین نے مولانا کے ہاتھ پر بیعت امارت کر لی۔ غرض آپ بھی ڈیڑھ دو برس تک گلاب سنگھ سے مقابلہ میں مصروف رہے۔ اور گلاب سنگھ کا اکثر ملک مجاہدین کے قبضہ میں آ گیا۔ اگرچہ اس کو شکست ہوتی رہی۔ تاہم شروط مصالحت جو مولانا پیش فرماتے تھے، اپنے تعصب و کوتاہ بینی اور غداری کی بنا پر تسلیم کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ کہ گورنمنٹ برطانیہ کا اقتدار و تسلط نہایت سرعت کے ساتھ پنجاب میں ہو رہا ہے۔ چنانچہ جب پنجاب گورنمنٹ برطانیہ کے تصرف میں آ گیا تو سرکار انگریزی سے اعانت کا خواہاں ہوا۔ گورنمنٹ ہند نے مولانا کے پاس خط لکھا کہ گلاب سنگھ گورنمنٹ ہند کا معاہد ہے اور اس کی حمایت میں آ گیا ہے۔ لہٰذا اب اس سے برسرپیکار رہنا گورنمنٹ ہند سے مقابلہ کرنا ہے، اس لئے آپ کنارہ کش ہو گئے۔ بہرکیف شروط صلح یہ تھے۔ اگر تو اسلام قبول کرے تو سالے مقبوضات مفتوحہ تجھے واپس اور تیری حمایت میں ہم لوگ حاضر ہیں۔ ورنہ کم سے کم سرکار انگریزی کے رواج کی طرح تو بھی مسلمان رعایا کو شعار اسلامی کے ادا کرنے میں آزادی دے اور ان پر ظلم کرنے سے باز آ۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واپسی اس تحریر کے تھوڑے عرصہ بعد دو افسران فوج مسٹر انگیو اور مسٹر لہرن تھوڑی فوج کے ساتھ وہاں پہنچ کر ملکیوں کو مجاہدین سے برگشتہ کر دیا اور ایک روز مقرر کر کے سارے مقبوضات مفتوحہ میں غدر کر دیا اور عمال و اہالیان پولیس نے مجاہدین کا قتل عام کر دیا۔ اور سید ضامن شاہ بھی جس کی املاک مجاہدین کی برکت و سعی سے واپس مل چکے تھے۔ بیوفا ہو گیا ناچار آپ حضرات نے ملک سوات سید اکبر شاہ کے پاس جانا چاہا۔ چونکہ راستہ میں انگریزی عملداری پڑتی تھی۔ اس لئے آپ حضرات نے افسران فوج سے راہ داری چاہی اور افسران نے انگریزی عملداری سے بامن و آمان گذرنے کی تحریری اجازت بھی بھیجدی مگر جب یہ حضرات مع مجاہدین و لشکر رولہ سرکاری عملداری میں پہنچے تو انگریزی افواج نے اس بنا پر ان کا محاصرہ کر لیا کہ ان افسران کا عہد و میثاق کرنا گورنمنٹ برطانیہ کی منظوری سے نہ تھا اور وہ تبدیل بھی کر دیئے گئے۔ آپ حضرات نے اطاعت افسران قبول کر لی اور مع مجاہدین و رولہ فوج لاہور کی طرف روانہ کر دیئے گئے۔ مگر اثنار راہ میں ایک کثیر تعداد مجاہدین کی خفیہ طور پر فرار ہو گئی اور ملک سوات پہنچ کر مع میر اولاد علی صاحب (امیر و افسر) مجاہدین کی جماعت میں مقام ستھانہ جا ملی۔ مگر آپ دونوں بھائی مع مجاہدین لشکر و توپ خانہ و سامان جنگ لاہور پہنچے۔ جان لارنس چیف کمشنر پنجاب نے دو منزل آگے جا کر آپ لوگوں کا اہتمام اور گرمجوشی کے ساتھ استقبال کیا اور فوج انگریزی کے ہمراہ لاہور لایا اور آپ کی داد شجاعت دی اور انداز اطاعت و دانشمندی کی خوب تعریف کی اور ضامن شاہ کی حرکت بے وفائی پر سخت نفرین ہوا اور آپ سے درخواست کی کہ کل اسلحہ مع توپخانہ گورنمنٹ کے ہاتھ فروخت کر کے رولہ فوج کی تنخواہ ادا کر دی جائے اور یہ درخواست کر دی جائیں اور بقیہ پانچ سو ہندی مجاہدین کے آپ دونوں بھائی وطن کو مراجعت کریں۔ آپ حضرات نے اسے بھی منظور فرمایا۔ چیف کمشنر نے ایک روز آپ حضرات کی مع مجاہدین کے گورنمنٹ کی طرف سے دوسرے روز اپنی طرف سے دعوت کی۔ تیسرے دن مولوی رجب علی صاحب میر منشی چیف کمشنر پنجاب نے آپ سب لوگوں کی دعوت کی۔ اس کے بعد اس نے گورنمنٹ کے خرچ سے باہتمام و اکرام آپ لوگوں کو مع بقیہ مجاہدین کے پٹنہ تک پہنچا دیا۔ یہ لوگ پٹنہ پہنچ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول کمشنر صاحب کی کوٹھی پر تشریف لے گئے کمشنر صاحب نے بڑے تپاک و گرمجوشی سے آپ کا خیر مقدم کیا اور اندر لے جا کر آپ سے فرمایا کہ گورنمنٹ آپ دونوں بھائیوں سے دو برس کے لئے مچلکہ دو سو روپیہ کا چاہتی ہے۔ آپ لوگوں نے حسب فرمان مچلکہ پر دستخط کر دیئے وہاں سے رخصت ہو کر مکان تشریف لائے۔ اس روز آپ کی زیارت کے لئے تمام شہر بیتاب کمشنر صاحب کی کوٹھی پر قبل سے حاضر تھا۔

عرصہ مچلکہ۔ اس دو سال کے عرصہ میں بدستور سابق وعظ و نصائح اور مراقبہ و مشاہدہ میں مصروف ہو گئے اور موجبات میں واسطے ہدایت کے دورہ و سیر کرنے لگے اور مبلغین کو مختلف اضلاع و موجبات میں روانہ فرمایا کئے۔ چنانچہ چند ماہ کے بعد مولانا عنایت علی صاحب کو پھر ملک بنگالہ روانہ کیا۔ مگر جناب کو ہندوستان میں واپسی کا نہایت رنج و ملال تھا۔ اکثر دوپہروں اور راتوں کو زیر آسمان کھڑے ہو کر اور کبھی سجدہ میں سر رکھ کر نہایت بیقراری و اضطراب کے ساتھ اس ملک سے نکلنے کی دعا کرتے رہتے۔

ہجرت۔ میعاد مچلکہ کے پورے ہونے کو چند ماہ باقی تھے کہ آپ نے اپنے دولت خانہ کو فرش و فروش، جھاڑ فانوس و دیگر اشیائے زینت سے خوب آراستہ و پیراستہ کیا اور اصطبل میں عمدہ عمدہ گھوڑے خرید کر باندھے اور عمدہ عمدہ رنگین کبوتروں سے کبوتر خانہ بسوا دیا تاکہ لوگوں کو یقین ہو جائے کہ آپ دنیا میں خوب پھنس گئے اور اب ترک آرائش اور وطن نہ کر سکیں گے، مگر میعاد پوری ہوتے ہی یک بیک اپنے چند احباب مخلصین و مولوی یحییٰ علی صاحب کو ساتھ لیکر بارادہ ہجرت ملک سوات روانہ ہو گئے۔ اسی عرصہ میں سید اکبر شاہ کا ملک سوات سے آپ کی طلبی کا خط بھی پہنچا تھا۔ اور آپ نے مولوی عنایت علی صاحب کو لکھ بھیجا تھا کہ مکان ہوتے ہوئے تم بھی یہاں چلے آؤ۔ اور مولوی عبداللہ صاحب خلف اکبر اور مولوی فیاض علی صاحب کو فرما گئے کہ ایک ہفتہ کے اندر مع کل عیال و اطفال و اسباب سفر مجھ سے موضع گدڑھانہ میں آکر ملو۔ اس پچھلے قافلہ کا تخمینہ دو اڑھائی سو کا ہوگا۔ اب مکان پر صرف پانچ مرد اور دو عورتیں رہ گئے تھے۔ راستہ میں حاجی امام علی صاحب رئیس کوٹلہ نے دعوت کی تیاری کرنی چاہی۔ آپ نے دعوت کے اہتمام سے ان کو روک کر فرمایا، آپ کے گھر میں ہلواہوں کے لئے جو ستو رہتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اسی کو لائیں۔ مجبوراً انہوں نے تعمیل ارشاد کی، اور آپ نے تمام قافلہ مع اپنے اہل و عیال کو وہی ستو کھلایا۔ جب آپ آرہ پہنچے چودھری ہدایت بشیر صاحب رئیس اعظم آرہ نے بڑی لمبی دعوت کرنی چاہی، ان کو بھی اس سے روک کر ان سے صرف چاول دال مع ایک دیگ کے طلب کیا اور اس کی کھچڑی پکوا کر تمام ساتھیوں کو سیر کر دیا۔ اور آرام سے سو رہے۔ وہاں سے چل کر غازی پور پہنچے۔ مولوی محمد فصیح صاحب نے آپ لوگوں کا گرمجوشی کے ساتھ استقبال کیا۔ قافلہ کو مسجد میں جگہ دی اور عورتوں کو اپنے زنانہ مکان میں لے گئے اور مولانا کو اپنے رہنے کے حجرے میں جگہ دی اور دونوں وقت زنانہ مکان سے کھانا لاکر خود آپ لوگوں کا ہاتھ دھلاتے اور کھانا کھلاتے اور پس خوردہ تبرکاً خود مع اہل و عیال تناول فرماتے اور بوقت رخصت آرزو ظاہر کی کہ آپ کا ۔۔ مجھ سے ملنا جایا کرے۔ یہاں سے رخصت ہو کر قریہ بقریہ شہر بہ شہر وعظ و نصیحت اور ہدایت کرتے ہوئے ڈیڑھ برس کے عرصہ بعد دہلی پہنچے۔ دہلی میں آپ نے قریب دو ماہ قیام کیا۔ جامع مسجد فتحپوری کے قریب ایک عالی شان مکان میں فروکش ہوئے، جو بوجہ شہرت اثرات جنات کے ویرانہ تھا۔ آپ کا وعظ جامع مسجد اور مختلف مقامات و اطراف دہلی میں روزانہ ہوا کرتا۔ مولوی امام علی صاحب استاد زینت محل اور مولوی مومن خاں صاحب مشہور شاعر بھی وعظ میں تشریف لاتے۔ مولوی امام علی صاحب نے آپ سے بیعت حاصل کی اور آپ کے اوصاف زینت محل اور بادشاہ سے بیان کئے۔ بادشاہ نے مولوی صاحب کے معرفت مولانا کو پیام دعوت بھیجا۔ آپ نے بہت کچھ معذرت کی۔ مگر بادشاہ کے اصرار سے مجبور ہو کر آپ نے دعوت قبول کی۔ دعوت کے روز بادشاہ نے دیوان خاص میں اجلاس فرمایا اور مولانا صرف چھ آدمیوں کے ساتھ قلعہ میں تشریف لے گئے۔ بادشاہ نے تخت سے اتر کر لب فرش تک آپ کا استقبال کیا اور معانقہ و مصافحہ کیا اور آپ کے ساتھیوں سے بھی مصافحہ کیا اور آپ کو مسند پر گاؤ تکیہ کے ایک طرف اپنے ساتھ بٹھایا۔ بعد تواضع عطر و پان کے بادشاہ نے مزاج پرسی کی اور آپ کی وجہ گزران پوچھی۔ آپ نے فرمایا کہ آپ ہی کے بزرگوں کا عطیہ ہے۔ یہ سن کر بادشاہ آبدیدہ ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعظ شروع فرمایا اور آیت اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب ولھو وزینۃ وتفاخر الایۃ تلاوت فرمائی دنیا کی بے ثباتی کا نہایت وضاحت کے ساتھ پُر اثر طریقہ پر بیان فرمایا۔ جب آپ عذاب شدید پر پہنچے تو وزیر اعظم نے آپ کے کان میں کہا، بادشاہ سلامت کے سامنے عذاب کے بیان کرنے کا دستور نہیں ہے۔ جو عالم فاضل یہاں وعظ کہتے ہیں وہ صرف جنت ہی کا بیان کرتے ہیں۔ مگر آپ عذاب قبر، ہنگامۂ حشر اور دوزخ کا بیان نہایت شد و مد اور دلگیر طریقہ پر بیان کرتے رہے جس سے بادشاہ و شاہزادگان و زینت محل وجملہ حضار مجلس نہایت متاثر ہو کر زار زار رونے لگے۔ بعد وعظ ظفر شاہ نے فرمایا کہ میں نے بھی در باب ترک دنیا کچھ اشعار کہے ہیں۔ آپ نے ان کے سننے کا اشتیاق ظاہر فرمایا اور ریزیڈنٹ بہادر نے اُن کو پڑھ کر سنایا۔ آپ نے اس کی تعریف کی اور وہاں سے رخصت ہوئے اور ریزیڈنٹ نے بایائے ظفر شاہ جملہ مکانات شاہی و موتی مسجد وغیرہ کی سیر کرائی۔ اس کے بعد جب آپ قیام گاہ پر پہنچے تو پچاس خوان کھانوں کا مطبخ شاہی سے مولوی امام علی صاحب اور مولوی مومن خاں صاحب معروف شاعر کے معرفت پہنچے اور مومن خاں صاحب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

کوچ ۔ بادشاہ نے خواہش ظاہر کی کہ تمام رمضان ہم لوگ آپ کا وعظ سنتا اور آپ کے ساتھ نماز تراویح ادا کرنی چاہتے ہیں۔ اس لئے قلعہ کے اندر ایک شاہی مکان میں آپ فروکش ہوں۔ ادھر ریزیڈنٹ صاحب ہر شخص سے پوچھتے کہ مولوی صاحب کہاں سے تشریف لائے ہیں اور کس طرف کا قصد رکھتے ہیں۔ مولانا نے مصلحتاً اس پیغام کو منظور نہیں کیا اور نہایت انکساری کے ساتھ معذرت کہلا بھیجی۔ اور فی الفور دہلی سے کوچ کر کے شام کو جمنا پار پہنچ گئے اور وہیں رمضان کا چاند دیکھا۔ وہاں سے کوچ کر کے منزل در منزل طے کرتے ہوئے قریب لودھیانہ کے پہنچے اور مولوی عنایت علی صاحب کے انتظار آمد میں کھنا کے سرائے میں ٹھہرے رہے۔ مولوی عنایت علی صاحب کے پہنچتے ہی آپ دونوں بھائی چند ہمراہیوں کے ساتھ سوات روانہ ہو گئے اور مولوی عبداللہ صاحب سے کہہ گئے کہ تھوڑا تھوڑا کر کے ہمراہیوں کو روانہ کرنا اور خود مع جملہ اہل و عیال جلد جلد منزلیں کرتے ہوئے ملک یاغستان پہنچا۔ سید اکبر شاہ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی آمد کی خبر پاکر نہایت گرمجوشی سے مع لشکر مجاہدین آپ کی پیشوائی کی۔ جب آپ کے ہجرت کی خبر لوگوں میں مشہور ہوئی تو اکثر مخلصین ہندوستان سے آپ کے پاس ہجرت کرکے پہنچ گئے۔

زندگی بعد ہجرت۔ اس ملک میں بھی آپ لوگوں کے ہدایت میں مصروف رہے اور درس قرآن و احادیث قائم کیا۔ بعد ظہر درس دیتے اور فجر کو مراقبہ و مشاہدہ میں لوگوں کو توجہ دلاتے اور چونکہ وہ ملک خودسر ہے، بغیر سپہ گری کے وہاں رہنا دشوار ہے، اسلئے ایک وقت فن سپہ گری کی تعلیم اور قواعد ہوا کرتی۔ غرض یہ جماعت سلوک حب ایمانی اور طریقۂ نبوی کی تحصیل میں مست تھی۔ مولانا برادر سید اکبر شاہ کو اپنے صلاح اور مشورہ نیک سے بھی مستفید فرمایا کرتے۔

شجاعت اور فنِ حرب۔ اسپ سواری۔ دریا میں تیرنا۔ تیراندازی۔ بندوق چلانا۔ پستول اور پانا اور تلوار چلانا۔ غرض جملہ نکات فن حرب میں آپ پوری مہارت رکھتے تھے۔ آپ کی شجاعت کا کیا پوچھنا ہے۔ ہر وقت جام شہادت کے لئے تشنہ لب تھے۔ امور تمدن و سیاست اور تدابیر حرب میں آپ کو خاص ملکہ اور عبور حاصل تھا ولنعم ما قیل ؎

جمع الشجاعۃ والخشوع	لربہ ما احسن المحراب فی المحراب
ان اللہ عبادا فطنا	طلقوا الدنیا وخافوا الفتنا
فکروا فیہا فلما علموا	انہا لیست لحی وطنا
جعلوہا لجۃ واتخذوا	صالح الاعمال فیہا سفنا

تائید غیبی۔ آپ کے ہر کام میں آپ کے مرشد سید احمد صاحب کی طرح اللہ کی تائید معلوم ہوتی تھی۔ آپ لوگوں کے زندگی کی غرض و غایت توحید فی الالہیت و توحید فی الرسالت یعنی لا الہ الا اللہ و محمد عبدہ و رسولہ کی سچی تلقین اور اسی کے تحت میں شعائر اسلام کی عزت و حفاظت تھی۔ آپ نے صرف تائید مطلق کے بھروسہ پر ایسی عظیم الشان اور مشکل و اہم کام کو اپنے سر لیا تھا۔ جس کا ایک ایک مد خرچ لاکھوں روپے کا محتاج تھا۔ مگر صرف مولانا اور مولانا کے اقربا کی محدود آمدنی اور لوگوں کی عطیات سارے اخراجات انتظام کی کفیل ہو جاتے تھے۔ آپ کا دستور تھا کہ فصل کے وقت غلہ خرید کر کوٹھیوں میں بھر دیتے اور برکت کی دعا فرماتے اور ایسے ہی جب کھانا پک کر تیار ہوتا تو قبل از تقسیم آپ تشریف لاکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگوں کو اپنے ہاتھوں سے کھولتے اور ذرہ ذرہ اس میں سے چکھ کر پس خوردہ کو دیگ میں ڈالکر دیگ کے منھ کو چھپا دیتے اور برکت کی دعا کرتے اور لوگوں کو دیگوں کے منھ کو کھلا رہنے سے منع کر دیتے۔ پھر عجیب برکت ظہور میں آتی رہتی۔ آپ کے قافلہ والے بھی اصحاب صفّہ کے نمونہ تھے۔ وہ بھی صابر و شاکر اور ہر حال میں آسودہ نظر آتے۔ کیونکہ سوائے اللہ کی خوشنودی کے دوسری بات پیش نظر نہ تھی۔

رحلت۔ وہاں تین چار برس قیام کے بعد بعارضہ خناق بماہ محرم ۱۲۶۹ھ چونسٹھ سال کی عمر میں رہگرائے ملک بریں ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور مقام ستھانہ میں مدفون ہوئے۔ دخل خلداً آپ کی تاریخ وفات ہے۔

تاریخ انتقال از نتیجہ فکر جناب مولانا مولوی محمد سعید قدس سرہٗ

ولایت علی العالم المتورع	توتی بالھجرۃ للدین ناصر
وھذا الذی قد طالب حیا ومیتا	فارخ قلبی طاب غاز مھاجر

۱۲۶۹

اللھم اغفرلہ وارحمہ ونور مرقدہ وادخلہ فی اعلی الفردوس مع الذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیلک باموالھم وانفسھم وحسن اولٰئک رفیقا۔

اولاد و احفاد۔ آپ کی پہلی شادی پندرہ برس کی عمر میں نہایت تزک اور شان کے ساتھ مسماۃ امیرن بنت سید مقصود علی صاحب ساکن لبنا پٹکھولی ضلع آرہ سے ہوئی تھی۔ آپ بھی نہایت دیندار اور از بس خلیق بزرگ تھیں۔ آپ نے لاولد قضا کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۲) مولانا نے حیدرآباد میں ایک رئیس مرزا واحد بیگ مرحوم کی لڑکی مسماۃ مراد النسا بیگم سے عقد کیا تھا۔ آپ بھی از بس خوش کلام و خوش خصال اور خوبرو تھیں۔ مولوی عبداللہ خلف اکبر ۱۲۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔ عبدالرحمن عظیم آباد پہنچ کر ۱۲۴۹ھ میں پیدا ہوئے اور سفر حج میں انتقال کیا۔ اور بمقام حدیدہ مولوی ہدایت اللہ پیدا ہوئے۔ اور ۱۲۵۵ھ میں مولوی عبدالکریم وطن میں پیدا ہوئے اور بمقام بنیر ملک یاغستان میں بماہ ربیع الاول ۱۲۳۳ھ رحلت کی۔ مرزا واحد بیگ حیدرآباد نظام کے ایک جاگیردار رئیس تھے۔ ان کے دو بیٹے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا سردار بیگ، نواب شاہ سوار بیگ۔ اور ایک لڑکی مراد النساء بیگم مذکورۃ الصدر تھے۔

مرزا سردار بیگ مرحوم بڑے عالم و فاضل اور صوفی مشرب تھے۔ اپنی پدری جاگیر اپنے بھائی کے سپرد کر کے درس و تدریس۔ جملہ علوم معقول و منقول اور مشاغل صوفیہ میں مصروف رہتے۔ اور گذر اوقات قرآن مجید لکھ کر ہدیہ کرتے۔ آپ حیدرآباد کے نامی و ممتاز با اوقات بزرگوں سے تھے۔ آپ نے لاولد بعمر ہفتاد و سالگی انتقال کیا۔

مرزا شاہ سوار بیگ بہادر مرحوم اپنی پدری گدی پر نظام کی طرف سے منصب دار بحال ہوئے۔ آپ کے صاحبزادہ مرزا سردار بیگ بہادر اور نواب ممدوح کی ہمشیرہ کے نواسہ میر نواب علی ۱۳۱۷ھ تک جبکہ عزیزی ڈاکٹر آیت اللہ حیدرآباد گئے تھے۔ نواب صاحب ممدوح بڑے خاطر و مدارات سے پیش آئے اور اپنے محلسرا میں لے جا کر سب عورتوں سے ملاقات کرائی اور بوقت رخصت مبلغ پچاس روپیہ اور ایک طلائی گھڑی ہدیتاً عنایت کیا۔

(۳) آپ نے تیسرا عقد فانکحوا ایامی منکم کی تعمیل و ترویج کی غرض سے مسماۃ جمیلۃ النساء صبیہ مرحومہ مولوی الٰہی بخش صاحب سے کیا تھا۔ آپ سے شمس العلماء مولوی محمد حسن مرحوم اور مسماۃ زینب جو ڈیڑھ برس زندہ رہ کر انتقال کر گئی اور مسماۃ شاکرہ زوجہ مولوی عبدالحکیم مرحوم اور محمد حسین جس نے زمانہ طفلی میں قضا کیا پیدا ہوئے۔

ضمیمہ تذکرہ مولانا ولایت علی صاحب صادقپوری رح

جناب سید احمد صاحب بریلی علیہ رحمہ نے حج سے واپسی کے وقت پٹنہ میں قیام فرمایا تھا۔ اسی قیام کے زمانہ میں مولانا احمداللہ صاحب خلف اکبر مولانا الٰہی بخش صاحب کا عقد نکاح جناب شاہ محمد حسین صاحب ساکن نئو ہیا کی صاحبزادی سے سید علیہ رحمہ نے پڑھایا تھا۔

سید صاحب علیہ رحمہ کی دختریں صادق پور کے دونوں خاندان پانی حویلی دتی حویلی اور نئو ہیا میں جناب شاہ محمد حسین صاحب مرحوم کے ہاں ہوئیں۔ سید صاحب علیہ رحمہ کا پٹنہ میں کچھ روز قیام رہا۔ وعظ و تذکیر کی مجلسیں برابر منعقد ہوتی رہیں۔ اجمالی طور پر سید صاحب کی بزرگی کے قائل مذکورہ بالا تینوں خاندان کے لوگ ہو چکے تھے۔ مولانا الٰہی بخش صاحب کے کل صاحب زادگان مولانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمداللہ صاحب، مولانا ولی اللہ صاحب، مولانا فیاض علی صاحب، مولانا اکبر علی صاحب، اور مولانا یحییٰ علی صاحب مرحومین کل لوگ مولانا ولایت علی صاحبؒ سے ان کے ہر خیال و روش میں متفق ہو چکے تھے۔ لیکن مولانا الٰہی بخش صاحبؒ کو مولانا ولایت علی صاحب علیہ رحمہ سے بہت سی باتوں میں اختلاف تھا اور اسی اختلاف کی وجہ سے مولانا الٰہی بخش صاحب اپنے صاحبزادگان کو مولانا ولایت علی صاحب علیہ رحمہ سے ملنا جلنا پسند نہیں کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ ان کے کل صاحبزادگان موقع موقع سے اپنے والد مرحوم کی نظر بچا کر ملا کرتے تھے۔ اب مولانا ولایت علی صاحبؒ اور مولانا الٰہی بخش صاحب کے کل صاحبزادگان کو ان اختلاف کی وجہ سے جو تکلیف تھی، اس کو مولانا اکبر علی صاحب مرحوم نے مولانا ولایت علی صاحب سے بیان کیا، تو مولانا ولایت علی صاحبؒ نے فرمایا کہ میں بھی دعا کرتا ہوں اور آپ بھی دعا کریں کہ یہ اختلافات ختم ہو جائیں، قرینہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس اختلاف کے ختم ہونے کی دعا، مولانا ولایت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا الٰہی بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ ان کے کل صاحبزادگان بالخصوص مولانا اکبر علی صاحب مرحوم بھی کر رہے تھے۔

کچھ عرصہ بعد صادق پور کی مسجد میں صبح کی نماز کے وقت سب لوگ جمع ہو چکے تھے۔ نماز کے بعد مولانا ولایت علی صاحب علیہ رحمہ نے مولانا اکبر علی صاحب مرحوم سے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے دعا قبول ہو چکی ہے، اب اسباب کی ضرورت ہے۔ مولانا اکبر علی صاحب مرحوم نے پوچھا کہ وہ اسباب کیا ہیں۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ کچھ باتیں کرنے کی ضرورت ہے۔ اب آپ اپنے ابا جان سے بات کیجئے۔

مولانا الٰہی بخش صاحب مرحوم کا دستور تھا کہ ناشتہ اور کھانا اپنے اولاد و احفاد کے ساتھ ایک دسترخوان پر کھایا کرتے تھے۔ اسی معمول کے مطابق مولانا الٰہی بخش مرحوم کے ساتھ صبح کے ناشتہ میں کل لوگ بیٹھے۔ ناشتہ کے درمیان میں مولانا اکبر علی صاحب مرحوم نے اپنے والد جناب مولانا الٰہی بخش صاحب مرحوم سے فرمایا کہ میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ مولانا الٰہی بخش صاحب مرحوم نے کہا کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس پر مولانا اکبر علی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ بات تخلیہ میں کرنا چاہتا ہوں ـــ دونوں باپ بیٹے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات طے ہوگئی کہ گفتگو کتب خانہ میں ہونی چاہیئے۔ مولانا الٰہی بخش صاحب مرحوم کا یہ بھی معمول تھا کہ ناشتہ کے بعد وہ اپنے دیوان خانہ کے وسیع کمرہ میں بیٹھتے تھے۔ رؤسا، شہر اور عمائدین وقت اسی دیوان خانہ میں آپ سے مشورہ کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور آپ ہر شخص کو اس کے مناسب حال مشورہ دیا کرتے تھے۔ مولانا اکبر علی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ آج آپ دیوان خانہ میں نہ بیٹھیں، بلکہ کتب خانہ میں بیٹھیں اور دیوان خانہ میں اپنی جگہ پر اپنے بڑے صاحبزادہ مولانا احمد اللہ صاحب کو بھیج دیں، تاکہ جو حضرات آئیں ان کی باتیں ان ہی سے ہوں۔ اگر کوئی اہم بات ہو تو دوسرے روز پر اس کام کو ملتوی کر دیں۔ جب یہ دونوں باپ بیٹا کتب خانہ میں جا بیٹھے تو مولانا اکبر علی صاحب مرحوم نے اپنے والد مولانا الٰہی بخش صاحب مرحوم سے پوچھا کہ آپ کا مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ سے کس بات میں اختلاف ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ بہت سی باتوں میں ہم کو ان سے اختلاف ہے۔" پھر مولانا اکبر علی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ کوئی ایک بات اختلاف کی فرمایئے۔" اس کے جواب میں ایک اختلافی مسئلہ انہوں نے پیش کیا۔ مولانا اکبر علی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ جس مسئلہ میں آپ سے ان کو اختلاف ہے اس میں آپ کی رائے کیا اور مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ کی رائے کیا، اصل بات تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور پھر آخر میں چاروں ائمہ کی رائے کو اہمیت حاصل ہے۔ اس کے جواب پر مولانا الٰہی بخش صاحب مرحوم نے فرمایا کہ ہاں یہ بات تو صحیح ہے کہ کسی امر کے حق و باطل ہونے کی دلیل حاصل کرنے کے لئے یہی تین ذرائع ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید تفسیریں اور ائمہ کرام کی رائیں دیکھی جانے لگیں۔ کچھ دیر تک کتابوں کی دیکھ بھال ہوتی رہی۔ اور باپ بیٹے کی گفتگو چلتی رہی۔ یہاں تک کہ کچھ دیر کے بعد مولانا الٰہی بخش صاحب مرحوم نے فرمایا کہ میری رائے غلط تھی اور مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ حق پر ہیں، لیکن پھر بھی مولانا الٰہی بخش صاحب نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں تو ہم نے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔ لیکن ابھی بہت سی باتیں ہیں جس میں ہم مولانا ولایت علی صاحب موصوف کی روش کو غلط سمجھتے ہیں۔ مولانا اکبر علی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ الحمد للہ، جب ایک مسئلہ طے ہو چکا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اب کوئی دوسرا مسئلہ پیش کیا جائے، تاکہ اسی صورت سے اس کی بھی جانچ کی جائے۔ مولانا الٰہی بخش صاحب مرحوم نے دوسرا اختلافی نکتہ پیش کر دیا، اور پھر اسی صورت سے کتابوں کی دیکھ بھال شروع ہوئی اور پہلے مرتبہ سے کم ہی وقت میں اس دوسرے مسئلے میں بھی انہوں نے اپنی غلطی اور مولانا ولایت علی صاحب موصوف کا حق پر ہونا تسلیم کر لیا۔ اسی طرح تین چار اختلافی مسائل پیش ہوئے اور ہر مسئلہ پہلے مسئلہ سے کم عرصہ میں طے پاتا گیا۔ اس کے بعد مولانا الٰہی بخش صاحب مرحوم نے فرمایا کہ کتابوں کو بند کر کے الماری میں رکھو اور اب ہم خود چل کر مولانا ولایت علی صاحب مدظلہ سے باتیں کرتے ہیں۔ اس پر یہ دونوں باپ بیٹے مولانا ولایت علی صاحب مرحوم کی بیٹھک میں اندرونی دروازہ سے داخل ہوئے۔ مولانا الٰہی بخش صاحب کو آگے آگے اور ان کے پیچھے مولانا اکبر علی صاحب مرحوم کو آتے ہوئے جب مولانا ولایت علی صاحب مرحوم نے دیکھا تو سمجھ گئے کہ کل مسئلے طے پا چکے۔ اب یہ دونوں باپ بیٹا مولانا ولایت علی صاحب مرحوم کے پاس بیٹھ گئے۔ اور مولانا الٰہی بخش صاحب مرحوم نے فرمایا کہ ابھی مولوی اکبر علی سے باتیں ہوئی ہیں۔ اب ہم کو آپ سے کوئی اختلاف باقی نہیں ہے۔ اب ہمکو آپ سے صرف ایک بات کہنی ہے، وہ یہ کہ جس روش پر آپ چل رہے ہیں اس کا نتیجہ ایک نہ ایک دن مصائب میں گرفتار ہونا ہے۔ اس کے جواب میں مولانا ولایت علی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ ایک طرف اللہ اور اس کے رسول کی مرضی ہے، اور دوسری طرف انگریزوں کا ڈر، ایسی صورت میں کیا کیا جائے۔ اس گفتگو کے بعد سے مولانا الٰہی بخش صاحب مرحوم نے مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ کا ہر معاملہ میں ساتھ دیا اور دونوں خاندان شیر و شکر ہو گئے۔

نوٹ :۔ یہ بات قابل غور ہے کہ اس قدر شدید اختلافات کے باوجود یہ سارے اختلافات اتنے جلد کیسے مٹ گئے، بات یہ ہے کہ ان دونوں بزرگوں کے درمیان اختلاف کی بنا پر صرف سمجھ کی غلطی تھی۔ جب سمجھ درست ہو گئی تو سارے اختلافات بھی ختم ہو گئے۔ ان دونوں سادہ لوح بزرگوں میں نہ تو کوئی ذاتی خواہش تھی اور نہ ضد۔ جہاں ذاتی خواہشات ہوں اور اس کے ساتھ ضد بھی ہو تو پھر لوگوں کے ایسے اختلافات کیسے ختم ہو سکتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) مولانا ولایت علی صاحب مرحوم کے مکان پر کافی تعداد میں طلبا رہتے تھے، ان کے کھانے پینے اور کپڑے کا انتظام قومی فنڈ سے ہوتا تھا۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت کا خیال خاص طور پر رکھا جاتا تھا۔ مولانا ولایت علی صاحب مرحوم اپنے موضع کی آمدنی اس فنڈ میں ملا دیتے تھے۔ جس طرح پر کھانے اور کپڑے کا انتظام طلبہ کے لئے اس فنڈ سے ہوتا تھا۔ اسی طرح پر اپنے اور اپنے گھر والوں کے کھانے اور کپڑے کا انتظام بھی اسی فنڈ سے کرتے تھے۔

ایک روز مولانا عبدالرحیم صاحب کی والدہ نے آٹے کا تھوڑا سا کھجورہ اس خیال سے تیار کیا کہ صبح کے وقت مولانا عبدالرحیم صاحب کو بطور ناشتہ کھلا کر پڑھنے کے لئے بھیجا کریں۔ اس کھجورہ کی تیاری کا حال مولانا ولایت علی صاحب کو معلوم ہوا تو وہ زنانہ مکان میں تشریف لے گئے اور مولانا عبدالرحیم صاحب کی والدہ مرحومہ سے فرمایا کہ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ تم نے کچھ کھجورہ تیار کیا ہے۔ مولانا عبدالرحیم صاحب کی والدہ مرحومہ نے جواب دیا کہ جی ہاں، اس خیال سے کچھ تیار تو ضرور کیا ہے کہ سویرے عبدالرحیم کو کچھ ناشتہ کرا دیا کروں۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جو کھجورہ تیار کیا ہے وہ لاؤ۔ انہوں نے ایک برتن میں کچھ کھجورہ لا کر پیش کر دیا۔ مولانا ولایت علی صاحب نے فرمایا کہ جس برتن میں کھجورہ رکھا گیا ہے وہی برتن لے آؤ۔ مولانا عبدالرحیم صاحب کی والدہ مرحومہ نے حکم کی تعمیل کی اور کھجورہ کا برتن سامنے لا کر رکھ دیا۔ اب مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تم عبدالرحیم کی ماں یہاں موجود ہو تم نے تو اپنے لڑکے کے لئے ناشتہ کا سامان تیار کر دیا اور وہ تمام طلبا دین جو یہاں ہیں، ان کی مائیں تو یہاں موجود نہیں ہیں جو ان کے لئے ناشتہ کا سامان موجود رکھیں۔ اس لئے ان کھجوروں کو ہمارے حوالہ کرو۔ اس کے بعد اس کو باہر لے جا کر تمام طلبا کے درمیان تقسیم فرما دیا۔

(۳) مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ پڑھانے زمانہ کے دستور کے مطابق پٹنہ میں مختصرات اور متوسطات سے فارغ ہوئے تو لکھنؤ فرنگی محل کے مدرسہ میں بھیجے گئے۔ وہاں ان کا سبق مولانا اشرف صاحب فرنگی محل سے ہونے لگا۔ آپ نے وہاں منطولات کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ختم کیا۔ مولانا اشرف صاحب کے شاگردوں میں آپ بہت ذہین اور فطین ثابت ہوئے۔ اسی زمانہ میں جناب سید احمد صاحب بریلوی علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی وغیرہم لکھنؤ پہنچے۔ جناب سید صاحب علیہ الرحمہ کے حالات دریافت کرنے اور ان سے باتیں کرنے کے لئے مولانا اشرف صاحب مرحوم نے مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ کو منتخب فرمایا اور ان کو جناب سید صاحب کی خدمت میں بھیجا، تاکہ ان سے گفتگو کرکے ان کا اندازہ کریں۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ نے جناب سید صاحب علیہ الرحمہ کے پاس پہنچکر ان کی باتیں سُنیں تو اس سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ اس کے بعد مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ کے اندر بہت تغیر واقع ہوگیا۔ ان سب واقعات کو اپنے استاذ مولانا اشرف کے پاس جاکر بیان کیا۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ کے فرنگی محل کے دوران قیام میں ایک مولانا تھے (جن کا نام ہمیں یاد نہیں ہے) وہ مولانا ولایت علی صاحب کے ہم سبق تھے۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ جس زمانہ میں پٹنہ میں مقیم تھے۔ اسوقت انکے ہم مکتب یا ہم سبق مولانا موصوف پٹنہ تشریف لائے، ان کے ہمراہ ان کا خادم بھی تھا۔ مولانا ولایت علی صاحب کے ہم سبق فقہ کی کتابوں میں مختلف مقامات پر نشانات لگائے ہوئے تھے۔ وہ دن جمعہ کا تھا۔ جمعہ کی نماز کے پہلے ہی پہنچے اور پہنچتے ہی فرمایا کہ ہم نے سُنا ہے کہ آپ کا مسلکی واعتقادی رنگ بدل گیا ہے۔ ہیں کتابوں میں نشانات لگاکر آپ سے بحث کرنے کے خیال سے آیا ہوں۔ مولانا ولایت علی صاحب مرحوم نے اپنے ساتھی سے فرمایا کہ میں جیسا حنفی قبل تھا ویسا ہی حنفی اب بھی ہوں، آپ کو جو کچھ فرمانا ہو بعد میں فرمادیں۔ اب جمعہ کی نماز کا وقت قریب ہے اگر جناب کو غسل کرنا ہو تو غسل کریں یا کپڑے بدلنا ہو تو کپڑے ہی بدل ڈالیں اور جمعہ کی نماز کے لئے تشریف لے چلیں۔ تو وارد مہمان نے غسل کیا، کپڑے بدلے اور جمعہ کی نماز میں شرکت کے لئے جامع مسجد صادق پور میں تشریف لائے اور شریک نماز ہوئے۔ نماز جمعہ سے فراغت کے بعد مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ اپنے دوست کو لے کر اپنے مکان ——— پر پہنچے۔ وہاں دسترخوان بچھا تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر مٹی کے برتنوں (افقروں) میں کھانا رکھا گیا۔ ایک اتھرے کے پاس مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود بیٹھے اور اسی میں اپنے محترم دوست کو بھی شریک کیا۔ ہر ایک اکثرے میں چار چار پانچ پانچ آدمی مل کر کھانا کھا رہے تھے۔ مہمان کا غلام اپنے آقا کے نزدیک کھڑا تھا۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ نے اس غلام سے فرمایا کہ بھائی ہاتھ دھوؤ اور ہم لوگوں کے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاؤ۔ غلام نے جواب دیا کہ حضرت میں غلام ہوں، آپ لوگوں کے ساتھ کھانے میں شرکت کیسے کروں۔ مولانا ولایت علی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ ہاں بھائی تم لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے غلام ہی ہیں۔ ہاتھ دھوؤ اور کھانے میں شریک ہو جاؤ۔ وہ غلام اپنے آقا کا منہ دیکھنے لگا (کیونکہ اس کو اپنے آقا کے ساتھ ایک برتن میں کھانا نصیب ہی کب ہوا تھا، یہ تو اس کی زندگی کا پہلا اتفاق تھا) مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ بار بار کھانے میں شرکت کے لئے اس کو اصرار فرماتے رہے۔ اور وہ غلام ہچکچاتا اور اپنے آقا کا منہ تکتا رہا۔ یہاں تک کہ غلام کے آقا کو بھی کہنا پڑا کہ ہاتھ دھو کر کھانے میں شریک ہو جاؤ۔ یہ پہلا موقع تھا کہ آقا اور غلام دونوں نے ایک ہی برتن میں کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد برتن اور دسترخوان ہٹایا گیا۔ اب مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے دوست سے فرمایا کہ اب آپ کو جو کچھ فرمانا ہو فرما سکتے ہیں۔ مولانا موصوف کے دوست نے "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" فرماتے ہوئے یہ فرمایا کہ اب مجھے کچھ نہیں کہنا ہے۔ مساوات کا ایک عملی جامہ تھا جسکو جناب مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ نے پیش کر دیا نہ منطقی موشگافیاں تھیں، نہ کوئی علمی اصول پر بحث، ایک سیدھا سادھا طریقہ تھا جس نے بحث کرنے والے مولانا کے دل کو نرم کر دیا اور ان کا دل مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ کا معتقد ہو گیا۔

(۴) طریقہ تبلیغ۔ پوربی بنگال غالباً حکیم پور وغیرہ کے علاقہ کے کسی دیہات میں مولانا ولایت علی علیہ الرحمہ پہنچے اور کسی جگہ پر اپنے ٹھہرنے کی جگہ تجویز فرمائی اور اپنے قیام و طعام کا خود انتظام کیا۔ دوسرے روز ایک بنکر کے مکان پر پہنچے جو اپنے کپڑے بننے کے کام میں مشغول تھے، ان سے فرمانے لگے کہ دنیا میں رہنے کے لئے کھانے پینے کا انتظام اور اپنے اہل و عیال کی پرورش کے لئے آپ سب کچھ کر رہے ہیں لیکن آخرت کے لئے جہاں ہمیشہ رہنا ہے آپ کیا کام کر رہے ہیں۔ غرض دنیا کی ناپائیداری اور آخرت کی پائیداری کی طرف توجہ دلانے لگے۔ آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لباس بہت ہی معمولی تھا۔ اس لئے بنکر نے آپ کو بھیک مانگنے والا آدمی سمجھا اور چار پیسے دیکر ہٹانا چاہا۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی پیسے اپنے پاس رکھو، اور جو میں کہتا ہوں اُسے کان لگا کر سنو۔ اس پر بھی آپ کی حقیقت اس بنکر پر ظاہر نہ ہوئی۔ اب اس نے دو چار آنے دیکر آپ کو ہٹانا چاہا۔ اس پر بھی آپ نے پھر وہی فرمایا کہ بھائی پیسے اپنے پاس رکھو اور جو میں کہتا ہوں اسے غور سے سنو۔ اب وہ شخص ناراض ہوگیا اور لاٹھی کی کوچی اُٹھا کر کہا کہ اچھا اب ہم آپ کو سمجھائیں گے۔ مولانا نے فرمایا کہ مارنا ہو تو مار لو، لیکن جو میں کہتا ہوں اُسے سنو، اب اس شخص کے کان کھڑے ہوئے۔ مولانا موصوف نے پھر فرمایا کہ تم جو کام کر رہے ہو کرتے جاؤ صرف میری باتوں کی طرف کان لگاؤ۔ اب وہ شخص آپ کی باتوں کو بغور سننے لگا۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ دنیا کا ناپائیدار اور آخرت کا پائیدار ہونا سمجھا رہے ہیں۔ اور یہ بھی سمجھا رہے ہیں کہ یہ جو کچھ تم کر رہے ہو یہ سب دنیا کے دھندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس نے ہم سب کو پیدا کیا اس کی رضا جوئی اور اس کی ناراضگی سے بچنے کے لئے آپ اور ہم نے کیا (فکر) عمل کیا۔ غرض صبح سے شام تک کی محنت کا اتنا نتیجہ نکلا کہ وہ شخص آپ کی باتوں کی طرف متوجہ ہونے لگا۔ شام ہوئی تو آپ اپنے ڈیرے پر تشریف لے گئے۔ دوسرے دن اپنے ڈیرے پر کچھ تناول فرما کر پھر اس بنکر کے مکان پر تشریف لائے۔ دوسرے تمام دن کی محنت کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس شخص کو نماز پڑھنے کے لئے تیار کر لیا اور مختصر طور پر نماز کی ترکیب بتائی اور اپنے ساتھ دن کی تمام نمازوں میں شریک رکھا۔ اسی طرح دو چار روز عمل کرتے رہے اور ان سے نماز پڑھواتے رہے۔ جب اس شخص کو نماز پڑھنے کا طریقہ معلوم ہوگیا اور تنہا بھی اپنی نماز پڑھنے لگا، تو اس کے بعد اس کو کتاب پڑھنے کے لئے آمادہ کیا اور قاعدہ بغدادی شروع کرا کر اختتام تک پہنچا۔ جب قاعدہ ختم ہوگیا تو قرآن مجید کا پارۂ عم مترجم شروع کرایا۔ اور پورا پارۂ عم ترجمہ کے ساتھ پڑھایا اور اس کا مطلب بھی سمجھایا۔ اس شخص کے پڑھنے میں تقریباً سات آٹھ ماہ صرف ہوئے۔ روزانہ رات کو آپ اپنے ڈیرہ پر رہتے اور صبح سے شام تک بنکر کے مکان پر تشریف رکھتے اور اس کو تعلیم دیتے رہے۔ جب وہ شخص نماز کا عادی ہوگیا اور نماز و روزہ کے بہت سے مسائل اُسے معلوم ہوگئے۔ پارۂ عم کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیتوں کا مفہوم بھی سمجھنے لگے۔ تب مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس بستی میں تمہارے سوا کسی دوسرے کے ساتھ ہم نے محنت نہیں کی ہے۔ تم کو دین سمجھایا اور دین کا عملی جانب سمجھایا۔ اب اس بستی کا سنبھالنا تمہارا کام ہے۔ اب تم جانو اور تمہاری بستی جانے۔ مولانا ولایت علی صاحب تو وہاں سے کسی دوسری جگہ تشریف لے گئے۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانی ایسی ہوئی کہ اس بُنکر کے ذریعہ اس بستی نیز قرب وجوار کی دیگر بستیوں میں دین کی روشنی پھیلی اور کثرت سے لوگ عامل بالقرآن والحدیث اور اللہ والے انسان بن گئے۔

۵۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ کی قلبی کیفیت ۔ برادری کے گھروں میں سے کسی گھر میں تقریب تھی۔ تقریب کی وجہ سے گھر کی مختلف جگہوں پر قندیلوں کے روشن کرنے کی ضرورت تھی۔ ایک مشعل کے ذریعہ کل قندیلیں روشن کی گئیں۔ اس کے بعد مشعل کو بجھا کر رکھ دیا گیا۔ اس کیفیت کو دیکھ کر مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ میں ایک وجدانی کیفیت پیدا ہوگئی۔ فرمانے لگے اس مشعل نے تو تمام [illegible] کر دیا، لیکن اب وہ خود بجھ گیا۔ یہی حال کہیں میرا نہ ہو جائے کہ دین کی روشنی جو کچھ میرے ذریعہ پھیلی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم خود بجھ جائیں اور میرے اندر دین کی روشنی باقی نہ رہے۔

۶۔ پٹنہ کے ایک محلہ پورب دروازہ کے ایک شیخ صاحب نے مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ کو دعوت طعام دی اور کہا کہ آپ اور آپ کے گھر والوں کی ہمارے یہاں دعوت ہے۔ آپ لوگ میرے غریب خانہ پر فلاں وقت تشریف لا کر کھانا تناول فرمائیں شیخ صاحب نے سمجھا تھا کہ مولانا کے ساتھ ان کے گھر کے چودہ پندرہ آدمی ہونگے۔ اسی لئے اسی انداز سے پندرہ آدمیوں کا کھانا تیار کرایا تھا۔ لیکن مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ جب اس دعوت کی شرکت کے لئے تشریف لے جانے لگے تو اپنے یہاں کے طلبا اور قافلہ کے کل لوگوں کو اپنے ساتھ لے گئے، جن کی تعداد تقریباً دو سو تھی۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے گھر والوں میں ان سب کو شمار کر لیا (حالانکہ جناب شیخ صاحب کا مطلب کچھ اور تھا) جب مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ اتنے لوگوں کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں پہنچ گئے۔ تو شیخ صاحب اتنی تعداد کو دیکھ کر گھبرائے اور چاہا کہ آدمی بازار بھیج کر نان بائیوں کے یہاں سے روٹی گوشت وغیرہ منگوالیں اور اپنے گھر کی پکی ہوئی چیزوں کے ساتھ ملا کر دسترخوان پر رکھ دیں تاکہ سب لوگ کھانا کھا سکیں۔ شیخ صاحب اپنے ارادہ کو پورا کرنے کی فکر میں تھے ہی کہ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ نے شیخ صاحب سے فرمایا کہ آپ کس فکر و تردد میں ہیں۔ اس کے جواب میں شیخ صاحب نے کہا کہ میرے سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ میں نے سمجھا تھا کہ آپ کے ساتھ آپ کے گھر کے چودہ پندرہ آدمی ہونگے، اس لئے اسی اندازے سے کھانا تیار کرایا تھا۔ مگر اب جبکہ آدمی زیادہ ہیں تو بازار سے اور کھانے کا سامان منگوا کر گھر کی پکی ہوئی چیزوں کے ساتھ دسترخوان پر رکھ دینا چاہتا ہوں یہ سُن کر مولانا مرحوم نے فرمایا کہ بازار سے کھانا نہ منگوائیں، جو کچھ پکوا چکے ہوں وہی لے آویں اور کھانے کے برتن کو ڈھکن سے چھپا رہنے دیں۔ شیخ صاحب نے مولانا مرحوم کے فرمان کے مطابق کھانے کے برتنوں کو چھپی ہوئی حالت میں آپ کے سامنے لاکر پیش کر دیا۔ آپ نے کھانے کے برتن سے ڈھکنے کو ذرا سا اٹھایا اور ہاتھ لگا کر تھوڑا سا کھانا اپنے ہاتھ میں لیا اور برکت کی دعا پڑھ کر کھانے پر دم کر دیا اور جو کھانا آپ نے اپنے ہاتھ میں لیا تھا، اس میں سے کچھ آپ نے کھایا اور باقی اسی برتن میں ڈال دیا۔ اور برتن کو کپڑے سے ڈھانک دیا اور فرمایا کہ دسترخوان بچھا دیں اور کھانے کا برتن ڈھنکا رہنے دیں، برتن کا ڈھکنا صرف اتنا اٹھایا جس سے کھانا نکالا جا سکے اور بسم اللہ پڑھ کر لوگوں کو کھانا کھلانا شروع کریں۔ ان کے حکم کی تعمیل ہوئی اور تمام لوگوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا۔ پھر بھی برتن میں کھانا کچھ باقی رہ گیا۔

(۷) اہل صادقپور جب تک جناب سید صاحب علیہ الرحمہ کی دینی تحریک اور ان کے نصب العین سے متاثر نہیں ہوئے تھے۔ یعنی ان کی تحریک اور نصب العین کو قبول نہیں کیا تھا۔ اس وقت ان کے کاموں کا رنگ ڈھنگ کچھ اور تھا۔ اور جب اہل صادقپور نے جناب سید احمد صاحب کی دینی تحریک اور نصب العین کو قبول کر لیا تو ان کے کاموں کا ڈھنگ کچھ اور ہو گیا۔ یوں تو بہت سی باتوں میں فرق پیدا ہوا لیکن میں یہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر صرف ان کی شادی بیاہ کے طریقوں کے فرق کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ مولانا الٰہی بخش صاحب کے بڑے صاحب زادہ مولانا احمد اللہ صاحب ایسرانڈمان کا عقد (نکاح) جناب سید صاحب علیہ الرحمہ نے پڑھایا تھا لیکن اس وقت تک جناب سید صاحب کی دینی تحریک یا نصب العین کو قبول نہیں کیا گیا تھا۔ مولانا احمد اللہ صاحب کا عقد جناب شاہ محمد حسین صاحب ساکن نمو ہیا کی بڑی صاحبزادی سے ہوا تھا۔ جناب سید صاحب علیہ الرحمہ کی موجودگی میں صرف نکاح ہوا تھا۔ شادی یا رخصتی کی تقریب بعد کو انجام پائی تھی۔ مولانا احمد اللہ صاحب کی جب شادی ہونے لگی تو بارات پورے عرفی طریقہ پر گئی اور بارات کا ساز و سامان اس قدر زیادہ تھا کہ بارات کا اگلا سرا شاہ محمد حسین صاحب کے مکان پر پہنچ گیا اور پچھلا سرا ابھی صادق پور سے اُٹھا نہیں تھا۔ نمو ہیا تک ایک ہی بارات کا سامان تھا یہ تو اہل صادق پور کا پہلا رنگ تھا، اب دوسرا رنگ ملاحظہ فرمایئے۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ کے چھوٹے بھائی مولانا فرحت حسین صاحب علیہ الرحمہ تھے۔ مولانا فرحت حسین صاحب علیہ الرحمہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب ایسرانڈمان کے والد ماجد تھے۔ مولانا ولایت علی صاحب مرحوم کے بڑے صاحب زادہ مولانا عبداللہ صاحب تھے۔ مولانا فرحت حسین صاحب کی صاحب زادی اور مولانا عبدالرحیم صاحب ایسرانڈمان کی بہن کا نام سمّاۃ صالحہ تھا۔ ایک روز جمعہ کے دن مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ نے مولانا فرحت حسین صاحب سے فرمایا کہ صالحہ تو اب سیانی ہوگئی ہے، اس کے نکاح کا کوئی سامان ہوا ہے یا نہیں؟ مولانا فرحت حسین صاحب نے فرمایا کہ ابھی تک تو کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو نکاح مولوی عبداللہ صاحب سے کر دیا جائے تو کیسا رہے گا۔ مولانا فرحت حسین صاحب نے فرمایا کہ آپ کی رائے ہمیں قبول ہے۔ مولانا ولایت علی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ جمعہ کی نماز کے بعد آج ہی عقد ہو جائے گا۔ صادق پور کی مسجد میں نماز جمعہ کے بعد لوگوں کو روک لیا گیا، اور اسی موقع پر مولانا عبداللہ صاحب کا نکاح مولانا فرحت حسین صاحب کی صاحب زادی سے کر دیا گیا اور اسی وقت مسجد ہی میں یہ اعلان کیا گیا کہ کل فلاں وقت ولیمہ کی دعوت ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب سب لوگ اپنے اپنے مکان روانہ ہوئے۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ بھی اپنے گھر تشریف لائے، اور زنانہ مکان میں پہنچ کر مولانا فرحت حسین صاحب کی اہلیہ یعنی مولانا عبدالرحیم صاحب اسیر انڈمان کی والدہ کو بلا کر ملاقات کیا اور فرمایا کہ تمہاری لڑکی صالحہ کا نکاح ہم نے مولوی عبداللہ سے کر دیا ہے۔ اور آج ہی رات کو رونمائی بھی کرا دی جائے گی۔

مولانا عبدالرحیم صاحب کی والدہ نے فرمایا کہ جو کچھ ہوا بہت اچھا ہوا مگر رونمائی کیسے ہوگی کیونکہ ابھی تو شادی کے کپڑے وغیرہ تیار نہیں ہیں۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا جو کچھ کپڑوں کا سامان گھر میں ہے اسی کو لاؤ۔ کپڑوں کا سامان لا کر ان کے سامنے رکھ دیا گیا اور انہیں کپڑوں میں سے ایک پائجامہ ایک کرتا اور ایک دوپٹہ نکال کر رکھ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی یہ نعمت موجود ہے۔ یہی لڑکی کو پہنا دو، اور رات کو خلوت کر دو چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مولانا عبداللہ صاحب کے لئے یا ان کی اہلیہ کے لئے کوئی نئے کپڑے شادی کے لئے نہیں بنے۔ دوسرے روز سادہ طریقہ پر ولیمہ ہو گیا۔ پہلا طریقہ بھی ہم نے لکھا اور یہ دوسرا طریقہ بھی۔ ایک شادی بیاہ کے طریقوں میں اس قدر انقلاب واقع کیسے ہوا۔ بات یہ ہے کہ کسی نصب العین کے مطابق کام کرنے والوں کا ڈھنگ کچھ اور ہوتا ہے اور جب کسی قوم کے سامنے کوئی نصب العین نہیں ہوتا ہے تو ان کے کاموں کا ڈھنگ کچھ اور ہوتا ہے۔

(۸) بالاکوٹ وغیرہ کے علاقہ میں گلاب سنگھ اور مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ کے درمیان جنگ جاری تھی۔ گلاب سنگھ کا بہت سا علاقہ مجاہدین کے قبضہ میں آچکا تھا۔ ان حالات کو دیکھ کر گلاب سنگھ انگریزی فوج کی حمایت میں آگیا اور انگریزی حکومت کا معاہد بن گیا۔ ایسی حالت میں مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ نے اس جگہ کو چھوڑنا چاہا۔ اسی زمانہ میں سید اکبر شاہ والی سوات نے آپ کو سوات پہنچنے کی دعوت دی، لیکن سوات تک پہنچنے میں بیچ میں انگریزی حکومت کا علاقہ پڑتا تھا۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ نے انگریزی حکومت کے مقامی افسران سے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راستہ سے گذرنے کی اجازت چاہی اور ملک سوات جانا چاہا۔ مقامی حکام نے اس راستہ سے گزرنے کی تحریری اجازت بھی دیدی لیکن جب مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ انگریزی علاقہ سے گذرنے لگے تو انگریزی فوج نے ان کو گھیر لیا اور مقامی حکام نے جو کچھ تحریری راہ داری کی اجازت دی تھی، اُسے کالعدم کر دیا اور نہایت دغابازی کے ساتھ کہا کہ جن حکام نے راہ گذاری کی اجازت دی تھی وہ غلط تھی، انگریزی حکومت کی پالیسی کے خلاف تھی۔ انگریزی فوج مولانا ولایت علی صاحب مرحوم اور آپ کے ساتھیوں کو لاہور لے آئی اور یہاں لاکر ان کی جمعیت کو توڑ دی۔ اور لاہور سے ان لوگوں کو پٹنہ لے آئی اور پٹنہ کے کمشنر کے یہاں دو برس کا ان لوگوں کا چالکا ہوا۔ مچلکہ کا زمانہ گذرنے پر پھر مولانا ولایت علی صاحب سوات کی طرف روانہ ہوئے جس کی تفصیل اسی کتاب یعنی تذکرۂ صادقہ میں موجود ہے۔ جس وقت مولانا ولایت علی صاحب دہلی میں قیام فرما تھے اسی زمانہ میں دہلی کے علماؤں میں یہ بحث چھڑی ہوئی تھی کہ اُلو حلال ہے یا حرام۔ علماء دو پارٹیوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ایک پارٹی اُلو کو حلال کہتی تھی اور دوسری پارٹی حرام قرار دینے پر تلی ہوئی تھی۔ اُلو کی حلت اور حرمت پر وہاں اس زمانہ میں بحث ہو رہی تھی جس کا تذکرہ جناب حضرت مولانا نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری حیات بعد الممات میں بھی ہے۔ مولانا ولایت علی صاحب کی شہرت سن کر دونوں پارٹی کے لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ یہاں اُلو کے حلال و حرام کہنے میں دو پارٹیاں ہیں ایک تو حلال کہتی ہے اور دوسری حرام۔ آپ کی تحقیق اس کے متعلق کیا ہے۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں الوؤں کے پیچھے نہیں پڑتا۔ یہ جواب دے کر معاملہ کو ختم کر دیا یہ تو بیکاروں کا دھندا تھا۔ مولانا ولایت علی صاحب مرحوم ایسے معاملات میں کیا پڑتے۔ مولوی امام علی صاحب استاذ زینت محل سے ظفر شاہ نے مولانا ولایت علی صاحب کے حالات معلوم کئے تو انہی کے ذریعہ مولانا موصوف کے پاس پیغام پہنچوایا کہ قلعہ کے اندر محل میں تشریف لاکر وعظ فرمائیں۔ پہلے تو مولانا موصوف نے عذر کیا، لیکن بار بار اصرار پر محل میں تشریف لے جانا اور وعظ فرمانا منظور فرمایا۔ محل میں جو بیان ہوا اس کا ذکر مذکرہ صادقہ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے۔ وعظ کے بعد مولانا اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے ڈیرے پر تشریف لے گئے تو قیام گاہ پر بادشاہ کی طرف سے پچاس خوان کھانا پہنچا۔ دستر خوان پر کھانا چن دیا گیا۔ مولانا نے دستر خوان پر چنے ہوئے کھانوں کو دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اس میں سے جو چیزیں ایک دو روز نہ رکھی جا سکتی ہیں، ان کو اٹھا لو اور جو چیزیں نہیں رکھی جا سکتیں جنہیں خراب ہو جانے کا امکان ہے، ان کو کھا لو۔ دستر خوان سے اٹھوائی ہوئی چیزوں کو دیکھنے سے آگے بڑھنے پر کھانے کی اجازت دی۔

(۹) سید اکبر شاہ کی فرمائش پر مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ سوات پہنچے۔ آپ کی ہجرت کی خبر سن کر مختلف جگہوں سے لوگ سوات روانہ ہونے لگے اور وہاں اچھا خاصہ اجتماع ہو گیا۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ جو اجتماع سوات میں ہوا تھا، وہ انگریزوں کو سخت ناگوار تھا۔ انگریزی حکومت کی یہ کوشش رہی کہ ان کی جمعیت کو توڑ دیں۔ جمعیت کو توڑنے کے لئے انگریزی حکومت کی طرف سے بار بار حملے ہوتے رہے۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ انگریزی حکومت کے حملوں کا دفاع کرتے رہے۔ اس دفاعی کارروائی میں مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ ہمیشہ کامیاب رہے۔ اور انگریزی فوج کو ہمیشہ شکست ہوتی رہی۔ اب سوات میں جمع ہونے والے مجاہدین میں سے بہتیرے لوگ یہ چاہتے تھے کہ مولانا موصوف جارحانہ حملہ کرتے، صرف دفاع پر اکتفا نہ کرتے۔ جارحانہ حملہ کی رائے رکھنے والوں نے قرآن مجید کی آیت كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ بھی پیش کیا۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جس جماعت کے غلبہ کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے، ویسی ہی جماعت ہم بنانا چاہتے ہیں۔ ابھی ویسی جماعت نہیں بنی ہے۔ مولانا موصوف کا مطلب یہ تھا کہ جمعیت کے افراد کے اندر اسلامی تربیت اچھی طرح پیدا کر دی جائے جبتک اسلامی تربیت اچھی طرح پر حاصل نہ ہو جائے، اسوقت تک انگریزوں کے حملہ کا صرف دفاع کیا جائے۔ اپنی طرف سے جارحانہ حملہ نہیں کیا جائے۔ مولانا موصوف کو اسلامی تربیت کا کس قدر خیال تھا۔ مومنوں کے لئے جس طور پر آخرت کی جنت کا وعدہ ہے، اسی طرح پر دنیا کی زمین پر خلافت کا بھی وعدہ ہے۔ مولانا موصوف کے خیالات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت اعلیٰ تھے اور ان کے دماغ میں یہ بات کھٹکتی تھی کہ ابھی لوگ اس درجہ پر نہیں پہنچے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدہ کو پورا کرے جو اس نے مومنین سے کیا ہے۔ دنیا والے بھی ملک گیری کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے لئے جد وجہد بھی کرتے ہیں اور کبھی وہ اس میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں اور اللہ والے مومنین بھی ملک گیری کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے لئے وہ بھی جد وجہد کرتے ہیں۔ لیکن ان دو گروہوں کے مقصد میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ دنیا دار گروہ اپنی ذات یا اپنی قوم کو فائدہ پہنچانا چاہتا ہے، اور اللہ والوں کا گروہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور دنیا میں امن وامان پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اسی کو کسی نے کہا ہے کہ:۔ واسطے دین کے لڑنا نہ پئے طمع بلاد ٭ دین اسلام میں کہتے ہیں اسی کو تو جہاد

سید صاحب علیہ الرحمہ اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید علیہ الرحمہ کے بعد مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ کے جیسا دینی اور انتظامی سمجھ رکھنے والا کوئی دوسرا معلوم نہیں ہوتا۔

اوپر جس چیز کا بیان ہو چکا ہے کہ سوات میں جو مجاہدین جمع ہو گئے تھے۔ ان کے اندر اختلاف رائے تھا۔ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ اور ان کے ساتھ کچھ مجاہدین انگریزوں کے حملہ کا مردہ دفاع چاہتے تھے اور اندرونی اصلاح کو مقدم رکھتے تھے اور انہی مجاہدین میں مولانا عنایت علی صاحب علیہ الرحمۃ (مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ کے چھوٹے بھائی) اور ان کے ساتھ کچھ مجاہدین انگریزوں پر جارحانہ حملہ کرنا چاہتے تھے اس اختلاف رائے کی وجہ سے مجاہدین کی دو ٹولی ہو گئی تھی۔ جو لوگ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ کی رائے کو پسند کرتے تھے وہ لوگ ان کے ساتھ رہے اور جو لوگ مولانا عنایت علی صاحب مرحوم کی رائے کو پسند کرتے تھے وہ ان کے ساتھ رہے۔ مولانا یحییٰ علی صاحب علیہ الرحمہ ہی صرف ایک ایسے شخص رہ گئے تھے جو ان دونوں ٹولیوں کو ایک کرنا چاہتے تھے اور اس کی برابر کوشش کرتے رہتے تھے، اور اس ایک کرنے کی کوشش میں کبھی اس ٹولی میں آجاتے اور کبھی دوسری میں۔ دونوں ٹولیوں کے لوگوں میں ان کی ہر دلعزیزی مسلّم تھی۔ مولانا یحییٰ علی صاحب علیہ الرحمہ بھی اپنی کوشش میں مصروف ہی تھے کہ ماہ محرم الحرام ۱۲۶۹ھ میں مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ نے سوات ہی میں چونسٹھ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اور مقام ستھانہ میں مدفون ہوئے۔ إنا للہ وإنا إلیہ راجعون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے انتقال کے بعد دونوں ٹولیوں کے متفقہ سردار مولانا عنایت علی صاحب علیہ الرحمہ قرار پاگئے۔

(۱۰) ہندوستان میں دینی و تبلیغی اور جہاد کے نصب العین کو چلانے کی پوری ذمہ داری مولانا فرحت حسین صاحب کے سپرد تھی۔ سوات میں اب مجاہدین کے سردار مولانا عنایت علی صاحب علیہ الرحمہ تھے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اسی زمانہ میں جناب مولانا فرحت حسین صاحب علیہ الرحمہ کو اپنی کبرسنی اور علالت کی وجہ سے ان ذمہ داریوں کو نباہنے میں دقت ہونے لگی۔ اس وجہ سے مولانا فرحت حسین صاحب علیہ الرحمہ نے مولانا یحییٰ علی صاحب علیہ الرحمہ کو ملک سوات سے پٹنہ بلوالیا اور اپنا بہت سا کام ان کے سپرد کر دیا۔ مولانا فرحت حسین صاحب کے انتقال کے بعد ہندوستان کے کاموں کی پوری ذمہ داری مولانا یحییٰ علی صاحب نے اٹھالیا۔ ۱۲۶۹ھ میں مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ کے انتقال فرماجانے کے بعد مولانا عنایت علی صاحب علیہ الرحمہ مجاہدین کے امیر یا قائد مقرر ہوئے۔ مولانا عنایت علی صاحب علیہ الرحمہ کا انتقال ۱۲۷۰ھ میں ہوا۔ اسی درمیان میں مجاہدین کی ایک جنگ انگریزی فوج سے ہوئی جس میں مجاہدین کو کامیابی بھی ہوئی اور انگریزی فوج کو منہ کی کھانی پڑی۔ انگریزوں کے اس شکست کی وجہ سے انگریزی فوج کے افسروں میں بڑی برہمی پیدا ہوگئی۔ یہاں تک کہ سول حکام بھی اس برہمی میں ان کے ساتھ شریک تھے۔ چنانچہ ہندوستان سے لندن تک انگریزی حکام میں کھلبلی مچ گئی۔ بڑی مستعدی کے ساتھ انگریزی فوج نے دوبارہ مجاہدین پر حملہ کیا یہ حملہ اتنا سخت تھا کہ مجاہدین کو پسپا ہونا پڑا۔ یہاں تک کہ مجاہدین کو اپنا مرکز (جو غالباً منگل تھانہ میں تھا) چھوڑنا پڑا، چونکہ نہایت ہی بے سروسامانی کے ساتھ انہیں پیچھے ہٹنا پڑا۔ اس لئے سارا سامان وہیں چھوڑ دینا پڑا۔ اسی میں بہت سے ضروری کاغذات اور بہت سی جگہوں کے خطوط بھی وہیں چھوٹ گئے۔ وہ سارے کاغذات اور خطوط انگریزوں کے ہاتھ آگئے۔ ان ہی کاغذات اور خطوط سے انگریزوں کو معلوم ہوگیا کہ مجاہدین کے مراکز کہاں کہاں ہیں اور ان مرکزوں میں کام کرنے والے کون کون ہیں۔ ان باتوں کی تحقیقات میں انگریزوں کو کچھ دیر لگی۔ مولانا عنایت علی صاحب علیہ الرحمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ۱۲۷۴ھ میں انتقال فرمایا۔ ان کے انتقال فرمانے کے بعد مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادہ مولانا عبداللہ صاحب مجاہدین سوات کے امیر یا قائد قرار پائے۔ مولانا عبداللہ صاحب کی قیادت کے زمانہ میں ہی تمام ہندوستان میں وہابی کیس کے نام سے تمام مراکز میں جو لوگ کام کرنے والے تھے، ان پر انگریزی حکومت کی طرف سے بغاوت کے کسی دفعہ کے مطابق مقدمات چلائے گئے، لیکن مقدمہ میں انگریزی حکومت کا دعویٰ ثابت نہ ہو سکا۔ انگریزی حکومت کی طرف سے ہر جگہ کے ججوں کے پاس ہدایات پہنچے کہ اس مقدمہ کے ماخوذین چھوڑے نہ جائیں۔ اس لئے فیصلہ میں تمام ماخوذین کی جائدادیں مکانات اور سامان اثاثے ضبط کر لئے گئے۔ اور تاصدور حکم ثانی تمام ماخوذین جزیرہ انڈمان بھیجدیئے گئے۔ ان ہی جزیرہ انڈمان بھیجے جانے والوں میں مولانا احمد اللہ صاحب مرحوم (جد امجد حقیر ناچیز عبدالخبیر) مولانا یحییٰ علی صاحب مرحوم عم محترم مولانا عبدالرحیم صاحب (نانا حقیر عبدالخبیر) و عبدالغفار صاحب مرحوم (یہ صاحب خاندان صادقپور کے فرد تو نہ تھے لیکن میر منشی وغیرہ کی حیثیت رکھنے کی وجہ سے گویا خاندان کے ایک فرد ہی سمجھے جاتے تھے) و عم محترم صادقپوری اور مولوی جعفر صاحب مرحوم تھانیسری تھے۔ جزیرہ انڈمان پہنچنے کے بعد سال کے اندر ہی مولانا یحییٰ علی صاحب علیہ الرحمہ نے انتقال فرمایا اور مولانا احمد اللہ صاحب (جد امجد حقیر عبدالخبیر) کا انتقال اسی جزیرہ میں بارہ سال کے بعد ہوا۔ بقیہ تین حضرات مولانا عبدالرحیم صاحب و میاں عبدالغفار صاحب اور مولوی جعفر صاحب بیس سال کے بعد ہندوستان واپس بھیجدیئے گئے لیکن ان لوگوں میں سے کسی کی جائداد یا مکانات وغیرہ انگریزی حکومت نے واپس نہیں کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

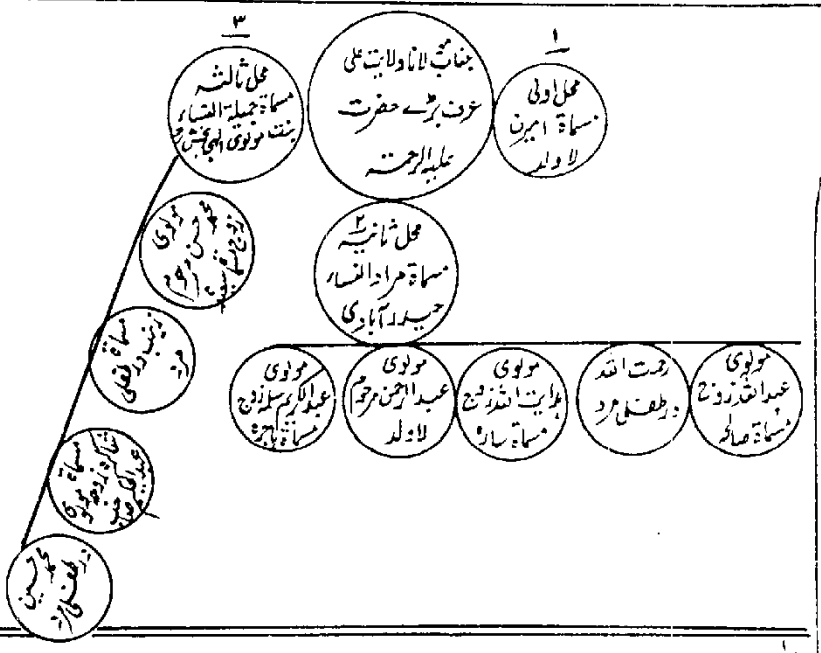

محل اولیٰ مسماۃ امیرن ـــ لاولد

محل ثانیہ مسماۃ مرادالنساء ـــ مولوی عبداللہ زوج مسماۃ صالحہ۔ مولوی ہدایت اللہ زوج مسماۃ سارہ حیدرآبادی

عبدالرحمان لاولد۔ مولوی عبدالکریم زوج مسماۃ ہاجرہ بنت غازی عنایت علی

محل ثالثہ مسماۃ جمیلۃ النساء ـــ مولوی محمد حسن مسماۃ شاکرہ زوجہ مولوی عبدالحکیم صاحب مرحوم

مولوی عنایت علی رح غازی

ولادت ۔ سعیدازلی مجاہد فی سبیل اللہ کی ولادت باسعادت غالباً ۱۲۰۷-۸ھ میں ہوئی تھی، آپ میانہ قامت۔ رنگ گورہ صاف۔ بڑی بڑی آنکھیں۔ داڑھی گردہ دار۔ سینہ چوڑا۔ کمر پتلی۔ ہڈی چوڑی مگر پر گوشت نہیں۔ رعب دار اور وجیہ تھے

تعلیم و تربیت حسب دستور فارسی وغیرہ ایک معلم سے پڑھ کر نحو و صرف اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیں۔ اسکے بعد قطب عصر جناب مولانا سید محمد مسافر علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں بغرض

عہ آپ رؤسا عظیم آباد سے تھے۔ آپ کی حویلی محلہ گورہٹہ (یا گندی) میں لب سڑک تھی۔ آپنے طلب حدیث نبوی کی اشتیاق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استفادہ بیٹھائے گئے اور باقی مختصرات ومطولات تفسیر واحادیث اسی شیخ اجل سے حاصل کیں۔ اس فیض صحبت کا اثر تھا کہ لذات دنیا آپ کی نظر میں حقیر تھیں اور حمیت اسلامی اور غیرت قومی کے جذبات سے بیتاب تھے۔ شمع ہدایت کے سامنے آتے ہی پروانہ وار اپنے کو نثار کر دیا۔ شیخ نے قبل سے جذبات واضطراب قلبی (جو درحقیقت آپ کی جبلت میں ودیعت تھی) پر خوب جلا دے رکھا تھا۔ ۱۲۳۸ھ میں سید احمد صاحب مجدد علیہ الرحمہ حج سے واپسی میں پھر پٹنہ میں فروکش ہوئے اور آپ نے مع اپنے خاندان کے سید احمد صاحب سے شرف بیعت حاصل کی اور تا اخیر شہادت آپ کے مجاہدہ نفس میں مصروف رہے۔

اخلاق۔ شیخ کی صحبت کے زمانہ سے آپ کی پرجوش وتند طبیعت سنن کی پابندیوں کے لئے بیتابانہ انتظار کر رہی تھی کہ نور ہدایت دیکھتے ہی نعمت وعیش وراحت پر (جو آپ کے خاندانی رئیس کے لئے زیبا تھیں) سادہ وضعی ساز وسامان، دنیا سے بے رغبتی محنت وجفاکشی کو ترجیح دیدی۔ لذات طعام اور راحت مقام اب حجاب میں نہ تھی۔ اب قریہ بقریہ تبلیغ احکام الٰہی اصلاح وہدایت خلق اللہ کے لئے پیادہ پائی میں سکون تھا۔ اقرباء واحباب وطن مہجور تھے۔ مال وزر یعنی گھر کی جائداد کچھ اپنے لئے نہ تھی، بلکہ خلق اللہ کی خدمت کے لئے وقف تھی من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد کریم النفس تھے، رفقاء کی خدمت میں فاقہ کشی کی نوبت پہنچتی۔ اشداء علی الکفار رحماء بینہم کی تفسیر آپ پر خوب چسپاں تھی۔ البغض فی اللہ والحب فی اللہ۔ آپ کی پوری زندگی حلم وتواضع اور صبر واستقامت کی سچا نمونہ تھی۔ آپ کا عنفوان شباب دیکھئے اور غریب الوطنی اور معاذی پر نظر ڈالئے۔ ابھی خطۂ بنگال کو یقعہ نور بنا رہے ہیں اور پھر برق سیماب کی طرح۔ ذروۂ سنام اسلام کی انجام میں سرحد پر موجود ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۵) میں دہلی جناب شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں ارتحال فرمایا اور وہاں سے واپس آکر درس وتدریس میں تمام عمر مشغول رہے۔ اس زمانہ میں پٹنہ اور گرد ونواح ظلمات سے تیرہ وتار تھے۔ اختلاف مذاق نے آپ کو گوشۂ تنہائی پر مجبور کر دیا تھا۔ زہد وتقوی میں آپ کا درجہ بلند تھا۔ آپ کی وحیدہ بہت جگر سماۃ آمنہ بالغہ ہو چکی تھی مگر آپ نہایت صبر وتوکل اور مستقل مزاجی کے ساتھ اسکے ازدواج کے لئے طلعت نور مبین اور تقویت دین متین کا انتظار کرتے رہے اور لوگوں کے طعنہ وتشنیع کو برداشت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی دعا مرتبہ اجابت کو پہنچی اور موافق سنت صبیہ نیک اختر کا عقد غازی علیہ الرحمۃ سے کر دیا۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن اصلاح حال انام کے لئے مخصوص تھا اور رات استغاثہ و قیام کے لئے۔ بخاری خطہ بنگال میں توحید کی منادی شرک و بدعات کی بیخ کنی میں منہمک رہتے۔ مراسم کی پابندیوں سے لوگوں کو آزاد کرتے۔ تشتت و تفرق کے عوض اخوت و الفت کی بیل ڈالتے اور رسوم نبوی سے لوگوں کو آراستہ کرتے اور درس قرآن و احادیث سے لوگوں میں حلاوت ایمانی پیدا کرتے۔ مسلسل فاقہ کشی اور تفکرات سے چہرہ میں بے سروسامانی کا عجب عالم ہے۔ زخار و اتباع نافہم، طعنہ زن ہیں۔ آپ پھر بھی خاموش متوکل علی اللہ سینہ سپر ہیں، کیونکہ ظفر و فتح مقصود خیال نہ تھا، بلکہ اعلاء کلمۃ اللہ اور مالک کی رضا جوئی پیش نظر تھی نہ کہ شائبہ نفس یا سیاسی غرض طبیعت نہایت شجاع اور جذبات سے لبریز تھی۔ آپ پر خالد بن ولید کا پرتو نظر آتا تھا۔ آپ سچے جنرل تھے جو اپنی فوج پر اپنی جان نثار پر تصدق کر دیتا ہے۔ میدان کارزار میں ایسی جانبازی دکھاتے کہ دشمنوں کا کھڑا کھیل بگڑ جاتا اور میدان کا رنگ پلٹ جاتا۔ یہ بطل ہاشمی سیف مہند زیب تن کئے میدان میں اسپ راہوار پر سوار نمونہ اسد اللہ معلوم ہوتا اور اسکی سیف مع سیوف اللہ ثابت ہوتی۔ کفار ناہنجار اس شیر کے سامنے لومڑی کی طرح بھاگتے نظر آتے قذف فی قلوبہم الرعب آپ کو مغانم کی ہوس نہ تھی۔ فتوحات خوانین کے سپرد کر دیتے اور سوائے حمیت و اخوۃ اسلامی کے کسی صلہ کے طالب نہ ہوتے۔ اور ان کے بارہا روغا بازی اور احسان فراموشی پر بھی نصرت ملوک اسلامی کے لئے سینہ سپر رہتے۔ امارت عسکری اور ہدایت و تبلیغ آپکی زندگی کے طرۂ امتیاز ہیں۔ آپ مرد میدان تھے۔ آپ کو سیاست سے تعلق نہ تھا۔ آپ کی کیفیت وجد و جلال سے ممزوج تھی۔ خلاف شرع امور دیکھ کر غیظ سے بھر جاتے آپکا ایثار اور جذبہ ایمانی ہماری فکر سے بالا ہے۔

تغیر مزاج ــــ مشہور ہے کہ آپ تند مزاج تھے۔ یہ ایک جبلت تھی۔ فطرت کی کوئی ودیعت بے معنی نہیں ہوتی۔ ایک جانباز غازی کے لئے یہ ویسے ہی قابل تحسین ہے جیسے سیاسی طبائع کے لئے معیوب۔ اس بطل ہاشمی کا جوہر میدان خوں ریز میں دیکھنا چاہیے، نہ کہ مجلس مشورت کے نکتہ سنجوں میں اور امارت کے تین مسندوں پر۔ بنگال کی جنتی اور مصر زمین میں بھی رعد رحمت ثابت ہوئے اور نخل توحید کو اسی شادابی نصیب ہوئی کہ یعجب الزراع لیغیظ بہم الکفار۔ عنفوان شباب میں اپنے مرشد (سید احمد صاحب) کے ساتھ مجاہدۂ نفس۔ علم و ایثار میں ثابت قدم رہے۔ رحمًا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وطاعۃً کے سوا کوئی صدا بلند نہیں ہوئی۔ اپنے برادر معظم کے عرصۂ خلافت میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے بے نظیر جانبازی دکھائی۔ آپ کے مزاج پر مولانا کا کافی قابو تھا۔ انہی کے حکم پر ابھی ارشاد و تلقین میں مصروف ہیں اور پھر میدان میں کمانڈ کر رہے ہیں لیکن ایام پیری میں جبکہ بعض جبلتیں تیز ہو جاتی ہیں آپ کے ساری جانبازیوں اور ایثار کا صلہ رفقاء اور احسانمندوں سے طعنہ زنی، بدگمانی، بدعہدی، غداری ملتا ہے اور وہ بھی بارہا۔ آپ کی غیرتمند طبیعت جماعت مسلمین کا غلبہ اور اعزاز دیکھنا چاہتی ہے۔ مگر اس کے عوض خوانین بے حیا۔ طماع و غدار اور خدا فراموش اس اسد اللہ کو دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ اسی انتشار و اختلال کے عرصہ میں جناب کو جماعت و ملت کی قیادت سپرد ہوتی ہے جس میں زود پسند اور سریع الغیظ طبائع بھی ہیں باوجود سیاست سے نابلد ہونے کے اجتہاد و قیاس اور فضیلت فہم کے مدعی بھی۔ مگر ایسے ہی دماغوں کا مجلس مشورت پر قابو ہے۔ ان پیچیدگیوں کے ساتھ آپ کے جوش و جذبات حد سے تجاوز کر گئے ہیں کہ اب تشنہ لبی آپ کو تڑپا رہی ہے۔ انہی اثرات نے عجیب خشونت اور اصرار کی آمیزش پیدا کر دی اور اس نے آپس میں ناگوار کیفیتیں رونما کیں۔

خدمات اسلامی ۔ شرف بیعت کے بعد سے تا خبر شہادت مرشد علیہ الرحمۃ کے سفر و حضر میں ہمرکاب رہے۔ ریاضت و مجاہدہ کے ساتھ کارہائے مفوضہ کو با اخلاص و مردانگی انجام دیتے رہے۔

(۱) **رجعت اور تبلیغ** ۔ ملک افغانستان سے واپس آنے کی وجہ مطابق مصنف حیات طیبہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ سید احمد صاحب نے بمشورہ مولانا شہید نواح دہلی میں آ کر ان غلط فہمیوں اور فساد کے دفعیہ کے لئے جنہیں مولوی محبوب علی دہلوی وغیرہ نے پھیلا رکھی تھیں روانہ کیا تھا۔ اور غالباً واقعہ بالاکوٹ کی اندوہگیں خبر سن کر آپ وطن واپس چلے آئے تھے۔ اسی اثناء میں آپ کے والد ماجد نے رحلت فرمایا تھا۔ آپ ضرورتاً موضع لبنان پٹکھولی ضلع شاہ آباد کے مقدمہ کی پیروی کر رہے تھے کہ آپ کے برادر معظم مولانا ولایت علی صاحب حیدر آباد دکن سے واپس آئے اور لوگوں میں غایت پژمردگی اور کارہائے تبلیغ کو درہم برہم پایا۔ یہ دیکھ کر لوگوں کو خدمت دین کی ترغیب دی اور ان پر آبحیات چھڑکا۔ اور موقع کی اہمیت جناب کے ذہن نشین فرما کر اور خلافت سپرد کر کے آپ کو تبلیغ و ہدایت خطہ بنگال کے لئے روانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردیا اور اس نظم زمینداری کو کسی ہوشمند کے حوالہ کیا۔ آپ نے بار اوّل مسلسل سات برس اس خطۂ بخاری میں قریہ بقریہ نہایت جانفشانی اور علم کے ساتھ گشت فرمایا۔ لاکھوں خلقت کو قعر ظلمت سے نکال کر شمع ہدایت کا گرویدہ کردیا۔ اور قرآن و احادیث نبوی صلعم کے اتباع کی طرف توجہ دلایا۔ جناب کے مسترشدین اور ان کی اولاد آج تک خطۂ بنگال میں محمدی کے لقب سے ممتاز ہیں۔

دورۂ دوم۔ جناب کی زندگی کے دو جزو ہیں تبلیغ اور مغازی۔ عرصہ امن میں توحید و سنّت کی اجراء اور امانت شرک و بدعت میں مصروف رہتے۔ ورنہ اہل کفر و عناد کے قلع و قمع میں جانبازی دکھاتے۔ چنانچہ جب گلاب سنگھ والی کشمیر نے عاجز آکر بزدلی سے انگریزوں کو بیچ میں ڈال کر آپ کو وطن جانے پر مجبور کردیا تو چند ماہ اپنے وطن مالوف میں قیام فرما کر آپ پھر الامر بالمعروف والنہی عن المنکر کے لئے بنگال روانہ ہوگئے اور اسی مستعدی اور جوش کے ساتھ تین چار سال مسلسل ملفوظات حقہ سے مستفیض فرماتے رہے۔

قیام گاہ۔ آپ نے تازہ دم ہونے کے لئے حاجی مفید الدین خانصاحب رئیس جناب ملن خانصاحب ساکنان موضع حاکم پور ضلع جیسور کے مکان کو مخصوص کرلیا تھا اندریں جناب کی اہلیہ دوم بھی مقیم تھیں۔ جب سفر کی صعوبتوں سے خستہ ہوجاتے تو دو ایک ماہ کے لئے راحت فرماتے۔ مگر اس دفعہ میں بھی سکون نہ تھا بلکہ یہ مواقع حاکم پور اور اس کے اطراف کے فیض و ارشاد کے لئے مخصوص تھے۔ آپ کے وعظ سادے اور ایسے عام فہم کہ ناخواندہ بھی بلا تکلف ذہن نشین کرلیتے۔ فروعی اور مختلف فیہ مسائل سے پاک ہوتے۔ ولولہ اور جوش سے لبریز ہوتے۔ اثر اور انجذاب قلبی کی عجیب کیفیت تھی۔ کیونکہ دعوت سے پہلے ہی آپ عمل سے مزین ہوچکے تھے۔ اثر کو عمل سے تعلق ہے۔

(۲) انتظام فصل خصومت۔ لوگوں کے اصلاح حال اور فیصلہ طاغوتی سے بچنے کے لئے ضرورت تھی کہ جہاں لوگوں کو فساد و فتن سے روکا جائے وہاں ان میں عدل و تصفیہ کی روح بھی پھونکی جائے اور ان کے ناگزیر تنازع اور پیچیدہ مسائل کے محاکمہ اور فیصل کے لئے کوئی صورت قائم کردی جائے اور ساتھ ہی ساتھ شاورھم فی الامر کی سنّت بھی ادا ہوسکے چنانچہ جناب نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر ایک بستی میں جہاں مسجد موجود ہوتی وہاں امام مقرر کرتے (اور جہاں مسجد نہ ہوتی وہاں مسجد بھی تعمیر کراتے) اور فصل خصومات کی بار اسی کے شانہ پر رکھتے۔ چار پانچ کوس کے حلقہ میں کسی بڑی مسجد کو جامع مسجد قرار دے کر ایک تعلیم یافتہ متدین امام کے سپرد کر دیتے اور امام بمنزلہ سشن جج منصوبہ ہوتا۔ اگر اس پر بھی لوگوں کی تسکین خاطر نہیں ہوتی تو متخاصمین کی اپیل پر بذات خود ان مقامات پر پہنچ کر فصل تنازع فرماتے اور ملفوظات کیمیا اثر سے تالیف قلوب فرماتے۔

(۳) مغازی یعنی ابی موسیٰؓ قال جاء رجلٌ الی النبی صلعم فقال الرجل یقاتل للمغنم والرجل یقاتل للذکر والرجل یقاتل لیری مکانہ فمن فی سبیل اللہ قال من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ متفق علیہ۔ آپ کی غرض ان جانبازیوں سے سیاست سلطانی نہ تھی، آپ کو دنیاوی وجاہت سے کوئی غرض و مطلب نہ تھی نہ اخلاص اس کو جائز رکھ سکتا تھا نہ طبیعت اس کی مقتضی تھی، بلکہ اعلاء کلمۃ اللہ و بہی خواہی خلق اللہ۔ آپ نے اس راہ میں عزت و ثروت و راحت سب قربان کر دی۔ آپ اپنی جان کو ادنیٰ سپاہی پر فوقیت نہ دیتے۔ کیونکہ آپ کا تخیل اقتدار سیاست سے پاک تھا۔ آپ کی حیثیت کبھی پیدل کبھی سوار کبھی امیر الجیش کی نظر آتی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب کو اصلاح اہل بنگال اور ضرب رفاب اہل کفر و عناد کے لئے خلق کیا تھا۔ آپ کی زندگی سراپا صعوبت اور تسلسل عمل ہے۔ بیچ میں سکون و انقطاع کا پتہ نہیں چلتا۔ بہرکیف، سنت ذروۃ سنام اسلام جس کو امراء و ملوک عرصہ سے بھول گئے تھے اور صرف طائفہ ملوکی و تشنت غرض سیاست مملکت باقی رہ گئی تھی۔ اور جس کو مجدد غایۃ الرحمہ نے پھر تازہ فرمایا تھا مگر ہنگامہ خیز شہادت نبرد آزمایان داجل ہوشمندان سے یہ سنت مرحومہ متروک ہونا چاہتی تھی۔ ایسے نازک وقت میں آپ ہی کے جوش ایمانی اور استقامت و شجاعت نے ایک عرصہ کے لئے اس کو زندگی بخشی۔ اگر جناب اپنے برادر معظم کے دست و بازو ثابت نہ ہوتے تو سلسلہ سید احمدی پارہ پارہ ہو چکا تھا۔ مگر جناب نے تمام مشرق میں دورہ فرما کر پھر لوگوں میں روح پھونکی اور آپ کے معتقدین نے سعی بلیغ فرمائی۔ بڑے بڑے معرکے سر کئے اور ظفریاب ہوئے جن سے کفار و منافقین کے دل ہار گئے۔ سکھوں سے متعدد مورچے۔ قلعے۔ علاقہ جات چھین لئے۔

لہ پتر سنگھ اور امام الدین کے ملک چھچھ و کھیلی مع تلہ ڈب مظفر آباد ۱۲ اٹھارہ مورچے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکر و فریب سے کام لے کر خوانین کج فہم اور سید ضامن کو در باطن کو کوئی جھکوائے یعنی دیوان کرمچند کی درمیانگی سے مسٹر اکنوں کمانڈر کو ملا لیا اور نا عاقبت اندیش و دغا باز خوانین کو متاع قلیل کی ہوس دی۔ ان منافقین نے عہد ناپائیدار پر اعتماد کر کے اس غازی کو نہلکہ میں چھوڑ دیا۔ آخرش خسران دو جہان انجام کار ہوا۔ عزت و ملک سب گیا برباد۔ آپ وہاں سے واپس آکر پھر بنگال روانہ ہو گئے۔

اکبر شاہ ۔ اس کے عرصہ بعد بوجود مذکور السدر سید اکبر شاہ ملک سوات نے فقرا مجاہدین سے اعانت کی غرض سے مولانا ولایت علی صاحب کے پاس درخواست بھیجی۔ مولانا نے غازی فی سبیل اللہ کو بنگال میں اس کی اطلاع دی (اور خود اپنے تشریف بری کا بھی عزم ظاہر فرمایا) اس خبر کے پاتے ہی بنگال کا نظم دوسروں کے سپرد کر کے آپ پابرکاب ہوئے اور ملک سوات پہنچ کر میگزین اور افواج کا نظم اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور عرصہ دراز تک بغرض خیر خواہی مسلمین یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ افسوس محارب کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔

تاریخی ۔ جبکہ فقرا مجاہدین مختلف تہمات۔ صعوبتوں، بیماریوں اور فاقہ کشی سے چور اور مجبور تھے۔ اڈیارڈ صاحب نے چھ ہزار فوج کے ساتھ ۱۸۵۸ء میں ان پر حملہ کر دیا۔ وہ بیچارے کچھ تو شہید ہوئے اور جو بچ رہے کوہوں پر جا کر اپنی زندگی ختم کیں۔

ہجرت من کانت ھجرۃ الی اللہ ورسولہ فھجرۃ الی اللہ ورسولہ۔ اصل تو یہ ہے کہ جب سے آپ نے دامن مرشد پکڑا اور اقربا، اور وطن سے گویا واسطہ نہ تھا مگر سید اکبر شاہ ملک سوات کی درخواست سن کر آپ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ زندگی کی جو کچھ صعوبتیں پیش آئیں باقی حیات اپنے مرشد کے اتباع متوکلین کے ساتھ بسر کریں گے۔ غرض آپ اسی تخیل میں سرشار وطن پہنچے (اس میں چھ ماہ کی دیر ہوئی کیونکہ بنگال کا نظم کر کے آنا تھا) اور اپنی والدہ ماجدہ سے فرمایا کہ اب میں ہند سے مع اہل و عیال ہجرت کا قصد رکھتا ہوں۔ چنانچہ آپ کی والدہ محترمہ نے موضع دوآب پورا رصٹ ضلع گیا کا وثیقہ آپ کے سپرد فرمایا اور آپ نے اس موضع کو بدست میر محبوب علی ساکن کیوانی ضلع گیا کے بعوض بیس بائیس ہزار روپیہ بیع کر دیا اور مواضعات اجالی سے دست برداری کی ایک تحریر لکھ دی (اس میں تین ماہ صرف ہوئے) اور راہگیر ملک افغانستان ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوانین سرکش اور غدار کو بھی مطیع و فرمانبردار کر لیے۔ تمام امن و طمانیت بخش کر کلمۂ توحید کی منادی کرائی اور حدود و قصاص اسلامی جاری کر دیئے۔ اس شوکت اسلامی کو دیکھ کر منافقین[1] تاجر اور کفار بدکردار نے حسد اور خوف سے حکومت برطانیہ کے عمال کو یہ انگیختہ کر دیا۔ تاہم بنصرت اللہ العزیز وہ خائب و خاسر رہے۔ حالانکہ اتباع سید احمد صاحب کی برابر روش یہ رہی کہ ایک طرف لوگوں کو سکھوں کے مقابل آمادہ جہاد کرتے اور دوسری جانب اما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیہم علی سواء سے حکومت برطانیہ کی امن پسندی جتا کر لوگوں کو اس کے مقابلہ سے روکتے تھے۔ بہرکیف ان مغازی کی تفصیل جو مولانا شہید کے حیات اور کمانڈ میں ہوئیں۔ سوانح احمدی یا حیات طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اس قرطاس میں بعد کے مغازی کے احوال محض اختصار کے ساتھ پیش کر دیئے جاتے ہیں۔

خوانین — اس زمانہ میں پنجاب و نواح پنجاب متعدد خوانین کے زیر حکومت تھا۔ گویا ہر ایک تعلقدار آزاد بادشاہ تھا۔ یہ آپس میں تیغ آزمائی کرتے۔ حرکات شنیعہ کی بے غیرتی کے ساتھ ارتکاب کرتے۔ اخلاق و حمیت سے عریاں تھے۔ غداری۔ خود غرضی اور نفاق ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ حلاوت ایمانی سے آشنا تک نہ تھے۔ اس حالت زبوں سے سکھوں کو انھیں ستانے کی جرأت ہوتی۔ اور ان کے آپس میں خوب بھینڈے لڑا دیتے۔ جب وہ اپنی قوت آزمائی سے عاجز آجاتے تو حالت اضطراری میں برکات مجاہدین یاد آتیں اور نہایت لجاجت کے ساتھ ایک بے نوا کی طرح اعانت و نصرت کی درخواست کرتے اور پھر اثناء معرکہ یا خیر انجام پر دشمنوں کے تملق سے شرمناک بدعہدی کرتے۔

کاغان سید ضامن شاہ ملک مضافات بالاکوٹ جب والی کشمیر گلاب سنگھ سے تاب مقاومت نہ لا سکا۔ حالت پریشانی میں مولانا ولایت علی سے اعانت و نصرت کی درخواست کی۔ مولانا نے اپنے برادر اوسط (مولوی عنایت علی غازی) کو محض حمیت و اخوت اسلامی کی بنا پر بالاکوٹ روانہ کر دیا۔ آپ نے پہنچ کر فوج و میگزین کے نظم اپنے ہاتھ میں لئے اور جارحانہ حملوں سے کل علاقات۔ قلعے۔ مورچے واپس لے کر ۱۸۳۸ء میں سید ضامن کے سپرد کر دیئے جب خود سکھوں کے مقبوضات کی باری آئی تو ان کے ہوش باختہ ہوئے۔ گلاب سنگھ نے

[1] گلاب سنگھ اور سید ضامن شاہ کرنیل۔ رنگو اور کرنیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھنیا سرائے ملک پنجاب میں مولانا ولایت علی صاحب سے آپ ملاقی ہوئے اور دونوں حضرات ہمراہ ملک سوات سید اکبر شاہ کے پاس پہنچے۔

سرحدی زندگی ۔ ملک افغانستان میں قبل ہجرت بھی جناب کو دو بار قیام کا اتفاق ہو چکا تھا۔ اپنے مرشد سید احمد صاحب کے ہمراہ۔ پھر سید عثمان شاہ ملک بالاکوٹ کی اعانت کے عرصہ میں اس وقت جناب کے تحت میں کامل سامان حرب میسر تھے اور علاوہ مجاہدین کے افواج روحلہ تھے۔ بعد ہجرت آپ نے عرصہ دراز تک سید اکبر شاہ کے املاک و افواج کی خبرگیری نہایت سرگرمی اور ہوشمندی سے فرمائی۔ پھر کسی شکر رنجی کے باعث منگل تھانہ (جو ملک سوات سے چند منزل کے فاصلہ پر ہے) سید عباس کے پاس چلے گئے اور اس کے افواج و املاک کی نہایت خلوص اور ہوشیاری کے ساتھ نگاہ داشت کی۔

امارت جب مولانا ولایت علی رح کا بماہ محرم ۱۲۶۹ھ موضع سیتھانہ ملک سوات میں انتقال ہو گیا تو آپ منگل تھانہ سے وہاں واپس آئے۔ اور باتفاق تمام لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت امارت کی اور جب تک سید اکبر شاہ کی اولاد (سید مبارک۔ سید عمر۔ سید [illegible] سید ملار) نے فقراء مجاہدین کے ساتھ بیوفائی نہیں برتی وہیں قیام فرمایا۔ پھر بحالت مجبوری مع مجاہدین منگل تھانہ واپس آکر مسکن گزیں ہوئے اور باقی زندگی قلیل مجاہدین کے ساتھ وہیں ختم کر دی۔

اخیر زندگی ۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کی وجہ سے راہ پرخطر تھے۔ شہر سے باہر نکلنا دشوار تھا۔ املاک تہلکہ میں تھے جانوں کو امن نہ تھے۔ پھر کس کو ہوش تھے اور کیونکر ممکن تھا کہ سرحد کے پار فاقہ کشوں کے لئے کوئی سامان کیا جا سکتا۔ مسلسل فاقہ کشی نے حال تباہ کر دی۔ درختوں کی کونپلوں اور پتیوں پر اصحاب صفہ کی سنت ادا ہونے لگی۔ چند ماہ مسلسل غلہ پر نظر تک نہ پڑی۔ اجابتیں جون آلود ہونے لگیں۔ آپ کے پاس جو کچھ نقود تھے، آپ مہاجرین و انصار پر صرف کر چکے تھے۔ اور وہ تھا ہی کیا اونٹ کے منہ میں زیرہ۔ اب ادھر ساتھیوں کی بدگمانیاں اور طعنے شروع ہو گئے۔ زندگی تلخ تھی۔ یہ وہ وقت تھا کہ اگلی امم مضطر ہو کر متی نصر اللہ پکار اٹھتی تھی۔ مگر اس مہبر و استقامت کے کوہ نے نہایت حلم و رضا مندی کے ساتھ اللھم بالرفیق الاعلیٰ سے زبان تر کرتے

---

۱۲ مسئلہ سیاسی میں بزمانہ برادر معظم رح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمرے بعارضہ بخار وضیق النفس ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۸ء کے آخر میں سجن المومن سے جنت نعیم کو رحلت کی۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ واحشرہ فی زمرۃ المھاجرین الذین ھاجروا وجاھدوا مع نبیک محمد صلعم۔

خاتمہ اس سعید ازلی بزرگ نے بادشاہ برادر معظم الامر بالمعروف والنہی عن المنکر کے لئے اس وقت کمر ہمت چست کی جبکہ جماعت وملت کے عمود قویمہ جام اجل نوش کر کے جنت نعیم کو پہنچ چکے تھے اور خبر شہادت سے تمام اقطاع ہند میں انتشار۔ جمود اور مردنی چھا گئی تھی۔ ایسے یاس وقنوط کے عرصہ میں ایسی قربانی اور جانبازی دکھانی بس خالص ایمان والوں کا کام تھا جن کو ہر یاس کے اندر امید نظر آتی ہے اور کبھی بھی وہ اللہ کی رحمت سے قانط نہیں ہوتے۔ غور کیجئے باوجودیکہ وہ عزت وجاہ ومال کو قربان کرنے کو کہتے تھے۔ سخت سے سخت امتحان اور ریاضت میں ڈالتے تھے۔ دکھ اور مشقتوں کی طرف پکارتے تھے۔ پھر بھی خلق اللہ جوق کی جوق آپ کو لبیک کہتی تھی اور آپ پر فدا اور پروانہ ہوتی تھی۔ وہاں زر ودولت کی طمع نہ تھی، بلکہ تکلیف اور دکھ ان کی سہیلیاں تھیں۔ پھر اس بے سروسامانی کے ساتھ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ کی صداقت پر مہر ظفر ثبت کر دی۔

آپ کی سوانح کو مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ کے سوانح سے ایسا ہی تعلق ہے جیسے گوشت کو پوست سے آپ کے سارے کارنامے مولانا رح کے فکر وارشاد اور معیت کے نتائج ہیں۔ تنظیم ہو یا تبلیغ ومغازی (مغازی میں مولانا کی معیت لازمی تھی) آپ نے مولانا کی زندگی میں نیابت وامارت عسکری کے کار اہم کو غایت سرگرمی سے انجام دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر گھر کے اندر آپ جیسا دست وبازو مولانا علیہ الرحمہ کو نصیب نہ ہوتا تو غالباً کام کے چلنے کی کوئی قوی صورت نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجدد علیہ الرحمہ کے حیات بعد الممات کی بنا مولانا کی فراست وسیاست ایمانی اور آپ کی جانبازی پر محکم کی تھی۔

ازواج واولاد آپ کی پہلی شادی مسماۃ آمنہ بنت شیخ زماں مولوی سید محمد مسافر علیہ الرحمہ سے نہایت سادگی کے ساتھ مراسم سے پاک شریعت کے مطابق انجام پائی تھی۔ غالباً یہ پہلی تقریب ہوگی جو کسی رئیس کے گھر بغیر تکلفات کے انجام پائی۔ اس عقد سے صرف ایک فرزند حافظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالمجید صاحب پیدا ہوئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ کی اہلیہ نے انتقال کیا۔ چونکہ اکثر آپ سفر میں رہا کرتے لہذا پندرہ سولہ برس تک آپ دوسرا نکاح نہ کر سکے۔ جس زمانہ میں آپ خطۂ بنگال کی ہدایت و اصلاح میں مشغول تھے۔ یہاں مولوی اکبر علی پسر خرد جناب مولوی الٰہی بخش صاحب کا انتقال ہو گیا۔ جناب مولانا ولایت علی صاحب نے بعد انقضائے عدت مسماۃ شریفن (زوجہ مولوی اکبر علیؒ) بنت شاہ محمد حسین صاحب تنویہ کا عقد ثانی وکالتاً پڑھا کر بنگال آپ کے پاس بھیجدیا۔ آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ کو حاجی مفید الدین صاحب کے مکان میں مقیم کیا۔ جناب کی یہ اہلیہ برابر سفر میں آپ کے ساتھ رہیں۔ اس محل سے صرف ایک لڑکی مسماۃ ہاجرہ زوجہ مولوی عبدالکریم پسر مولانا ولایت علی پیدا ہوئی۔ حافظ عبدالمجید صاحب قبل ہجرت اپنے چھوٹے چچا مولوی فرحت حسین صاحب کے زیر نگرانی رہ کر فارسی و مختصرات پڑھیں۔ آپ کا نستعلیق و خط نسخ نہایت پاکیزہ تھا اور آپ غایت درجہ نیک اور کم سخن تھے۔ آپ کی شادی مسماۃ حکیمن بنت سید صفدر علی صاحب ساکن موضع دودھ بگھڑ (قریب قصبہ بارہ ضلع پٹنہ) سے ہوئی تھی۔ اس سے تین اولاد مسماۃ شہر بانو۔ محمد ہارون خطاط۔ محمد یٰسین شمع خوش نویس ہوئیں۔ محمد یٰسین بعالم عنفوان شباب پٹنہ واپس آئے۔ اس وقت مولوی محمد حسن غفرلہ نے بحسن تدبیر کمشنر پٹنہ سے ان کے اقامت وطن کی اجازت لے کر شیخ خیرات علی ساکن موضع بانک کی صبیہ خرد مسماۃ زینب سے عقد کر دیا اور مبلغ پچاس روپے ماہوار صورت گذران پیدا کر کے اپنا ایک مختصر مکان متصل مکان مولوی محمد اسحاق مرحوم ان کے حوالہ کر دیا۔ بعد انتقال مولوی محمد حسن مرحوم انہوں نے اقطاع ہند میں گھومتے ہوئے میرٹھ پہنچکر انتقال کیا۔ اور حاضرین سے اپنی جائے سکونت بتا کر خواہش ظاہر کی کہ اس کی خبر ان کے بچہ محمد مسلم کو کر دی جائے، انا للہ۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔ اللھم تقبل حسناتہ وتجاوز عن سیاتہ۔ مولوی محمد مسلم صاحب ام۔ او۔ ال کی شادی مسماۃ سلمیٰ بنت عبدالمجید سب اوورسیر بن شیخ خیرات علی بانک حال مقامی مینا بازار شہر پٹنہ سے ہوئی اور دوسرا عقد صبیہ مولوی فخر الدین محمد شمسی ساکن موضع کاکو ضلع گیا سے ہوا۔ آپ مزاری باغ سینٹ کولمبس کالج فارسی کے پروفیسر رہے ہیں اور یونیورسٹی کی طرف سے ممتحن بھی رہ چکے ہیں لیکن اب مغربی پاکستان میں رہتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور وہیں کسی کالج میں پروفیسر ہیں۔

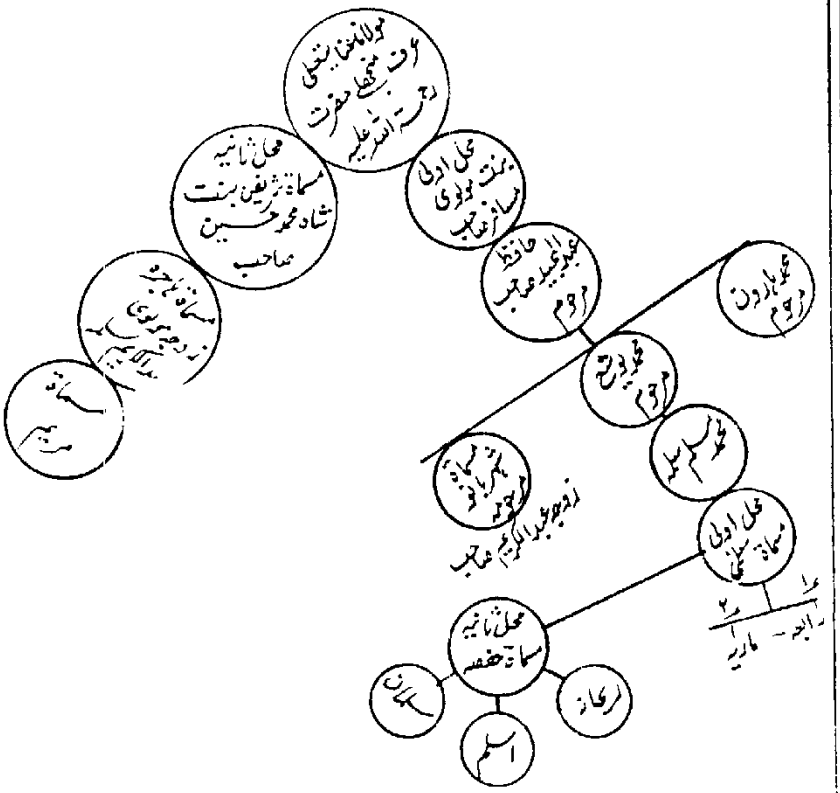

جناب مولوی طالب علی مرحوم و مغفور

آپ بعمر اٹھارہ انیس برس کے یہاں سے ہجرت صاحب ملک افغانستان کو روانہ ہوئے۔ اسوقت تک آپ کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ افغانستان میں پہنچ کر دو تین برس آپ زندہ رہے۔ نہایت صبر و استقامت کے ساتھ اطاعت و فرمانبرداری میں اپنے امیر کی اپنے عمر کے بقیہ حصہ کو آپ نے طے کیا۔

بڑے حضرت اکثر آپ کے صبر و استقامت کی تعریف فرماتے۔ آپ نے بعارضہ دردِ جگر و طحال مبتلا ہو کر سید صاحب کی ہمراہی میں انتقال فرمایا۔ سید صاحب نے آپکے جنازہ کی نماز پڑھائی اور موضع چنجلی میں دفن کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلہ و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راحمہ و ادخلہ مع الذین خرجوا من دیارھم مع نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم -

جناب مولانا فرحت حسین صاحب

عرف چھوٹے حضرت قدس سرہٗ جو والد ماجد فقیر مؤلف کتاب کے ہیں آپ ۱۲۲۶ھ ہجری میں پیدا ہوئے - آپ کے اکثر حالات اوپر گذر چکے - آپ نے اکثر حصہ علوم درسیہ کا اپنے والد ماجد سے پڑھا اور اسی زمانہ میں قرآن بھی تمام بکمال حفظ کیا اور کچھ تھوڑا حصہ درسی کتابوں کا جناب شاہ محمد واعظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن محلہ نمونہیہ سے بھی آپ نے پڑھا - پھر اخیر میں آپ نے اپنے برادر معظم بڑے حضرت سے پڑھا اور سند حدیث کی بھی آپ سے حاصل کی - آپ اپنے برادر معظم مولانا ولایت علی علیہ الرحمہ والغفران کا نہایت ادب کرتے اور ازبسکہ اطاعت و فرمانبرداری ان کی بجا لاتے - آپ اُن کو بجائے پیر مرشد کے سمجھتے تمام اہل برادری و جملہ مریدان آپ کو درجہ دوم پر بڑے حضرت سے سمجھتے - بڑے حضرت جب سفر کو جاتے - آپ کو اپنا قائم مقام مکان پر کر کے جاتے - آپ بدستور سابق بعد نماز صبح لوگوں کو مراقبہ میں بٹھاتے - صدہا آدمی مرد عورت اُس حلقے میں بیٹھتے - کمرے کے ایک جانب مرد ہوتے اور جانب دیگر عورتیں ہوتیں - اور آپ بیچ میں بیٹھتے - عورتوں کو جناب حضرت والدہ ماجدہ ام غفر اللہ لہا تعلیم فرماتیں - لطائف وغیرہ کے مقامات اور اس پر غور اور دھیان کرنا اور اُس کی نشست بتا دیتیں - اور مردوں کو آپ خود تعلیم فرماتے اور بعض تعلیم یافتہ لوگوں کو نوآموز کے واسطے مقرر فرماتے - اور بعد نماز ظہر درس قرآن و حدیث کا آپ دیتے - اور یہ علوم و جہول مؤلف اوراق قاری ہوتا - اور شب سہ شنبہ کو آپ کا وعظ ہوتا - اس میں سوا مرد و عورت جمع ہوتے - اوائل میں آپ کا معمول تھا کہ مسجد میں بیس تاریخ تک رمضان شریف کی نماز تراویح پڑھاتے اور ایک ختم اُس میں کرتے اور آپ نہایت عمدہ قرأت اور مخارج حروف بھی خوب جانتے تھے اور نہایت خوش الحان تھے - جب بڑے حضرت ملک افغانستان کو تشریف فرما ہوئے - تب آپ نے جناب حکیم ارادت حسین غفر اللہ لہ کو واسطے نماز تراویح اور نماز جمعہ کی مسجد صادق پور میں مقرر کیا اور خود عشرۂ اخیر میں ماہ مبارک رمضان شریف کے اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکان میں پچھلے وقت حسب معمول بڑے حضرت نماز تراویح پڑھاتے۔ مرد و عورت دور دراز سے صدہا جمع ہو جاتے۔ آپ نہایت کم سخن متحمل، بردبار، منکسر المزاج تھے۔ غصہ آپ کو بہت کم آتا۔ فہم و فراست تمدنی آپ کی نہایت تیز تھی۔ آپ کا لباس نہایت سادہ اور موٹا رہتا۔ آپ کے پاس مواضعات سے جو کچھ آمدنی آتی۔ وہ سب طلبہ اور فقرا اور مہمانداریوں میں خرچ ہوتی۔ دو تین سو طلبہ وغیرہ روزمرہ رہا کرتے۔ کھانا بھی وہی معمولی جو طلبہ کے واسطے پکتا کھاتے۔ معزز مہمانوں کے واسطے حسب لیاقت اُن کی علٰحدہ کھانا پکتا۔ گاہ گاہ اُن کے ساتھ بھی شریک ہو جاتے۔ چند اولاد کی آپ نے اپنے سامنے شادی کی یہ تقریبیں نہایت سادگی سے اور کم خرچی کے ساتھ انجام دیں۔ ایک جوڑا بھی دولہا دُلہن کے واسطے اس میں نیا نہیں بنا۔ مصرفی کپڑے جو مرید لوگ طلبہ کے واسطے دے جاتے، ان کو قیمتاً آپ نے خرید کر کے اور مرمّت کرا کے دولہا دلہن کو پہنا دیئے۔ آپ بچپن سے نہایت متقی و پرہیزگار مجتنب از لغویات و بیہودگی رہتے۔ عبادت کا شوق اور یاد الٰہی کا ذوق بچپن ہی سے آپ کو تھا۔ آپ عارف کامل و سالک و صوفی صاف تھے۔ اس ظلوم جہول کو اتنی لیاقت کہاں کہ آپ کے اوصاف کو قید تحریر میں لا کر ہدیۂ ناظرین کر سکے۔ آپ فنون حرب میں بھی خوب مہارت رکھتے تھے۔ سواری اسپ نہایت عمدہ جانتے تھے۔ اکثر آپ نہایت بدذات و شریر گھوڑوں پر سوار ہوتے۔ اور اُن کو رام بنا چھوڑتے۔ بندوق کا نشانہ ایسا عمدہ جانتے تھے، کہ اُڑتی چڑیا آپ کے نشانہ سے خالی نہ جاتی۔ پٹہ اور بانک اور بانا بھی خوب جانتے تھے۔ آپ اپنے مکان کے باغیچہ کی روش میں کرسی بچھا کر بیٹھ جاتے۔ اور ہاتھ میں گدکا لے لیتے اور چار پانچ آدمی کھڑے ہو کر آپ پر چھوٹ کا ہاتھ چلاتے اور آپ سے چھوٹ لڑتے۔ آپ دوسروں کے وار سے بچتے، اور اپنا وار دوسروں پر لگا دیتے۔ دریا کی سیاحت میں بھی آپ خوب ماہر تھے۔ قسم قسم کی پیراکی آپ کرتے تھے۔ کھڑے اور بیٹھے اور چت۔ آپ کو ڈنڈ و مکدر و لیزم وغیرہ کا بھی ہمیشہ استلزام کے ساتھ استعمال رہا۔ آپ اپنے باغیچہ کے چاہ کے منھ پر ایک تختہ ایک فٹ عریض رکھ دیتے اور اس پر جا کھڑے ہوتے اور چار پانچ آدمیوں کو ارد گرد دُور دُور کھڑا کر دیتے اور حکم کرتے کہ ڈھیلوں سے مارو اور اسی تختہ پر کھڑے

مزاج خلق

فن حرب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دھیوں سے بچتے اور اُن کو خالی دیتے بالجملہ ہر ہر فن میں سپہ گری کے آپ خوب مشّاق و یکتا تھے ولنعم ماقیل۔ شعر

جمع الشجاعۃ والخشوع لربہ ما احسن المحراب فی المحراب

جناب مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمۃ کو جبکہ آپ ملک افغانستان میں تھے۔ بعد انتقال بڑے حضرت مراقبہ میں مشاہدہ و زیارت انبیاء و اولیاء بزرگان دین بند ہوگیا۔ جب آپ وہاں سے یہاں پٹنہ تشریف لائے جناب چھوٹے حضرت نے ان کو بٹھا کر توجہ دی تب مراقبہ میں مشاہدہ و زیارت وغیرہ حسب دستور جاری ہوگیا۔ یہی وجہ تھی کہ بڑے حضرت کے رفقائے خاص کی دلچسپی بجز آپ کے اور کسی کے پاس نہیں ہوتی تھی۔ اسی وجہ سے وہ افغانستان سے آکر آپ کے پاس جمع ہوگئے اور تاحیات آپ کی آپ ہی کے پاس رہے۔ بعد انتقال آپ کے بنات النعش کے طور پر متفرق ہوگئے۔ ۱۸۵۷ء کی غدر میں فرقہ اہل حدیث جو شریک باغیان سرکار نہ ہوا آپ ہی کی بدولت۔ آپ نے نہایت تشدد و زور کے ساتھ تاکید بلیغ فرمائی کہ کوئی مرید ہمارا باغیوں کا ساتھ نہ دے۔ یہ بغاوت سراسر خلاف شریعت ہے جس وقت کہ جناب مولانا احمد اللہ وغیرہم کو ٹیلر صاحب کمشنر پٹنہ نے تہ تیغ کیا، اس وقت ہزارہا آدمی پٹنہ و اطراف پٹنہ میں بر سر فساد تھے۔ مولوی پیر علی و مولوی اوصاف حسین ساکنان لکھنؤ کہ جن کی ترتیب صدر گلی پٹنہ میں کتب فروشی کی دوکانیں تھیں اور اُس وقت وہ سرغنۂ بغاوت ہوگئے تھے۔ انہوں نے بھی نہایت زور کے ساتھ پیغام بھیجا کہ آپ اس وقت ہمارے شریک و مددگار ہوں، مگر ہمارے حضرت نے صاف انکار کیا اور ہرگز ان کے شریک نہ ہوئے اور جملہ مریدوں کو شرکت سے بزور روکا۔ الغرض اس پٹنہ میں جو فرقہ اہل حدیث کا شر و فساد سے بچا رہا وہ آپ ہی کے طفیل بفحوائے حدیث شریف۔ اتقوا من فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ۔ آپ کی نگاہ نہایت غامض و دُور بین تھی۔ آخر جو نتیجہ اس غدر کا ہوا وہ سب کو معلوم ہے حاجت بیان نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زوجہ بھی ایسی ہی عابدہ زاہدہ صالحہ مطیعہ و فرمانبردار صاحب کمالات باطنی محلی از اخلاق ظاہری عنایت فرمائی تھی یعنی مسماۃ محمودہ بنت حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہٗ ساکن محلہ نموبیہ سے آپ کی شادی ادلی ہوئی۔ میں اوپر لکھ آیا ہوں بضمن سوانح عمری بڑے حضرت علیہ الرحمہ کہ اس خاتون کو بھی بیعت حضرت جناب سید صاحب بعرصہ ہفت سالگی نصیب ہوئی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب سیّد صاحب نے آپ کے سر و بدن پر اپنے دست مبارک شفقت آموز کو پھیرا اور دعاء بھی دی یہ اسی کی برکت تھی کہ آپ نہایت عابدہ زاہدہ صالحہ ہوئیں اور نیز فہم و فراست و عقل و کیاست امور دینی و دنیوی میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو مثل عمدہ مردوں کے دی تھی۔ جناب بڑے حضرت کی صحبت بابرکت میں صدہا مرد کامل ہو گئے مگر عورتوں میں آپ کے مانند کوئی نہیں ہوئی۔ بڑے حضرت کی تادیب و تعلیم نے آپ کو سونے سے کندن بنا دیا۔ صدہا عورتیں شب روز آپ کے پاس لگی بیٹھی رہتیں اور آپ کے ملفوظات طیبات سے بہرہ ور ہوتیں اور آپ کے نصائح و پند سے فائدہ اٹھاتیں۔ بڑے حضرت اور چھوٹے حضرت کے زمانہ میں جس قدر عورتیں واسطے اکتساب دین کے آتیں وہ سب آپ ہی کی زیر تعلیم دی جاتیں اور خود جناب شاہ صاحب آپ کے والد ماجد وغیرہ علمائے اہل برادری بھی آپ کی خدمت میں بنظر استفادہ حاضر ہوتے۔ مرد اور عورت جو آپ سے عمر و رشتہ میں بڑے ہوتے وہ بھی آپ کا نہایت ادب کرتے۔ طلبہ اس وقت جو باہر کے مکان میں رہتے، ہر ایک کی خبر گیری کھانے دانے اور دوا دارو اور دیگر راحت و آرام کی آپ اس طور پر فرماتیں، جیسے مادر مشفقہ وہ لوگ اپنے گھر کی مانوؤں کی شفقت کو بھول جاتے۔ آپ کو مراقبہ مشاہدہ میں بھی کمال تھا۔ میں نے بارہا جناب والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جناب حضرت والدہ ماجدہ مرحومہ و مغفورہ کو مراقبہ میں بٹھاتے اور جب آپ کو زیارت رسول اللہ صلعم یا اور کسی ولی بزرگ کی ہوتی اُس وقت حل مشکلات بعض مطالب قرآن و حدیث کا فرماتے۔ آپ کے اس محل اولیٰ سے تین بیٹے اور چھ بیٹیاں ہوئیں، جملہ نو۔ عبدالقادر و عبدالرحمٰن۔ یہ دونوں بیک روز عارضہ دبائی میں مبتلا ہو کر طفلی میں راہی ملک عدم ہوئے۔ بعد اس کے مسماۃ صالحہ مرحومہ زوجہ مولوی عبداللہ صاحب بعد اس کے مؤلف اوراق عبدالرحیم عفی عنہ ۱۲۵۱ھ میں، بعد اُس کے مسماۃ سارہ مرحومہ زوجہ مولوی ہدایت اللہ مرحوم، بعد اُس کے مسماۃ ہاجرہ کہ بعمر دو سالہ رخصت ہوئی۔ بعد اُسکے مسماۃ فاطمہ مرحومہ زوجہ مولوی یحییٰ علی رحمۃ اللہ علیہ، بعد اُسکے مسماۃ میمونہ کہ وہ ڈھائی برس کی ہو کر گذر گئی۔ بعد اُس کے مسماۃ سعیدہ زوجہ مولوی محمد حسن مرحوم یہ پھیلی اولاد تخمیناً دو برس کی تھی کہ آپ کے محل اولیٰ نے انتقال فرمایا۔ اُن کی تاریخ انتقال۔ دخلت سنہ ۱۲۷۰ھ فی الجنان سے نکلتی ہے اور آپ کی دوسری شادی بحالت موجودگی محل اولیٰ مسماۃ رشیدن مرحومہ بنت

محل اولیٰ

اولاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب حکیم احمد علی مرحوم سے جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمہ نے کرادی تھی۔ وہ ایک برس زندہ رہ کر داخل علیین ہوئیں۔ بعد انتقال زوجۂ اولی ۱۲۷۱ھ میں مسماۃ نجمین بیوہ عورت بنت قاضی اسد علی صاحب ساکن موضع دولت پور ضلع گیا سے عقد ثانی کیا۔ چنانچہ نسب نامہ ان کا فصل پنجم میں بذیل نسب نامہ قاضی فرزند احمد صاحب بن قاضی احمد بخش صاحب مرحوم آوے گا۔ اور ان سے ۱۲۷۲ھ میں برادرم عزیز شمس العلماء مولوی عبدالرؤف صاحب مرحوم مغفور پیدا ہوئے اور اس کے بعد سنجیدہ جو ڈیڑھ برس کی گزر گئی، اس اثنا میں آپ بہت بیمار ہوئے اور ایک برس کامل آپ ذیفراش رہے۔ اس پچھلے نکاح سے تین برس کے بعد ۴۸ برس کی عمر میں ۱۲۷۴ھ میں آپ اس قفس عنصری کو چھوڑ کر داخل خلد بریں ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا اللھم اغفر لھما وارحمھما فی زمرۃ عبادک الذین انعمت علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ آپ کا رنگ گورا قد چھوٹا تھا۔ دبلے پتلے نحیف الجثہ داڑھی ہلکی ابرو پیوستہ اور درمیان دونوں ابرو کے ایک لہسن نہایت سرخ تاباں تھا۔ نقشہ آپ کی ازواج و اولاد کا یہ ہے:

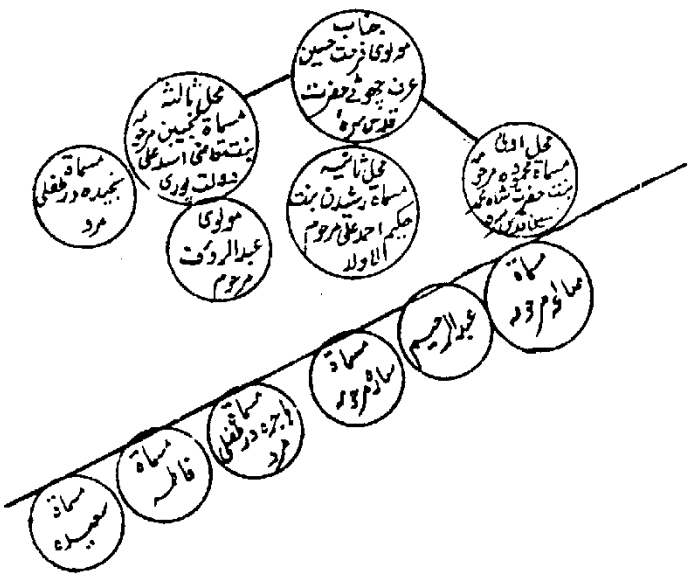

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب مولوی عبداللہ صاحب مرحوم

تعلیم

خلف اکبر جناب حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمہ از بطن مسماۃ مراد النساء مرحومہ حیدرآبادی آپ ۱۲۴۶ھ ہجری میں بمقام حیدرآباد پیدا ہوئے۔ آپ از روز تولد ہمیشہ اپنے والد ماجد کے ہمراہ ہر سفر و حضر میں رہے۔ گویا تمام عمر آپ کی سفر ہی میں کٹی۔ آپ نے ابتدائی درسی کتابیں جناب حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مرحوم سے پڑھیں اور پھر اخیر میں جناب مولانا فیاض علی علیہ الرحمہ والغفران سے پڑھیں۔ اور سند حدیث کی اپنے والد ماجد بڑے حضرت سے لی۔ آپ اپنے

تجرد و سفر

والد ماجد کے ساتھ ملک افغانستان کچھلی بالاکوٹ کو گئے۔ اور وہاں تمام جہادیات میں آپ شریک رہے۔ اگرچہ عمر آپ کی اس وقت صرف پندرہ سولہ برس کی ہوگی مگر آپ چونکہ مورثی و فطری طور پر نہایت مدبر و شجاع و بہادر تھے لہذا بہت کچھ کارنمایاں آپ نے اس وقت بھی دکھائے پس اسی وقت سے لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ آپ بیشک اپنے والد ماجد کی جانشینی کے لائق ہونگے۔ بعد اس کے کہ آپ ہمرکاب بڑے حضرت یہاں پٹنہ عظیم آباد کو مراجعت کر کے تشریف لائے اسوقت آپ برابر اکتساب علوم درسیہ میں مصروف رہے اور ہر وقت حاضر باش خدمت بابرکت اپنے والد ماجد کے رہتے۔ درس قرآن و حدیث میں آپ قاری ہوتے اور بمجلسہ مراقبہ و مشاہدہ میں بھی آپ شریک رہتے اور نوآموز لوگوں کو تعلیم فرماتے اور اسی اثنا میں آپ کی شادی ساتھ مسماۃ

عقد

صالحہ بنت حضرت جناب مولانا فرحت حسین قدس سرہٗ کے جو آپ کے چھوٹے چچا تھے ہوئی اور ان سے ایک فرزند مسمی بہ امان اللہ پیدا ہوا، اس فرزند کی عمر تین چار مہینے کی ہوگی کہ پھر آپ کو

سفر

سفر افغانستان بمعیت والد ماجد خود پیش آیا اور آپ مع اہل و عیال ان کے ہمراہ ہوئے اور ملک سوات افغانستان کو پہنچے اور قریب چار پانچ برس کے وہاں اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ رہے اور وہاں کل فوجی بندوبست قواعد پیادہ و سوار آپ ہی کے سپرد رہا۔ آپ ہر امر کو

حرب

باحسن وجوہ انجام دیتے۔ آپ کو تعمیر مکانات و قلعہ و گڑھی خیاطی چرمی اشیا کا بنانا، پولیٹی کا پہچاننا اور ان کا علاج وغیرہ میں بھی پورا دخل تھا۔ آپ کو سواری اسپ میں بھی ملکہ تام تھا۔ نہایت سرکش اور بدذات گھوڑوں کو بہت جلد آپ درست کر ڈالتے۔ جناب کو فن جراحی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسباب جنگ گولہ بارود، توپ بندوق کے تیار کرنے میں ملکہ تام تھا اور سیاسی امور میں خاص دخل تھا۔ بعد انتقال بڑے حضرت تخمیناً تین برس ہمراہ منجھلے حضرت چچا اپنے جناب مولانا عنایت علی علیہ الرحمہ کے وہاں آپ اور رہے۔ لیکن جب مزاج کی موافقت ساتھ منجھلے حضرت کے نہ ہوئی، آپ حسب طلب اپنے چھوٹے چچا مولانا فرحت حسین قدس سرہٗ کے مع اہل وعیال یہاں پٹنہ عظیم آباد چلے آئے اور تا بحیات چھوٹے حضرت رحمۃ اللہ علیہ تخمیناً پانچ برس یہاں مقیم رہے اور اسی اثناء میں آپ کے فرزند دوم مطیع اللہ پیدا ہوئے۔ جب آپ کے چھوٹے چچا جناب مولانا فرحت حسین قدس سرہٗ کا ۱۲۷۴ھ میں انتقال ہوگیا، تب آپ کی دل بستگی کی کوئی شکل یہاں نہیں رہی، آپ برخاستہ خاطر ہوئے، کیونکہ آپ کی طبیعت کو یوم ولادت سے سیر و سیاحت کا مذاق پڑا ہوا تھا۔ گھر کا رہنا آپ پر شاق تھا، آپ نے پھر قصد سفر کیا اور اپنے حصہ کی تمام املاک اور گھر وغیرہ فروخت کر کے اور ہجرت تام کا ارادہ کر کے مع اہل وعیال روانہ بیت اللہ مکہ معظمہ ہوئے اور اپنے حقیقی چھوٹے بھائی مولوی عبدالکریم صاحب کو بھی جو اس وقت تک نابالغ تھے ہمراہ لے لیا اور دو حقیقی بھائی آپ کے تولد ہدایت اللہ مرحوم اور مولوی عبدالرحمٰن مرحوم جو اس وقت جوان تھے اور ان دونوں کی شادی بھی ہوگئی تھی، ان دونوں نے آپ کے ساتھ جانا پسند نہیں کیا۔ یہیں رہ گئے۔ آپ اس وقت مع اہل وعیال خود کشتی پر سوار ہو کر روانہ کلکتہ ہوئے۔ چنانچہ یہ فقیر مؤلف بھی آپ کی مشایعت میں قصبہ باڑھ تک گیا تھا جو بفاصلہ سولہ کوس جانب مشرق عظیم آباد سے واقع ہے اور بعض لوگ تو کلکتہ تک آپ کے ہمراہ گئے اور جہاز پر سوار کر کے پھرے۔ بعد دو تین برس کے ایسا سنا گیا کہ آپ مکہ معظمہ جا کر ملک افغانستان کو تشریف لیگئے اور وہاں پاس سید اکبر بادشاہ ملک سوات کے کہ جہاں آپ کے والد ماجد بڑے حضرت علیہ الرحمہ ٹھہرے تھے اور اس وقت کے کچھ بقیہ لوگ ہندوستانی مہاجرین وہاں موجود تھے، انہیں لوگوں میں آپ جا ملے۔ اس وقت شاید مولوی مقصود علی صاحب وہاں سردار تھے۔ انہیں کی ماتحتی میں آپ وہاں رہے۔ تخمیناً آپ کے وہاں پہنچنے کے دو برس بعد مولوی مقصود علی مرحوم مغفور کا انتقال ہوگیا۔ وہاں کے سب لوگوں نے مشورہ کر کے آپ ہی کو سردار بنانے کا ارادہ کیا۔ لیکن آپ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منظور نہیں فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اور جس کو پسند کرو اس کو سردار بناؤ۔ میں اس کی ماتحتی میں اطاعت و فرمانبرداری کرنے کو باخلاص دل موجود ہوں، لیکن اس بارگراں کو اپنے سر پر لینے کی لیاقت میں اپنے اندر ہرگز نہیں پاتا ہوں، لیکن وہاں کے لوگوں نے آپ کے سوا اور کسی کو لائق اس منصب شریفہ کا نہیں پاکر بصد الحاح وزاری و بار ہا تمام آپ کو اس منصب کے قبول کرنے پر مجبور کیا۔ تین روز تک یہ سخت جھیلا رہا کہ تمام لوگ آپ کو شب و روز فہمائش والتجا اس بارگراں کی قبولیت کا کرتے رہے۔ آخر مجبوری آپ نے قبول کیا۔ اسی اثنا میں آپ کی زوجہ اولیٰ سماۃ صالحہ بنت مولوی فرحت حسین قدس سرہٗ نے تین اولاد۔ امان اللہ و مطیع اللہ و عبداللہ قدس کو چھوڑ کر اس جہان فانی سے رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اغفرہا وارحمھا۔ بعد اس کے اور ایک نکاح آپ نے وہاں کیا۔ اس سے عبدالسبوح پیدا ہوئے۔ آپ بعد مسند نشینی اپنے ماتحتوں اور ہمراہیوں کو برابر راہ سلوک و اتباع سنت کی تعلیم فرماتے۔ اور ایک وقت معین پر لوگوں کو حلقہ میں بٹھا کر مراقبہ و مشاہدہ بھی کراتے۔ اور چونکہ وہ ملک خود سر طوائف الملوک ہے۔ اگر کوئی شخص ایک گاؤں کا مالک ہے تو اس کو بھی ایک چھوٹا سا لشکر رکھنا اور فنون سپہ گری و حرب سے خوب واقف ہونا لازم و ضرور ہے۔ ورنہ وہاں کا قیام آپس کے نفاق و شقاق و مخالفت و معاندت کی وجہ سے نہایت متعسر بل محال ہے۔ پس بحسب اقتضا اس ملک کے آپ نے بھی اپنے ہمراہیوں کو فنون سپہ گری مثل قواعد و پریڈ اور چاندماری اور پٹا وغیرہ کی تعلیم و تلقین شروع کر دی۔ اس کیفیت کو دیکھ کر اس ملک کے لوگوں نے جو فطرتی طور پر حاسد و منافق ہیں جلنا شروع کیا۔ لیکن جب اپنے اندر اتنی طاقت نہ پائی کہ انکا کچھ بگاڑ سکیں۔ تب گورنمنٹ انگریزی کو آکر بہکایا کہ یہ لوگ سلطنت برطانیہ کے مقابلہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ صرف اس غرض سے گئے تھے کہ محض آزادانہ زندگی اپنی وہاں بسر کریں اور کسی کے ماتحت نہ رہیں۔ اور ایسا احمقانہ و مجانہ خیال اتنی بڑی گورنمنٹ سے مقابلہ کا رکھنا جو محض ایک پاگل کا کام ہے۔ وہ لوگ ذی علم و صاحب عقل و فراست ہو کر کیونکر کر سکتے تھے۔ مگر صد افسوس کہ حکام گورنمنٹ نے ان حاسدوں اور مغریوں کی باتوں پر یقین لاکے

غلط فہمی

جنگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاتحقیق محض ان پر چڑھائی کردی، اور ایک جرار فوج ان غریب وفقیر درویشوں کی قلع و قمع کے واسطے بھیجدی۔ اوّل تو ان لوگوں نے ارادہ کیا کہ اس کا رزار سے پہلو تہی کیجئے اور کسی جانب کو ہٹ جایئے۔ مگر چونکہ سرکاری فوج اپنی عملداری کی حدود سے تجاوز کرکے افغانوں کی حدود میں جا پہنچی تھی۔ اس سبب سے اکثر سرداران فوج اس ملک کے برافروختہ و برہم ہو گئے تھے اور ان لوگوں نے خیال کرلیا تھا کہ گورنمنٹ انگریزی ہماری ریاستیں چھیننا چاہتی ہے۔ تمام ملک نے مجبوراً تنگ آمد بجنگ آمد عزم بالجزم مقابلہ پر گورنمنٹ انگریزی کے کرلیا اور آپ کو بھی اپنی تائید و مدد پر مجبور کیا، کیونکہ اس ملک میں رہ کر پھر ان کا ساتھ نہ دیں یہ غیر ممکن ہے۔ چنانچہ بحالت مجبوری و ناچاری آپ نے ان کا ساتھ دیا۔ تخمیناً پانچ چھ مہینے یہ بازار کشت و خوں کا جاری رہا اور صدہا جانبین سے مقتول و مجروح ہوئے یہ ظاہر ہے کہ یہ غربائے چند بے سروسامان اتنی بڑی گورنمنٹ کا کیا مقابلہ کرسکتے تھے۔ گویا پیل و پشہ کی جنگ تھی آخر اُس ملک کے لوگوں نے بعد جنگ شدید پیٹھ دی۔ اس وقت یہ لوگ بھی پیچھے ہٹے اور اپنی بستی اور قلعوں کو خالی کردیا۔ سرکار انگریزی کا لشکر اُن بستیوں کو جلا پھونک کر اپنی عملداری میں واپس چلا آیا۔ وہ لوگ بھی بعد ہٹ آنے لشکر کے پھر اپنی جگہ میں آکر آباد ہو گئے۔ اس چند مہینے کی ٹھائیں ٹھائیں اور کشت و خوں اور بربادی روپیہ کا نتیجہ یہ ہوا۔ افسوس ہماری عادل گورنمنٹ اگر اول ہی میں دور اندیشی کو راہ دیتی۔ اور اُن ملکی حاسدوں کے اغوا اور بھڑکے میں نہ آتی تو یہ سب کچھ بھی نہ ہوتا۔ وہ تو صرف آزادی پسند لوگ ہیں کہ آزادانہ زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ کوئی عالی حوصلہ انسان ایسا بھی نہیں چاہتا۔ انگریزی شعراء کے کلام اس سے بھرے ہوئے ہیں اور ان[1] لوگوں کو وہاں پہنچ کر بھی بجز یادِ خدا کے اور کوئی مشغلہ نہیں۔ چنانچہ جب ان لوگوں

---

[1] اور مقام غور ہے کہ ہلوگ آخر رہنے والے کہاں کے ہیں۔ مسکن قدیم مکہ معظمہ پھر مدینہ منورہ پھر ملک شام، پھر بخارہ کابل وغیرہ۔ افغانستان گھومتے گھامتے یہاں ہندوستان پہنچے پھر اگر ہلوگ ہندوستان کو چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں جا کر بود و باش اختیار کریں تو کون تعجب کی بات ہے۔ دنیا میں یونہی ہوا کرتا ہے۔ آج یہاں تو کل وہاں پھر اس کو خواہی نخواہی محمول اور عداوت و دشمنی گورنمنٹ کی کرنا سوائے زبردستی کے اور کیا کہا جاسکتا ہے اور ان سے پیغام و سلام رکھنا جرم قرار دیا جائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی امداد و اعانت کے جرم میں مولوی یحییٰ علی وغیرہ گرفتار ہوئے تھے۔ اس وقت سرکاری پولیس نے صدہا آدمیوں کو از پشاور تا بکلکتہ گرفتار کیا تھا۔ اس میں بعض وہ لوگ بھی تھے جو اپنے وطن سے روانہ ہو کر پاس مولوی عبداللہ کے ملک افغانستان جا رہے تھے اور بعض وہ تھے جو وہاں سے مراجعت کر کے اپنے وطن کو آ رہے تھے۔ ان سب کا روبرو عدالت بیان ہوا۔ (اور وہ لوگ بطور گواہ سرکاری کے مولوی یحییٰ علی پر لائے گئے) کہ ان لوگوں نے کبھی سرکار سے لڑائی کا ارادہ مولوی عبداللہ کا نہیں سنا تھا۔ بلکہ محض واسطے اکتساب علم دین کے وہاں گئے تھے۔ جب سرکاری لشکر ان لوگوں پر چڑھ آیا اس وقت یہ لوگ وہاں سے چلے آئے۔ چنانچہ عظیم سردار ساکن بنگالہ جو دہلی میں گرفتار ہوا تھا، اس کا بھی یہی بیان ہوا کہ ہم وطن سے بشوق اکتساب علم دین پٹنہ میں مولوی یحییٰ علی کے پاس آئے اور یہاں چند مہینے رہ کر ملک افغانستان کو روانہ ہوئے اور اس درمیان میں کبھی لڑائی کا ذکر تک کو رسانہ سرکار کے نہیں سنا تھا۔ جب دہلی میں پہنچے تو سنا کہ افغانستان میں سرکار سے لڑائی ہے۔ اس وقت ہم نے مراجعت کی اور مقام کوٹل میں پہنچ کر گرفتار ہوا اور اسی قسم کے بہت سے گواہوں نے بیان کیا اس بیان سے حضرات ناظرین اس مقدمہ کی اصلیت اور حکام گورنمنٹ کا غیظ و غضب اور جابرانہ کارروائی کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ الغرض بعد اس سانحہ کے پھر خبر و اخبار وہاں کا بالکل مسدود ہو گیا اور کچھ پتہ نہیں کہ اب وہ لوگ کس حالت میں ہیں اور کون اس میں سے زندہ ہے اور کون مردہ۔ لہٰذا اس دفتر کو ختم کرتا ہوں۔ واللہ معہم اینما کانوا۔ آپ نے غالباً ۲۷ شعبان ۱۳۲۰ھ کو رحلت فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ضمیمہ تذکرہ جناب مولوی عبداللہ صاحب مرحوم خلف اکبر مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ

بعض انگریز مؤرخین نے مولوی عبداللہ صاحب کے انتظامی صلاحیت کی بڑی تعریف کی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ مولوی صاحب موصوف فن حرب سے پورے طور پر واقفیت رکھتے تھے۔ حربی آلات بندوق وغیرہ اپنے یہاں بنا ڈالتے تھے۔ مولانا احمد علی صاحب مرحوم جو اس زمانہ میں وہاں (یعنی ملک افغانستان میں تھے) وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مولوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ صاحب اور ان کی اہلیہ کے جیسا دیندار جوڑا میں نے کہیں نہیں دیکھا۔

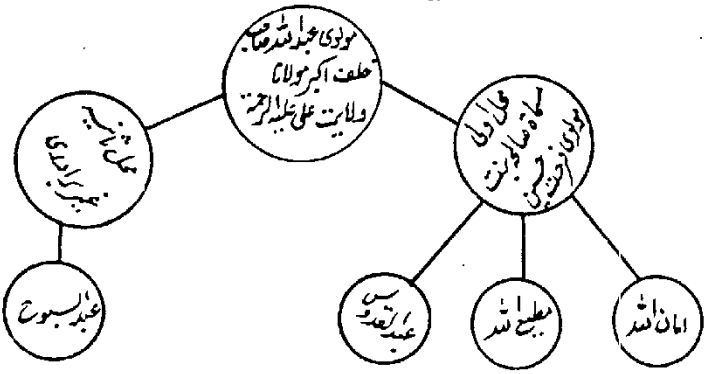

مولوی ہدایت اللہ مرحوم

خلف اوسط حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ آپ کی پیدائش وغیرہ کا حال یعنی سوانحی حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمہ لکھا چکا ہے، اعادہ کی حاجت نہیں۔ آپ نے درسی کتابیں مختصرات تک متفرق طور پر پڑھیں۔ آخر میں مولوی لطافت حسین صاحب ساکن دیوان محلہ سے پڑھا، آپ نہایت نرم دل رقیق القلب کریم النفس تھے، غربا اور مساکین پر مثل ابر باراں مہربان رہے۔ خصوصاً اگر کسی شریف کو دیکھتے کہ حالت عسرت و فقر و فاقہ میں ہے تو آپ کا دل سخت بیچین ہو جاتا۔ آپ نہایت سخی و منکسر المزاج، شجاع و بہادر تھے کسی سے رنجیدہ ہونا جانتے نہ تھے، لوگوں کی رنجش اور برائیوں کا حسنات سے جواب دیتے تھے، لحاظ مراتب آپ کا خاص حصہ تھا، آپ کا رنگ گورا قد مائل بطول خوبصورت جوان تھے۔ آپکی شادی ساکنہ مسماۃ سارہ بنت مولانا فرحت حسین قدس سرہٗ کے بڑے حضرت نے کرائی تھی۔ ان سے ایک لڑکی مسماۃ سلمیٰ پیدا ہوئی۔ ڈھائی برس کی ہو کر گذر گئی۔ اس کے بعد ڈاکٹر مولوی آیت اللہ ربیع الثانی ۱۲۷۸ھ میں پیدا ہوئے۔ اس کے بعد پھر کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ آپ کی عمر تخمیناً ۴۵ برس کی ہوئی ہوگی جو آپ نے ۱۲۶۹ھ بیضہ میں رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلہٗ وارحمہٗ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ انتقال از نتیجۂ فکر مولانا محمد سعید رحمہ اللہ

زد خیمہ بروں ہدایت اللہ ز آفاق	شد خوں دل اخوان واقارب ز فراق
مشتاق بہ جنت و نعیش می زیست	تاریخ وفات شد بہ جنت مشتاق ۱۲۶۹ھ

ڈاکٹر آیت اللہ نے بعد انتقال اپنے والد کے زیر تعلیم اپنے چچا مولوی محمد حسن مرحوم کے تعلیم پائی عربی و فارسی اکثر مولوی عبدالحکیم صاحب سے پڑھی معقولات فقہ و ادب مولوی محمد حسن سے پڑھیں اور انگریزی اول پٹنہ سٹی اسکول میں پڑھی۔ بعد اس کے علیگڈھ جاکر اس کی تکمیل کی بعد اس کے ولایت گئے وہاں ایڈنبرا کالج میں آٹھ برس رہ کر ایم۔ بی۔ سی۔ ایم کی ڈگری حاصل کی، اسی عرصہ میں انگریزی منطق و فلسفہ کی اکثر کتابیں مطالعہ کیں اور اس میں خاص ملکہ و عبور رکھتے ہیں، مگر افسوس بوجہ زیادہ ہو جانے عمر کے سرکاری ملازمت سے محروم ہے، اور بطور خود علاج و معالجہ لوگوں کا کرتے ہیں، ایک مدت سے کلکتہ میں مقیم ہیں، جناب کا کلام نہایت سنجیدہ اور صاف ہوتا ہے، گو آپ کی روش اور مضمون سے قدیم رنگ کی جھلک آتی ہے اردو و فارسی میں آپ کا کلام عمدہ ہوتا ہے بسمل تخلص ہے، نثر بھی آپ کی عمدہ ہے۔ اخباروں میں نامہ نگاری کا ایک عرصہ تک شوق تھا لیکن بالفعل بوجہ شغل علاج و معالجہ اس کو ترک کیا، آپ کی تشخیص و تجویز مرض و اسلوب علاج نہایت عمدہ ہے، آپ نہایت راستگو ہیں، رشوت سے سخت احتراز ہے، اپنی وضع کے نہایت پابند ہیں۔ آپ نے ایک انگلش یہودن سے لندن میں شادی بھی کی ہے جس سے اب تک اولاد نہیں ہے اور نہ کوئی توقع ہے، آپ کی پہلی شادی مسودہ اوراق ہذا کی صبیہ مسماۃ زینب مرحومہ سے ہوئی تھی جس سے تین لڑکیاں مسماۃ عائشہ زوجۂ مولوی عبدالقدیم، مسماۃ قمریہ زوجۂ اول مولوی حامد حسن، مسماۃ شمیمہ مرحومہ پیدا ہوئیں۔

ضمیمہ تذکرہ جناب ڈاکٹر آیت اللہ صاحب خلف الرشید جناب مولوی ہدایت اللہ صاحب مرحوم

جناب ڈاکٹر آیت اللہ صاحب مرحوم ایڈنبرا یونیورسٹی میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کر رہے تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی پہلی بیوی بنت مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم نے تین تین چھوٹی چھوٹی لڑکیاں چھوڑ کر انتقال کیا۔ ان کے انتقال کے بعد ولایت میں روزی نامی ایک یہودی لیڈی سے شادی کرلی۔ ان کے ہندوستان آنے کے کچھ روز بعد وہ انگلش زوجہ کلکتہ پہنچیں۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کلکتہ میں پریکٹس کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی رہائش کا کل طریقہ انگریزی ہوچکا تھا۔ لیکن پھر بھی بہت سی باتوں میں خاندانی روایات کے پابند تھے۔ مزاج اپنے والد صاحب مرحوم کی جیسی پائی تھی۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم ناجائز آمدنی سے قطعی طور پر پرہیز کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک راجہ کا منیجر ان کے پاس پہنچا اور ایک شخص کے لئے جھوٹی سرٹیفکیٹ کا طالب ہوا اور اس کے عوض میں کثیر رقم دینے پر تیار تھا، لیکن ڈاکٹر صاحب مرحوم نے قطعی انکار کردیا اور اس کثیر رقم کی لالچ میں نہیں آئے۔

اس واقعہ کے متعلق اس حقیر ناچیز (عبدالخبیر) نے خود ڈاکٹر صاحب موصوف سے دریافت کیا کہ ایسا واقعہ آپ کے ساتھ گذرا ہے' ڈاکٹر صاحب موصوف نے جواب دیا کہ ہاں واقعہ تو ہوا، مگر یہ واقعہ ہوا کیسے؟ میرا حال کیا پوچھتے ہو، صورت بیں حالت پرس، اتنی بڑی رقم کا واپس کردینا ان بزرگوں کی صحبت کا نتیجہ ہے، جنکی گود میں میری پرورش ہوئی ہے۔

شمس العلما مولوی محمد حسن مرحوم ذبیح

ولد مولانا ولایت علی علیہ الرحمہ از بطن مسماۃ جمیلۃ النساء بنت مولوی الٰہی بخش مرحوم، آپ ۱۲۶۴ھ میں پیدا ہوئے، آپ نے اوائل کی کتابیں جناب مولوی اشرف علی صاحب سے پڑھیں بعد اس کے آپ نے جناب حکیم مولوی عبدالحمید صاحب سے فراغ حاصل کیا اور طب بھی انہیں سے پڑھی وسند حدیث کی اپنے ماموں جناب مولانا یحییٰ علی سے لی، آپ نہایت ذکی ذہین، وعقیل ولبیب تھے۔ مسائل فقہی واصول وحدیث نہایت عمدہ جانتے تھے، آپ کی عمر پانچ برس کی تھی، جب آپ اپنے والد ماجد جناب مولانا ولایت علی رح کے ہمراہ دہلی آئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے، اس وقت شاہ ظفر بہادر شاہ دہلی نے جناب مولانا ولایت علیؒ کی دعوت کی تھی۔ جس کا ذکر ان کی سوانح عمری میں گذر چکا ہے۔ بادشاہ نے اُس وقت مولوی محمد حسن مرحوم کو اپنی گود میں بٹھا لیا اور پوچھا کہ تم کیا پڑھتے ہو، آپ نے جواب دیا کہ قرآن شریف، بامعنی پڑھتا ہوں، بادشاہ کو نہایت تعجب ہوا کہ اتنا چھوٹا لڑکا قرآن شریف بامعنی پڑھتا ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ کچھ سناؤ، اس وقت ہزارہا آدمی کا مجمع تھا، آپ نے فی البدیہہ بے خوف و رعب ایک رکوع سورہ بقر کا پڑھا اور اس کا ترجمہ نہایت عمدگی و شائستگی سے سنایا۔ بادشاہ کو نہایت تعجب ہوا، غرض آپ اپنے والد کے ہمراہ ملک سوات افغانستان کو گئے، عمر آپ کی آٹھ برس کی ہوئی تھی کہ آپ کے والد ماجد اس سجن دنیا کو چھوڑ کر داخل خلد بریں ہوئے، اس کے بعد آپ نے اپنے بڑے بھائی جناب مولوی عبداللہ مرحوم کی نگرانی میں تعلیم پائی اور ان کے ساتھ ہندوستان آئے اور اپنے چھوٹے چچا جناب مولانا فرحت حسینؒ کے زیر کفالت تعلیم پاتے رہے، بعد انتقال چھوٹے چچا کے زیر کفالت فقیر عبدالرحیم مؤلفہ اوراق ہذا کے تعلیم پائی ۱۸۶۴ء میں جب مقدمہ بغاوت اس فقیر پر قائم کیا گیا و گرفتار ہو کر جیل خانہ بھیجا گیا اس وقت آپ کی عمر تخمیناً سترہ برس کی تھی، اس وقت تک یا تو آپ پڑھنے لکھنے میں مشغول رہتے تھے یا کھیل کود میں، جو تقاضائے عمر طفولیت ہے، اسوقت تک اس خاندان کا عروج جو سلطنت مغلیہ سے برابر چلا آتا تھا، ختم ہوا اور یہ خاندان بالکل تباہ ہو گیا۔ جائداد ضبط ہو گئی، مکانات توڑ دیے گئے، اسباب چھین لے گئے، گھر کے بزرگ اور والی دریائے شور بھیج دیے گئے۔ الغرض یہ فقیر عبدالرحیم جب گرفتار ہوا، میں نے کہا کہ اب میں جاتا ہوں، تو اب گھر بار کی تم خبر گیری کرو۔ یہ سن کر مولوی محمد حسن مرحوم کا رنگ ہی دوسرا ہو گیا۔ نطاق ہمت اور کمر کو چست باندھا، اور وہ وہ کارروائیاں کر دکھائیں جو پچاس کی عمر والے اور تجربہ کار شخصوں سے بھی ظہور میں آنا مشکل ہے۔ سترہ برس کی عمر اور ان جانفشانیوں کو دیکھئے مقدمہ کورٹ انبالہ پنجاب میں دائر تھا اور مدعا علیہم پٹنہ کے رہنے والے، پٹنہ کی ہائیکورٹ کلکتہ میں تھی، الغرض چند برسوں تک مرحوم مغفور نے اس مقدمہ کی پیروی میں اس طور پر گذارا کہ آج انبالہ میں ہیں تو کل پٹنہ میں اور پرسوں کلکتہ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ولایت سے بیرسٹروں اور کونسلوں کو بلوانا اور مقدمہ بھی ایسا نازک اور خطرناک جس میں خود سرکار ساختہ اس کے خاندان کے کل چھوٹوں بڑوں کی خبر گیری کرنی جو بالکل بے خانماں ہو گئے تھے، وہ جن کے رہنے کی کوئی جگہ تک نہ تھی اور نہ کھانے کی کوئی چیز، ایسی حالت میں آپ نے نہایت ہوش و گوش سے کل کارروائی کی کہ بڑے بڑے دانشمند اور تجربہ کار لوگ ان باتوں کو سنکر حیران رہ جاتے ہیں، باوجود خبر گیری معاش و جمیع خاندان و خبر گیری مقدمہ و تکمیل تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ مطب وغیرہ آپ نے جناب حکیم مولوی عبدالحمید صاحب سے کی و فراغ حاصل کیا، کل امور خانہ داری و خبر گیری مقدمہ اس قدر کمیٹی میں ایسی خوبی و ہوشیاری سے انجام دیئے کہ اس سے حیرت ہوتی ہے، اور باوجود کثرت مشاغل کے شغل درس و تدریس بھی جاری رکھا اور بطور خود کتب بینی بھی ہمیشہ کی اور تصانیف قاضی شوکانی و شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے آپ کو خاصتاً جستاً دلچسپی تھی اور علوم معقول میں آپ کو نہایت عمدہ دخل تھا، بڑی مشکل اور ادق سوال کا جواب فی الفور دیتے اور مسائل مختلف فیہ میں نہایت عمدہ قول فیصل فرماتے علم تاریخ اور سیر میں بھی آپ کو کمال مذاق تھا، علم ادب میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ ریاضی سے خاص دلچسپی تھی، الغرض جتنے علوم مشرقی مسلمانوں میں جاری ہیں، ان میں اچھی دستگاہ رکھتے تھے، اگرچہ انگریزی زبان میں مہارت نہ تھی مگر علوم مغربی سے بھی بہت شوق تھا، جو کتابیں علوم مغربی کی اردو میں ترجمہ ہو گئی ہیں، ان کا مطالعہ کیا کرتے، جب آپ کو مقدمہ اور تحصیل علوم سے فرصت ہوتی، تمام مسلمانوں اور خاصتہً اپنے خاندان کی ترقی کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت آپ کو دو مشکلوں سے سامنا پڑا، ایک تو گورنمنٹ کی بدظنی تمام مسلمانوں سے عموماً اور اس خاندان سے خصوصاً اور دوسرے اس باقی ماندہ لوگوں کے تمام فرقہ اہل حدیث کے متعصبانہ حالات۔ اس لئے مولوی صاحب مرحوم نے یکم مارچ ۱۸۷۵ء ایک اسکول محمڈن اینگلو عربک کے نام سے جس میں انگریزی، عربی اور دینیات دونوں کی تعلیم دی جائے، قائم کیا، تاکہ مسلمان علوم مغربیہ سے اپنے دماغوں کو روشن کریں اور ان کے متعصبانہ خیالات دفع ہوں اور علوم دینیہ سے اپنے مذہبی امور کی پابندی میں مستحکم رہیں جو ان کے لئے ایک ناگزیر اور ضروری چیز ہے اور مولوی صاحب مرحوم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جولائی ۱۸۸۴ء میں ایک اخبار پٹنہ انسٹی ٹیوٹ گزٹ جاری کیا تاکہ گورنمنٹ کو اپنے اغراض سے آگاہ کیا کریں، اور اس کے مفید آرٹیکلوں سے لوگوں کے خیالات کی تہذیب و درستگی کریں، اسکول مذکور گورنمنٹ میں اس قدر مقبول ہوا کہ اس نے علاوہ میونسپلٹی کی امداد سو روپیہ ماہانہ کے اور سو روپیہ ماہواری سے مدد کی اور وہابی فنڈ سے پندرہ ہزار روپے دیے اور پانچ ہزار تعمیر مکان کے لئے علیحدہ رکھے، اور مسٹر اسپورٹ ٹیلی صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر بنگالہ ایک بار ۱۸۸۷ء میں اسکول کے لڑکوں کو اپنے ہاتھ سے انعام کتابیں تقسیم کیں، مولوی صاحب کا قصد تھا کہ اس اسکول کو ترقی دے کر کالج تک پہنچائیں اور اس کے متعلق ایک وسیع اور آسائش دار المقامہ بنوائیں، مگر افسوس کہ موت نے ان کی کل آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا، جی کی بات جی ہی میں رہی۔ دو ہفتہ تپ محرقہ و لرزہ میں مبتلا رہ کر تاریخ ۷ ربیع الاول ۱۳۰۷ھ مطابق دوسری نومبر ۱۸۸۹ء روز شنبہ کو رہگرائے ملک بقا ہوئے، ہزاروں آدمیوں نے جن میں بہت سے حضرات اہل تشیع بھی تھے ملکر جنازہ کی نماز ادا کی، دو ہزار آدمی جن میں اکثر رؤسائے اہل سنت اور مذہب امامیہ پٹنہ و بانکی پور شامل تھے۔ جنازہ کے ساتھ صادق پور سے نمود یہ تک پیادہ پا ڈیڑھ میل کی مسافت طے کر کے گئے۔ ہمراہان جنازہ کی یہ کثرت تھی کہ اس مسافت کی نصف راہ اُن سے بھری ہوئی تھی، پٹنہ کے بوڑھے سے بوڑھے شخص کہتے ہیں کہ ہم نے شہر کے کسی رئیس یا عالم کے جنازے کے ساتھ خلقت کا یہ انبوہ کبھی نہیں دیکھا، گورنمنٹ نے ان کی خدمات کا قدر کر کے ان کے صلہ میں ۱۸۸۶ء میں آپ کو خطاب شمس العلماء مع خلعت کے عطا فرمایا اور علاوہ پبلک کاموں کے آپ نے اپنے خاص خاندان کو جس کے لوگ بالکل فقیر و محتاج ہو گئے تھے ایسی ترقی بخشی کہ اتنے دنوں میں ایک کارخانہ تجارت کلکتہ میں قائم کیا کہ جس کا سرمایہ تخمیناً پچاس ہزار روپیہ تھا اور دو لڑکوں کو ایک اپنے خلف اکبر محمود حسن اور دوسرے اپنے بھتیجے آیت اللہ کو لندن پڑھنے کے لئے بھیجا جس میں چالیس پچاس ہزار روپے سے کم خرچ نہیں ہوا ہوگا۔ آپ نے مولوی محمد یوسف جعفری اور مولوی محمد مبین کو تعلیم دلانے کی غرض سے گورنمنٹ سے انگلینڈ جانے کی منظوری دلائی تھی، مگر نوید اجل نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرصت نہ دی۔ حلم اور خوش خلقی اُن میں اس درجہ کی تھی کہ بدی کا بدلہ بھی ہمیشہ نیکی سے دیتے ترجمہ حدیث مرویہ بخاری شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے اس شعر پر آپ کا پورا اعمال تھا۔ شعر

بدی را بدی سہل باشد جزا　　اگر مردی احسن الی من اسا

برادر پروری و غریب نوازی و صلہ رحمی میں تو خاص اُن کا حصہ تھا، آپ کے تمام اوقات عامہ مسلمانوں کی خیر خواہی میں صرف ہوتی۔ شہر میں مجالس درس قرآن و حدیث اور انجمن قائم کرنے کی ترغیب دی۔ خود وعظ بہت کم بیان فرماتے اور وہ بھی مختصر۔ اور اس کام کو آپ اپنا بہت بڑا فرض منصبی سمجھتے تھے۔ اپنے خاندان کے سردار و سرپرست سمجھے جاتے تھے۔ آپ کے خاندان کے وہ لوگ جو آپ سے سن میں بڑے تھے۔ آپ کو اپنا بزرگ و سردار سمجھتے اور ان کی اطاعت بدل و جان کرتے۔ گویا یہ اپنے خاندان کی گاڑی کے انجن تھے۔ علاوہ خاندان والوں کے تمام چھوٹے بڑے شہر کے لوگ انہیں اپنا سچا دوست و خیر خواہ جانتے۔ گورنمنٹ مسلمانوں کے معاملات و امور اہم میں آپ سے مشورہ لیتی، آپ خاص و عام سے بکشادہ پیشانی ملتے۔ رؤسائے شہر اپنے اور شکلوں کے حل کے لئے آپ کے پاس اکثر پہنچا کرتے، آپ دعا فرماتے۔ نماز عصر، مغرب، صبح میں آپ عوام کے لئے مسجد میں مخصوص اوقات تھے۔ عنفوان شباب میں شعر و شاعری کا بھی کچھ شوق ہوا تھا۔ تخلص ذبیح کرتے تھے، مگر اسی زمانے سے سربراہ کاری مقدمات و خبر گیری اہل خاندان کا بار عظیم آپ کے سر پڑا کہ اس کی طرف توغل اور انہماک کا موقع ہی نہ ملا۔ آپ کی شادی مسماۃ سعیدہ بنت مولانا فرحت حسین صاحب قدس سرہٗ سے ہوئی۔ جو ہمشیرہ عینیہ مسعود اس اوراق کی ہیں۔ آپ نے اسی ایک شادی پر اکتفا کی اور دوسری شادی نہیں کی۔ اُن سے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ اولاد

اول مسٹر محمود حسن ہیں، جن کی تاریخ ولادت جناب اخی مولوی احمد کبیر صاحب پھلواروی نے یہ فرمائی ہے۔ ؎

چو محمد حسن سپہر علوم		یافت فرزند رشک شمس و سما	
خواست حیرت کہ سال میلادش		شود از دل دعائیہ پیدا	
ہاتفش گفت از سر الطاف		نیر اعظم ادب بادا	
		۱۲۸۰ھ	

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بعد تحصیل علوم عربی و فارسی و انگریزی کے ولایت لندن گئے اور وہاں چار برس رہ کر بیرسٹری پاس کر کے آئے اور اب اس وقت سرکار کی طرف سے بعہدۂ سب جج مامور ہیں۔ فی الحال رخصت طویل پر ہیں۔ بعد ازاں پنشن لینے کا قصد ہے۔ آدمی نہایت خوش اخلاق نیک سیرت صاحب مروّت و حمیت۔ اپنے والد کے فرزند رشید ہیں، اللہ ان کی عمر کو دراز کرے۔ اُن کی شادی اول سے ساتھ مسماۃ بیمونہ بنت مولوی عبدالرؤف صاحب کے ہوئی۔ اُن کے انتقال کے بعد ان کی دوسری شادی سیوان میں ہوئی۔ دو بھی لاولد رحلت کر گئیں دوسرے حامد حسن جو اس وقت ہیں۔ تیسرے شاہد حسن چار یا پانچ برس کے ہو کر داخل خلد بریں ہوئے۔ چوتھی مسماۃ کبریٰ ڈمراؤں اسٹیٹ میں سب منیجر ہیں جس کی شادی سید عبدالحکیم ساکن سورج گڈھا ابن میر توصل حسین صاحب برادر حقیقی مولانا سید نذیر حسین صاحب مرحوم محدث دہلوی سے ہوئی تھی، مگر یہ لڑکی بعد شادی قریب دو برس کے زندہ رہکر بتاریخ ۱۵ شعبان ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۱۸۹۹ء داخل جنت فردوس ہوئی۔ دوسری بیٹی مسماۃ صغریٰ جس کی شادی ساتھ محمد قاسم بن مولوی محمد اسحاق مرحوم بن مولوی محمد ذکی مرحوم بن شاہ ابوالحسن مرحوم ساکن محلہ تموہیہ سے ہوئی۔ لوگوں کے اصلاح حال اُن کے مشاغل اور تعلیم کے لئے غایت جہد فرمائی۔ پھر بغرض تعلیم انگریزی اسکول کی بنیاد ڈالی۔ آپ کی صحبت میں مقناطیسی اثر تھا۔ کتب بینی کے ذریعہ زبان انگریزی میں بھی آپنے معرفت حاصل کر لی تھی۔ نہایت کریم النفس تھے۔ اب میں اس دفتر کو دعا پر ختم کرتا ہوں۔

ضمیمہ تذکرہ شمس العلماء مولوی محمد حسن صاحب فیض مرحوم ولد مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ

انگریزی حکومت ہندوستان میں مستحکم ہو چکی تھی۔ سرکاری زبان اور دفاتر کی زبان جو پہلے سے فارسی میں تھی۔ انگریزی حکومت نے اس کو بدل کر انگریزی زبان میں کر دیا تھا۔ اس کی وجہ سے بہت سے مسلمان بے روزگار ہو گئے تھے۔ اہل صادق پور کی جائداد و املاک کو حکومت نے مقدمہ چلا کر ضبط کر لیا تھا۔ مسلمان عموماً بظاہر بے رزق ہو چکے تھے اور اہل صادقپور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی جائداد کی ضبطی کی وجہ سے ذرائع آمدنی سے محروم ہو چکے تھے۔ ان خیالات و حالات نے مولانا محمد حسن صاحب مرحوم کو انگریزی تعلیم کی طرف متوجہ کیا اور اسی کے پیش نظر انہوں نے محمڈن انگلو عربک اسکول قائم کیا اور اسکول کے نصاب کے ساتھ مذہبی تعلیم کا بھی بندوبست کیا۔ مذہبی تعلیم دینے کے لئے خاص طور پر اساتذہ مقرر کئے تھے۔ اس کا ذکر اصل تذکرہ میں آچکا ہے کہ آپ نے کلکتہ میں ہمڑے کی آڑھت کھولی، پٹنہ میں محمڈن اسکول کی بنیاد ڈالی اور پریس خرید کر انسٹی ٹیوٹ گزٹ کے نام سے ایک اخبار جاری کیا۔ اپنے خاندان کے لوگوں میں سے اور دیگر ملاقاتیوں میں سے جن کو جس لائق سمجھا اس میں جگہ دیا، کچھ لوگوں کو آڑھت کے کام میں لگایا اور کچھ کو اسکول میں [illegible]۔ بعض کو اخبار کے کام میں اور بعض لوگوں کو دوکانداری و تجارت میں لگایا اور ان کے کام کے کرنے میں مدد دیتے رہے۔ جو لوگ فن طب سے واقف تھے ان کو ترغیب دے کر چھوٹے چھوٹے پیمانے پر دواخانہ کھلوایا اور دواخانوں کے چلانے میں بھی مدد دیتے رہے۔ خاندان کے چھوٹوں کی تربیت کی طرف بہت ہی خیال رکھتے۔ [illegible] پیٹ کرنے کی تو ان کو عادت نہ تھی۔ لیکن سمجھا بجھا کر ان کی چال چلن کو درست کر دیتے تھے اور عموماً چھوٹے لوگ ان کا کہنا مانتے تھے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے، جس کے راوی جناب مولانا سید کفایت حسین صاحب مرحوم و مغفور مدرس اوّل مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ ہیں۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ سلطان گنج میں دو بھائی [illegible] چوبے نامی رہتے تھے۔ اس خاندان میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا۔ وہاں کے تمام کاروبار [illegible] اور وثائق انہی کے ہاتھ میں رہتے تھے۔ مرحوم کے انتقال کے بعد تمام کاغذات اور وثائق مرحوم کے پسماندگان کو مل گئے۔ صرف ایک وثیقہ کا پتہ نہیں لگتا تھا۔ مولانا محمد حسن صاحب مرحوم سے اس وثیقہ کے نہیں ملنے کا حال لوگوں نے بیان کیا تو مولانا موصوف نے فرمایا کہ کل میں آپ کے یہاں آؤں گا۔ چنانچہ اپنے وعدہ کے مطابق دوسرے روز ان کے مکان پر پہنچے اور فرمایا کہ مرحوم کی قبر کے پاس مجھ کو لے چلو۔ لوگوں کے ساتھ قبرستان پہنچے۔ لوگوں نے مرحوم کی قبر بتلائی کہ یہی ہے۔ مولانا موصوف قبر کے پاس سر جھکا کر تھوڑی دیر بیٹھے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد فرمایا کہ آپ کے مکان کے فلاں جانب کا جو کمرہ ہے، اس کمرے کے فلاں جانب کے محراب پر وہ وثیقہ رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ لوگ گھر آئے۔ مولانا بھی ان کے گھر گئے۔ مولانا کی نشاندہی کے مطابق محراب پر وہ وثیقہ پایا گیا۔

(۲) ایم، اے، او کالج علی گڈھ کے پرنسپل مسٹر بک صاحب پٹنہ آئے اور مولانا محمد حسن صاحب مرحوم کے مکان میں بطور مہمان قیام کیا، ان کے ساتھ ڈاکٹر آیت اللہ صاحب اور مولوی محمد موسیٰ صاحب بھی (جو اس وقت اس کالج کے طالب العلم تھے) مہمانداری کے فرائض کو انجام دینے کے لئے آئے۔ مولانا محمد حسن صاحب مرحوم کے چھوٹے صاحب زادہ مولوی حامد صاحب مرحوم کی عمر اس وقت تقریباً ۹، ۱۰ سال کی ہوگی۔ مولانا محمد حسن صاحب مرحوم نے مولوی حامد صاحب کو زنانہ مکان میں رکھا اور عورتوں سے تاکید کر دیا کہ یہ باہر نہ آنے پائیں۔ ایک روز شام کے وقت مسٹر بک صاحب ڈاکٹر آیت اللہ صاحب اور مولوی محمد موسیٰ صاحب کمرہ سے باہر میدان میں چہل قدمی کر رہے تھے، کہ مولوی حامد صاحب مرحوم عورتوں کی نظر بچا کر زنانہ مکان کے دروازہ سے نکل کر اس جگہ پہنچ گئے، جہاں یہ لوگ ٹہل رہے تھے اور آئے بھی تو اس حالت میں کہ لکڑی کے گھوڑے پر سوار اور ہاتھ میں لکڑی کا کوڑا، کمر میں رسی کا کمر بند اور اسی کمر بند سے ایک لکڑی تلوار کی جگہ لٹکی ہوئی تھی۔ مسٹر بک صاحب کے سامنے جب یہ آ گئے تو مسٹر بک صاحب نے پوچھا کہ یہ کن کے صاحب زادہ ہیں، ان کو بتلایا گیا کہ یہ مولانا محمد حسن صاحب کے چھوٹے صاحب زادہ ہیں۔ مسٹر بک صاحب نے آگے بڑھ کر ان کو گود میں اٹھا لیا اور ان سے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ میرا گھوڑا ہے۔ ہاتھ کی لکڑی کے متعلق پوچھا کہ یہ کیا ہے، جواب دیا کہ یہ میرا کوڑا ہے۔ کمر کی رسی کے متعلق بولے کہ کمر بند ہے، کمر بند سے جو لکڑی لٹک رہی تھی اس کے متعلق سوال کیا کہ یہ کیا ہے تو جواب دیا کہ یہ میری تلوار ہے۔ مسٹر بک صاحب نے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں جواب دیا کہ دانا پور۔ مسٹر بک صاحب نے کہا کہ دانا پور کس لئے جا رہے ہیں، جواب دیا کہ جہاد کرنے کے لئے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ مجھ کو گود سے اتار دیجئے۔ آپ کی آنکھیں عجیب طرح کی ہیں۔ مسٹر بک صاحب نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو گود سے اُتار دیا اور ہنس کر بولے کہ جہاد کا مضمون لڑکوں کے دل و دماغ میں بھی ہے۔

(۳) مولانا محمد حسن صاحب مرحوم کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی مرحوم پٹنہ تشریف لائے۔ مولانا محمد حسن صاحب مرحوم کے بڑے صاحبزادہ مسٹر محمود الحسن صاحب بیرسٹر نے مولانا آروی مرحوم کی دعوت کی دسترخوان پہ ہر قسم کے کھانے پلاؤ، زردہ، قرمہ، قلیہ، قورمہ وغیرہ سب چیزیں موجود تھیں۔ مولانا آروی مرحوم نے جب کھانا تناول فرمانا شروع کیا تو فرمانے لگے کہ مولانا محمد حسن صاحب کے وقت میں اسی مکان میں ایک مرتبہ کچھ رات گئے میرا اتفاقیہ آنا ہو گیا تھا، گھر کے سب لوگ کھانا کھا چکے تھے جو چاول (بھات) بچ گیا وہ پانی میں ڈال دیا گیا تھا۔ مولانا محمد حسن صاحب مرحوم مجھ سے ملاقات کے بعد زنانہ مکان میں چلے گئے اور پانی دئے ہوئے چاول (بھات) کو چھان کر دال ترکاری لے کر باہر آئے اور فرمایا کہ اس وقت یہی خانہ ہے، میں نے اس کو کھایا، لیکن جو مزہ اس پانی دئے ہوئے بھات دال ترکاری میں تھا وہ مزہ آپ کے اس پلاؤ قورمہ وغیرہ میں نہیں ہے۔ یہ فرما کر مولانا آروی مرحوم آبدیدہ ہو گئے۔

(۴) مولانا محمد حسن صاحب مرحوم اپنے ذاتی آرام کے لئے کسی کو کوئی تکلیف نہیں دیتے تھے۔ موصوف اگر شام کو کسی جگہ چلے جاتے اور نو دس بجے رات کو واپس آتے تو اپنے کھانے کے نکلوانے کے لئے نہ اپنی اہلیہ کو اور نہ کسی دائی کو اُٹھاتے، بلکہ ان کے فرمان کے مطابق ان کا کھانا ایک چھوٹے سے نعمت خانہ میں رکھ دیا جاتا اور نعمت خانہ کے اوپر صراحی میں پانی اور گلاس رکھ دیا جاتا۔ وہ جب باہر سے آتے تو اپنا کھانا خود نکال کر کھا لیتے اور خالی برتن نعمت خانہ میں رکھ کر بند کر دیتے اور اپنے بستر پہ تشریف لے جاتے، لیکن کسی کو اُٹھاتے نہیں۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ ونور مرقدہ والحقہ بابائہ الصالحین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ انتقال از نتیجۂ فکر مولوی محمد صاحب قیس مدرس مدرسۃ المسلمین پٹنہ

ملا خاک میں آخرش جسم خاکی — وہی اب ہے صورت جو تھی ابتدا کی
جو آیا تو روتا چلا جان کھوتا — یہ دعوت عداوت ہوئی اس سرا کی
گئے جب عدم کو حبیب خدا تک — تو اُمید کیا پھر کسی کی بقا کی
محمد حسن عالم باعمل تھے — لکھوں کیا میں تعریف اس پارسا کی
مفسر محدث محقق مدقق — مسائل میں تحقیق تھی انتہا کی
ادق مسئلوں کو تھے حل کرتے دم میں — انہوں نے طبیعت تھی پائی بلا کی
کہاں اتنی طاقت زبان قلم میں — لکھے مدح جو اُن کے ذہن رسا کی
حدیث اور قرآں پہ اُن کا عمل تھا — نہ پروا تھی ہرگز انہیں ماسوا کی
رفاہِ خلائق سے تھا کام ان کو — ہزاروں کی لاکھوں کی حاجت روا کی
بھلا دوسروں کا کسی طرح سے ہو — یہی اُن کی تھی فکر صبح و مسا کی
بدی کا بھی بدلہ تھے نیکی سے دیتے — تھی خو اُن کی احسن الی من اسا کی
کسی کی نہ غیبت کبھی آپ کرتے — شکایت اگر کی تو بس بر ملا کی
تصنع تورع سے تھے دُور رہتے — نہ مطلق تھی بُو ان میں ریا و دکا کی
بہت درد تھا ان کو اسلامیوں کا — سدا ان کی حالت پہ رہتے تھے باکی
زر و وقت و آرام و عزت و ہمت — غرض قوم پہ اپنی سب کچھ فدا کی
یہ پٹنہ گزٹ جس کو تم پڑھ رہے ہو — نشانی ہے اُس مخلص باصفا کی
ہے ام اے اے اسکول جو آج قائم — اسی کی ہے ذات اصل تھی اس بنا کی
ہے مشکل بہت دوسروں کو ملے پھر — انہوں نے جو راہِ ترقی تھی تاکی
بہت حوصلے دل میں مرحوم کے تھے — مگر زندگی نے نہ اُن سے وفا کی
یہ غم کیسا آج اہل پٹنہ پہ گذرا — کہ جس کے سبب ہر کہ و مہ ہے باکی
نہ کی قدر اُن کی وہ زندہ تھے جبتک — بہت ہم نے افسوس اس میں خطا کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولِ کریم نے فرمایا ہے — سلام اُن پہ ہو اور رحمت خدا کی
کہ چالیس مومن نے مل کر کے جس پر — نمازِ جنازہ پڑھی اور دعا کی
تو سمجھو کہ لاریب بخشا گیا وہ — سدا اُس پہ نازل ہو رحمت خدا کی
ہزاروں نے مل کر محمد حسن پر — نمازِ جنازہ بخوبی ادا کی
بقولِ نبی ان پہ رحمت ہو نازل — خدایا اجابت ہو میری دعا کی
تھی بیماری معمولی تپ اور لرزہ — کسی کو نہ مطلق تھا خوفِ بلا کی
یہ تدبیر سے تھا نہ کوئی بھی غافل — کسی نے دعا کی کسی نے دوا کی
[illegible] — نہ چلتی ہے پھر کچھ دوا اور دعا کی
ہوا حادثہ سخت اسلام میں یہ — مگر قیس یوں ہی تھی مرضی خدا کی
ہمیشہ تو راضی رہ اس کی رضا پر — مشیّت سے اُس کی کبھی ہو نہ شاکی
ہوئی فکر تاریخ رحلت جو مجھ کو — تو عیسےٰ نے چرخِ بریں سے ندا کی
ہوا حادثہ ہائے کیسا یہ مشکل — جناب محمد حسن نے قضا کی

۱۸۸۹ء

ریختہ کلک گوہر سلک جناب مولوی سیّد زین العابدین صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ محمڈن اینگلو عربک سکول پٹنہ

قد مات من له من ضاهیٰ به عویل — وهو الذی هداهم متجر جلیل
شمس العلیٰ مجید بدر الدجیٰ مجید — بحر العطا مفید بل ماله عدیل
لهفی علیٰ جلیل ما ان له مثیل — قد کان لی خلیل حزینت له فخول
قلبی به کسیر و بفوته حسیر — عیش الدنی عسیر اذ فات من جمیل
قد ناد بابصوات مصرع حول فوت — اهالفات حبر متهجد بنیل

۱۳۰۷

www.KitaboSunnat.com

نقشہ اُن کی اولاد واخفا کا یہ ہے :-

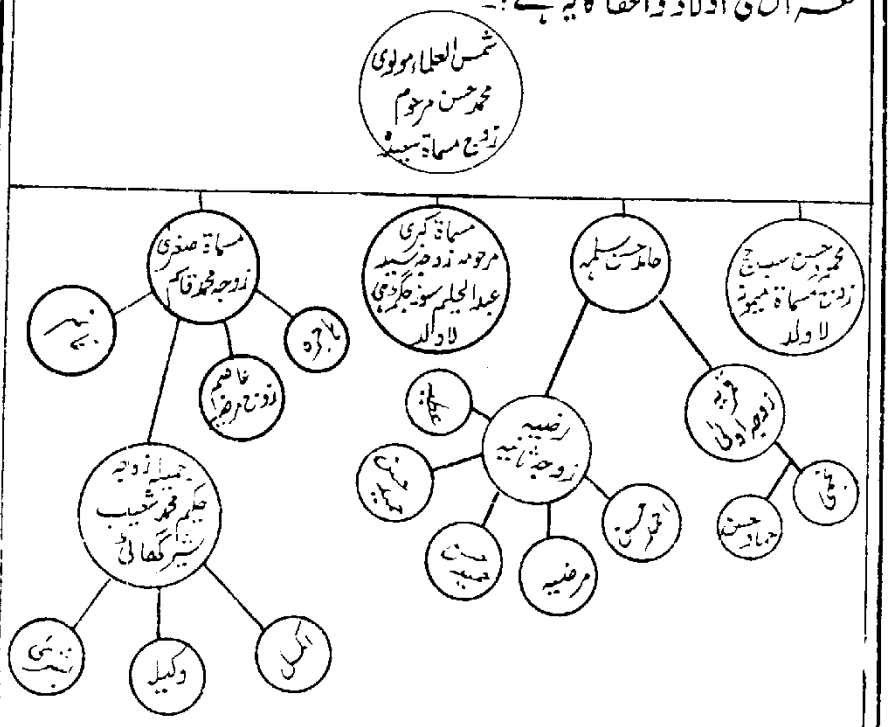

لہ وبتاریخ ذیل ذیقعدہ ۱۳۲۱ھ عقد ثانی محمود حسن مدعمرہٗ کا با مسماۃ عائشہ صبیہ جناب حکیم محمد احسن صاحب ساکن سیوان سے ہوا مگر انہوں نے بھی دو تین برس کے بعد لاولد انتقال کیا ۱۲

مسماۃ شاکرہ مرحومہ

بنت مولانا ولایت علی قدس سرہٗ زوجہ مولوی حکیم عبدالحکیم صاحب مرحوم یہ لڑکی نہایت پاکیزہ صفت صاحب خلق عظیم ذی مروّت عفیفہ علیمہ سلیمہ تھی۔ اپنے پدر بزرگوار کی خوبو اس کے اندر پوری تھی۔ نہایت نیک بخت، دیندار۔ مگر افسوس کہ اس کی عمر نے وفا نہ کی، عین عنفوان جوانی اکیس بائیس برس کی عمر میں اس دار رنج ومحن کو چھوڑ کر داخل فردوس بریں ہوئی۔ اللّٰھم اغفرلھا وارحمھا والحقھا بابائہ الصالحین۔ آپ غایت انصاف پسند عورت تھیں۔ جناب میں خشیۃ اللہ کا مضمون ازبس تھا۔ ایک مرتبہ جناب کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیورات کا بکس چوری ہوگیا۔ سارقہ گھر کی ایک دائی تھی۔ اس نے اس بکس کو اپنے بیٹے کے حوالہ کیا تھا۔ مگر لطائف الحیل سے قریب قریب کل زیورات وصول ہوگئے۔ اس لئے لینے کے ساتھ آپ نے کل زیورات داخل بیت المال کیا۔ اُن کے صرف دو اولاد ہوئی۔ ایک عبدالحلیم جو دو ڈھائی برس کا ہو کر گذر گیا اور ایک مسماۃ ذاکرہ مرحومہ کہ جس کی شادی ساتھ مولوی عبدالرحیم آروی بن ناظر زکی الدین مرحوم کے ہوئی ہے۔ نقشہ اسکا یہ ہے

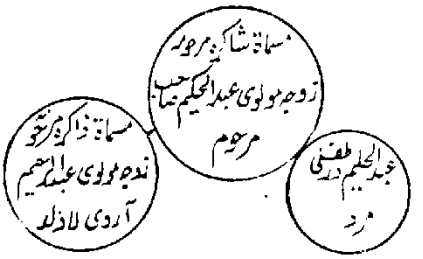

مسماۃ صالحہ مرحومہ

بنت مولانا فرحت حسین قدس سرہٗ از حل اولیٰ مسماۃ محمودہ مرحومہ زوجہ مولوی عبداللہ صاحب مرحوم بن مولانا ولایت علی قدس سرہٗ آپ کی پیدائش غالباً ۱۲۴۷ھ ہجری میں ہوئی آپ اپنے خاندان کی عورتوں میں نہایت ذی عقل و فہم و فراست صاحب مروت و سخاوت و علم و تقویٰ اور دیندار تھیں اور فن سپہ گری میں بھی خوب ماہر تھیں۔ گھوڑے کی سواری نہایت عمدہ جانتی تھیں، بندوق لگانا، تلوار چلانا بھی بخوبی آپ کو معلوم تھا۔ آپ نے اس ملک افغانستان میں رہ کر یہ باتیں سیکھی تھیں۔ آپ کی شادی بارہ برس کی عمر میں ہوئی۔ اس وقت سے آپ برابر ہر سفر میں اپنے زوج مولوی عبداللہ صاحب کے ساتھ رہیں۔ گویا تمام عمر آپ کی سفر ہی میں طے ہوئی۔ آپ کے اوصاف حمیدہ و شمائل ستودہ بہت کچھ ہیں، مختصراً عرض کیا۔ آپ کی اولاد تخمیناً دس بارہ ہوئیں اور سب حالت طفلی ہی میں فوت ہوئیں کہ جس پر مسودالاوراق کو بسبب اُن کے سفر میں رہنے کی اطلاع نہ ہوئی، مگر تین لڑکے جوان ہوئے، ان کی شادی و بیاہ بھی ہوگیا، اُن کا میں یہاں ذکر کرتا ہوں۔ امان اللہ مرحوم جو یہیں پٹنہ میں پیدا ہوئے اور آپ اُن کو لے کر مع اپنے زوج مولوی عبداللہ صاحب کے ہمراہ جناب مولانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولایت علی قدس سرہٗ کے ملک افغانستان کو گئیں اور تخمیناً سات برس وہاں رہیں اور وہیں پسر دوم مطیع اللہ پیدا ہوئے۔ ان کو دو برس کی عمر کا لے کر ہمراہ اپنے زوج کے بعد وفات مولانا ولایت علی قدس سرہٗ کے پھر یہاں پٹنہ تشریف لائیں۔ اور یہاں چند برس رہ کے بمعیت اپنے زوج کے ان دونوں لڑکوں کو لے کر ملک سوات افغانستان کو گئیں۔ اور وہاں پسر سوم عبدالقدوس پیدا ہوئے۔ ان کے بعد آپ اس نفس عنصری کو چھوڑ کر داخل علیین ہوئیں۔ اس سے زیادہ تفصیلی حالات مجھ کو معلوم نہیں۔ اللھم اغفرلھا وارحمھا والحقھا مع المھاجرات الاتی ھاجرن مع نبیک محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔

نقشہ اُن کی اولاد کا یہ ہے:۔

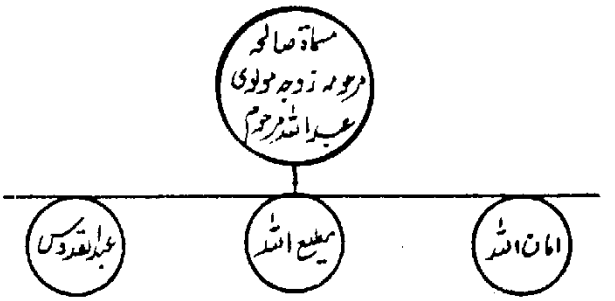

جناب مولانا عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بن جناب مولانا فرحت حسین قدس سرہٗ از بطن حمل اولیٰ مسماۃ محمودہ غفراللہ لہا۔ یہ بقبر بتاریخ چودھویں شعبان ۱۲۵۱ھ از پردۂ کتم لباس ہستی پہن کر وجود میں آیا اور چار برس کی عمر میں اوّل جناب مولوی عبدالرحیم صاحب مرحوم مغفور ساکن بہار سے، جو کہ از خلفائے عظام بڑے حضرت قدس سرہٗ کے تھے، پڑھنے کو بٹھایا گیا اور قرآن مبین بتمامہ ان سے ختم کیا۔ جب وہ بمعیت بڑے حضرت سفر افغانستان کو روانہ ہوئے۔ تب جناب مولوی محمد اطہر صاحب ساکن سورج گڈھ سے سبق رجوع کیا۔ چنانچہ قرآن کا ترجمہ بتمامہ اور بلوغ المرام اور بعض رسائل فارسی کے اُن سے پڑھے۔ جب وہ بھی بیمار ہو کر راہی ملک خود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔ تب مولوی میزان الرحمٰن صاحب ساکن ڈھاکہ جو شاگرد جناب مولوی زین العابدین صاحب حیدرآبادی کے تھے ان سے تیسیر الوصول من حدیث الرسول الی جامع الاصول من اولہ الی اخرہ پڑھی۔ جب وہ بھی رہگرائے وطن مالوف خود ہوئے تب تھوڑے عرصہ تک خود حضرت والد ماجد غفراللہ لہ سے سبق ہوا۔ اس طور پر کہ بعد نماز ظہر آپ اپنے کمرے میں درس دیتے۔ صدہا آدمی اس میں جمع ہوتے۔ تفسیر جلالین اور مشکوٰۃ شریف کو میں پڑھتا۔ اور آپ اُس کی تفسیر و شرح نہایت تفصیل سے بیان فرماتے۔ دوسرے لوگ صرف سماعت سے فائدہ اُٹھاتے۔ مگر بہت افسوس کہ یہ مشغلہ بہت تھوڑے دن رہا۔ آپ کے آشوب چشم و ضعف دماغ و دیگر عوارض کے ہجوم کی وجہ سے یہ درس موقوف ہوگیا اور چند عرصے تک لہو و لعب میں میں نے اپنی عمر عزیز کو بیکار صرف کیا۔ اسی مابین ۱۲۷۰ھ میں جناب حضرت والدہ ماجدہ مسماۃ محمودہ مرحومہ نے رحلت فرمائی۔ اس وقت عمر میری تخمیناً اٹھارہ برس کی ہوگی۔ بعد اس کے ایک بزرگ کی نصیحت سے خواب غفلت سے میں چونکا اور بیدار ہوا، تب جناب اخی حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مرحوم سے سبق رجوع کیا۔ صرف و نحو اور فارسی ان سے پڑھتا رہا۔ جب ہدایت النحو و فصول اکبری تک پہنچا۔ تب جناب ممدوح بشوق تحصیل و تکمیل علوم روانہ لکھنؤ ہوئے۔ تب میں نے جناب والد ماجد غفراللہ لہ سے بامرار تمام عرض کرکے اپنا سبق جناب حضرت مولانا احمداللہ و جناب حکیم ارادت حسین صاحب غفراللہ لہما سے رجوع کیا۔ جس کا ذکر اوپر تحریر پاچکا ہے۔

اسی مابین میں فقیر کی شادی ساتھ مسماۃ جمیلۃ النساء بنت حضرت شاہ حبیب الحسنین مرحوم ساکن موضع دیورہ پرگنہ اردل ضلع گیا سے ہوئی، جس کا نسب نامہ حسب تفصیل ذیل ہے۔ عمر میری اس وقت اکیس ۲۱ برس کی تھی۔ مسماۃ جمیلۃ النساء بنت شاہ حبیب الحسنین بن شاہ غلام غوث بن شاہ غلام اشرف بن شاہ امام الدین بن شاہ تاج الدین بن شاہ نصراللہ بن شاہ عبدالحمید بن حضرت مولانا شاہ باز محمد دیوروی ثم بھاگلپوری، پورا نسب نامہ آپ کا فصل پنجم میں آوے گا، وہاں دیکھنا چاہیے۔ بعد دو ڈھائی برس کے جب جناب مولانا فیاض علی صاحب غفراللہ لہ ملک افغانستان سے تشریف واپس لائے۔ اسوقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسب الارشاد جناب مولانا احمد اللہ عفر اللہ لہٗ کے ہاں سے سبق کیلئے۔ رجوع ہوا۔ یہ فقیر وجناب مولوی اشرف علی صاحب مرحوم وہ مولوی محمد یقین صاحب مرحوم ایک ساتھ سامع وقاری ہوکر پڑھتے۔ مختصر المعانی و نور الانوار آپ ہی سے پڑھا۔ مگر چونکہ آپ کو تجرد و گوشہ نشینی بہت پسند تھی۔ ذکر اللہ و دعا وغیرہ میں بیشتر آپ اپنی عمر عزیز کو صرف کرنا چاہتے تھے۔ لہٰذا جبکہ جناب حضرت اخی و استاذی حکیم مولوی عبد الحمید صاحب مرحوم لکھنؤ سے تشریف واپس لائے، پھر سبق آپ سے رجوع ہوا۔ کچھ عرصے تک پڑھتا رہا۔ مگر جبکہ جناب حضرت والد ماجد مغفر اللہ لہٗ کا ۱۲۷۴ھ ہجری میں انتقال ہوگیا اور جناب حضرت اخینا الاعظم مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم بھی اپنے گھر کو خیرباد کہہ کر مع اہل وعیال روانہ ملک افغانستان ہوگئے۔ اس وقت تمام گھر کا بوجھ اور خبر گیری معاش ومقدمات وغیرہ اس فقیر کے سر پر پڑا۔ ناچار شغل درس وتدریس کو چھوڑنا پڑا۔ اسی اثنا میں بتاریخ ۲۸ رمضان ۱۲۷۶ھ ہجری میں نور چشمی مسماۃ رحمت زوجہ حکیم مولوی عبد الحکیم صاحب مرحوم پیدا ہوئیں اس کے بعد ایک اور لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام کلثوم رکھا گیا، وہ پانچ چھ مہینے کی ہوکر گزر گئی۔ بعد اس کے مسماۃ زینب مرحومہ اہلیہ عزیزی داکٹر آیت اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ تاریخ ۲۳ رجب ۱۲۷۸ھ ہجری پیدا ہوئیں (اور بتاریخ ۱۰ رسوال ۱۳۱۲ھ ہجری بعمر ۳۴ سال وفات پائی) اور تخمیناً دو برس کی ہوگی اور نور چشم پارہ فؤادی عبد الفتاح مدعوہ فی طاعتہ فالق الاصباح شکم مادر میں تھے، کہ یہ فقیر بجرم اعانت باغیان سرکار بتاریخ چودہویں شعبان ۱۲۸۰ھ ہجری اپنے مکان صادق پور سے گرفتار ہوکر جیل پٹنہ میں بھیجا گیا۔ جس کا ذکر کچھ اوپر سوانح عمری میں جناب حضرت مولانا یحییٰ علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گذر گیا ہے۔ ادھر بتاریخ ۱۱ ذیقعدہ ۱۲۸۰ھ ہجری عبد الفتاح مدعوہ فی طاعتہ اللہ پیدا ہوئے۔ نام تاریخی محمد عمیر الحق ہے۔ الغرض پٹنہ سے بتاریخ ستائیسویں رمضان شریف ۱۲۸۱ھ مع دوسرے چند شخصوں کے انبالہ روانہ کیا گیا۔ وہاں قریب ڈیڑھ برس کے قیام رہا جسکے تفصیلی حالات اوپر گذر چکے ہیں اور کیفیت مقدمہ ومصائب وآلام وہاں کے بیان ہوچکے ہیں، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ وہاں سے روانہ زندان لاہور ہوا۔ وہاں بھی تخمیناً ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برس آٹھ مہینے قیام رہا۔ علاوہ مصائب جیل کے ضیق تنفس بھی نہایت زور و شور کے ساتھ ان دونوں مجلسوں میں گلوگیر رہا۔ اس پر طرہ یہ کہ سپرنٹنڈنٹ و ڈاکٹر جیل لاہور ایک نہایت سخت متعصب آدمی تھا۔ شب و روز ہماری تکلیف دہی کی فکر میں رہتا۔ اور میں ان ابیات کو حسب حال اپنے پڑھتا ؎

قصد ظالم بسوئے کشتن ماست	دل مظلوم ما بسوئے خداست
او دریں فکر تا بما چہ کند	من دریں فکر تا خدا چہ کند

اے حضرات ناظرین میں وہاں کی تکالیف و مصائب کو کیا بیان کروں۔ ایک تو وہ مقام بذاتہ مخزن آلام ہے، دوسرے خاص عناد و عداوت حکام بالادست اس باب میں زبان و خامہ الشہب تیز گام محض قاصر ہے۔ بہرکیف لاہور سے روانہ ہو کر بسواری ریل ملتان پہنچا دیا گیا۔ وہاں تخمیناً ایک ماہ قیام رہا۔ اس عرصے میں ضیق تنفس کا بھی زور کم رہا اور حاکم بھی رحم دل تھا۔ مگر وقت روانگی وہاں کے تنفس نے پھر شدت پکڑی۔ ڈاکٹر صاحب کا خدا بھلا کرے کہ جب انہوں نے ملاحظہ فرمایا فی الفور حکم دیا کہ طوق اور بیڑی وغیرہ جو قریب ایک من کے مجھ پر بوجھ تھا، اُتار اور کاٹ دیا جائے۔ چنانچہ صرف ایک کڑا آہنی پاؤں میں ڈال دیا گیا کہ قیدی کی علامت باقی رہے، پھر ملتان سے بسواری جہاز دخانی سندھ کے دریا ہو کر بعرصہ ایک ہفتہ شہر روڑی پہنچا۔ یہ شہر لب دریا ہے اور اُس کی دوسری جانب سکھر کا شہر ہے اور بیچ دریا میں بطور جزیرہ کے بکھیر کا قلعہ ہے۔ وہاں ایک شبانہ روز جہاز ٹھہرا رہا۔ وہاں سے چل کر ایک ہفتہ میں کوٹری کو پہنچا۔ یہ نہایت آباد شہر لب دریائے سندھ واقع ہے۔ وہاں جہاز سے اُتر کر بسواری ریل کراچی بندر کو پہنچایا گیا۔ یہ جیل تمام جیلوں سے آرام کا ہے۔ وہاں بھی تخمیناً ایک مہینہ مقیم رہا۔ وہاں سے بسواری مرکب دخانی براہ سمندر بمبئی بھیجا گیا اور وہاں سے ریل پر سوار ہو کر بمقام تھانہ (جو ایک شہر کا نام ہے بفاصلہ بارہ کوس بمبئی سے۔ وہاں ایک قلعہ ہے مرہٹوں کا بنایا ہوا نہایت مستحکم، جو اب جیل کا کام دیتا ہے۔ اور تمام احاطہ بمبئی و پنجاب کے قیدی دائم الحبس اور بڑی بڑی میعاد والے اس جیل میں بھیج دیے جاتے ہیں) میں آ پہنچا اور تخمیناً نو دس مہینے وہاں رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ زندان تمام قید خانوں سے جن کا ذکر اُوپر گذرا۔ سخت تر نظر آیا۔ اس کے اہل کار شداد غلاظ کے پُورے مصداق پائے گئے۔ ان قید خانوں کی کیفیت مفصل منشی محمد جعفر صاحب نے تواریخ عجیب میں لکھی ہے۔ شائقین وہاں دیکھ لیں۔ یہ رسالہ چونکہ اس کا موضوع نہیں ہے۔ لہٰذا عنان قلم کو اُدھر سے پھیر کر اصل مطلب بیان کرتا ہوں۔ میں جب تک وہاں رہا ضیق تنفس سے بالکل رہائی رہی۔ تین برس کامل ابتدائے قید سے یہاں کے پہنچنے تک شب و روز نہایت سخت تنفس میں مبتلا رہا تھا۔ علاوہ شداید قید کے یہ ایک تکلیف ایسی سخت جانگداز تھی کہ اعاذ باللہ منہا۔ پس اس جیل میں آکر جو مجھ کو رستگاری ضیق تنفس سے ہوئی تو باوجود وہاں کے شداید و تکلیف کے بہت راحت و آرام حاصل ہوا۔ الغرض نو دس مہینے کے بعد وہاں سے ۸۰ قیدیوں کا چالان بمبئی کو روانہ کیا گیا میں بھی اس میں روانہ ہوا اور وہاں سے بسواری جہاز بادبانی بحراست بحری دستہ حربیہ روانہ پورٹ بلیر انڈمان ہوا۔ یہ راستہ اکثر جہاز بیس بائیس ۲۳ دنوں میں طے کر لیا کرتا ہے۔ مگر جب میرا جہاز سیلون کے سمندر میں پہنچا۔ نہایت سخت طوفان کا سامنا ہوا۔ جملہ قیدی جہاز کے نیچے توتک میں ایک کٹھگھرہ بنا کر مانند پنجرہ و شیر کے تھا۔ نہایت بے رحمی کے ساتھ بند کر دیئے گئے۔ ہر ایک کو دوران سر و دست و قے جاری تھا۔ یہ غلاظت اور پاخانہ و پیشاب مل کر ایک تالاب کی سی کیفیت اُس توتک کی ہو گئی تھی، اس میں شب و روز رہنا پڑتا تھا۔ میں اپنی نماز پنجوقتی اس نجس حالت میں بلا وضو و تیمم کسی طور پر ادا کر لیتا تھا۔ اسی حالت میں تھا کہ تائید غیبی متوجہ حال اس خستہ حال کے ہوئی، وہ یہ کہ ایک خلاصی جہاز کا سخت بیمار ہوا، کہ چند منٹ کا مہمان سمجھا گیا۔ ایسی حالت میں کپتان جہاز نے شیخ قاسم جمعدار پلٹن کو جو ہم لوگوں کے محافظ تھے بلا کر کہا کہ دوائیں انگریزی میرے پاس موجود ہیں، مگر میں ڈاکٹر نہیں کہ جو اس کا استعمال کرا سکوں پس اگر تمہارے پاس کوئی ڈاکٹر ہو تو لے آؤ، کہ اس مریض کا علاج کرے۔ چونکہ ان کی پلٹن میں کوئی ڈاکٹر نہ تھا اور مجھ کو اکثر اوقات زبانی تلاوت قرآن و اشعار حافظ وغیرہ پڑھتے سُنا تھا، لہٰذا مجھ کو خواندہ شخص سمجھ کر وہ میرے پاس آئے اور کیفیت بیان کی۔ اوّل تو میں نے کچھ عذر کیا کہ میں حکیم اور ڈاکٹر نہیں ہوں کہ علاج کروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خاصکر اردو یہ انگریزی کو تو بالکل جانتا ہی نہیں، لیکن ان کے اصرار پر اس کو لطیفہ غیبی سمجھ کر متوکلاً علی اللہ قبول کر لیا۔ انہوں نے فی الفور اس کو کٹھکڑہ کا تالا کھول کر اس میں سے مجھ کو نکال کر کپتان کے سامنے لے جا کر کھڑا کر دیا، اس وقت مجھ کو یہ شعر شیخ سعدی کا حسب حال اپنے یاد آگیا۔ شعر

الا لا تحزنن آخ البلیہ وللرحمن الطاف خفیہ

کپتان نے پوچھا کہ تم ڈاکٹر ہو قبل اس کے کہ میں کچھ بولوں جمعدار صاحب نے جواب دیا کہ صاحب بہت اچھا ڈاکٹر ہے، کپتان فی الفور مجھ کو مریض کے پاس لے گیا میں نے جو دیکھا تو وہ غشی کی حالت میں تھا پیٹ نہایت پھولا، مشک کی سی کیفیت اور منہ سے کف جاری، پیشاب پاخانہ بند۔ آخری حالت اس کی نظر آئی، مگر نبض میں انتظام پایا۔ توکل علی اللہ میں نے کپتان سے پوچھا کہ دوائیں کہاں ہیں۔ وہ مجھ کو اپنے کمرے میں لے گیا اور ایک الماری کھول دی، اس میں دواؤں کی شیشیاں بکثرت موجود تھیں اور سب پر چٹ لگی ہوئی تھی میں انگریزی جانتا نہیں۔ ناچار ہر ایک شیشی کو کھول کر دیکھنا شروع کیا۔ بہت جلد مجھ کو ایک شیشی روغن بید انجیر کی مل گئی اور اس کے بعد ایک شیشی روغن بادیان اور روغن فودینج کی بھی مل گئی میں ان تینوں دواؤں کو لے کر مریض کے پاس آیا، چونکہ اس کا دانت بالکل بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے کپتان سے کہا وہ فی الفور ایک آلہ آہنی لے آیا اور منہ اس کا کھولا۔ میں نے ایک تولہ روغن بید انجیر میں دو تین قطرہ روغن بادیان و پرمنٹ ڈال کر مریض کے منہ میں چھوڑ دیا اور اوپر سے تھوڑا گرم پانی دیدیا کہ دوا فرو ہو جائے تھوڑے عرصے کے بعد اس کو ایک دست نہایت عفن اور کثیر المقدار آیا کہ جس سے مریض کا نفخ شکم کم ہوا اور آنکھیں کھول دیں اور افاقہ شروع ہو گیا۔ بمشاہدہ اس حال کے کپتان نہایت خوش ہوا۔ جمعدار شیخ قاسم صاحب نے سفارش کی کہ یہ قیدی اس کٹھکڑہ سے نکال کر باہر رکھا جائے جمعدار صاحب کے کمرے کے پاس، کپتان نے منظور کیا۔ میں اس وقت سے وہیں رہنے لگا۔ کھانا بھی مطبخ جمعدار سے ملنے لگا۔ تمام دن رات پلٹن کے سپاہی گھیرے رہتے، میں قرآن پڑھ کر ان کو سنایا کرتا۔ شدت طوفان سے یہ حالت ہوئی کہ جہاز راستے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بہک گیا، ہر ایک کو زندگی سے مایوسی ہوئی۔ کپتان نے بھی مایوس ہو کر آخر تدبیر یہ کی کہ مستول وغیرہ کاٹ کر گرا دیا اور جہاز کو تختہ بند کر کے مانند پیپے اور صندوق کے سمندر میں چھوڑ دیا کہ جدھر چاہے جائے۔ سترہ دن یہ کیفیت رہی کہ خلاصیوں کو بھی ہوش نہ رہا۔ کھانے پینے کا کس کو ہوش تھا۔ بعد اس کے کہ جب طوفان کم ہوا تو تک کا تختہ اوپر کا کھولا گیا۔ جہاز مرمت کیا گیا۔ راستہ پر لایا گیا۔ پانی میٹھا اور چاول دال وغیرہ قریب اختتام پہنچ چکا تھا۔ ایک ہفتہ کی دیر اگر اور ہوتی تو سب لوگ گرسنہ و تشنہ ہلاک ہو جاتے۔ الغرض وہ بائیس تئیس دن کا راستہ ایک مہینے اکیس دن میں طے کر کے پورٹ بلیر انڈمان میں پہنچا۔ جناب مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ قیدیوں کی خبر آمد سن کر وہاں گھاٹ پر موجود تھے۔ قیدی لوگ بذریعہ کشتی کے جب جہاز سے اُتارے جانے لگے، آپ نے ان سے مل کر میرا حال پوچھا۔ اتنے میں میں بھی ایک کشتی میں وہاں پہنچ گیا۔ آپ نے بآواز بلند پکارا اس کشتی میں مولوی عبدالرحیم بھی ہیں۔ میں نے لبیک کہی، اور فی الفور کشتی سے کود کر آپ کے بغلگیر ہو گیا۔ یہ پورے چار برس کے بعد جو آپ سے ملاقات حاصل ہوئی، اس کی کیفیت تحریر کے لائق نہیں۔ آپ کو اس حالت میں دیکھنے کا غم اور شرف ملاقات کی خوشی کچھ عجب دورنگی کیفیت تھی۔ ایسی تضاد کیفیت کو بیان کرنا کچھ ابو دلامہ کے سے قلم فرسا کا کام ہے ؎

عینای واحدۃ تری مسرورۃ ۔۔۔ بامیرھا جزلی واخری تذرف

تبکی وتضحک تارۃً ولیسوءھا ۔۔۔ ما انکرت ویسرّھا ما تعرف

میرے پاس ایسے الفاظ نہیں کہ جو اُن کی تصویر کھینچ کر ہدیۂ ناظرین کر سکوں۔ بعد اس کے جناب جناب مولانا یحییٰ علی رحمۃ اللہ علیہ و سیدنا میاں عبدالغفار صاحب و دیگر رفقا بھی آتے گئے اور ملتے گئے۔ منشی محمد جعفر صاحب اُس وقت ایک دوسرے ٹاپو میں سرکار کی طرف سے مامور تھے۔ اُن سے اس وقت ملاقات نہ ہوئی، دو چار روز میں وہ بھی ہماری خبر سنکر آئے اور ملاقات ہوئی۔ دو روز تک میں داخل ہسپتال رہا۔ کیونکہ بسبب تکان راہ کے بیمار ہو گیا تھا۔ جب وہ جہاز جس پر ہم لوگ آئے تھے وہاں سے روانہ ہو گیا، اور جملہ قیدی ہمارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمراہی ڈویزنوں میں متفرق طور پر بھرتی ہو گئے۔ میں بھی ڈویزن نمبر ۱۲ میں بھرتی ہو گیا، مگر جناب منشی سید اکبر زماں صاحب ہیڈ منشی چیف کمشنر بہادر و جناب حافظ مولوی جمال احمد صاحب کورٹ منشی ڈپٹی کمشنر بہادر نے میرا بستر اجمعدار سے کہہ کر اٹھوا لیا اور جناب حافظ صاحب موصوف کے مکان میں جو صرف چند قدم کے فاصلہ پر مکان سکونتی مولانا احمد اللہ و مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمہ والغفران سے تھا، کر دیا۔ میں روزانہ علے الصباح اپنے ڈویزن میں چلا آتا اور دوسرے قیدیوں کے ساتھ پریڈ پر کھڑا ہو جاتا۔ جمعدار اس ڈویزن کا ہندو تھا۔ مگر ہم پر مہربانی کر کے کسی آسان کام میں دے دیا کرتا۔ اسی طرح پر دو مہینے گذرے تھے کہ ایک جگہ محرری کی گھاٹ پر خالی ہوئی۔ جناب چیف کمشنر صاحب نے حسب معمول و قانون وہاں کے حکم دیدیا کہ جتنے قیدی پڑھے لکھے ہیں اور وہ ہنوز مشقت میں ہیں کسی تحریری کام میں نہیں ہیں، ان کی فہرست بنا کر دو۔ چنانچہ جب ہیڈ منشی صاحب نے ایک فہرست ایسے لوگوں کی تیار کی کہ جس میں چودہ ۱۴ آدمی کے نام تھے۔ نمبروار، چونکہ میں ازبسکہ نو وارد تھا، لہٰذا میرا نام سب کے اخیر میں اُس فہرست کے درج کیا گیا۔ صاحب بہادر نے حکم دیا کہ یہ چودہ آدمی واسطے ملاحظہ کے بلائے جائیں۔ چنانچہ اس کا پروانہ ہر ڈویزن کے جمعدار کے پاس بھیجدیا گیا، کہ وہ جمعدار اُس قیدی کو لے کر فلاں وقت صاحب کے بنگلہ پر حاضر ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سب قیدی نمبروار کھڑے کر دیئے گئے یعنی جو قیدی کہ اوّل اس جزیرہ میں پہنچا تھا، اس کا نمبر اول تھا اور اس کے بعد آیا تھا۔ اُس کا اُس کے بعد ہلم جرّا سب کے اخیر میں تھا۔ ہیڈ منشی صاحب فہرست لے کر کھڑے ہو گئے اور صاحب بہادر نے ایک سرے سے ملاحظہ شروع کیا۔ اُس فہرست میں ہر ایک کا نام و نمبر و ولدیت و سکونت اصلی و مقدمہ و تاریخ فیصل مقدمہ و جرم و تاریخ وصول انڈمان وغیرہ درج تھا۔ صاحب بہادر ہر شخص کے پاس آکر کھڑے ہوتے اور ہیڈ منشی کل کیفیت مندرجہ فہرست پڑھکر سُنا دیتا اور بڑے بڑے عملے ہیڈ کلارک و جمعدار وغیرہ ساکت کھڑے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ ایک حرف بھی سفارش کا کسی کی نسبت کر سکے۔ ایسی حالت میں جملہ چودہ آدمی اپنا اپنا دھیان اس قادر مطلق و فعال برحق کی طرف لگائے ہوئے کھڑے تھے، کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ چونکہ معمول تھا کہ پرانے عملہ کا آدمی مقرر کیا جاتا تھا۔ لہٰذا میں مایوسی کی حالت میں سب کے اخیر میں کھڑا تھا کہ صاحب بہادر ہر ایک کو ملاحظہ کرتے ہوئے میرے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور ہیڈ منشی کو اشارہ منظوری کا کیا۔ منشی صاحب نے فی الفور منظوری کا لفظ ہمارے نام کے محاذی اُس فہرست میں لکھ کر پیش کیا۔ صاحب نے اُسی جگہ کھڑے کھڑے دستخط کیا اور چلے گئے۔ اس کے بعد میں منشی ہو گیا۔ چھ روپیہ ماہواری مقرر ہو گیا۔ منشیوں کا لباس پہننے لگا اور گھاٹ پر محرری کا کام کرنے لگا ساڑھے تین سو قیدی اس ڈویژن میں بھرتی تھے اور ایک جمعدار جس کو وہاں کے اصطلاح میں ڈویژن کہتے تھے اور ایک سب ڈویژن کہتے تھے اور ایک سب ڈویژن اور دو محرر مقرر تھے۔ اُس گھاٹ پر ہمیشہ دو محرر مقرر رہتے تھے۔ یہ دونوں باری باری وہاں کام کرتے، یعنی ایک ضرور حاضر رہتا۔ ایک آتا، تب دوسرا اپنے حوائج ضروری کو جاتا۔ کپتان ڈاروٹ صاحب ہاربر ماسٹر ہمارے افسر تھے۔ نہایت رحم دل اور نیک مزاج آدمی تھے۔ میرے ساتھی سید انشاء اللہ صاحب ساکن باندہ جو ایک نہایت عمر رسیدہ آدمی بمقدمۂ بغاوت وہاں گئے تھے۔ ہم اور وہ دونوں آپس میں محبت و اتفاق کے ساتھ رہنے لگے۔ کام یہ تھا کہ جتنی کشتیاں روز باہر سے آویں یا اُس ٹاپو سے باہر کو جاویں سب کی تلاشی لینا کہ کوئی شے ناجائز یا کوئی قیدی بلا حصول پاس آمد و رفت نہ کرے اور ہر ایک کشتی کی آمد و رفت کا وقت و تعداد و مسافر و اسباب وغیرہ درج کتاب ہو اور سرکاری پروانجات و خطوط وغیرہ بھی دوسرے ٹاپوؤں کو روانہ کئے جاتے اور جو دوسرے ٹاپو سے آتے وہ ہر ایک صاحب کے بنگلے پر بھیجدیے جاتے، اسی طرح تین برس کامل میں اس گھاٹ پر محرر رہا۔ چونکہ میں اُس وقت جوان تھا اور میرے ساتھی میر انشاء اللہ صاحب بوڑھے تھے۔ لہٰذا جب کبھی دوسرے ٹاپوؤں کی کمان ہوتی۔ یعنی دوسرے ٹاپوؤں میں جا کر کام کرنا پڑتا تو میں ہی جاتا۔ القصہ تین برس میں اسی کام میں رہا پھر وہاں سے کمسریٹ ڈپارٹمنٹ میں تبدیل کر دیا گیا۔ ایک برس وہاں کام کیا۔ پھر سٹلمنٹ ڈیپارٹمنٹ میں تبدیل ہوا۔ اور ماتحت مسٹر کرامس صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام کرتا رہا اور نیز کچھ شغل تجارت بشراکت ایک فری دوکان دار کے کرتا رہا۔ چنانچہ جب میں ہڈو ٹاپو کو تبدیل ہوا جس کا ذکر آئندہ آوے گا۔ اس وقت اس کاروبار کو اٹھا کر قریب چار سو روپیہ کے جو بطور نفع کے بچا تھا مع صندوق کتاب وغیرہ ایک دوست دکاندار کے پاس رکھ دیا۔ اسی اثنار میں شیر علی خاں حجام افغانی وحشیانہ حرکت یہ کی لارڈ میو صاحب کو مار ڈالا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور حکام پورٹ بلیر جملہ قیدیوں کی طرف سے بدظن ہو گئے۔ خصوصاً مسلمانوں کی طرف سے۔ کیونکہ وہ قاتل تھے تو مسلمان ہی تھا۔ لہذا جملہ قیدی عہدہ دار مسلمان جو اس مدرٹاپو اس آئیلینڈ میں مقیم تھی، معصل کے ٹاپو کو نمبر تبدیل کر دیئے گئے اور وہاں سے ہندو بلا کر اس جگہ معمور کئے گئے۔ چنانچہ فقیر بھی ہڈو میڈیکل ڈپارٹمنٹ میں تبدیل کر دیا گیا۔ وہاں ماتحت مسٹر جارڈن صاحب اپاتھی کیری کے مقرر ہوا۔ صاحب موصوف ازبسکہ غصہ ور اور تند مزاج مشہور و معروف تھے۔ جو محرر یا جمعدار ان کے ماتحت مقرر کیا جاتا۔ اس کو وہ خود بھی خوب مار پیٹ کرتے اور کوٹ میں بھیج کر سزا دلا کر جیل بھجوا دیا کرتے اور سخت کلامی اور گالی گلوچ تو ایک ادنی بات تھی۔ لہذا مجھ کو اور میرے تمام احباب کو اس تبدیلی کا ازبسکہ رنج والم ہوا۔ لیکن کرتا کیا تھا مجبوراً جانا پڑا۔ جب میں وہاں پہنچا۔ کام اس ہسپتال کا اور کتابیں رجسٹر اور رپورٹ وغیرہ وہاں کی نہایت ابتر پائیں۔ کیونکہ کوئی محرر ایک مہینہ بھی مستقل طور پر وہاں کام کرنے نہیں پایا تھا کہ سزایاب ہو جاتا تھا۔ میں نے متوکلاً علی اللہ نہایت خوف کی حالت میں اپاتھی کیری صاحب سے کہا کہ صاحب یہاں کے دفتر کی حالت نہایت ابتر ہے۔ نہ مرضی کا کوئی رجسٹر مرتب ہے اور نہ رپورٹ کی کوئی کتاب ہے، میں اس کام کے کرنے سے مجبور ہوں۔ جب تک کہ مجھ کو کتابیں نہ ملیں اور دو مہینے کی مہلت ملے تاکہ میں ساری کتابوں کو مرتب کروں، چنانچہ صاحب ممدوح نے منظور کیا اور فی الفور چھ عدد کتابیں سادی کسٹریٹ سے انڈنٹ کر کے منگا دیں۔ ہڈو ہسپتال، جملہ ہسپتال ہائے پورٹ بلیر سے بڑا تھا۔ وہاں چھ قسم کے ہسپتال تھے۔ دو مردوں کے واسطے۔ اور ایک عورتوں کے واسطے۔ ان تینوں میں ہر قسم کے مریض داخل ہوتے اور دو پاگلوں کے ہسپتال تھے۔ ایک نیم پاگل کے واسطے اور ایک پورے پاگل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے واسطے اور ایک جذامی اور کوڑھیوں کے واسطے یہ کام ایسا سخت تھا کہ ایک آدمی اس کو ہرگز نہیں کرسکتا اور اس پر طرہ یہ کہ حاکم مافوق ایسا تُند مزاج کہ ایک بات اس سے دریافت کرنا متصور بل محال اور میں ایک نیا آدمی کہ کچھ بھی ان کاموں سے واقف نہیں۔ بہرکیف اللہ پر توکل کرکے میں نے کتابوں کو درست کرنا شروع کر دیا اور جتنی کتابیں انگریزی میں وہاں تھیں ہر ایک کا ہیڈنگ یعنی سرنامہ انگریزی ڈائرے سے دریافت کرکے اپنی کتابوں کو اسکے موافق درست کر ڈالا۔ ایک مہینے میں ساری کتابیں مرتب کرکے دوسرے مہینے کے شروع میں اپاتھی کیری صاحب کو ہر ہر سوال کا جواب دینا شروع کر دیا، اور جو کچھ وہ دریافت کرتے وہ میں بتا دیتا اور خود اول رپورٹ تیار کرکے اس کا ترجمہ اپاتھی کیری صاحب کو کرا دیتا، تب تو صاحب موصوف نہایت خوش ہوئے اور فی الجملہ عنایت کرنے لگے۔ اور دوسرے مہینے میں تو میں نے اپاتھی کیری صاحب کو ایسی آسانی دی کہ ان کو کوئی رپورٹ وحساب مہینے کے اختتام پر خود نہ بنانا پڑا، بلکہ میں نے اول تیار کرلیا اور ان کو صرف ترجمہ اس کا کرا دیا۔ جب انہوں نے اس حساب کو صحیح اور موافق انگریزی کے پایا تو زیادہ تر خوش ہوئے۔ اسی درمیان میں خانساماں نے اپاتھی کیری صاحب کو دکھایا کہ اُن کے بدن پر تمام دنیا کے داغ سیاہ سیاہ بکثرت موجود ہیں۔ اس خانساماں نے صاحب سے ذکر کیا کہ آپ کے منشی کے پاس اس کی دوا نہایت عمدہ موجود ہے جس سے بہت لوگ شفا پا چکے ہیں۔ اپاتھی کیری صاحب چونکہ عرصہ دراز سے اس مرض تکلیف دہ میں مبتلا تھے اور بہت کچھ ڈاکٹری دوا کر چکے تھے، لہذا جب وہ ہسپتال میں آئے۔ مجھ سے دریافت کیا اور اپنا بدن کھول کر دکھلا دیا۔ اس گورے بدن پر بیسیوں داغ سیاہ ابھرے ہوئے نظر آئے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ تھوڑا لبان منگوا دیجئے تو میں ایک ہی دن میں اس کی دوا تیار کئے دیتا ہوں۔ صاحب نے فی الفور دو پونڈ لبان کا انڈنٹ کمسریٹ کو بھیجدیا۔ وہاں سے دو روز میں وہ لبان پہنچا۔ میں نے گلی ہانڈی میں بطہ نیل بھبکہ کے ایک شیشی میں کھینچ کر صاحب کو دیا۔ دو چار ہی روز کے لگانے میں بہت کچھ فائدہ اس کا معلوم ہوا۔ نہایت خوش ہوئے اور ہسپتال میں جب آئے، مجھ سے ذکر کیا۔ میں نے کہا کہ جبتک اس جگہ کا پورا صاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کر اصلی رنگ نہ پیدا کرے، آپ برابر لگاتے چلے جایئے۔ چنانچہ بمنہ وکرمہٖ تعالیٰ عرصہ ہفتہ عشرہ میں وہ بالکل صاف ہو گیا، تب تو از حد خوشی ہوئی اور ڈاکٹر ریڈ صاحب جنرل ڈاکٹر جو ہفتہ میں ایک بار دو اسطے ملاحظہ ہسپتال کے تشریف لایا کرتے تھے۔ اُن سے ذکر کیا اور اپنا بدن کھول کر دکھلایا۔ اور ساری کیفیت اس کی بیان کی اور کہا کہ اس ہسپتال میں بہت لوگ اس عارضہ میں مبتلا ہیں۔ اگر آپ حکم دیں۔ اس دوا کا استعمال ان لوگوں کو کرایا جائے۔ جنرل ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ بغیر منظوری گورنمنٹ کوئی دوا ہسپتال میں نہیں لائی جا سکتی اور منظوری گورنمنٹ کے واسطے ضرور ہے کہ لکھا جائے۔ کہ یہ دوا کیونکر اور کہاں سے ہاتھ لگی۔ اس وقت مجھ کو اپنی رپورٹ میں لکھنا پڑیگا۔ کہ یہ دوا ایک ہندوستانی قیدی سے مجھ کو معلوم ہوئی اور یہ نہایت ترم کی بات ہے کہ ہندوستانی قیدی کا نام اشتہارات ولایت میں چھپے اور ملکہ کے حضور تک پہنچے۔ لہٰذا میں اسکو اس ہسپتال میں استعمال کرانے کا حکم نہیں دے سکتا۔ اپاتھی کیری صاحب ساکت ہو گئے اور تخمیناً دو برس میں اتکے ماتحت اس ہسپتال میں نہایت راحت و آرام کے ساتھ کام کرتا رہا۔ بعد اسکے جب صاحب کی بدلی مدراس کو ہوئی، روغن لبان اُتارنے کی ترکیب صاحب نے مجھ سے سیکھ لی، اور دو سیر لبان منگوا کر اس کا روغن مجھ سے اُتروا کر اپنے ہمراہ ایک بوتل میں لے لیا اور ایک سارٹیفکیٹ نیک چلنی کی دی۔ اور جنرل ڈاکٹر صاحب سے زبانی بھی بہت کچھ سفارش کی۔ بعد اُس کے ان کی جگہ پر نلپ صاحب اپاتھی کیری آئے۔ وہ نہایت خوش اخلاق و نرم مزاج آدمی تھے۔ ہم سب لوگوں کو ان کے آنے کی خوشی ہوئی۔ لیکن کچھ عجب قدرت خدا کی، اُن کے آنے کے تھوڑے ہی دنوں بعد برخلاف توقع و اُمید اُن سے تکلیف پہنچی۔ اور انہوں نے ہماری شکایتیں جنرل ڈاکٹر صاحب سے کر دیں، مگر چونکہ ڈاکٹر صاحب مزاج ہمارے حال سے واقف تھے، انہوں نے اس پر کچھ کان نہ رکھا۔ جب زیادہ تر نلپ صاحب کو میں نے اپنے سے برہم پایا۔ ڈاکٹر صاحب سے عرض کر کے میں چاٹم ہسپتال کو تبدیل ہو گیا۔ وہاں ایک برس رہا۔ چونکہ حسب قانون مجریہ پورٹ بلیر میں اب دوکانداری کا پیشہ کرنے کا مستحق ہو گیا۔ میں نے یہ خیال کیا کہ اس سرکاری ملازمت میں جناب حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ کی خدمت سے محروم رہتا ہوں اور وہ نہایت کمزور و ضعیف ہو گئے ہیں اور محتاج بخدمت۔ بہتر یہ ہو کہ میں لیسنس پیشہ وری کا لے لوں، اور مولانا کو بھی اپنے ہمراہ کر لوں۔ تاہم دونوں ایک جا رہ کر اپنا غم غلط کریں۔ اور میں مولانا کی خدمت گذاری سے بھی شرف حاصل کروں۔ اور وہ چار سو روپیہ جو بوقت تبدیلی راس آئیلینڈ سے ہنڈو کو ایک دوکاندار کے پاس رکھ دیا تھا۔ اسی روپیہ سے دوکان کر لوں گا۔ چنانچہ میں نے درخواست حصول لیسنس پیشہ وری بحضور ڈسٹرکٹ افسر کے کر دی۔ بعد بہت گفت و شنود کے عرصہ دراز میں وہ درخواست منظور ہوئی۔ اور میں ہسپتال کے کام سے مستعفی ہو کر موضع ابرادین کو تبدیل ہو گیا، کیونکہ وہ جنوبی ضلع کا صدر تھا۔ اور وہاں پولیس اور ملٹن بکثرت موجود تھے۔ جب میں چاٹم سے چلا، اس وقت صرف تیس روپیہ میرے پاس موجود تھا۔ جب ابرادین پہنچا، اس وقت ایک مکان سرکاری دوعین موقع دوکانداری پر تھا۔ نیلام ہو رہا تھا۔ میں نے فی الفور اسی تیس روپیہ میں خرید لیا۔ اب بیز چند آنوں کے میرے پاس اور کچھ نہ رہا۔ خیر میں نے اس مکان کو خرید کر اس میں اپنا اسباب وغیرہ رکھ کر دوسرے روز راس آئیلینڈ کو گیا اور چاہا کہ رکھے ہوئے روپیہ کو لے کر اسباب دوکانداری اور نیز خورد و نوش کے واسطے چاول لے آؤں۔ جب وہاں گیا اور اپنے دوست سے ملاقات کی، اس کا حال نہایت ابتر و مفلس پایا۔ معلوم ہوا کہ اس کا مکان دوکان و کل اسباب جل کر خاک و خاکستر ہو گیا۔ اب اس کے پاس کیا تھا جو ایک کوڑی بھی ملے۔ اس وقت کی کیفیت غم و اندوہ کی ایسی نہیں جو احاطۂ تحریر میں آئے۔ کیونکہ کل دار و مدار ہمارے کام کا اسی روپیہ پر تھا۔ اسی کے بھروسے پر یہ لیسنس حاصل کیا تھا۔ اب اگر پھر رجعت قہقری کروں اور سرکار سے اسی عہدۂ قدیم کے ملنے کی درخواست کروں تو ہرگز قرین اجابت نہ ہو گی، بلکہ سزایاب ہونے کا خوف ہے۔ کیونکہ وہ جیل خانہ ہے، وہاں ہر کام اپنے اختیار سے کرنا متعسر بل محال۔ الغرض میں نہایت متفکر غم و اندوہ سے بھرا ہوا ایک دوسرے دوکاندار کی دوکان پر جو وہ بھی ہمارے دوستوں میں سے تھے، جا بیٹھا۔ وہ نہایت خوش ہوئے اور آنے کا سبب پوچھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے اپنے لیسنس لینے کا حال اور ابراڈین میں دوکان خریدنے کا حال ان سے بیان کیا۔ مگر روپیہ کی بربادی کا حال ان پر ظاہر نہ کیا۔ انہوں نے باصرار تمام مجھ سے کہا کہ آپ کو جس قدر اسباب کی ضرورت ہو، مجھ سے لیجئے۔ چونکہ میرے پاس روپیہ نہ تھا، اس بات کو ٹال دیا لیکن جب اُن کا اصرار حد سے زیادہ ہوا تو کہنا پڑا۔ جب انہوں نے روپیہ تلف ہونے کا حال سُنا، بہت افسوس کیا اور پہلے سے زیادہ اصرار مال لینے پر شروع کیا، بلکہ بلا درخواست ہماری تخمیناً پانسو روپیہ کا اسباب جو وہاں کی دوکانداری کے واسطے ضروری ہوتا ہے۔ کپڑا اور ظروف برنجی و مسی وغیرہ علیحدہ کرکے اور اس کی فہرست تیار کرکے ایک مزدور بلاکر میرے ہمراہ کر دیا۔ میں نے اس کو اپنے ہمراہ لاکر دوکان میں رکھ دیا اور بیچنا شروع کر دیا اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد بعض احباب جو ملازم سرکاری تھے۔ اور وہ بارک میں رہا کرتے تھے۔ وہ کچھ روپیہ ہمارے پاس امانتاً رکھنے کو لائے۔ میں نے انکار کیا کہ میرا گھر ٹین کا ہے مبادا کوئی چور آکر صندوق توڑ کر لے جاوے تو میں اس کے تاوان کا متحمل نہیں ہو سکتا ہوں۔ جب انہوں نے بہت کچھ اصرار شروع کیا۔ میں نے کہا کہ ایک شرط پر لے سکتا ہوں کہ اس روپئے سے میں اپنا کاروبار دوکانداری کروں، اور جب آپ کو اپنا روپیہ جزءاً یا کلاً واپس لینا ہو تو پندرہ دن قبل مجھ کو مطلع کیجئے میں روپیہ بہم پہنچا کر آپ کو دیدوں گا چنانچہ انہوں نے اس شرط کو منظور کیا۔ میں نے روپیہ لے کر کلکتہ جہاز پر روانہ کر دیا۔ وہاں سے مال منگا کر بیچنا شروع کیا۔ پھر تو اسی طور پر اور بہت سے لوگ روپیہ لاتے گئے۔ اور بہ شرط مذکورۂ بالا پر روپیہ لیتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ دس بارہ ہزار روپیہ میرے پاس جمع ہو گیا۔ میں نے پٹنہ سے مولوی محمد یقین صاحب کو بلا کر کلکتہ میں اپنا ایجنٹ مقرر کیا۔ اور اُن کا فی صدی پانچ روپیہ کمیشن مقرر کرکے مال منگانا شروع کیا۔ اب تو بعون اللہ و قدرتہٗ میرا ہاتھ خوب کشادہ ہو گیا، اور قریب قریب سو روپیہ ماہواری کے خالص منافع ملنے لگا اور دوسرے دوکانداروں کو بھی جو کلکتہ سے مال منگایا کرتے تھے۔ مولوی محمد یقین صاحب مرحوم کی طرف رجوع کرا دیا، اور اس روپیہ کا ضامن میں خود ہوا۔ پھر تو مولوی صاحب مرحوم کو بھی تخمیناً سو روپیہ ماہواری ملنے لگا۔

ترقی اور کشادگی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس اے حضرات ناظرین اس جگہ ایک بات لائق غور و فکر ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب میں راس آئیلینڈ سے ہڈو کو تبدیل ہوا۔ باعث تندمزاجی مسٹر جارڈن صاحب اپاھتی کیری وہاں کے میں اپنی جان پر نہایت خائف و ترساں تھا۔ اور اپنی اس تبدیلی سے نہایت ناخوش و تنگدل حتی کہ موت کو زندگی پر ترجیح دیتا تھا۔ اس وقت رب رحیم و کریم نے اس حاکم کو مہربان بنا دیا، اور پھر جب ان کی تبدیلی ہوئی اور قلب صاحب اپاھتی کیری آئے جو نہایت خوش خلق اور نیک مزاج تھے اور میں ان کے آنے سے نہایت خوش تھا۔ اس وقت اس مصرف القلوب نے ان کے دل کو ہماری طرف سے پھیر دیا۔ اور ہم نے تکلیف اٹھائی۔ اسی طور سے میں نے باعتماد اس چار سو روپیہ کے جو پس ماندہ تھے۔ سرکاری ملازمت چھوڑ کر دوکانداری اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس روپیہ کو تلف کرا دیا۔ پھر جب میں نہایت پریشان غم و ہم کے گرداب میں مبتلا ہوا۔ اس قادر مطلق نے محض اپنے فضل عمیم سے دستگیری کی، اور ہزار ہا روپیہ بلا منت و احسان احدی جمع کرا دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار لعلکم تتقون۔ بات یہ ہے کہ انسان کو ہرگز ہرگز اسباب و سامان ظاہری پر تکیہ اور بھروسہ نہ کرنا چاہیئے۔ اور ہر وقت ہمہ آن اس فعال مطلق پر توکل کرنا چاہیئے اور اس سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جس پر مہربان ہوتا ہے۔ اس کے اسباب ظاہری کو منقطع کر دیتا ہے۔ اور اس کے دل کو علاقہ مع اللہ و توکل علی اللہ پیدا ہو، اور جس سے خداوند کریم ناراض ہوتا ہے، اس کو اسی سامان ظاہری میں ڈھیل دے کر غافل کر دیتا ہے حتی کہ وہ کہنے لگتا ہے۔ انما اوتیتہ علی علم۔ نعوذ باللہ منہا۔ الغرض میں نے سات برس یہ دوکانداری کی اور بہت کچھ چاہا کہ مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنے پاس لا کر رکھوں، لیکن تقدیر ایزدی نے محروم رکھا۔ جس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔ اسی درمیان میں میں نے سرکار میں درخواست دی واسطے حصول اجازت بلانے اپنے فرزند عبدالفتاح کے، چنانچہ وہ درخواست منظور ہوئی اور عبدالفتاح کو میں نے بلا لیا اور تخمیناً پندرہ سولہ مہینے وہ وہاں رہے۔ اس درمیان میں میں برابر ان کے پڑھانے لکھانے میں سعی بلیغ و کوشش عظیم کرتا رہا۔ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دو کہاری کا قول بھی بتایا گیا۔ مگر افسوس کہ وہاں کی آب و ہوا اس کے مزاج کے موافق نہ ہوئی اور وہ سخت بیمار ہو گیا۔ وجع المفاصل و ورم طحال وغیرہ میں مبتلا ہو گیا۔ ہر چند علاج ڈاکٹری وہاں کرتا رہا، مگر جب کچھ فائدہ نہ دیکھا، ناچار ارادہ ہوا کہ اس کو مکان کو واپس کر دوں۔ اس وقت خیال ناقص میں اس ظلوم و جہول کے یہ بات گذری کہ مجھ پر مقدمہ کا ثبوت بہت کم ہے، اور نیز جان لارنس صاحب گورنر جنرل کے پاس ہم لوگوں کی درخواست اپیل گذرتی تھی۔ اس پر انہوں نے حکم دوام حبس کو منسوخ کر کے تا صدور حکم ثانی قید و عبور دریائے شور کا حکم دیا تھا۔ لہٰذا خیال میں یہ بات گذری کہ اس وقت لارڈ ریپن صاحب گورنر جنرل ہیں جو نہایت رحم دل اور نیک مزاج مشہور ہیں۔ اور ہم لوگوں کی قید کو بھی قریب انیس برس کے گذر گیا۔ اس حد حکم ثانی کا وقت بھی پہنچ گیا ہے۔ اگر اس وقت میں کوئی تحریک رہائی کی کی جائے تو غالباً مفید پڑے گی اور گوہر مراد ہاتھ میں آوے گا۔ چنانچہ منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری جو ہمارے ساتھ قید ہوئے تھے، انہوں نے ایک مسودہ عرضی کا تیار کیا اور وہ مسودہ عبدالفتاح کے ساتھ کر کے پٹنہ کو روانہ کر دیا۔ عبدالفتاح نے پٹنہ پہنچ کر مسودہ برادرم عزیزی شمس العلماء مولوی محمد حسن مرحوم و مغفور کو دیا۔ انہوں نے اس مسودہ کو ہماری اہلیہ کی طرف سے بصلاح چند دکلاء مرتب و مکمل کر کے اور چھپوا کر بحضور لارڈ ریپن صاحب وائسرائے و گورنر جنرل ہند بذریعہ ڈاک بھیجدیا۔ گورنر جنرل بہادر نے اس عرضی کے پہنچنے پر کل کاغذات متعلق اس مقدمے کے ضلع سے طلب کر کے خوب چھان بین اس مقدمہ کی کی۔ اول بڑے بڑے افسر مثل لفٹنٹ گورنر پنجاب و بنگال و ممالک مغربی و شمالی و کمشنر وغیرہ سے مشورہ لے کر دس مہینے کامل اس کی تحقیقات کر کے عدل نوشیروانی کو کام میں لا کر حکم رہائی جملہ ہمارے اہل مقدمہ کا صادر فرمایا۔ چنانچہ اس وقت صرف چھ آدمی اس مقدمہ کے باقی رہ گئے تھے۔ ان کل کے کل نے رہائی پائی۔ نام ان کے یہ ہیں۔ عبدالرحیم مسودہ اوراق ہذا۔ میاں عبدالغفار صاحب ساکن پٹنہ۔ میاں تبارک علی صاحب ساکن پٹنہ۔ منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری ثم انبالوی۔ مولوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر الدین صاحب ساکن ضلع مالدہ۔ مسعود خاں صاحب ساکن بگوڑا۔ الغرض یہ فقیر جزیرہ انڈمان سے مع دیگر ہمراہیان رہائی پاکر لارڈ صاحب ممدوح کے حق میں دعائے خیر کرتا ہوا بتاریخ یکم جمادی اول سنہ ۱۳ھ میں پٹنہ پہنچا۔ تاریخ رہائی نتیجہ فکر سے جناب حضرت عمی شمس العلماء مولانا محمد سعید قدس سرہٗ العزیز ساکن محلہ مغلپورہ منحلات شہر پٹنہ کے یہ ہے:

قطعہ تاریخ

تنے چند از عظیم آباد پٹنہ — کہ بودند اہل علم و فضل باہر
برایشاں باعبور بحر پرشور — چو شد حکم دوام حبس صادر
ازانیاں چند کس مردند در قید — رہا گشتند باقی ماندہ آخر
بحکم دیسرائے قیصر ہند — کہ دارد بر رعایا رحم وافر
یکے زاں مولوی عبدالرحیم ہست — کہ وصف او نہ گنجد در دفاتر
چو کردم فکر تاریخ رہائی — مرا بیتے خوشی آمد بخاطر
نظیرش کم تواند یافت آں کس — کہ باشد در فن تاریخ ماہر
پس از طول زمن الحمد للہ — رہا گشتند اسیران جزائر
حروف ضد بیاں سال ہجری — سنیں عیسوی از شعر ظاہر

۱۳۰۰ھ — ۱۸۸۲ء — ۱۸۸۳ء

ہم لوگ کلکتہ سے بحراست پولیس پٹنہ پہنچائے گئے۔ بانکی پور اسٹیشن سے اتر کر اول سیدھا صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کے بنگلے پر ہم لوگ گئے۔ وہاں ایک اقرار نامہ پر دستخط لیا گیا کہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ صاحب کی کچہری میں آکر حاضری دیا کریں اور بغیر اجازت صاحب موصوف کے شہر سے باہر نہ جائیں۔ جب کہیں جانا ہو تو اپنے مکان کے متصلہ چوکی یا تھانہ پر اطلاع بھیجدیں اور بعد مراجعت پھر اطلاع تھانہ کو بھیجدیا کریں۔ چنانچہ یہ حکم قریب سات برس کے عمل میں آتا رہا۔ لیکن بعد کو حاضری ماہواری و اطلاع دہی تھانہ وغیرہ بھی اٹھا لی گئی۔ مگر اس وقت تک یہ حکم البتہ باقی ہے کہ بغیر اطلاع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گورنمنٹ کسی غیر ملک کو نہیں جا سکتے۔ مثلاً مکہ معظمہ جانا ہو تو گورنمنٹ میں اطلاع دے کر اور اجازت لے کر جانا ہوگا۔ بہرکیف میں سپرنٹنڈنٹ صاحب کے بنگلے سے رخصت ہو کر محلہ تنوہیہ میں پہنچا۔ جہاں کہ میرے اہل وعیال مقیم تھے۔ اُس کی صبح ہو کے صادقپور گیا تو وہاں دیکھا کہ ہم لوگوں کے مکانات کل منہدم کر کے کف دست میدان بنا دیا گیا ہے، اور اس پر بازار اور میونسپلٹی کے مکانات بنا دیئے گئے ہیں۔ میں نے چاہا کہ اپنے خاندانی مقبرہ کو کہ جہاں چودہ پشت سے ہمارے آبا و اجداد دفن ہوتے چلے آئے تھے، جا کر دیکھوں، اور خصوصاً اپنے والدین ماجدین غفراللہ لہما کے مزار کی زیارت کروں، اور اس پر دعائے مغفرت اور فاتحہ پڑھوں۔ مگر ہر چند کہ کوشش کی، پتہ نہ ملا۔ بعد تجسس و تفحص بسیار غور و فکر کے قرینہ سے معلوم ہوا کہ حضرت والدین ماجدین کی قبریں کھود کر اس پر بنائے عمارت میونسپلٹی بنا دی گئی ہے۔

یا منزلا لعب الزمان باھلہ	ان الذین عھدتھم بک مرۃ
اصبحت تفزع من راٰک وظالما	واللہ رد القائل۔ فابادھم بتفرق لا تجمع
کان الزمان بھم یضر وینفع	کنا الیک من المھاول تفزع
ذھب الذین نعاش فی اکنافھم	بقی الذین حیاتھم لا تنفع

اے حضرات ناظرین! اُس وقت اس حرکت کا جو ہمارے اموات کے ساتھ کی گئی جو صدمہ دل پر گذرا وہ بیرون از حیطۂ تحریر و تقریر ہے۔ اس وقت تک اس کی یاد سے بدن کے رونگٹے تک کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے جرم میں ہمارے اموات و آباء و اجداد کی قبریں کیونکر کھود دی گئیں اور وہ مقبرہ کیوں معرض ضبطی میں آیا۔ ہماری عادل گورنمنٹ نے کیوں یہ کام کیا۔ بہرکیف، میں نے اسی جگہ کھڑے ہو کر کہ جہاں ان کی قبر میرے خیال میں آئی، دعائے مغفرت کر لی، اور آج تک بھی ایسا ہی کر لیا کرتا ہوں۔ یہ ساڑھے تین مہینے کم پورے بیس برس پر میں اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ رنگ ڈھنگ چال چلن، لباس و پوشاک و کل طرز معاشرت تمام شہر کا بدلا ہوا ہے جو لوگ اُس وقت میں عمر رسیدہ تھے وہ تو پیوند زمیں ہو گئے اور جو لڑکے تھے، وہ

واپسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بوڑھے ہوگئے اور جو ملک عدم میں تھے وہ لباس ہستی پہن کر جوان ہو گئے اور ایک نئی روشنی اور نئے اعتقادات اور نئے خیالات کے لوگ ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ اس وقت بے اختیار حضرت عزیر علیہ السلام کا قول جو بیت المقدس کو ویران دیکھ کر آپ نے فرمایا ہے اور اللہ رب العزت نے اپنے کلام پاک میں اس کو حکایۃً نقل کیا ہے۔ یاد آگیا وہ یہ ہے قال انی یحیی ھذہ اللہ بعد موتھا۔ خصوصاً اہل صادق پور کے مرد و عورت ہر ایک میں تغیر عظیم پایا کہ جس کا سخت رنج و گزند قلب پر گذرا۔ اس وقت مجھ کو اپنی رہائی پر از بسکہ افسوس ہوا کہ کاش میں بھی اسی جزیرہ کا پیوند زمین ہو جاتا تو بر در سر اپنے دونوں ساتھیوں کے ہمراہ محشور ہوتا اور نیز ان مکروہات کے معائنہ سے محفوظ رہتا۔ یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیاً منسیاً۔ چونکہ جس وقت مجھ کو خبر رہائی پورٹ بلیر میں گوش زد ہوئی اسی وقت میں نے نیت کر لی تھی کہ اگر کچھ روپیہ مجھ کو دوکان و اسباب وغیرہ بیچ کر اور لوگوں کا روپیہ ادا کر دینے کے بعد بچ جائے گا تو میں اس سے حج کروں گا اور دو سال مکہ معظمہ میں رہ کر ایک سال اپنا حج اور دوسرے سال طرف سے حضرت والد ماجدم غفر اللہ لہٗ کے کروں گا۔ پس اب میں نے تہیہ سفر حج کا کیا اور چاہا کہ گورنمنٹ میں درخواست دوں اور اجازت حاصل کروں۔ مگر میرے برادرم عزیز مولوی محمد حسن مرحوم اور بعض احباب نے مجھ کو روکا کہ اس قدر جلد ارادہ حج کا مت کرو کہ مبادا گورنمنٹ درخواست نامنظور کرے۔ دو ایک برس صبر کرو۔ خیر مجبوراً میں نے ان کی صلاح کو قبول کیا۔ بعد عرصہ دس مہینے کے میرے گھر میں ولادت ہوئی اور تاریخ چودہویں ربیع الاول ۱۳۰۱ھ (تیرہ سو ایک ہجری نبوی میں قرۃ العین پارہ فوادی نور الہدیٰ مرحوم پیدا ہوئے۔ چنانچہ اس کی تہنیت میں مع قطعہ تاریخ ولادت جناب حضرت عمی شمس العلماء مولانا سعید رحمۃ اللہ علیہ نے جو خط بھیجا ہے وہ بجنسہ نقل کرتا ہوں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم سیدنا محمد وآلہ واصحابہ ذوی الفضل العظیم۔ عزیز دل و جان سلمہ المنان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ از مولوی عبد القیوم صاحب خبر بشاشت اثر تولد فرزند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارجمند بخانہ آں عزیز شنیدہ بغایت مسرور شدم ہمانا کہ حصول ایں نعمت بعد مراجعت از کربت غربت از جناب باری فضل بالائے فضل است حسب ایمائے مولوی صاحب ممدوح کہ مراثی شریف نام تاریخی گفتہ بودند یکے نام تاریخی بہم رسانیدہ قطعہ آں درست کردہ بخدمت شاں فرستادہ بودم غالباً بمطالعہ ساطعہ در آمدہ باشد دراں یک شعر زیادہ کردہ و یک قطع تاریخ دیگر گفتہ دریں قرطاس می نگارم اللہ تعالیٰ در عمر و اقبال ایں پسر برکت دہاد۔ قطعہ

بوالاقتدر عالی خاندانے	بعلم و اتقا مستاز قرآں	کہ نام نامیش عبدالرحیم است
خدا بخشید فرزندے بہ از جاں	دو شنبہ وقت عصر چاردہ بود	ز شہر مولد شاہ رسولاں
شود تا سال میلاد آشکارا	ہم نامش محمد فضل رحماں ۱۳۰۱ھ	دیگر دل عبدالرحیم شاد گردید
ز میلاد پسر سرتا بپا خوب	چو آمد ایں پسر مرغوب جانہا	شدش سال ولادت ابن مرغوب ۱۳۰۱ھ

محمد سعید عفی عنہ 19 ربیع الاول شریف روز سہ شنبہ ۱۳۰۱ھ فضل الرحیم محمدی بھی نام تاریخی اُس کا ہے۔ بہرکیف دوسرے سال چار مہینے قبل از رمضان شریف میں نے ایک درخواست لوکل گورنمنٹ میں واسطے حصول اجازت سفر حج کے بھیجدی اور خیال یہ تھا کہ ماہ رجب میں یہاں سے روانہ ہو جاؤں اور اوائل شعبان تک مکہ معظمہ پہنچ جاؤں۔ تا رمضان شریف کا مہینہ تمام و کمال مکہ معظمہ میں گذرے۔ لیکن قسمت کی خوبی کہ درخواست بعد رگڑے جھگڑے اور قیل و قال بسیار کے منظور ہو کر بتاریخ بارہویں شعبان ۱۳۰۱ھ ہجری میرے پاس پہنچی۔ اس میں صرف آٹھ مہینے کے لئے اجازت دی گئی تھی۔ میں اس کی صبح کو یعنی تیرہویں شعبان کو چٹھی منظوری کی لئے ہوئے کچہری صاحب مجسٹریٹ بہادر کی حاضر ہوا واسطے حصول پاس پورٹ کے چنانچہ بڑی سی دوکوشش سے اُسی روز پاس پورٹ میں نے حاصل کیا اور صاحب نے زبانی حکم دیا کہ بمبئی میں پہنچ کر تم کو سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس اپنی حاضری دینی ہوگی۔ چنانچہ چودہویں تاریخ علے الصباح تن تنہا بغیر کسی ساتھی اور نوکر وغیرہ ڈاک گاڑی پر سوار ہو گیا اور دو روز میں بمبئی پہنچا۔ بھنڈی بازار اسمٰعیل سیٹھ کے مسافر خانہ

سفر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں گیا۔ وہاں کثرت مسافر و غلاظت وغیرہ کے سبب سے طبیعت کو نفرت ہوئی میں نے چاہا کہ کوئی دوسرا مکان یا مسافر خانہ ملے تو وہاں اپنا قیام کروں۔ الغرض اس کے قریب ہی ایک دوسرا مسافر خانہ تھا میں وہاں چلا گیا، دیکھا تو مکان نہایت وسیع اور خالی پڑا ہوا ہے۔ صرف دو چار مسافر اس میں تھے۔ اس مسافر خانہ والوں نے بڑے تپاک سے میرا خیر مقدم کیا۔ میں ایک کوٹھری بکرایہ لے کر اپنا اسباب وہاں رکھ کر فی الفور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کی کچہری میں حاضر ہوا اس وقت عبدالعلی خاں سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے۔ اُن سے جا کر ملا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں تمہاری نسبت پٹنہ سے تار آیا ہے۔ میں تمہارے منتظر تھا۔ میں نے کہا کہ پرسوں ڈاک کا جہاز عدن کو جانے والا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسی پر سوار ہو جاؤں کہ وہ ایک ہفتہ میں عدن پہنچے گا۔ اور وہاں سے خدیوی مصری ڈاک کے جہاز پر سوار ہو کر ایک ہفتہ میں جدّہ پہنچوں گا۔ اور اس طرح پر پہلی دو بہری رمضان تک میں داخل مکہ معظمہ ہو جاؤں گا۔ اور رمضان شریف بخوبی مجھ کو حرم محترم میں گذرے گا کیونکہ رمضان میں عمرہ کرنے کا ثواب حج کے برابر ہے۔ مگر افسوس کہ ہماری بدقسمتی نے یہاں بھی ہم کو روکا۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ نے فرمایا کہ مجھ کو حکم ملا ہے کہ تم کو حاجیوں کے جہاز پر سوار کر دوں اور دوسرے کسی جہاز پر تم کو سوار ہونے کی اجازت نہیں، ناچار قہر درویش بر جان درویش۔ مجھ کو وہاں حاجیوں کے جہاز کے انتظار میں بائیس روز تک ٹھہرنا پڑا۔ آخر دسویں رمضان شریف ۱۳۰۱ھ ہجری میں کلیبا جہاز پر میں سوار ہوا۔ کہ جس پر ساڑھے تیرہ سو حاجی سوار تھے۔ میں تن تنہا فرسٹ کلاس کی ایک کوٹھری میں جا بیٹھا نہ میرے پاس کوئی نوکر اور نہ کوئی میرا ہموطن اس جہاز میں تھا۔ میں نے کھانا پکانے کی تکلیف سے بچنے کے لئے کچھ روٹی اور بسکٹ اور شیرینی وغیرہ لے لی اور احتیاطاً کچھ چاول دال بھی خرید کر رکھ لیا کہ جہاں کہیں موقع ہوگا پکا لوں گا۔ جہاز پر گودی میں سوار ہوا، دو روز تک تو جہاز اچھی طور پر چلا۔ تیسرے روز جب سقوطرہ کے درمیان میں پہنچا۔ سخت تلاطم و تموج سے سامنا ہوا۔ کیونکہ جولائی کا مہینہ تھا۔ اور جون و جولائی و اگست ان تینوں مہینوں میں بحر ہند میں طوفان شدید رہا کرتا ہے۔ خصوصاً بحر سقوطرہ میں ایسا طوفان و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلاطم و تموج رہتا ہے کہ ہر سال کوئی نہ کوئی جہاز غرق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ میرے جہاز کو بھی شدید ترین طوفان سے سامنا ہوا۔ انجن کا پہیہ ٹوٹ گیا۔ مستول جہاز کا ٹوٹ کر گرا کہ جس سے چھتری پر کے چند مسافر ہلاک ہوئے۔ تین دنوں تک جملہ مسافروں کو اپنی زندگی سے مایوسی ہو گئی تھی۔ جہاز تین روز تک کھڑا موجوں کے تھپیڑے میں اِدھر سے اُدھر ڈانواں ڈول پھرتا رہا۔ الغرض ایک ہفتہ کا راستہ دو ہفتوں میں طے کر کے وہ جہاز عدن میں پہنچا۔ روٹی اور شیرینی وغیرہ جو کھانے کی چیزیں میں نے اپنے ہمراہ لے لی تھیں، وہ کل دو ہی روز میں شور ہوا کے باعث سڑ گئیں اور دریا میں پھینکی گئیں۔ میں بارہ ۱۲ تیرہ ۱۳ دن صرف ایک گھونٹ پانی پر گذارا کرتا رہا۔ جب جہاز عدن کو پہنچا، چاہا کہ شہر میں جا کر کچھ چیز لے کر کھاؤں اور شہر کو بھی دیکھوں۔ مگر کپتان جہاز سے معلوم ہوا کہ یہ جہاز صرف ایک گھنٹہ یہاں ٹھہرے گا۔ ڈاکٹر آ کر جہاز کا ملاحظہ کرے گا۔ اور حکم دے گا تو جہاز چلایا جائے گا۔ ناچار اسی جہاز پر رہا اور ہوڑیوں پر جو لوگ روٹی اور پھل وغیرہ لائے تھے، خرید کر کھایا اور ایک خط لکھ کر کپتان کے حوالہ کر دیا کہ وہ بذریعہ ڈاک ہندوستان کو روانہ کر دے۔

وہاں سے جہاز روانہ ہوا اور پانچ چھ روز میں بمقام قمران پہنچا۔ وہاں ہم سب حاجی لوگ جہاز سے اُتار کر ایک میدان ریگستان میں کہ جہاں ٹٹی کی بارکیں بکثرت بنی ہوئی تھیں رکھے گئے اور ہم لوگوں کو سُنایا کہ دس روز کا قرنطینا کرنا ہو گا۔ اگر اس دس روز میں کوئی مرض متعدی ان مسافروں میں پایا نہیں جائے گا تو اسی دس روز میں چھٹی ہو جائیگی۔ ورنہ میعاد بڑھا دی جائے گی اور وہاں کے اہل کاروں کی زبانی معلوم ہوا کہ مسافر حجاج کے واسطے یہاں بارہ کمپو بنے ہوئے ہیں اور ہر کمپو میں اٹھارہ بیس مکان اس قدر وسیع بنے ہوئے ہیں کہ ہر ایک میں سو آدمی کی گنجائش بخوبی ہو سکتی ہے، اور ہر ایک کمپ دوسرے سے اس قدر فاصلے پر ہے کہ ایک کمپ والا دوسرے کو نہیں دیکھ سکتا۔ اور سلطانی فوج اس کے پہرے اور نگرانی کے واسطے ہر چہار طرف موجود ہے کہ مسافر اپنے کمپ سے باہر نہ جاوے اور ہر ایک کمپ میں ایک ترکی افسر اور اس کے ماتحت عربی بدو واسطے صفائی اور انتظام پہرے اور چوکی کے ہمہ وقت موجود تھے۔ چاول، دال،

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹا اور گوشت دُنبہ کی دو دکان وہاں موجود ہے۔ جس کا جی چاہے خرید کر کھائے۔ صرف لکڑی اور پانی ہر شخص کو باپ کر مفت دیا جاتا تھا۔ ہر روز ایک ڈاکٹر فرانسیسی ملازم سلطانی اس بارک میں آیا کرتا اور جملہ مسافروں کی پریڈ لے کر معائنہ کرتا کہ کوئی شخص مرض متعدی میں بیمار تو نہیں۔ اگر پاتا اُٹھا کر لے جاتا، اور ایک علٰحدہ مکان میں دُور وہ مسافر رکھا جاتا اور دوسرے قسم کے امراض والوں کو اسی مکان میں رہنے دیتا، جہاں وہ رہتا اور دوا وغیرہ دیدیا کرتا۔ اور تمام بارک میں دوا چھینٹی جاتی اور دھونی دی جاتی۔ الغرض میں نے جہاز سے اُتر کر ایک ایسے بارک میں ڈیرا کیا۔ جو ترکی افسر کے مکان سے نہایت نزدیک تھا۔ میں اکثر اس کے پاس جایا کرتا اور عربی زبان میں اس سے باتیں کیا کرتا۔ اس کا نام اسمٰعیل آفندی تھا۔ نہایت خوش اخلاق، کریم النفس آدمی تھا۔ ہمارے ساتھ کے جہازیوں کو نہایت آرام سے اس نے رکھا۔ پانی اور لکڑی علاوہ معمول کے بھی اگر کوئی مانگتا تو برابر دیتا۔ کسی حاجی کو کچھ تکلیف وہاں نہ ہوئی۔ دس دن میں وہاں رہا۔ اس عرصے میں برٹش گورنمنٹ کا وکیل بھی دو مرتبہ ہم لوگوں کے دیکھنے کو آیا۔ وہ ایک ہندو بنگالی تھا۔ کمپ سے علٰحدہ آکر کھڑا رہتا، اور دور سے سب لوگوں کو بلا کر پوچھتا کہ کسی کو کچھ تکلیف تو نہیں۔ سب لوگوں نے بالاتفاق کہا کہ کوئی تکلیف نہیں۔ جب دس روز ہمارے تمام ہوئے، ہم لوگوں کو جہاز پر سوار ہونے کا حکم ملا۔ ہر شخص مستطیع سے دس روپیہ خرچ قرنطینا لیا گیا۔ غربا اور مساکین سے کچھ بھی نہ لیا گیا۔ افندی صاحب نے مجھ سے اپنی خواہش ظاہر کی کہ ایک سرٹیفکیٹ میں ان کو دوں، اس مضمون کا کہ مجھ کو یہاں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ میں نے فی الفور ایک سرٹیفکیٹ تیار کیا اور جو بڑے بڑے لوگ اس کمپوں میں تھے، جیسے مولوی افضل الدین صاحب و قاضی محمد اشرف صاحب حیدرآبادی و منشی مولوی عبدالمجید صاحب بخاری وغیرہ سے قریب ایک سو کے اس پر دستخط کرائے، ان سبھوں نے بطیب خاطر اس پر دستخط کر دیئے۔ میں نے سارٹیفکیٹ لے جا کر افندی صاحب کے حوالہ کیا۔ وہ نہایت مرتبہ میں محظوظ و مشکور ہوئے۔ اس کمپ سے باہر ایک مرتبہ شیخ حسین عراقی کا، اور چند دوست دوبارہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درخت تھے۔ اس کا درخت بہت مشابہ ناریل کے درخت سے تھا۔ اُس میں پھل نہیں ہوتا ہے۔ صرف اس کی پتی سے بڑی بڑی چٹائیاں بنی جاتی ہیں اور وہاں ایک گڑھے میں کچھ پانی بارش کا جمع تھا۔ میں افندی صاحب سے اجازت لے کر وہاں گیا اور دو چار احباب بھی ہمارے ساتھ ہو گئے۔ میں وہاں گیا تو اوّل قبر پر جا کر دعائے مغفرت پڑھی۔ وہاں دو چار بدو اور بدو انیاں بھی بطور مجاور کے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے سوال کیا۔ ہم لوگوں نے کچھ کچھ دیا۔ اس کے بعد میں نے وہیں غسل کیا اسی پانی مجتمع سے۔ اور وہیں احرام باندھا اور دو رکعت نماز تحیۃ الاحرام پڑھی اور لبیک پکاری اور وہاں سے اپنے ڈیرے کو آیا تو دیکھا کہ تمام مسافر جہاز پر سوار ہو گئے۔ صرف میں اور ہمارے دو چار ہمراہی باقی رہ گئے ہیں، اور افندی صاحب ہم لوگوں کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ وہاں بدو حمال موجود تھے۔ ان سبھوں پر ہم لوگ اپنا اسباب اٹھوا کر گھاٹ پر آئے اور آفندی صاحب بھی ہم لوگوں کے ساتھ ساتھ گھاٹ تک تشریف لائے۔ ہم لوگ ایک کشتی پر سوار ہو کر کلمبیا آگ بوٹ پر آئے۔ وہ ہم لوگوں کے انتظار میں کھڑا تھا۔ آتے ہی اس نے لنگر اٹھایا اور روانہ ہوا۔ ہم پانچ سات آدمی برابر وہیں سے لبیک پکارتے رہے۔ دو روز کے بعد تیسرے دن جب جہاز محاذی یلملم پہاڑ کے پہنچا، جو میقات ہے اہل یمن کا۔ سب مسافروں نے غسل کیا اور احرام کے کپڑے پہنے اور لبیک پکاری۔ وہاں سے تیسرے دن جدّہ پہنچا۔ جہاز سے اُتر کر کشتی پر سوار ہو کر گھاٹ پر اُترا اور درمیان راہ میں کشتی والوں نے فی کس آٹھ آنہ کرایہ لیا۔ گھاٹ پر کشتی ایسی جگہ لگائی گئی کہ جہاں ترکی آفس موجود تھا، اور دونوں طرف بڑے بڑے لکڑے پانی میں گڑے ہوئے تھے اور پہرا چوکی چاروں طرف تھا کہ کوئی مسافر کسی طرف سے باہر جانے نہ پائے۔ کشتی سے اُترنے کے ساتھ ہی سب سے اول ایک انگریزی ملازم ہم کو ملا۔ اُس نے ہم لوگوں سے پاسپورٹ یعنی سارٹیفکٹ مانگا، جو ہم لوگوں کو بمبئی سے ملا تھا۔ ہم لوگوں نے دیدیا۔ وہاں اور بہت سے ترکی افسر و سپاہی وغیرہ بھی کھڑے تھے ہم لوگ وہاں سے آفس میں آئے۔ وہاں ایک روپیہ دو آنہ فی کس لیا گیا اور رسید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی گئی۔ اُس رسید کو لے کر ہم لوگ ایک دروازہ پر آئے۔ وہاں ایک ترکی کھڑا تھا۔ اُس نے ہم لوگوں سے رسید لی اور پوچھا کہ تمہارا مطوف کون ہے۔ میں نے کہا سید ہاشم۔ دروازے کے اُس پار تمام مطوفوں کے وکلا کھڑے تھے۔ سید ہاشم کا نام سنتے ہی انکے وکیل عبدالرحیم بخش نے آواز دی کہ میں ان کا وکیل موجود ہوں۔ اُس ترکی نے مجھ کو دروازے سے باہر کر کے اُن کے سپرد کر دیا جو لوگ اپنے مطوف کا نام نہ بتا سکے وہ لوگ وہاں کھڑے رہے۔ وکلا جو وہاں موجود تھے، انہوں نے ان مسافروں کو آپس میں تقسیم کر کے لے لیا۔ وہاں سے میں اپنے وکیل کے ہمراہ وکیل کے مکان پر آیا۔ راستے میں ایک جگہ تلاشی لی گئی، جن لوگوں کے پاس تنباکو یا کوئی شے تجارتی پائی گئی۔ ان سے محصول لیا گیا اور باقی لوگ بلا محصول چلے آئے۔ جدّہ میں میں نے دو روز قیام کیا۔ میرے جہاز والے اکثر علی الصباح وہاں سے روانہ ہو گئے۔ چونکہ مجھ کو بمبئی سے چلتے وقت سپرنٹنڈنٹ پولیس نے کہہ دیا تھا کہ جدّہ میں پہنچ کر قنصل انگریزی سے ملاقات کرنا۔ لہٰذا میں پوچھتا ہوا قنصل کے مکان تک پہنچا، وہاں ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب نائب قنصل سے ملاقات کی۔ انہوں نے کہا کہ ہاں بمبئی سے میرے پاس تمہاری بابت لکھا ہوا آیا ہے پر میں قنصل اس وقت وہاں موجود نہ تھا۔ دو مہینے کی رخصت پر گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب اُس کا بھی کام دیکھتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نہایت شریف النفس و خوش اخلاق آدمی تھے۔ جہاں تک ان کی ہمت تھی کہ جہاں تک ممکن ہو مسافر حجاج کو آرام ملے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی کو بوجہ غیر مقلد ہونے کے مکّہ معظمہ میں کچھ تکلیف پہنچی تھی۔ اگر تم کو بھی کچھ تکلیف پہنچے تو فی الفور مجھ کو خبر دینا۔ تاریخ یکم ذی الحجہ کو میں بھی مکہ معظمہ پہنچوں گا، اور تا ایام حج واسطے خبر گیری حجاج ہند کے وہیں رہوں گا۔ میں ان سے رخصت ہو کر اپنے قیام گاہ پر آیا، اور دوسرے روز وہاں سے بسواری اونٹ روانہ ہوا۔ اور بتاریخ دسویں شوال ۱۳۰۱ھ مکہ معظمہ میں پہنچا۔ ایک مکان بکرایہ لے کر سید ہاشم مطوف کے یہاں رہنے لگا۔ ہفتہ عشرہ کے بعد جناب قاضی سید نور صاحب صدر اعلیٰ ساکن شہر گھاٹی مع اہل و عیال و برادرم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابو محمد مرحوم اور ایک بہت بڑا قافلہ بہاریوں کا وہاں پہنچا۔ برادر مرحوم تو میرے ساتھ آکر میرے ہی مکان رہنے لگے، اور باقی لوگوں میں جس کو جہاں موقع ملا ٹھہرا۔ اس وقت ایک قافلۂ زائرین مدینہ منورہ کا روانہ ہونے لگا۔ میں نے چاہا کہ اس میں روانہ ہوں۔ لیکن بباعث بدمزگی طبیعت نہ جا سکا۔ پھر تو متواتر قوافل حجاج پہنچنے لگے۔ ہر روز ہزاروں آدمی پہنچتے تھے۔ آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کو جب منا کی طرف روانہ ہوئے ساڑھے تین سو آدمی صرف بہاری زیر نگرانی سید ہاشم صاحب مرحوم معلم کے تھے۔ اور باقی کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیئے۔ صرف ہندوستانیوں کا تخمینہ اس سال چالیس اور پچاس ہزار کے درمیان لوگ کرتے تھے۔ اور جملہ حجاج کا تخمینہ آٹھ نو لاکھ ہو سکتا ہے۔ بلا مبالغہ اس سال حج بمنہ وکرمہ تعالیٰ نہایت امن وامان کے ساتھ ہوا۔ کسی طرح کی بدہو [illegible] ہوئی۔ بعد فراغت حج اب مدینہ منورہ کے سفر کی تیاری ہونے لگی۔ بیسویں ذی الحجہ سے قوافل [illegible] ہوئے۔ بہاریوں کا قافلہ بھی بتاریخ ستائیس ذی الحجہ وہاں سے روانہ ہوا۔ سید ہاشم مرحوم بھی ہم لوگوں کے ساتھ ہوئے۔ یہ بہت بڑا قافلہ تھا۔ چھ ہزار اونٹ اس قافلہ کے ساتھ تھے اور جملہ مسافرین کی تعداد پیادہ وسوار ملا کر پندرہ سولہ ہزار تھی۔ علاوہ اس کے فوج سلطانی جو ملک شام سے واسطے نگرانی حجاج کے مکہ معظمہ کو آئی تھی، وہ بھی مراجعت کئے ہوئے مع توپ خانہ وغیرہ ہم لوگوں کے ساتھ جاتی تھی۔ باوجود اس کے جب رابغ کے قریب پہنچے جو ایک بندر ہے سمندر کے کنارے اور وہاں قلعہ ہے اور سلطانی فوج بھی ہے۔ بدو نے آکر گھیرا۔ قریب ایک ہزار کے بدو تلوار اور بندوق لئے ہوئے آپہنچے، اور ادھر سے ہمارے قافلے کے اونٹوں کے جمال جو تخمیناً آٹھ سو ہوں گے۔ بندوق اور تلوار وغیرہ ہتھیاروں سے اُن کے مقابلے کے واسطے مستعد بہ پیکار ہو گئے اور سلطانی فوج نے بھی خالی توپوں کو ان کے دھمکانے کے واسطے سر کرنا شروع کر دیا۔ جب ان بدوؤں نے دیکھا کہ حاجیوں کی طرف جماعت کثیر ہے پس پا ہوئے اور دھمکایا کہ وقت مراجعت مدینہ منورہ سے جبکہ تمہارے ساتھ سلطانی فوج نہ ہوگی، اور تمہاری جماعت تھوڑی ہوگی۔ تب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم سمجھیں گے۔ بہرکیف ہم لوگ وہاں سے بخیریت گزر گئے اور بارھویں روز مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ اور دس روز وہاں قیام رہا۔ اور اماکن متبرکہ کی زیارت کی۔ اس دس روز میں نماز پنجوقتی باللزوم مسجد نبوی میں پڑھتا رہا۔ فللہ الحمد علیٰ ذالک۔

گیارھویں روز وہاں سے روانہ ہوا۔ اب تو قافلہ تخمیناً پانچ چھ ہزار کا تھا جب سقرا دی میں پہنچے، معلوم ہوا کہ وہی بدو جو وقت جانے کے مزاحم ہوئے تھے۔ بجماعت کثیر آمادہ غارتگری ہیں۔ دو روز وہاں قیام رہا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی قبر وہاں سے بہت نزدیک تھی۔ اس کی زیارت کی۔ اس دو روز میں سید ہاشم مرحوم اور دوسرے معلموں نے مل کر بہت کچھ سعی و کوشش کی۔ اور اُن کے شیخ کے پاس آدمی بھیجا کہ جس میں ہم لوگ لوٹ مار سے محفوظ رکھے جائیں۔ لیکن سب کوشش بیکار گئی۔ ناچار سید صاحب مرحوم موصوف نے جو نہایت عقیل اور مدبّر آدمی تھے۔ سب جمالوں کو بلا کر حکم دیا، کہ تم لوگ بوقت شب یہاں سے کوچ کرو، اور مکہ معظمہ کا راستہ چھوڑ کر ینبوعہ کی طرف چلو۔ اور اونٹوں کو تیز ہانکو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ وہ بدو لوگ تو مکہ معظمہ کے راستہ پر گئے ہوں میں پیچھے رہے۔ لوٹنے کے خیال سے۔ ادھر ہم لوگ راتوں رات وہاں سے چل دیئے۔ اور اونٹ اس قدر تیز ہانکے گئے کہ صبح ہوتے ہوتے ہم لوگ ان کی سرحد سے باہر ہو گئے۔ اور ہم لوگ بعافیت تمام چوتھے دن ینبوعہ میں پہنچے۔ وہاں صرف ایک آگ بوٹ مصری ملا۔ وہ بھی بہت چھوٹا اور دو چار بغلے ملے۔ تب سید ہاشم مرحوم نے اس کپتان جہاز کے پاس جا کر کرایہ کی بات چیت کی، اپنے تین سو ہواری حاجیوں کے واسطے یک دم ٹکٹ خرید لیا۔ فی کس پندرہ روپیہ کے حساب سے۔ بعد اس کے اور مطوف لوگ بھی پہنچتے گئے اور ٹکٹ خریدتے گئے۔ پانچ چھ ہزار آدمی میں سے صرف چودہ سو آدمی اس پر سوار ہو سکے اور کچھ لوگ بغلوں پر سوار ہوئے، اور باقی لوگوں کے واسطے حاکم ینبوعہ نے جو سلطان کی طرف سے تھا جدّہ کو تار دیا اور آگ بوٹ اور جہاز وغیرہ منگوانے کا بندوبست کیا۔ اور ہم لوگ تو سید ہاشم صاحب کی چستی و چالاکی و دانائی کی بدولت دوسرے ہی دن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنبوعہ سے روانہ ہوگئے اور ایک شب راستے میں کٹی اور دوسرے دن جدے میں پہنچے۔ وہاں پہنچ کر بہت سے لوگ بعزم روانگی ہندوستان وہیں ٹھہر گئے۔ میں اور برادرم حافظ ابو محمد مرحوم و قاضی نور صاحب وغیرہ تھوڑے سے لوگ مکہ معظمہ کو چلے آئے۔ عشرہ اول صفر تھا جو ہم لوگ مکہ معظمہ میں پہنچے اور صفر اور ربیع الاول میں نے وہاں قیام کیا۔ چونکہ مجھ کو صرف آٹھ مہینے کی رخصت یہاں گورنمنٹ کی طرف سے ملی تھی، جی تو نہیں چاہتا تھا کہ ایسی متبرک جگہ کو چھوڑ کر اس ظلمت کفرستان میں آؤں۔ مگر نباچاری اوائل ماہ ربیع الثانی میں مکہ معظمہ سے با سینہ بریاں و چشم گریاں حسرت کی نگاہوں سے خانہ کعبہ کو دیکھتا ہوا! واپسی وہاں سے رخصت ہو۔ جناب قاضی نور صاحب مرحوم بھی ساتھ تھے۔ اور سید ہاشم مرحوم کے ہمراہ لوگ جدہ پہنچے۔ جہاز کی تلاش ہونے لگی۔ دو روز کے بعد ایک نمسادی آگ بوٹ پہنچا، جو ملک چین کو جاتا تھا۔ یہ آگ بوٹ نیا اور بہت بڑا اور نہایت عمدہ تھا اور بالکل خالی تھا۔ دو ہزار مسافر اس پر بخوبی سوار ہو سکتے تھے۔ مگر اس نے صرف دو سو کے چڑھانے کا اقرار کیا۔ سید ہاشم مرحوم نے نہایت چالاکی اور مستعدی سے اور اور اپنی دانائی سے یہاں بھی کام لیا کہ اپنے علاقے کے کل بہاری مسافروں کے ٹکٹ فی کس پچیس روپیہ کے حساب سے خرید لئے، باقی جو بچے وہ اور لوگوں نے لے لئے۔ فرسٹ کلاس کا درجہ اس میں مسافروں کے واسطے نہ تھا۔ ناچار ہم لوگ چھتری پر لیے صرف دو کوٹھری انجینر و معلم کی ہم لوگوں کو ملی، کہ جس میں ایک چارپائی کی جگہ پندرہ روپیہ اور دیکر علاوہ اس پچیس کے میں نے لی۔ یہ جہاز نہایت عمدہ نیا بنا ہوا تھا۔ اور خوب تیز رفتار۔ جدہ سے روانہ ہو کر دسویں روز ہم لوگ بمبئی پہنچے۔ عدن میں صرف ایک گھنٹے کے واسطے کھڑا ہوا اور ڈاک وغیرہ دے کر ضروری امور سے فارغ ہو کر روانہ ہو گیا اور ہوا بھی نہایت موافق تھی۔ راستہ نہایت آرام سے کٹا۔ جب جہاز بحر سقوط میں پہنچا تو دو روز کچھ ترشح اور تھوڑا تموج کا سامنا ہوا۔ بمبئی پہنچکر میں نے پٹنہ کو تار بھیجدیا کہ میں بعافیت یہاں پہنچا اور پولیس میں چلا گیا۔ عبدالعلی خاں سپرنٹنڈنٹ سے ملاقات کی اور حاضری لکھوادی اور دوسرے روز علی الصباح ڈاک گاڑی پر سوار ہو گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو روز میں پٹنہ پہنچا۔ تاریخ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۰۲ھ ہجری تھی جس دن میں یہاں پہنچا۔ دوسرے روز صاحب سپرنٹنڈنٹ پٹنہ کے پاس حاضری دی۔ آپ عبدالفتاح کی شادی کی تیاری میں لگا۔ جو ہماری رہائی کے پہلے سے بمقام آرہ مسماۃ فاطمہ صبیہ جناب شیخ عبدالعزیز صاحب وکیل عدالت سے منسوب ہو چکی تھی چنانچہ بتاریخ سولہویں جمادی الثانی ۱۳۰۲ھ ہجری بروز جمعہ میں برات لے کر آرہ روانہ ہوا اور بخیر و خوبی انجام عقد کر کے عروسہ کو لے کر دوسرے روز واپس آیا اور طعام ولیمہ کیا۔ بعد اس کے تاریخ گیارہویں جمادی الثانی ۱۳۰۳ھ کو باہلیہ عبدالفتاح مدعمرہٗ فرزند تولد ہوا۔ نام اس کا محمد صالح رکھا۔ اور نام تاریخی اُس کا غلام کبیر۔ بعد اُس کے تاریخ ۲۷ رمضان شریف ۱۳۰۴ھ کو ہمارے گھر میں نور چشمی حفصہ ہوئی اور ایک برس ایک ماہ کی ہو کر تاریخ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۰۵ھ کو راہی ملک عدم ہوئی۔ چونکہ میری نیت بوقت رہائی کے دوچ کی ہو چکی تھی اور مجھ کو دوسرے حج کا موقع نہ ملا۔ لہٰذا دل میں خیال رہا کہ اس نیت کی ایفا کرنی چاہیے چنانچہ اس کے نو برس کے بعد ۱۳۱۴ھ میں میں نے قصد حج کا کیا اور رمضان سے چھ مہینہ پیشتر درخواست گورنمنٹ میں واسطے حصول اجازت کے بھیجی اور خیال رہا کہ تین چار مہینے میں یہ مرحلہ طے ہو جائے گا اور اوائل رجب میں میں یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا اور راہ میں فریضہ وغیرہ طے کرتا ہوا اور آخر شعبان تک فرودگہ میں داخل ہو جاؤں گا اور تمام رمضان مجھ کو مکہ معظمہ میں گذرے گا۔ لیکن قسمت کی خوبی کہ اس مرتبہ بھی قیل و قال و مکتہ چینی ایسی شروع ہوئی کہ بار اوّل بھی زیادہ۔ اور چند بار بذریعہ مجسٹریٹ پٹنہ چند باتوں کا مجھ سے استفسار ہوا۔ اور اس میں توقف اس قدر ہوا کہ بعد نصف شعبان حکم منظوری مجھ کو ملا۔ چونکہ رمضان شریف سر پر پہنچ گیا تھا، میں ٹھہر گیا، کہ بعد ایام صیام عید کر کے روانہ ہو جاؤں گا۔ اس مابین میں خواہر عزیزہ ام مسماۃ سعیدہ زوجہ مولوی محمد حسن مرحوم نے بھی قصد حج کیا اور بالحاح تمام میرا دامن پکڑا کہ مجھ کو اپنے ہمراہ لے چلو، تاکہ میں بھی ادا سے اس فریضہ کے سبکدوش ہوں۔ بناچاری میں نے قبول کیا۔ اس کے بعد خواہر عزیزہ ام مسماۃ فاطمہ اہلیہ مولوی یحییٰ علی علیہ الرحمہ نے بھی قصد حج کا کیا۔ اگرچہ وہ ایک بار قبل اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بمعیت برادر عزیزم مولوی عبدالرؤف صاحب مرحوم کے حج کر آئی تھیں۔ اب تو اس خبر کے مشہور ہونے سے بہت سے احباب مرد اور عورتوں نے ہمراہی کا قصد کیا۔ چنانچہ بتاریخ پانچویں شوال ۱۳۱۰ھ مطابق بائیسویں اپریل ۱۸۹۳ء میں جملہ اٹھارہ آدمیوں کے ساتھ کہ جن میں نو مرد اور نو عورتیں تھیں، پٹنہ سے روانہ ہوگیا۔ آدھی گاڑی سکنڈ کلاس کی جو دو سو روپیوں میں کرایہ ہوئی، تاکہ بمبئی تک برابر اسی پر سوار چلے جائیں۔ راستے میں کہیں بدلنے کی نوبت نہ آئے، اس میں صرف پانچ آدمی کی جگہ تھی، ایک میں اور چار عورتیں اس پر سوار ہوئیں، وہ گاڑی نہایت آرام کی تھی۔ پائخانہ غسلخانہ سب اس میں موجود تھا اور باقی لوگ تھرڈ کلاس میں سوار ہوئے۔ تین شبانہ روز میں بمبئی جاکر پہنچے اور بھنڈی بازار میں جاکر ایک مکان بکرایہ لے کر ٹھہرے۔ اور حسب ہدایت گورنمنٹ پولیس افسر بمبئی سے جاکر ملاقات کی اور بتاریخ ۱۳ شوال مطابق ۳۰ اپریل ۱۸۹۳ء حسینی آگ بوٹ پر بمبئی سے روانہ ہوا اور تاریخ ۲۲ شوال بمقام قمران پہنچا اور وہاں دس روز قرنطینے میں رہ کر روانہ ہوا اور تاریخ ۵ ذیقعدہ کو جدہ میں پہنچا۔ خواہر عزیزہ ام مسماۃ سعیدہ بمبئی میں پہنچتے ہی بیمار ہوئیں اور جدہ میں پہنچنے تک تو وہ ذی فراش ہوگئیں۔ پیچش سخت و بخار و چند عوارض لاحق ہوگئے، اور چونکہ جہاز میں گرمی سخت برداشت کرنی پڑی ہیں بھی سخت بیمار ہوگیا۔ خون کے دست دن بھر میں سینکڑوں آتے تھے۔ ناچار اپنی خواہر عزیزہ کے واسطے تخت رواں جو دو اونٹوں کے درمیان بطور پالکی کے رہتا ہے، ایک سو روپیہ میں مکہ شریف تک کرایہ کیا۔ اور اس میں اپنی دونوں بہنوں مسماۃ سعیدہ اور فاطمہ کو بٹھایا۔ اس کے اندر پائخانہ و پیشاب کی جگہ بنی ہوئی تھی کہ راستہ چلتے ہوئے آدمی قضائے حاجت کرسکے۔ سواری سے نیچے اترنے کی ضرورت نہ پڑے۔ اور میں شُغدُف میں سوار ہوا۔ ایک اونٹ پر دو شُغدُف دو طرف کسے جاتے ہیں۔ فی اونٹ بارہ روپیہ کرایہ مکہ تک ٹھہرا۔ اور باقی ہمراہی بھی کوئی شُغدف اور کوئی شُتری پر سوار ہوکر تاریخ نویں ذیقعدہ کو مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ اب تو میں اور میری بہن مسماۃ سعیدہ از حد بیمار ہوئے۔ گرمی وہاں سخت پڑتی تھی۔ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ جب میں واسطے حج کے منا کو روانہ ہونے لگا۔ اس وقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھ کو کچھ حواس نہ تھے مجھ کو اور میری بہن مسماۃ سعیدہ کو دو شتری میں لٹا کر چار بدوؤں کے کاندھے پر اٹھا کر غشی کی حالت میں سید ہاشم مرحوم نے طواف کعبہ کرایا اور اسی حالت غشی میں شغدف پر سوار کر کے منا کو روانہ ہوئے اور وہاں سے دوسرے روز عرفات کو اور پھر دسویں تاریخ منا میں قربانی دی جمرات وغیرہ اسی غشی کی حالت میں لوگوں نے کرادی۔ لوگ ہماری زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔ بخار سخت اور قے پیش اور خون کا دست جاری تھا۔ منیٰ میں پہنچنے کے بعد گیارہویں تاریخ ذی الحجہ کو فی الجملہ ہوش آیا۔ معلوم ہوا کہ فصلی عارضہ ہیضہ بکثرت پھیلا ہوا ہے۔ ہزارہا آدمی ملک عدم کو روانہ ہو چکے ہیں اور کل حجاج گیارہویں ہی تاریخ منیٰ چھوڑ کر بھاگے جا رہے ہیں۔ میرا بھی قافلہ وہاں سے اسی روز روانہ ہوا اور مکہ شریف میں پہنچا۔ سید ہاشم صاحب کو جو ہمارے معلم اور از حد رحیم و شفیق ہمارے حال پر تھے، اور دن میں چند بار باوجود کثرت کار میرے پاس عیادت کو آیا کرتے۔ جب میں نے انہیں دیکھا ان کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ وہ بھی سخت بیمار ہیں۔ آخر کار تپ محرقہ میں تاریخ بیسویں ذی الحجہ روز چہارشنبہ ۱۳۱۱ھ میں وہ اس محن دنیا کو چھوڑ لبیک گویان داخل خلد بریں ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللّٰھم آجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ وارفقہ عن آبائہ الصالحین الطاھرین۔ سید صاحب مرحوم کے اوصاف حمیدہ و خصائل ستودہ اس قدر ہیں کہ احاطہ اس کا متعسر۔ ادنیٰ بات یہ تھی کہ آپ کسی حاجی سے اپنے علاقے کے کچھ مانگتے نہ تھے جس نے جو دیا سو لے لیا۔ امیر و غریب اور دینے والا اور نہ دینے والا سب کے ساتھ یکساں برتاؤ رکھتے تھے۔ غریب مسکین کا بھی ویسا ہی کار خدمت کرتے تھے۔ جیسے امیروں کا۔ افسوس ایسا ہمدرد شخص جو ہماریوں کو معلمی کے واسطے ملا تھا ہاتھ سے گیا۔ اب اُن کے دو اور بھائی سید علی صاحب و سید محمد صاحب اُن کے جانشیں موجود ہیں۔ اگرچہ ان کے رتبہ و خلق کو نہیں پاتے۔ مگر پھر بھی دوسرے معلموں سے بدرجہا بہتر۔ وہاں کے معلموں کی کیفیت ناگفتہ بہ ہے۔ تمام ماہ ذی الحجہ میں سخت علیل رہا۔ محرم میں کچھ افاقہ شروع ہوا۔ مگر میری خواہر عزیزہ کی علالت بڑھتی گئی۔ اور حاجی اکبر علی صاحب ساکن محلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنگی مسجد جو ہمراہ تھے، اُن کی والدہ بھی سخت تر علیل ہوئیں، اور ان دونوں عورتوں کی علالت نے طول پکڑا۔ اب جو حکیم و ڈاکٹر علاج کے واسطے بلایا جاتا ہے۔ وہ یہی صلاح دیتا ہے کہ تم لوگ جلد یہاں سے ہندوستان روانہ ہو جاؤ۔ چونکہ میں اب کی مرتبہ گورنمنٹ سے ڈیڑھ برس کی رخصت لے کر حج کو روانہ ہوا تھا اور قصد یہ تھا کہ ایک برس کامل مکہ معظمہ میں رہوں گا۔ اور ایک سال حج طرف سے حضرت والد ماجد اور دوسرے سال والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہما کی طرف سے کروں گا اور چھ مہینہ مدینہ منورہ میں رہوں گا۔ اور اسی درمیان میں بیت المقدس کی زیارت سے بھی فراغت کروں گا۔ لہذا میں فراغی ہندوستان پر ہرگز راضی نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اپنی خواہر عزیزہ کے اصرار پر اُن کی بیقراری اور بے تابی و تکلیف جانگداز اور حکیموں اور ڈاکٹر کی تجویز و تقاضا سے مجبور ہو کر بلا زیارت مدینہ منورہ قصد ہندوستان کا کیا اور بتاریخ ۲۹ محرم ۱۳۱۱ھ روز شنبہ کو ہم لوگ سب مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے، اور یکم صفر کو جدہ پہنچے اور تاریخ چودھویں صفر کو تینوں جہاز پر سوار ہوئے۔ دو روز کے بعد سترہویں صفر کو والدہ حاجی علی اکبر صاحب نے انتقال کیا اور ہماری خواہر عزیزہ کی بھی حالت خطرناک ہو رہی تھی۔ میں خود بھی علیل تھا۔ مگر جب جہاز ہم لوگوں کا بحر احمر سے نکل کر بحر عرب میں پہنچا۔ اتفاقاً ہم لوگوں کو شروع ہوا چھبیسویں صفر روز جمعہ کو بارہ بجے ہم داخل بمبئی ہوئے۔ اور مکو سیٹھ کے مسافر خانہ میں جو نہایت وسیع بین برلب بحر شور نہایت پرفضا جگہ میں واقع ہے فرود ہوئے۔ اور بالاخانہ پر ایک کمرے میں ہم لوگ اترے۔ وہاں کے مہتمم جناب مولوی محمد شاہ صاحب سے جو ایک نہایت ہی خوش اخلاق آدمی تھے۔ ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ہر طرح پر ہماری راحت و آرام میں سعی و کوشش کی۔ میں نے فی الفور پٹنہ کو تار بھیجدیا، اور وہاں سے بتاریخ ۲۸ صفر ریل پر سوار ہوا اور بتاریخ یکم ربیع الاول ۱۳۱۱ھ وقت شام پٹنہ پہنچا۔ اور بتاریخ دسویں شوال ۱۳۱۱ھ بیبہ خرد نیر مسماۃ زینب بعمر چھتیس ۳۶ سال راہی خلد بریں ہوئی اللھم اغفر لھا وارحمھا۔ اور بتاریخ چھ ذیقعدہ سر صدمہ نو دیدہ پارہ فوادی محمد صالح پسر عبدالفتاح بعمر نو برس چار ماہ آغوش مادر کو چھوڑ کر مسکن گزیں علیین ہوا۔ انا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

للہ وانا الیہ راجعون اور بعد ایک برس کے بتاریخ بارہویں ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ اہلیہ فقیر مسماۃ جمیلۃ النساء نے اس قفس عنصری کو چھوڑ کر جنت الماویٰ میں جگہ لی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللّٰھم اغفرلھا وارحمھا اللھم ماکان منھا من حسنۃ فتقبل منھا و ماکان منھا من سیئۃ فتجاوز عنھا۔ اور باعث توالی غموم وہموم وضیق النفس دوامی کے نوبت یہ پہنچی ہے کہ ہاتھوں میں رعشا اور بصارت میں بھی قصور وفتور واقع ہوگیا ہے کہ لکھنے سے مجبور ہوں۔ یہ جو کچھ لکھا گیا ایک کاتب کو بٹھا کر لکھایا ہے اور نظر ثانی کرنے سے بھی مجبور ہوں۔ پس جو کچھ اس کے اندر حضرات ناظرین سہو وغلطی پاویں، عیب پوشی کو کام میں لاکے قلم اصلاح سے مزین فرماویں۔ شعر

متاب اے پارسا روی از گنہگار	بہ بخشایندگی در وے نظر کن
اگر من ناجواں مردم بکردار	تو بر من چوں جواں مرداں گذر کن

اب میں اس دفتر کو دعا پر ختم کرتا ہوں۔ رب اوزعنی ان اشکرک نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضاہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین۔ بتاریخ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ نور الہدیٰ مرحوم بامسماۃ محب النساء عرف ناجو صبیہ سید علی کریم صاحب ساکن سورج گڈھ ضلع مونگیر جفت ہوئی۔ شمویل سلمہ پسر نور الہدیٰ مرحوم کا عقد بتاریخ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ بمسماۃ عائشہ صبیہ مولوی سید عبد الحفیظ موضع رجہت گیا سے ہوا۔ اللھم ارزقہ اولادا صالحا آمین

ضمیمہ تذکرہ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب صادقپوری علیہ الرحمہ

آپ کا انتقال ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۲۳ء مغرب کے قریب ہوا تھا۔ انتقال کی خبر مشہور ہوتے ہی بہت سے احباب تو آپ کے مکان واقع ننموہیاں پر جمع ہوگئے تھے۔ لیکن بات یہ طے پائی کہ آج ۱۰ ذی الحجہ عید قرباں کا پہلا دن ہے۔ گورکن کے ملنے میں دقت ہوگی۔ اس لئے تدفین کا کام کل یعنی ۱۱ ذی الحجہ کو انجام دیا جائے۔ جو لوگ مغرب تک آپ کے مکان پر جمع ہوچکے تھے، ان میں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگوں نے کہا کہ کل مولانا کو سپرد خاک کرنے کے قبل آپ کے جانشین (مولانا) عبدالخبیر صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لینی چاہیئے۔ جو لوگ وہاں پر موجود تھے، ان میں جناب مولوی حامد حسن صاحب مرحوم صادقپوری بھی تھے۔ انہوں نے (مولانا) عبدالخبیر (صاحب) سے کہا، ایسے موقع پر بیعت کا لینا ٹھیک نہیں کسی اور موقع پر بیعت کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، کیونکہ کل جس وقت جنازہ دفن ہوگا۔ ایسے موقع پر سی آئی ڈی والوں کی خاصی تعداد یقینی موجود رہے گی۔ چنانچہ ان کے مشورہ کے مطابق بیعت کو ملتوی کر دیا گیا۔ صلوٰۃ جنازہ مولانا عبدالقیوم صاحب مرحوم صادقپوری نے پڑھائی۔ صلوٰۃ جنازہ پڑھانے کے وقت ان کا دل بہت ہی مغموم و متاثر تھا۔ نماز جنازہ انہوں نے لمبی پڑھائی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دعائے جنازہ کے بعض بعض جملوں کو بار بار نہایت تضرع و زاری کے ساتھ دہرا رہے تھے۔ دفن کے بعد جب دعا تثبیت پڑھنے لگے تو اس میں بھی کافی دیر کی۔ دعا بہت ہی پر کیف تھی۔ قبر کے آرام کا سوال، جنت کے دروازوں کے کھلنے، جنت کے لباس کے پہنانے، جنت کے فرش کو بچھوانے کی التجا تو دعا میں تھی ہی۔ مگر اسوقت ایک جملہ آپ کا یہ بھی تھا کہ اب تم ایسی جگہ پہنچ گئے ہو، جہاں سے اب تمہیں کوئی شخص جزیرہ انڈمان نہیں بھیج سکتا۔ دنیا کی تمام تکلیفوں اور مصیبتوں کا اچھا بدلہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں نصیب فرمائے۔ بعد کو معلوم ہوا کہ ان کے صلوٰۃ جنازہ سے لے کر دعا تثبیت تک خصوصاً آخری جملہ کو سی، آئی، ڈی والوں نے آئی جی کے آفس میں بھنچایا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بہت روز تک اس کی تفتیش رہی کہ ان کا جانشین اور ان کے کام کو سنبھالنے والا اب کون ہے۔ ان کی زندگی میں حکومت کی طرف سے ان پر بہت کڑی نگرانی رہتی تھی۔

مشتے نمونہ از خروارے دو نمونے پیش کئے جاتے ہیں:۔

ایک واقعہ یہ ہے کہ موسم سرما میں مولانا مرحوم کو سوئے تنفس کا دورہ اکثر رہا کرتا تھا اس دوران میں آپ اکثر زنانہ مکان میں پلنگ پر رہا کرتے تھے۔ باہر نکلنا دشوار ہوتا تھا اسی موقع پر رحمت خاں انسپکٹر آپ کے دروازہ پر پہنچے اور آواز دی۔ دائی باہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئی تو رحمت خاں انسپکٹر نے کہا کہ ہم مولانا عبدالرحیم صاحب سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ دائی نے اندر جاکر مولانا کو خبر دی کہ ایک شخص آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ مولانا نے رحمت خاں انسپکٹر کو اندر ہی بلوالیا، ایک پلنگ پر تو خود مولانا لیٹے ہوئے تھے، دوسرا پلنگ جو اس کے بغل میں تھا، اس پر انسپکٹر صاحب کو بیٹھنے کو فرمایا، اور پوچھا کہ فرمایئے، آپ کیا چاہتے ہیں؟ انسپکٹر صاحب نے کہا کہ آپ کی طرف سے مجاہدین کے لئے چندہ جمع ہوتا ہے، اس کے متعلق آپ کا کیا جواب ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ کیفیت تو خود حکومت نے پیدا کردی ہے کہ میری طرف سے لوگ جعلی چندہ وصول کرتے ہیں اور اپنا پیٹ بھرتے ہیں، ایسی خبر تو ہمیں بھی کبھی کبھی ملی ہے مگر یہ تو میری قدرت سے باہر ہے کہ ایسے جعل ساز لوگوں کی جعل سازی کو میں روک سکوں، اس کے بعد یہ بھی فرمایا کہ حکومت اگر چاہتی ہے کہ دوبارہ مجھے جزیرہ انڈمان بھیجدے تو وہ ایسا کرسکتی ہے۔ میں اس کے لئے تیار ہوں۔ رحمت خاں انسپکٹر نے کہا کہ ہم آپ سے اس تکلیف دہی کی معافی چاہتے ہیں۔ ہم ایک ملازم آدمی ہیں۔ ہمارے افسر نے دریافت حال کے لئے ہم کو آپ کے پاس بھیجا ہے، ورنہ ہم خود آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتے ہیں۔

دوسرا واقعہ اور آپ کی مردم شناسی

ایک شخص جس کی ظاہر شکل و صورت اور اس کے ظاہری اعمال و افعال کو دیکھ کر جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی مرحوم اس کو دیندار، قابل اعتماد اور قابل اعتبار سمجھنے لگے۔ آپ نے ایک خط لکھ کر مولانا عبدالرحیم صاحب کے پاس ان کو بھیجا۔ جب وہ شخص مولانا عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ کے پاس پہنچا اور مولانا آروی مرحوم کا خط پیش کیا۔ خط میں مضمون یہ تھا کہ برندہ رقعہ ہذا قابل اعتماد آدمی ہیں۔ میں ان کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں امید ہے کہ کام چلے گا۔ اس شخص نے مولانا ابراہیم صاحب آروی کے خط کے ساتھ کچھ رقم بھی پیش کی۔ لیکن مولانا عبدالرحیم صاحب نے سمجھ لیا کہ یہ شخص انگریزوں کے ہاتھ بکا ہوا سی، آئی، ڈی کا آدمی ہے۔ مولانا عبدالرحیم صاحب نے اس شخص سے فرمایا کہ اس رقم کو لے کر مدرسہ اصلاح المسلمین محلہ پیتھر کی مسجد پٹنہ چلے جاؤ اور مولانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید کفایت حسین صاحب کے حوالہ کرکے ان سے مدرسہ کی رسید لے لو۔ وہ شخص مولانا عبدالرحیم صاحب کے پاس سے روانہ تو ہوگیا لیکن مدرسہ میں نہیں پہنچا، کیونکہ اس سے تو اس کی غرض پوری نہیں ہوتی تھی۔ کچھ روز کے بعد مولانا محمد ابراہیم صاحب نے مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم کے پاس ایک دوسرا خط لکھا، کہ ہم نے فلاں شخص کو آپ کی خدمت میں بھیجا تھا امید ہے کہ کام چلا ہوگا۔ مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم نے مولانا آروی مرحوم کو جواباً تحریر فرمایا کہ آپ کے بھیجے ہوئے آدمی تو ہمارے پاس آئے تھے۔ لیکن میں نے ان سے یہ کہا کہ انتم بھدیتکم تفرحون۔ مولانا آروی مرحوم کو جب یہ خط ملا تو ان کو بہت ہی تعجب ہوا کہ ایسے ایسے آدمیوں پر بھی مولانا موصوف اعتماد نہیں فرماتے ہیں۔ کچھ روز بعد مولانا آروی مرحوم پٹنہ تشریف لائے اور مولانا عبدالرحیم صاحب سے ملاقات کی، اور اپنے متعجب ہونے کا حال بیان کیا اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ بعد کو ہم پر بھی اس شخص کے سی۔ آئی۔ ڈی ہونے کا حال کھل گیا اور یہ بھی فرمایا کہ آپ کی فراست اور مردم شناسی کو ہم نہیں پہنچ سکتے، جو کچھ آپ نے کیا بالکل ٹھیک و درست ہے۔

ایک دعوت کا واقعہ — پٹنہ کے سلطان گنج محلہ کے علاقہ میں ایک خوشحال شخص کے یہاں غالباً طعام ولیمہ کی دعوت تھی۔ مولانا عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ بھی وہاں مدعو تھے۔ جب آپ وہاں شرکت دعوت کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں دیکھا کہ دسترخوان دو جگہ بچھے ہوئے ہیں، ایک جگہ تو خوشحال اور رؤساؤں کو کھانا کھلایا جا رہا تھا، اور دوسری جگہ غرباء کو ان ہی غرباء کے ساتھ مولانا کفایت حسین صاحب مرحوم مدرس اول مدرسہ اصلاح المسلمین بھی بیٹھے تھے۔ وہاں کے منتظمین نے مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم کو اس دسترخوان پر لے جانا چاہا، جہاں رؤسا کو کھلایا جا رہا تھا، لیکن آپ نے اس کو منظور نہیں فرمایا اور جہاں غرباء کو کھانا کھلایا جا رہا تھا، وہاں پہنچ کر مولانا سید کفایت حسین صاحب کے نزدیک بیٹھ گئے اور ان ہی غرباؤں کے ساتھ کھانا کھا لیا اور اس کے بعد صاحب خانہ سے لے اور ان سے رخصت ہو کر اپنے مکان تشریف لے آئے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دو دسترخوان پر الگ الگ کھانا کھلایا جانا آپ کو پسند نہیں ہوا اسلئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے ایسا کیا۔

اقتباس از نوٹ مولانا عبدالغفار صاحب مرحوم صادقپوری

اعتراف وصاف گوئی — حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ نہایت افسوس حسرت اور ندامت سے فرماتے تھے کہ مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ جب ہندوستان سے رخصت ہونے لگے تو اپنے اہل وعیال کے ساتھ اس حقیر کو بھی لے جانے کا ارادہ فرمایا اور مجھ سے فرمایا کہ تم بھی ہمرکاب ہو لو۔ میری کمسنی تھی۔ شاید پندرہ سولہ برس کی عمر ہوگی۔ طبیعت کی کمزوری نے وسوسہ پیدا کیا اور حیلہ جوئی کی طرف مائل کر دیا اور عم محترم سے بطور بہانہ کہہ دیا کہ مجھے سہل (پیچش) آرہے ہیں۔ رخت سفر درست ہو چکا تھا، انتظار کا موقع نہ تھا اور نہ اصرار کا۔ حضرت عم بزرگوار روانہ ہو گئے۔ کاش وسوسۂ شیطانی حائل نہ ہوتا تو مکارہ فتن سے بچ جاتے اور ثمرہ عقبیٰ کی امید ہوتی۔

محب اقربا — حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب کو ضیق النفس کی تکلیف برابر رہا کرتی تھی، آپ سواری یا کھٹولی پر عزیزوں کو دیکھنے کے لئے صادق پور تشریف لاتے تو مولوی محمد اسحاق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب مرحومین کے یہاں بھی تشریف فرما ہوتے۔ تمام عزیزوں حتیٰ کہ بہوؤں سے بھی ملتے اور خیریت دریافت فرماتے اور حسب موقع پند و نصائح فرماتے، سانس پھولتی رہتی، چلنا اور بولنا دشوار ہو جاتا، لیکن ضروری کاموں کو نہیں چھوڑتے، جن امور کی رغبت کا رد دین کی طرف زیادہ ہوتی، ان سے محبت و رغبت زیادہ کرتے۔

فن تعمیر — فن تعمیر اور باغبانی سے طبیعت کو خاص مناسبت وقوف اور مہارت تھی۔ فن تعمیر، فن حرب کا ایک جزو لاینفک کہا جا سکتا ہے۔ لیکن فن باغبانی کا موقع ہی کب ملا، اور آپ نے اس کو کہاں برتا، کیونکہ ساری عمر تو رنج و محن میں گذری۔

سنہ ۱۲۸۰ھ میں وہابی کیس کے نام سے انگریزی حکومت نے ہندوستان کے مختلف مقامات سے مختلف لوگوں پر مقدمات دائر کئے۔ ان مقدمات میں مولانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد حسن صاحب صادق پوری نے جن کی عمر اس وقت کل سولہ سال کی تھی۔ تمام مقدمات کی پیروی کی اور مقدمات کی پیروی کی وجہ سے کلکتہ سے لیکر انبالہ تک بار بار ان کی دوڑ دھوپ ہوتی رہی۔ جب مقدمات ختم ہوئے اور حکومت نے تمام ماخوذین کو جزیرہ انڈمان بھیجدیا تو ان ہی میں صادق پور سے چار اصحاب مولانا احمد اللہ صاحب مرحوم، مولانا یحییٰ علی صاحب مرحوم، مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم اور عبدالغفار صاحب مرحوم جزیرہ انڈمان بھیج دیئے گئے۔ ان مقدمات کے بعد دینی اور قومی کاموں کا سارا بوجھ مولانا محمد حسن صاحب مرحوم نے اٹھالیا۔ مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم جب ۱۳۰۰ھ میں بیس سال کے جزیرہ انڈمان سے واپس آئے تو لوگوں کی فرمائش ہوئی، یہاں تک کہ مولانا عبداللہ صاحب پسر مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ نے بھی مولانا عبدالرحیم صاحب سے خواہش ظاہر کی کہ دینی اور قومی کاموں کو آپ اپنے ہاتھ میں لے لیں لیکن مولانا عبدالرحیم صاحب نے فرمایا کہ برادر محمد حسن جس صورت سے کام کر رہے ہیں وہ کرتے رہیں ہم ان کے کاموں میں مدد دیتے رہیں گے۔ لیکن جب مولانا محمد حسن صاحب مرحوم نے ۱۳۰۷ھ ہجری میں انتقال فرمایا تو اس وقت سے کل کاموں کی ذمہ داری پھر مولانا عبدالرحیم صاحب نے اپنے ہاتھ میں لی۔

شجاعت۔ جناب کی طبیعت غایت جری اور بہادر واقع ہوئی تھی، اسپ سواری اور اسپہ گری میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے، گویا امیر الجیش کی استعداد جناب میں تھی۔ نقشہ جنگ خوب سمجھتے اور اس پر صحیح تنقید فرماتے۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں آپ برابر تبصرہ فرماتے رہے اور نقشہ کھینچ کر بتایا کرتے، اور وہ بات بعد کو واقعہ کے مطابق ثابت ہوئی۔ مصائب اور تکالیف سے آپ کبھی ہراساں نہیں ہوئے، اور نہ کسی بالا دست سے خائف ہوئے اور نہایت ہی متواضع، متکسر المزاج خوش خلق تھے۔ لیکن آپ غیض و غضب کے عالم میں ہوتے تو شیر ببر کا نظارہ سامنے ہوتا، جوش انتقام سے لرز نظر آتے، مگر درحقیقت جناب خیر خواہ ملت و دردمند قوم اور غایت درجہ مردم شناس تھے۔ دوست و دشمن کو خوب پہچانتے تھے۔ کسی بد باطن کی دال گلنے نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاتی تھی۔ گوشہ عزلت میں اقرباء، احباب اور افراد ملت سب کا خیال فرماتے، اور ملفوظات گہربار سے لوگوں کے ایمان کی تازگی اور اصلاح باطنی فرماتے۔ جناب کی تقریر نہایت ہی پُرمغز اور وعظ پُراثر ہوتا تھا۔

اس میں شک نہیں کہ کارہائے سلف محض آپ ہی کی علو ہمت، سیاست اور تدبر کے باعث قائم رہا۔ لیکن آپ تقلید اسلاف میں متشدد اور بخشش میں منتقم ہے اللھم اغفرلہ وارحمہ باوجودیکہ آپ پہلی جنگ عظیم پر عزیزوں، دوستوں اور احبابوں کے سامنے تبصرہ کر دیتے تھے لیکن آپ اپنے اس مضمون کو کبھی کسی اخبار میں نہیں دیتے۔ مسٹر فلی سکریٹری بورڈ آف اگزامینیشن پہلی جنگ عظیم کے زمانہ میں پٹنہ آئے اور مولانا عبدالرحیم صاحب سے ان کے مکان پر جاکر ملاقات بھی کی، لیکن جب مسٹر فلی نے مولانا سے جنگ پر تبصرہ کرنے کی فرمائش کی تو جواب میں مولانا موصوف نے فرمایا کہ ہم بوریانشیں جنگ پر کیا تبصرہ کرسکتے ہیں، ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ کپڑہ پہلے اس بھاؤ کا تھا اور اب اس بھاؤ کا ہے۔ غلہ کا نرخ بہت بڑھ گیا ہے۔ ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ اس گرانی سے ہم لوگوں کو تکلیف ہے۔ جنگ پر تبصرہ فرمانے سے مسٹر فلی کے سامنے گریز فرمایا اور تذکرہ صادقہ کی ایک جلد مسٹر فلی کے سامنے ہدیۃً پیش فرمایا۔

استحفاظ مسلک اسلاف ۔ جن رسوم کی اسلاف نے اصلاح فرمائی تھی جناب مولانا عبدالرحیم صاحب نے پورے احترام کے ساتھ تادم زیست ان کا نہایت مستعدی کے ساتھ لحاظ فرمایا۔ اپنے خاندان کے جن گھروں میں جناب کو اقتدار حاصل تھا، مہر عفد پانچ سو درہم یا پانچ سو سکہ رائج الوقت قائم رکھا اور فرمایا کرتے، کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے اندر بڑی مصلحت اور برکت رکھی ہے۔ دُلہن کے جوڑے وغیرہ میں بھی تکلف اور خرچ کثیر کو ناپسند فرماتے۔ سادگی کی برابر نصیحت فرماتے۔ رسم نویدِ خلعت مانجھا جو اقربا کی طرف سے آتے ہیں، اور صاحب تقریب بھی اس کا معاوضہ نہایت پابندی سے کرتے ہیں۔ یہ سب آپ کی کوشش سے موقوف ہو چکے تھے۔ منسوبہ کا مانجھا بیٹھانا اور مہینوں قبل ہی سے گیت ڈنگ ہونے کو غایت ناپسند فرماتے۔ اگرچہ گیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو فحش و مناکیر سے محفوظ ہوں وہ جائز رکھتے۔

اپنے مشن کے کام سے اس گوشہ نشینی میں کبھی غافل نہیں ہوئے، جو آدمی آپ سے ملاقات کے لئے آتے، آپ ان کے سامنے قرآن مجید و احادیث شریف کھول کر رکھ دیتے غرض اس سے کہ وہ مسلک کی پابندی سے دور ہی کیوں نہ ہوں۔

ابتدائے زمانہ — یعنی بعد واپسی از جزیرہ انڈمان بقیۃ السلف مریدان مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ، مولانا فرحت حسین صاحب علیہ الرحمہ اور مولانا شاہ محمد حسین صاحب علیہ الرحمہ نمونہ ہیاں، مولانا یحییٰ علیہ الرحمہ صاحب کے صحبت یافتوں کا وجود کافی باقی تھا۔ باد مغربی نے ان کی اولاد کی روحوں کو تو نسا اور جھلسا دیا۔ مولانا سید کفایت حسین صاحب آپ کے فدائی معاون تھے، اور مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی آپ کے خیال و عمل کے مددگار رہے۔ دوسرے اہل علم کو ترغیب و تحریص فرماتے چنانچہ مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم رحیم آبادی پُرجوش معاون بن گئے۔

مولانا عبدالرحیم صاحب اپنے تذکرہ صادقہ میں لکھتے ہیں کہ ساڑھے تین مہینہ کم بیس برس کے بعد جب میں اپنے گھر واپس آیا تو دیکھا کہ رنگ ڈھنگ، چال چلن، لباس و پوشاک اور کل طرز معاشرت تمام شہر کا بدلا ہوا ہے۔ جو لوگ اس وقت (یعنی آپ کے جزیرہ انڈمان جاتے وقت) میں عمر رسیدہ تھے وہ تو پیوند زمین ہو گئے اور جو لڑکے تھے وہ بوڑھے ہو گئے، اور جو ملک عدم میں تھے وہ لباس ہستی پہن کر جوان ہو گئے۔ اور اب نئی روشنی، نئے اعتقادات اور نئے خیالات کے لوگ ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ خصوصاً اہل صادق پور کے عورت و مرد ہر ایک میں تغیر عظیم پایا، کہ جس کا سخت رنج و گزند قلب پر گذرا، اس وقت مجھ کو اپنی رہائی پر از بسکہ افسوس ہوا کہ کاش میں بھی اسی جزیرہ کالا پیوند زمین ہو جاتا تو بروز حشر اپنے دونوں ساتھیوں (مولانا احمد اللہ صاحب و مولانا یحییٰ علی صاحب) کے ساتھ محشور ہوتا اور نیز ان مکروہات کے معائنہ سے محفوظ رہتا۔

متذکرہ بالا مضمون کے الفاظ خود مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم کے ہیں، جن کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھ کر مولانا موصوف کی یہ تمنا ظاہر ہوتی ہے کہ کاش وہ بھی اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ جزیرہ انڈمان ہی میں دفن ہوتے تو بہتر ہوتا اور ہندوستان واپس نہ آتے تو یہاں کی بدلی ہوئی صورت کے معائنہ و مشاہدہ سے بچ جاتے۔ بیس برس کے بعد جو آپ نے تغیرات ہوتے دیکھا، اس سے انکا دل بے چین ہوگیا، لیکن آگے کے حالات و مشاہدات بتلاتے ہیں کہ مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم رحیم آبادی، مولانا حکیم عبدالحکیم صاحب حوم صادق پوری اور مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم ایسر قرنگ بالخصوص جب تک دنیا میں موجود رہے بہت سے فسادات اور برائیاں رکی رہیں، گویا ان تینوں بزرگوں کی ذات بالخصوص مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم کی ذات فسادات اور برائیوں کے سیلاب کے روکنے میں بند کا کام دے رہی تھی۔ پہلے مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم رحیم آبادی اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ ان کے بعد مولانا حکیم عبدالحکیم صاحب مرحوم صادق پوری نے رخت سفر باندھا۔ ان دونوں بزرگوں کے انتقال کے بعد آخر میں جناب مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم رخصت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ان اسلاف کرام کے انتقال پُرملال کے بعد ایسا معلوم ہونے لگا کہ خرابیوں کا روکنے والا بند ٹوٹ گیا اور ان خرابیوں کا سیلاب نہ صرف اُمڈا بلکہ گھر گھر پہنچ گیا۔ بہت کم خدا کے بندے ایسے بچے جو ان برائیوں کے سیلاب سے متاثر نہیں ہوئے۔

ان تینوں بزرگوں کی موجودگی میں بالخصوص مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم کی زندگی میں بہت سے ایسے لوگ پائے جاتے تھے جو خود متشرع تو نہیں تھے لیکن صرف ان کی موجودگی کی وجہ سے بہت سے کاموں میں بالخصوص شادی بیاہ کے موقع پر شرع کی پابندی کرتے تھے۔ اب آپ کے انتقال کے بعد وہ پابندی بھی نہیں رہی۔

اوپر یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم سنہ ۱۳۰۰ھ ہجری میں انڈمان سے ہندوستان آچکے تھے اور اس وقت قومی مشن کا کام مولانا محمد حسن صاحب مرحوم کے ہاتھ میں تھا۔ مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم مدد و معاون رہے۔ لیکن جب مولانا محمد حسن صاحب سنہ ۱۳۰۷ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے تو اس وقت سے مولانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحیم صاحب مرحوم کے ہاتھوں میں قومی مشن کا کل کام آگیا اور اس مشن کے لوگوں میں بنگال سے لے کر پنجاب تک بلکہ سرحد کے پار لوگوں میں ان کی قیادت مانی جانے لگی۔ ان کے معاونین کے چند سربرآوردہ لوگوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی مرحوم، مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی مرحوم۔ مولانا حکیم عبدالحکیم صاحب صادقپوری مرحوم یہ سب تو بہاری ہیں، باقی جگہوں میں دوسرے لوگ معاون تھے۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی مرحوم تو بہت پہلے دنیا سے رخصت ہوئے، ان کے بعد مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی کا انتقال ہوا ۱۹۱۸ء میں مولانا حکیم عبدالحکیم صاحب مرحوم صادقپوری نے بھی داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ ان تینوں کے بزرگوں کے بعد ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۲۳ء میں مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم سب سے آخر میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ اللّٰھم اغفرلہم وارحمھم۔

متذکرہ بالا تینوں بزرگوں میں کوئی ایک بھی اگر مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم کے بعد زندہ رہتے تو قرینہ یہ ہے کہ جماعتی کاموں کا حال دوسرا ہوتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم نے اپنی آخری زندگی میں اپنی جانشینی کے طور پر مجھ ناچیز عبدالخبیر صادق پوری کو منتخب کیا اور اپنے بعد جماعت کے کاموں کی ذمہ داری باوجود عذر داری کے اسی ذرۂ ناچیز کے سپرد کیا۔ باوجودیکہ ان ذمہ داریوں کے سنبھالنے کا بوجھ اس حقیر ناچیز نے ناپسندیدگی کے ساتھ بادل ناخواستہ قبول کیا تھا۔ پھر بھی حتی الامکان اخلاص کے ساتھ کاموں کے سنبھالنے کی فکر میں لگ گیا اور اس وقت کے سب سے بڑے سربرآوردہ عالم جناب مولانا محمد ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم نے ۱۹۲۶ء میں بمقام چھپرہ اظہار خیال کے طور پر جو ارشاد فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد ثناء اللہ صاحب مرحوم بھی مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم کی قیادت اور ان کے بعد کے قائم مقام (یعنی اس ناچیز) کی نامزدگی کو تسلیم فرماتے تھے لیکن پھر بھی بہت سے لوگوں نے اس سے اختلاف کیا۔ جو لوگ اس ناچیز عبدالخبیر کی نامزدگی تسلیم کرتے تھے اور اپنی اپنی جگہوں میں جماعتی کام بھی کر رہے تھے۔ ان میں بھی اکثر لوگ ایسے تھے جنہوں نے جماعتی کاموں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلانے میں اس ناچیز عبدالخبیر کے مشوروں کو قبول نہیں کیا۔ ان کے خود اختیاری کاموں کی وجہ سے جماعت اور جماعتی کاموں کو نقصان پہنچتا رہا اور انہوں نے یہ نہیں سمجھا کہ جماعتی کاموں کو کیا نقصان پہنچ رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی کے زمانہ کا ایک واقعہ ایک انگریز مصنف لکھتا ہے کہ یہ جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بنائے ہوئے ڈسپلن یا تربیت کا نتیجہ تھا کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک مسلمانوں کے اندر ڈسپلن قائم رہی اور مسلمانوں کا حال اچھا رہا۔ یہی حال یہاں بھی ہے کہ مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم کے وقت تک جو ڈسپلن جماعت کے لوگوں کے اندر تھی، ان کے رخصت ہونے کے بعد باقی نہ رہی اور اگر رہی بھی تو چند گنتی کے لوگوں کے اندر۔

نوٹ:۔ جناب نے ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ قبل مغرب باسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ ونور مرقدہ۔

تاریخ وفات مصنفؒ از نتیجۂ فکر جناب حکیم محمد شریف فخر عظیم آبادی

ازیں کارخ مجازی شد بجنت — امیرم مولوی عبدالرحیم آہ
چو شد ہشتاد و نہ از عمر باکش — وصال از مرگ آں فرزانگاہ
بود آں مشعل بیت ہدایت — ز انوارش گرفتے راہ گمراہ
بہ بحر رحمت و غفران غفار — شد کشتی عمرش غرق ناگاہ
دم نزع نبودہ بر زبانش — بجز نام خدا اللہ اللہ
مرا کردہ امیر بندہ ماتم — بزد در جنت الفردوس خرگاہ
ز فخر پیر ملہم گفت سالش — امام پاک داں تشریف بردآہ
۱۳۴۱ھ

www.KitaboSunnat.com

نقشہ اولاد واحفاد کا یہ ہے :-

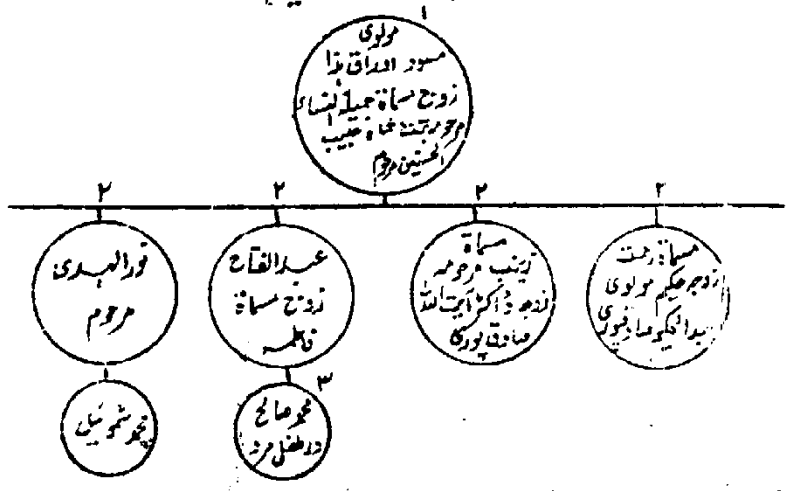

مساۃ سارہ مرحومہ

بنت مولانا فرحت حسین قدس سرہٗ زوجہ مولوی ہدایت اللہ مرحوم۔ ان کی پیدائش غالباً ۱۲۵۵ھ میں ہوئی ہوگی۔ انہوں نے قرآن باترجمہ پڑھ لیا تھا اور اردو کتاب پڑھنے پر بخوبی قادر تھیں۔ ان کی دس برس کی عمر تھی کہ جناب مولانا ولایت علی قدس سرہٗ نے اپنے صاحبزادہ اوسط مولوی ہدایت اللہ مرحوم سے شادی کردی تھی۔ اور بعد اس کے اللہ کو اپنے ہمراہ ملک افغانستان کو لے گئے۔ جو آخری سفر آپ کا ملک سوات کو ہوا۔ وہاں تخمیناً تین برس یہ ہمراہ بڑے حضرت قدس سرہٗ کے رہیں۔ اس کے بعد چار برس اور منجھلے حضرت قدس سرہٗ کے ساتھ قیام کا اتفاق ہوا، جملہ سات برس ان کا وہاں قیام رہا۔ اس اثنا میں گھوڑے کی سواری و قواعد وغیرہ فنون حرب سے بھی واقف ہوگئی تھیں، مگر جب اُن کے زوج مولوی ہدایت اللہ مرحوم کا دل وہاں سے برخاستہ ہوا اور وہ روانہ پٹنہ ہوئے۔ یہ بھی ان کے ہمراہ آئیں۔ اس وقت سے برابر صادق پور میں رہیں۔ یہاں آکر ایک لڑکی مساۃ سلمیٰ پیدا ہوئی اور وہ دو اڑھائی برس کی ہوکر گزر گئی۔ اُسکے بعد ربیع الثانی ۱۲۷۸ھ میں ڈاکٹر آیت اللہ و عمرہٗ پیدا ہوئے۔ اس کے بعد پھر کوئی اولاد ان کے نہ ہوئی۔ بعد اس کے ۱۲۹۸ھ میں ان کے زوج مولوی ہدایت اللہ صاحب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا انتقال ہوا اس غم سے ان کی آنکھوں کی بصارت بالکل جاتی رہی۔ آدمی نہایت کم سخن و صاحب حلم و مروت تھیں۔ بڑے حضرت علیہ الرحمۃ کی صحبت و تعلیم کا اثر ان کے اندر نہایت اچھا تھا۔ اس زمانہ میں ان کی ذات ستودہ صفات مغتنمات میں سے تھی۔ اور نہایت ہنرمند اور صاحب فہم و فراست تھیں۔ باوجود آنکھوں کی روشنی کے چلے جانے کے خیاطت پر بخوبی قادر تھیں۔ اپنا اور اپنی پوتیوں کا کپڑا خود سی لیا کرتی تھیں، جناب مضمون شاعری کے سمجھنے میں بھی قاصر نہ تھیں۔ برابر بچوں کو پڑھاتیں۔ یہ مشغلہ بصارت زائل ہونے کے بعد بھی برابر جاری رہا۔ مسماۃ حلیمہ صبیہ کلاں حکیم ارادت حسین صاحب نے قرآن آپ ہی سے پڑھا تھا۔ بچوں کے علاج اور تشخیص امراض میں جناب کو خوب دخل تھا۔ تخمیناً ساٹھ برس کی عمر میں بتاریخ چھٹی ربیع الثانی روز دوشنبہ ۱۳۱۷ھ میں آپ نے اس جہان فانی کو چھوڑا اور اپنے آبائے صالحین سے جا ملیں اللھم اغفلھا وارحمھا ونور مرقدھا نقشہ اولاد احفاد کا یہ ہے۔

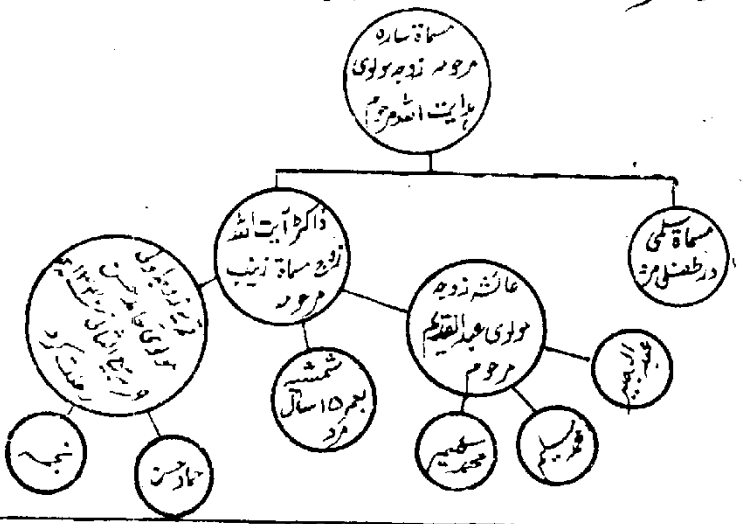

مسماۃ فاطمہ مرحومہ

بنت مولانا فرحت حسین قدس سرہٗ ان کی پیدائش تخمیناً ۱۲۶۰ھ میں ہوئی۔ قرآن شریف مع ترجمہ خود نیز نے ان کو پڑھایا ہے۔ اردو خوانی پر بخوبی قادر تھیں۔ انکی شادی ساتھ مولوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن مرحوم پسر چہارمی حضرت مولانا ولایت علی قدس سرہٗ کے حضرت والد ماجد مولانا فرحت حسین علیہ الرحمہ نے اپنی آخر عمر میں کردی۔ مولوی عبدالرحمٰن مرحوم تخمیناً ڈیڑھ برس زندہ رہکر لاولد ۱۲۷۵ھ میں اس جہان فانی کو چھوڑکر داخل خلد بریں ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللّٰھمّ اغفرلہ وارحمہٗ۔ بعد دو اڑھائی برس کے ان کا نکاح ساتھ مولانا یحییٰ علی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فقیر نے کردیا۔ اُن سے ایک لڑکا مولوی محمد یوسف مرحوم پیدا ہوئے وہ تخمیناً نو دس مہینے کے تھے کہ جناب مولانا مرحوم قید ہوکر جزیرۂ انڈمان کو بھیجے گئے۔ اور وہاں جاکر ۱۲۸۴ھ میں انتقال کیا۔ آپ نے دو بار حج کیا اول مرتبہ بمعیت اپنے برادر خرد مولوی عبدالرؤف صاحب کے ۱۲۸۹ھ میں اور بار دوم ہمراہ فقیر مؤلف ہذا ۱۳۱۰ھ میں۔ عزیزی مولوی محمد یوسف سعدی کی شادی ساتھ مسماۃ عظیم النساء بنت حکیم ظہور الحسن مرحوم آروی سے ہوئی جس کی تفصیل ونقشہ اولاد واحفاد کا اُن کی سوانح عمری میں گذر چکا۔ انہوں نے بمقام کلکتہ بتاریخ ۸ اگست ۱۹۱۷ء بعمر ۷۷ انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلھا وارحمھا۔

مسماۃ سعیدہ مرحومہ

بنت حضرت مولانا فرحت حسین صاحب قدس سرہٗ زوجہ مولوی محمد حسن مرحوم۔ یہ تخمیناً دو برس کی ہوں گی کہ جناب والدہ ماجدہ مسماۃ محمودہ غفر اللہ لہا نے انتقال فرمایا اور تخمیناً آٹھ نو برس کی ہوں گی کہ جناب حضرت والد ماجد مولانا فرحت حسین قدس سرہٗ نے رحلت فرمائی۔ اس وقت سے اُن کی کفالت و پرورش یہ فقیر مؤلف اوراق ہذا کرتا رہا تخمیناً چودہ برس کی ہوں گی کہ یہ فقیر بھی ۱۲۸۰ھ میں قید کرکے جزائر انڈمان کو بھیجدیا گیا۔ اس کے بعد ان کی شادی ساتھ شمس العلماء مولوی محمد حسن مرحوم کے ہوئی۔ نقشہ ان کی اولاد واحفاد کا اوپر گذر چکا ہے۔ ۴ ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ میں انتقال کیا۔ اللھم اغفرلھا وارحمھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمس العلماء برادرم عزیز مولوی عبدالرؤف صاحب مرحوم فکر

ابن مولوی فرحت حسین رحمۃ اللہ علیہ آپ کی والدہ مسماۃ نجمین بنت قاضی اسد علی صاحب مرحوم ساکن موضع دولت پور ضلع گیا تھیں۔ ان کا پورا نسب نامہ صفحہ ۲۴۹ میں مرقوم ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۷۲ھ میں ہوئی۔ آپ دو برس چند مہینوں کے تھے کہ والد ماجد نے رحلت فرمائی۔ اس وقت سے آپ برابر زیر پرورش و تعلیم و تادیب اس مسود اور اوراق ہذا کے لیے۔ چار برس کی عمر میں مکتب میں بٹھائے گئے۔ مولوی سید عبدالوحید صاحب ساکن موضع یحییٰ پور آپ کے پڑھانے کے لیے مقرر کیے گئے۔ آپ ساڑھے نو برس کی عمر کو پہنچے ہوں گے کہ یہ فقیر بھی اُن کے سر پرستی علیحدہ کر لیا گیا جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ بعد اُس کے کچھ دنوں مولوی رحمت اللہ مرحوم سے پڑھتے رہے۔ پھر آپ زیر تعلیم شمس العلماء مولوی محمد حسن مرحوم کے رہے۔ اور انہیں سے اکثر کتابیں درسی عربی و فارسی کی پڑھیں۔ آخر میں جا کر کچھ تھوڑا جناب مولوی عبدالحمید صاحب مرحوم سے پڑھا۔ آپ کو شعر و شاعری کا بھی مذاق حاصل ہے۔ فکر تخلص کرتے ہیں۔ بعمر پانزدہ سالگی شادی آپ کی مسماۃ خدیجہ بنت جناب مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ سے ۱۲۸۶ھ میں ہوئی۔

اس کے بعد آپ مع اپنی والدہ و اہلیہ و طفل شیر خوارہ و مسماۃ فاطمہ ہمشیرہ خرد ۱۲۸۸ھ ہجری میں حج کو تشریف فرما ہوئے اور وہاں سے مراجعت کے تھوڑے دنوں کے بعد آپ کی اہلیہ مسماۃ خدیجہ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور علیین کو رخصت ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللّٰھم اغفرلھا وارحمھا۔ اس کے بعد آپ نے مسماۃ نعیمن بنت سید ہمت علی ابن میر سلامت علی شاہ پوری ضلع گیا ابن میر برکت علی ساکن موضع تہبایاں مخدوم پور نگر ضلع گیا سے نکاح کیا۔ ان سے ایک فرزند دلبند محمد زکریا مدعوٗ فی طاعۃ اللہ تعالیٰ پیدا ہوئے۔ یہ اہلیہ بھی آپ کی قریب تین برس بعد شادی بقید حیات رہ کر داخل خلد برس ہوئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللّٰھم اغفرلھا وارحمھا۔ اس کے بعد تیسری شادی آپ کی ساتھ مسماۃ بنت الفاطمہ بنت شیخ عبدالمجید صاحب مرحوم بن شیخ محمد حسن بن مولوی اظہر علی بن مولوی وارث علی آروی سے ہوئی۔ ان سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہوا مسماۃ میمونہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زوجہ مسٹر محمود حسن سلمہ اللہ تعالیٰ اور محمد الیاس مرحوم و مسماۃ نجیبہ مرحومہ پیدا ہوئے۔ یہ اہلیہ بھی چودہ برس بعد شادی اس زندگانی فانی سے بہرہ ور ہو کر اس دنیائے دنیہ کو خیرباد کہتی ہوئی داخل فردوس ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللّٰھم اغفر لھا وارحمھا۔

تب آپ نے چوتھی شادی ایک بیوہ عورت مسماۃ رقیہ بنت مولوی نجات احمد مرحوم گڑھیوری یعنی غواہر زادی جناب مولوی شمس الحق صاحب دامت برکاتہ۔ ساکن موضع ڈیانواں سے کی۔ آپ بعد انتقال شمس العلماء مولوی محمد حسن مرحوم محمڈن اینگلو اورینٹل اسکول کے سکریٹری ۱۳۰۷ھ میں ہوئے۔ اُس وقت سے اس کام کو نہایت عمدگی و حسن لیاقت کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ چنانچہ اُس کے صلے میں گورنمنٹ سے خلعت و خطاب شمس العلماء کا عطا ہوا۔ اور آپ ہمیشہ جلسۂ دائسرائے میں مدعو ہوتے۔ اور آپ ہی کے زمانہ نظم میں لفٹنٹ گورنر نے محلہ گوزی میں سنگ بنیاد عمارت محمڈن اسکول کی رکھا اور بہت کچھ خوشنودی اپنی آپ کی نسبت ظاہر کی۔ افسوس کہ آپ کے صاحبزادۂ کلاں محمد ایوب مرحوم نے بعد حصول علم عربی و فارسی و انگریزی عین حالت شباب اکیس ۲۱ برس کی عمر میں بتاریخ ۳ جمادی الآخر ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۳ جنوری ۱۸۹۳ء روز جمعہ اس دنیائے عجوزہ کو چھوڑ کر جنت نعیم کو روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیراً منہا۔ یہ لڑکا نہایت ذہین و ذکی و فطین تھا اور ازبسکہ حلیم و سلیم و لبیب مگر افسوس کہ اُس کی عمر نے وفا نہ کی۔ اور اس کے جوہر اُبھرنے نہ پائے۔

ذکر وفات

ایں ماتم سخت است کہ گوئند جواں مرد

اور تاریخ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۰۱ھ ہجری مطابق ۲۵ اپریل ۱۸۸۴ عیسوی روز جمعہ کو آپ کی والدہ ماجدہ مسماۃ نجیبن مرحومہ نے رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللّٰھم اغفرلھا وارحمھا اور اُسی تاریخ کی شب کو مسماۃ میمونہ مرحومہ آپ کو شعر و سخن میں ذوق تھا۔ آپ کے اشعار عموماً دردناک ہوتے۔ آپ کی لڑکی پیدا ہوئی۔ ع

کہ دنیا میں تو ام ہیں شادی و غم

آپ نے روز شنبہ ۸ شعبان ۱۳۱۸ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۰۰ء بعارضہ طاعون رحلت کیا۔

قائم مقام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انا للہ وانا الیہ راجعون اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ ۔ تاریخ رحلت ۵
ہوئی تاریخ رحلت عیسوی میں غروب آفتاب عالمیاں ہائے ۱۹۰۵ء

نقشہ آپ کی ازواج و اولاد کا یہ ہے:۔

بتاریخ ۳۰ شعبان ۱۳۲۲ھ مطابق ۹ نومبر ۱۹۰۴ء نورچشمی مبیونہ نے بعمر ۳۱ سالہ بعارضہ طاعون قضا کیا۔ غفر اللہ لہا۔ و بتاریخ ۱۵ رمضان ۱۳۲۳ھ روز دوشنبہ مطابق ۱۳ نومبر ۱۹۰۵ء بعمر ۱۸ سالہ محمد الیاس نے رحلت کیا۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ۔ مولوی زکریا کی شادی موضع پنورہ مسماۃ حفیظن صبیہ مولوی ظہیر الدین سے ہوئی۔ نورچشمی مسماۃ سنجیدہ مرحومہ کی شادی ساختہ محی الدین انسپکٹر پولیس بن قاضی فرخ حسین جعفری ساکن منہدانواں بتاریخ ۱۱ شعبان ۱۳۲۲ھ ہوئی۔

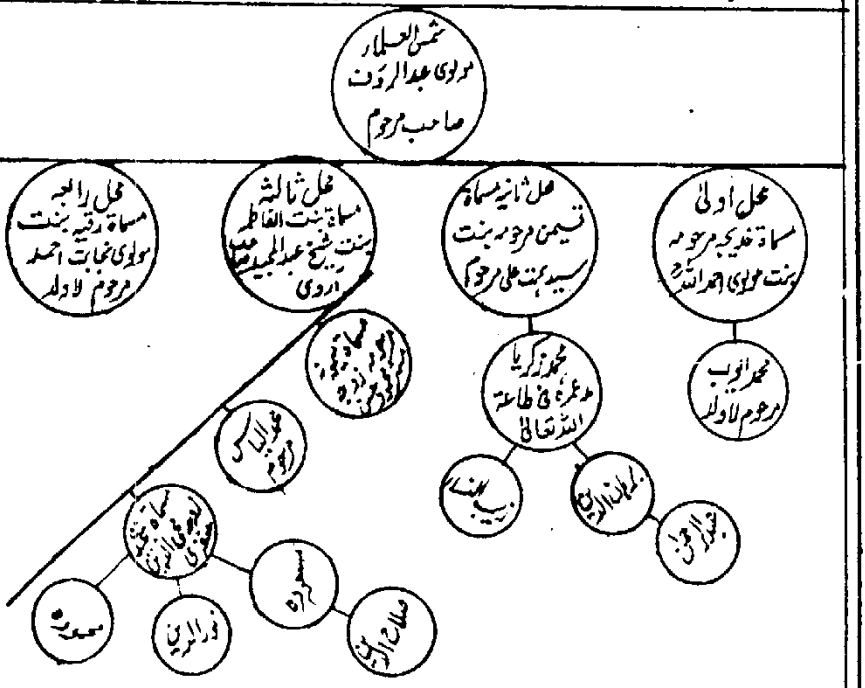

مولوی بشارت علی مرحوم

بن مولوی وارث علی مغفور بن ملا محمد سعید قدس سرہٗ آپ کی شادی مسماۃ نجمین بنت عفرت شاہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقد اولاد

محمد مغر رحمت اللہ علیہ ساکن محلہ نمونیہ سے ہوئی، آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئیں۔ مولوی عسکر علی مرحوم و مولوی باقر علی شہید و مسماۃ واجدہ مرحومہ۔ آپ ان تینوں اولاد کو صغیر سن چھوڑ کر جو بیس پچیس برس کی عمر میں رحلت فرمائے دار بقا ہوئے۔ آپ کے صاحبزادہ کلاں مولوی عسکر علی مرحوم کی شادی بنا پکھولی محلہ شاہ آباد میں ہوئی، مگر کوئی اولاد آپ کو نہیں ہوئی۔ ایک کپتان صاحب کمپ دانا پور میں رہتے تھے۔ جب اُن کی پلٹن دانا پور سے کابل کو جانے لگی، اس وقت گورنمنٹ کی طرف سے فوج واسطے لڑائی دوست محمد خاں کے جانی تھی۔ آپ کو اس کپتان سے بہت کچھ ربط و ضبط تھا۔ آپ بھی ان کے ہمراہ ہوئے اور کابل روانہ ہوگئے

دادریغا حسرتا الیاس در عہد شباب	داغ بر دلہائے اہنہاد و زیر خاک خفت
چوں پئے تاریخ رحلت کردم اے رہبر فکر	رفت ازیں دنیا بسوئے الیاس رضوانم بگفت

اور تین برس کامل وہاں رہے۔ اور بر شش گورنمنٹ کی نوکری باحسن وجوہ انجام دیتے رہے پھر جب کابل میں فساد ہوا اور فوج سرکاری وہاں سے واپس آئی آپ بھی وہاں سے واپس آئے۔ لیکن گھر کو تشریف نہ لے، دہلی و میرٹھ کی طرف گئے۔ آخر میں اٹاوہ میں دو تین برس قیام کرکے ۱۲۷۲ھ ہجری میں آپ نے وہیں انتقال فرمایا۔ اور آپ کی اہلیہ نے چار پانچ برس قبل اس کے اسی پٹنہ میں انتقال کیا۔ مولوی باقر علی صاحب کی شادی نہیں ہوئی۔ وہ اٹھارہ بیس برس کی عمر میں یہاں سے بمعیت حضرت جناب امیر المومنین سید احمد صاحب کے روانہ ہوئے۔ جیسا کہ سوانح عمری میں حضرت جناب مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ والغفران کے ذکر ہو چکا ہے۔ وہ یہاں سے جناب سید احمد صاحب کے ہمراہ ملک افغانستان کو تشریف لے گئے۔ اور وہاں دوسری تاریخ جمادی الاول ۱۲۴۲ھ ہجری مطابق ۲۱ دسمبر ۱۸۲۶ء میں جو جنگ سردار بدھ سنگھ، سپہ سالار رنجیت سنگھ کے ساتھ بمقام اکوڑہ کے ہوئی اس میں آپ شہید ہوئے۔ منشی محمد جعفر صاحب انبالوی نے اپنی تاریخ سوانح احمدی میں اس جنگ کے حالات میں لکھا ہے کہ مولوی باقر علی صاحب عظیم آبادی سب سے اوّل شربت شہادت نوش کرکے زمین پر گر پڑے۔ آپ اور طالب علی صاحب مرحوم آپ کے برادر

مولوی باقر علی

شہادت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمری جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ یہ دونوں ہم عمر تھے اور آپس میں باعث ہم عمری کے کمال محبت رکھتے تھے اور جناب حضرت سید صاحب کی خدمت خاص میں یہ دونوں وہاں رہا کرتے تھے خاص پہرہ یہی دونوں بارا باری دیا کرتے تھے۔ مسماۃ صابرہ۔ عابدہ شاکرہ واجدہ نہایت صاحب خلق تھیں اور مسماۃ واجدہ کی شادی ساتھ حکیم مولوی احمد علی مرحوم بن رضی الدین حسین خاں بن رفیع الدین حسین خاں ساکن منگلپورہ کے ہوئی۔ اور آپ کا انتقال تاریخ ۲۷ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۰ ہجری میں ہوا اور آپ نے اسّی برس کی عمر پائی۔ اللھم اغفر لھا وارحمھا۔ آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔ جناب حکیم مولوی وجاہت حسین مرحوم مغفور۔ وجناب حکیم مولوی محمد نصیر صاحب مرحوم اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔ مسماۃ رشیدن مرحومہ زوجہ ثانیہ جناب حضرت مولانا فرحت حسین قدس سرہٗ و مسماۃ زہرا زوجہ شاہ عبدالخالق مرحوم بن جناب حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہٗ خلہ تمنوہیہ و مسماۃ ساجدہ مرحومہ زوجہ شیخ عبدالرحمن مرحوم بن قاضی قمر علی مغفور ساکن موضع مہدانواں، جس کا نقشہ یہ ہے:۔

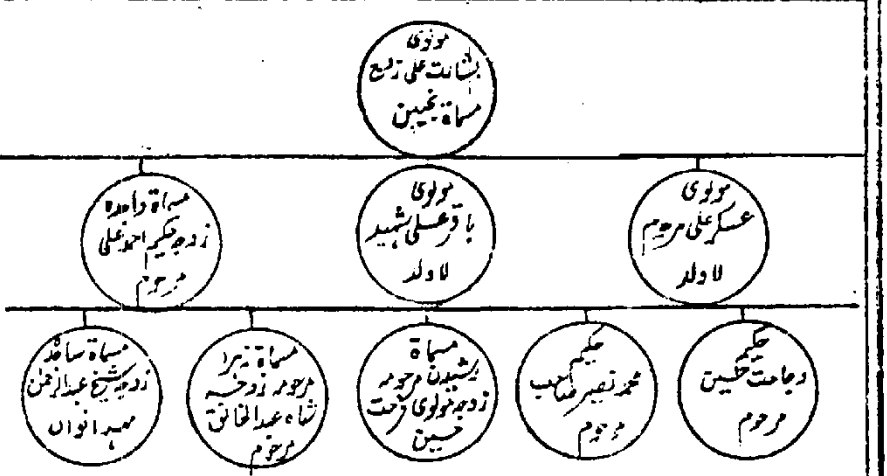

فصل سوم۔ نسبت مع ابوالام جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران

نمبر ۱	مولانا ولایت علی، مولانا عنایت علی و مولانا فرحت حسین قدس اسرارہم فرزندان	نمبر ۲	مسماۃ زمرن بنت رفیع الدین حسین خاں
		نمبر ۳	

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر۴	شیخ نعمۃ اللہ معروف بہ روح الدین حسین خاں	نمبر	قاسم[۲۶] - محمد[۲۷]
نمبر۵	شیخ ہدایت اللہ	نمبر	عبدالرحمٰن[۲۸]
نمبر۶	شیخ دوست محمد	نمبر	قاسم[۲۹]
نمبر۷	شیخ غلام رسول	نمبر	حضرت محمد[۳۰]
نمبر۸	عبداللہ	نمبر	حضرت ابوبکر صدیق[۳۱] رضؓ
نمبر۹	محمد	نمبر	عثمان[۳۲] رضؓ
نمبر۱۰	عونہ	نمبر	عامر[۳۳]
نمبر۱۱	حسین	نمبر	عمرو[۳۴]
نمبر۱۲	قاسم	نمبر	کعب[۳۵]
نمبر۱۳	نصیر[۱۴] علی[۱۵] - محمد علی[۱۶] - عبیداللہ[۱۷]	نمبر	سعید
نمبر	قاسم[۱۸] عبیداللہ - حماد[۱۹] - احمد[۲۰] - محمد[۲۱]	نمبر	تمیم
نمبر	نصیر - جعفر الجوزی - عبیداللہ		

سوانح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی سوانح عمری و اولاد و احفاد کی تفصیل تحقیق کے بیان میں صدہا کتابیں سلف و خلف سے تصنیف ہوتی چلی آئی ہیں۔ جواب مستغنی عن البیان ہیں لیکن تھوڑا سا تیمناً و تبرکاً اس جگہ لکھتا ہوں۔ آپ کے اسم شریف میں بہت کچھ اختلاف ہے لیکن راجح و محقق یہ ہے کہ آپ کا نام عبداللہ تھا اور ابن ابی قحافہ بھی بولا کرتے تھے۔ اور آپ کے والد کی کنیت ابی قحافہ اور نام عثمان تھا۔ وہ بیٹے عامر بن عمرو بن کعب بن سعید بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب التمی القریشی کے تھے۔ آپ کا نسب سات پشتوں کے بعد مرۃ بن کعب میں جا کر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے اور آپکی والدہ کا نام سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن سعید بن تیم بن مرۃ ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر کا نام عبدرب الکعبہ تھا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا تھا۔ اور آپ کا عتیق بھی تھا جو رسول اللہ صلعم نے رکھا تھا۔ آپ اول المسلمین ہیں۔ جوان اور آزاد مرد لوگوں میں سب کے اول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ہی ایمان لائے۔ آپ عام الفیل کے دو برس اور چار مہینے بعد پیدا ہوئے۔ آپ کا رنگ گورا اور چہرہ ہلکا تھا۔ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری میں آپ خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مقرر ہوئے۔ آپ کے محامد و مناقب بہت کچھ ہیں۔ اس جگہ تھوڑا سا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول سے نقل کرتا ہوں۔ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہ لما بلغہ وفاۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ جاء مسرعا باکیا وقال رحمک اللہ یا ابا بکر واللہ لقد کنت اول القوم اسلاما واخلصھم ایمانا واشدھم یقینا ولنوفھم باللہ واحوطھم علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واحسنھم صحبۃ وافضلھم مناقبا واکرمھم سوابقا واقربھم من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واشبھھم بہ ھدیا وخلقا وسمتا وفضلا واکرمھم علیہ وادا وتقھم عندہ فضلا وفخرا فجزاک اللہ عن الاسلام خیرا صدقت رسول اللہ صلعم حین کذبہ الناس فسماک اللہ فی کتابہ العزیز صدیقا وقال والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون وانت حین تخلفوا وقمت معہ حین قعدوا وصحبۃ فی الشدۃ اکرم صحبۃ ثانی اثنین فی الغار والمنزل علیہ السکینۃ ورفیقہ فی الھجرۃ والمواطن المکروہ فقویت حین ضعف اصحابک وبرزت حین استکانوا ونھضت حین وھنوا وقمت حین کسلوا ومضیت بقوۃ اللہ عزوجل حین وقفوا بہ کنت للہم صمتا واشغلھم قلبا واشدھم یقینا واحسنھم عملا فحملت اثقال ما عنہ صفحوا وحفظت ما اضاعوا ووعیت ما اھملوا وعلوت اذا طلعوا وصبرت اذا جزعوا وکنت کالجبل لا تحرکہ العواصف کما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ ضعیف فی بدنہ قوی فی امر دینہ متواضع فی نفسہ عظیم عند اللہ محبوب الی اھل الارض والسموات فجزاک اللہ عنا وعن الاسلام خیرا

شیخ صبغۃ اللہ عرف روح الدین حسین خاں

آپ کا اصل مکان موضع الاول پورہ غالباً اولیا اللہ پور اصل نام ہے جو قریب نگر بہنہ واقع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، پھر آپ مغلپورہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ آپ کے والد شیخ ہدایت اللہ مرحوم راجہ رام نرائن سنگھ محلہ مہاراج گھاٹ کے آپ ٹھیکہ دار تھے محل اولیٰ سے شیخ سکندر ہوئے اور محل ثانیہ سے آپ پیدا ہوئے اور آپ میر شیر زماں خاں صاحب کے نواسہ تھے۔ جب آپ کے والد کا انتقال ہوا۔ آپ صغیر سن تھے۔ آپ کے برادر علاتی نے تمام املاک موروثی پر قبضہ کر لیا اور آپ کو گھر سے نکال دیا۔ آپ دہلی تشریف لے گئے اور وہیں تحصیل علم کیا۔ بعد فراغ آپ واپس آئے اور نہایت پریشانی کی حالت میں کسب معاش کی فکر میں حیران و سرگرداں پھرتے تھے۔ اسی مابین شاہ عالم بادشاہ ۱۷۶۶ء دہلی رونق افروز بلدۂ عظیم آباد پٹنہ ہوئے۔ اس وقت بیگم عبدالرحمٰن خاں حاکم پورنیہ آرہی تھیں۔ اثنائے راہ میں ان سے ملاقات ہوئی۔ سبب پریشانی کا ان کی پوچھا۔ آپ نے بدسلوکی اپنے برادر کی بیان فرمائی۔ بیگم صاحبہ نے آپ کو ہمراہ لیا اور بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئیں۔ اور کہا میرا فرزند ہے۔ امیدوار مراحم بادشاہی کی ہوں۔ بادشاہ کی طرف سے اسی وقت نائب ناظم صوبہ بہار کا عہدہ مرحمت ہوا۔ اور خطاب روح الدین حسین خاں کا عطا ہوا۔ اور ایک بہت بڑی جاگیر آپ کو عنایت ہوئی جس کے بعض مواضعات اس وقت تک ہم لوگوں کے قبض و دخل میں ہیں۔ جس کی تفصیل آگے آوے گی۔ آپ اس وقت سے برابر نائب ناظم صوبہ بہار کے عہدے پر مقرر رہے جبکہ نواب مظفر جنگ ساکن مرشد آباد باعانت کمپنی انگریز بہادر صوبہ بہار پر حکمراں ہوئے۔ انہوں نے بھی آپ کو اسی عہدہ پر قائم رکھا۔ بعد اس کے جب کمپنی بہار نے نواب دلاور جنگ ولد نواب مظفر جنگ نواب مرشد آباد کی تنخواہ کر دی۔ اور خود بالاستقلال صوبہ بہار پر حکمراں ہو گئے۔ اس وقت کمپنی کی طرف سے بھی آپ اسی عہدہ پر مقرر رہے۔ آپ کو انگریزی کمپنی کی طرف سے ۱۱۸۰ھ فصلی مطابق فروری ۱۷۶۸ء میں بصلہ استحفاظ مسٹر ایلس بہ زمانہ قتل عام نواب معین الملک امین الدولہ بہادر ناصر جنگ عامل صوبہ بہار کا خطاب ملا۔ ۱۱۹۳ھ فصلی میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے رفیع الدین حسین خاں اس عہدے پر مقرر ہوئے۔ (بعد تسلط تام انگریزی کمپنی یہ عہدہ موقوف کر دیا گیا) جناب کو جو مواضعات شاہ عالم بادشاہ دہلی کی طرف سے جاگیر میں مرحمت

عہدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تھے۔ وہ کثیر تھے۔ جن پر مجھ کو اطلاع نہیں ہو سکی۔ اکثر مواضعات بروقت بندوبست انگریزی سرکار میں لے لئے گئے، ان میں سے جو ان کے بعض اخلاف کے تصرف میں ہیں وہ یہ ہیں جیا[1]۔ اریلہ[2]۔ کلونجر[3]۔ مکرند پور[4]۔ رمولی[5]۔ (یہ کل مواضعات ضلع مظفر پور و دربھنگہ میں ہیں) منصور پور[6] دانیال پور[7] سعد اللہ پور[8]۔ منی چک عرف بہادر چک۔ سید پورہ[10]۔ افضل پور[11] سرور مع قطعہ اٹھتر[12]۔ ہا از رقبہ مان سنگھ پور (یہ کل ضلع پٹنہ، حوالی نگرنہ میں واقع ہیں) آپ کی شادی غالباً مسماۃ آفتاب بن دختر شاہ ابوالخیر محمد انور بن مخدوم مولانا شاہ ابوتراب محمد منور سجادہ نشین محلہ نمونہ منحلات شہر پٹنہ سے ہوئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے ایک بھائی مفتی مسیح اللہ تھے ساکن مغلپورہ جو [illegible] کا چوراہا۔ ان کے ایک بیٹا مفتی اہل اللہ ہوئے ان کے دو بیٹے مفتی عباس علی خاں صدر اور [illegible] محمد علی عرف مولوی آغائی۔ انہوں نے مذہب امامیہ اختیار کر لیا تھا۔ یہ لوگ مقبرہ خاص عالم گنج میں مدفون ہیں واللہ اعلم۔

نام واہب	عزیز الدین عالمگیر ثانی بن معز الدین جہاندار شاہ ۱۱۷۱ھ مطابق ۱۷۵۷ء
تاریخ فرمان	مرقومہ پانزدہم ربیع الاول ۱۱۷۳ھ
تاریخ عطا معاوش	ایضاً
خطاب	
موہوب لہ	شیخ صبغۃ اللہ
خطاب	روح الدین حسین [illegible] سہدار جنگ
عہدہ	منصب داری
پروانہ دوم	شمس الدین علی خاں مرقومہ ۴ شوال ۱۱۷۵ھ
پروانہ دیگر	ولی عہد جواں بخت بہادر بن شاہ عالم مرقومہ ۲۶ شعبان ۱۱۷۷ھ
سند اول	وزیر الممالک آصف خاں نظام الملک مرقومہ ۲۹ ربیع الاول ۱۱۷۳ھ
سند دوم	راجہ دلیر سنگھ روشن رائے دیوان مرقومہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ
سند سوم	مرزا اکبر شاہ لقب وزیر الممالک مرقومہ ۱۲ محرم ۱۱۷۹ھ
پروانہ سوم	مہاراج شتاب رائے مرقومہ ۲۹ جمادی الثانی ۱۱۸۵ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سند چہارم — وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر مرقومہ ۱۹ رجب ۱۱۸۴ھ

رفیع الدین حسین بن روح الدین حسین

جناب کو بھی خطاب حاصل تھا۔ آپ کی شادی ساتھ مسماۃ بی بی شکرن بنت حضرت شاہ محمد عزیز عرف شاہ درگاہی قدس سرہٗ ساکن محلہ تنوہیہ کے ہوئی۔ جناب کا عظیم الشان مکان مغلپورہ میں واقع تھا۔ جناب کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی۔ رضی الدین حسین خاں رکن الدین حسین خاں عرف شیخ بہاری۔ شمس الدین حسین خاں، شفیع الدین حسین خاں۔ ان دونوں کی شادی غیر برادری میں ہوئی۔ مسماۃ زمرن زوجہ مولوی فتح علی مرحوم صادقپوری نقشہ آپ کی اولاد کا یہ ہے:۔

رفیع الدین حسین زوج مسماۃ شکرن

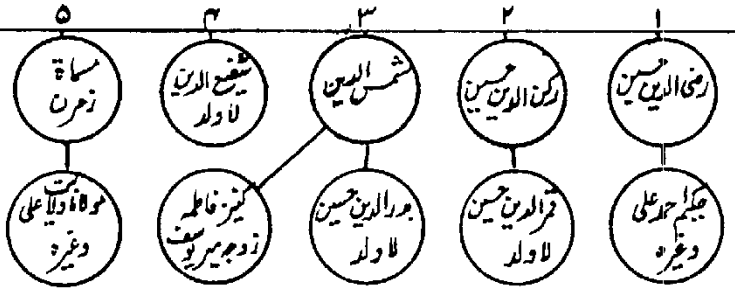

شیخ رضی الدین حسین بن رفیع الدین حسین

ساکن محلہ مغلپورہ ثم صادق پور ملکی ٹولہ۔ آپ کی شادی ساتھ مسماۃ ظہورن بنت حضرت شاہ محمد عزیز۔ ساکن محلہ تنوہیہ کے ہوئی۔ آپ غایت صابر۔ قانع و متوکل درویش صفت تھے۔ آپ کے بھائیوں نے اپنی مرضی سے جس قدر قلیل جائداد آپ کو عطا کر دی اسی پر قانع رہے مگر بوجہ صحبت ناپسندیدہ و نزاع برادران بہ تحریک اپنی زوجہ مکرمہ صادقپور میں سکونت پذیر ہوئے اور اپنا موروثی مکان واقع محلہ مغلپورہ بھائیوں کے لئے چھوڑ دیا۔ جناب کی والدہ ماجدہ نے بوقت روانگی مبلغ آٹھ سو روپے بطور منحنی دیئے تھے۔ جو خریداری مکان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتداء خاندانی میں کام آسکے۔ اولاد۔ جناب حکیم مولوی احمد علی مرحوم۔ جناب مولوی اولیاء علی مرحوم۔ مسماۃ ولین زوجہ شیخ ریاض الحق ساکن سالار پور۔ مسماۃ علیمن زوجہ بخشی راحت حسین ساکن حبیب پور ڈمری۔

نقشہ آپ کی اولاد و اخفاد کا یہ ہے:۔

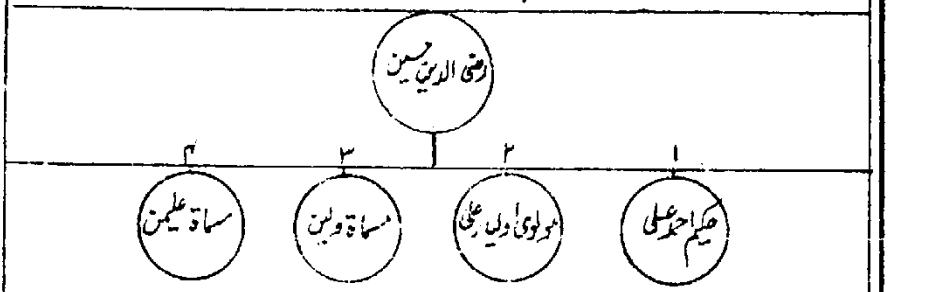

شیخ رکن الدّین بن رفیع الدّین

عرف شیخ بہاری ساکن محلہ مغلپورہ۔ آپ کی شادی مسماۃ مجیدن بنت شیخ رستم علی ساکن مغلپورہ سے ہوئی۔ اس محل سے صرف ایک بیٹا مولوی قمرالدین حسین پیدا ہوئے۔ جن کی شادی ساتھ مسماۃ جمیلۃ النساء بنت مولوی الٰہی بخش صاحب صادق پوری کے ہوئی تھی۔ قمرالدین حسین آپ کا عنفوان شباب تھا۔ عام رؤسا کے بچوں کی طرح عیش و عشرت میں سرشار رہتے۔ حسن تقدیر سے سید احمد صاحب رح کے دورہ عظیم آباد کے موقع پر مولانا ولایت علی نے اپنے خالہ زاد بھائی کی حالت اپنے مرشد سے عرض کی۔ سید صاحب نے ان کے جلسہ میں جانے کے لئے مستعد ہوگئے۔ اتفاقاً مولوی قمرالدین شہیدی کی نظر آپ سے دوچار ہوگئی اور وہ ایسے متاثر ہوئے کہ اسی وقت آپ کا دامن مضبوط پکڑ لیا اور اور بیعت سے مشرف ہوئے۔ پھر بیتابانہ جام شہادت و سعادت کے اشتیاق میں مولوی سید مظہر علی شہید ساکن لودی کٹرہ کے ہمراہ سید صاحب کی خدمت میں ملک تفانستان پہنچے اور پشاور میں دونوں شخص نے ساتھ جام شہادت نوش کئے۔ شیخ صاحب نے دو عقد غیر برادری میں کئے تھے۔ مسماۃ امامن محل ثانیہ نے لاولد انتقال کیا۔ محل ثالثہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسماۃ ظہورن سے ایک بیٹی مسماۃ رسولن پیدا ہوئی جس کی شادی عبداللہ شاہ ساکن بہار سے ہوئی۔ جس کا نقشہ یہ ہے:۔

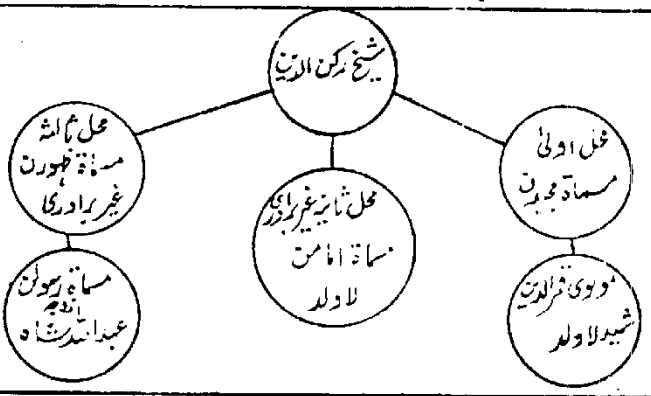

شمس الدین حسین

ساکن مغلپورہ آپ نے غیر برادری میں دو نکاح کیے۔ محل اولی مسماۃ کریم النساء نے لاولد انتقال کیا۔ محل ثانیہ مسماۃ عمدۃ النساء ان سے ایک دختر مسماۃ کنیز فاطمہ اور ایک بیٹا شیخ بدرالدین حسین پیدا ہوئے اور لاولد انتقال کیا۔ اور مسماۃ کنیز فاطمہ کی شادی میر یوسف حسین پسر میر عابد حسین ساکن بخشی محلہ سے ہوئی۔ اُن سے تین بیٹے اور پانچ دختر پیدا ہوئی محمد حسین۔ فرحت حسین۔ رضا حسین۔ مسماۃ زہرہ زوجہ میر نہال حسین ساکن مولانگر ضلع مونگیر۔ مسماۃ لطیفن۔ مسماۃ امتن۔ مسماۃ وجیہن۔ مسماۃ میرن۔ مسماۃ زہرہ زوجہ میر نہال حسین مذکور کے ایک بیٹا میر وحید الحق اور ایک بیٹی مسماۃ عزیزن ہوئے۔

جناب حکیم مولوی احمد علی بن شیخ رضی الدین

آپ نے درسیات بکمال غالباً اپنے خالو جناب مولوی الٰہی بخش صاحب سے پڑھیں۔ جناب مولوی صاحب آپ کو از بس عزیز رکھتے تھے اور آپ کے کل انتظام معاش وغیرہ کی نگرانی خود یا مولوی احمد اللہ صاحب فرماتے۔ بعد فراغ درسیات جناب کے خالو مولوی صاحب نے اہل سنت میں قلت اطباء حاذق محسوس فرما کر بغرض تحصیل فن طب آپکو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھنؤ روانہ کیا۔ وہاں آپ نے شاہی طبیب جناب مرزا غضنفر علی خاں صاحب سے تلمذ حاصل کیا اور تقریباً چودہ برس مسلسل استاد کی خدمت میں حاضر رہے۔ صوبہ بہار و بنگال میں مہارت و حذاقت فن میں کوئی شخص آپ کا ہم پلہ نہ تھا۔ آپ کا مطب چشم زدن میں چمک اٹھا۔ تمام نوابان و راجگان صوبہ آپ کے ازبس معتقد ہو گئے۔ مگر افسوس تقریباً دس برس کی قلیل مدت کے بعد ہی آپ کا جام حیات لبریز ہو گیا اور آپ نے بیعۃ میں انتقال کیا۔ انا للہ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔ ازواج و اولاد۔ آپ کی اول شادی مسماۃ واجدہ بنت مولوی بشارت علی مرحوم سے ہوئی۔ اُن سے دو بیٹے حکیم وجاہت حسین مرحوم و حکیم عبدالنصیر مرحوم اور تین بیٹیاں مسماۃ رشیدن زوجۂ ثانیہ مولانا فرحت حسین صاحب (نے بعد شادی ایک برس زندہ رہ کر لاولد انتقال کیا) مسماۃ زہرہ زوجہ شاہ عبدالخالق بن شاہ محمد حسین صاحب ساکن نمونیہ (نے بھی لاولد انتقال کیا)۔ مسماۃ ساجدہ کی شادی ساتھ شیخ عبدالرحمٰن خلف قاضی قمر علی ساکن موضع مہدانواں سے ہوئی۔ ان کی ایک بیٹی مسماۃ بتولن جن کی شادی دارو غہ وحیدالدین ساکن چھپرہ سے ہوئی اور وہ لاولد رخصت ہوئیں، اور ایک بیٹا عبدالغفور بعمر سترہ سال لاولد رخصت ہوئے۔ حکیم صاحب نے ایک عقد لکھنؤ میں کیا تھا ان سے ایک بیٹی مسماۃ فصیحن پیدا ہوئیں جن کی شادی ساتھ حکیم ارادت حسین مرحوم کے ہوئی۔

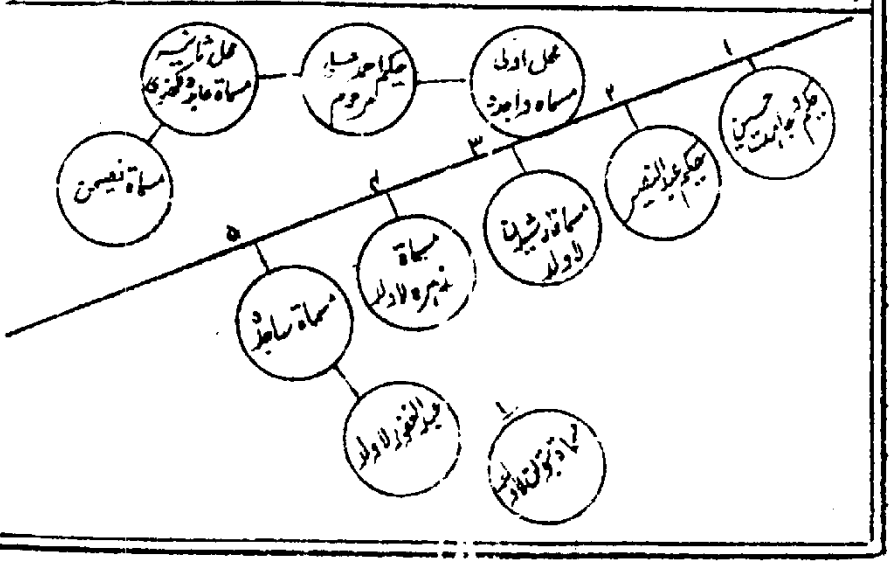

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب مولوی اولیاء علی بن شیخ رضی الدین

جناب نہایت صاف دل پاک باطن بزرگ تھے۔ اگرچہ مزاج نہایت تند واقع ہوا تھا۔ اخلاص ومحبت کے تمثال تھے۔ تمام اقربا کی خاطرداری ازبس ملحوظ رہتی۔ ان کی خدمت گزاری میں کوئی امر مانع نہیں ہوتا۔ غدر ۱۸۵۷ء کے زمانہ میں حکیم وجاہت حسین صاحب بلاوجہ ماخوذ ہوگئے تھے، مگر جناب مولا بخش صاحب (آپ سے لکھنؤ کے زمانہ قیام کی ملاقات تھی اور یہاں آفس میں آفیسر تھے) کی سعی سے پھانسی کا حکم مسترد کر دیا گیا اور اس کے عوض پچیس ہزار کی ضمانت طلب کی گئی۔ مولوی صاحب نے اپنی کل جائداد ضمانت میں دیدی۔ مولوی یعقوب اپنے خالو مولوی الٰہی بخش صاحب کے یہاں بچپن سے رہتے تھے۔ اور غالباً تلمذ بھی جناب ہی سے حاصل تھا۔ ازواج واولاد۔ آپ کی پہلی شادی مسماۃ سعیدہ بنت مولوی محمد مبین بن مفتی افضل بن مولوی مرحوم بن ملا امان اللہ جعفری ساکن پھلواری سے ہوئی اُن سے صرف ایک بیٹا حکیم مولوی ارادت حسین مرحوم پیدا ہوئے۔ اس کے بعد آپ کی اہلیہ نے انتقال کیا۔ تب آپ کی دوسری شادی مسماۃ وجیہۃ النساء بنت جناب مولوی الٰہی بخش مرحوم سے ہوئی۔ لیکن اس محل سے آپ کی اولاد نہیں ہوئی۔

مسماۃ ولین مرحومہ

بنت رضی الدین حسین ساکن صادق پور۔ زوجہ شیخ ریاض الحق صاحب ساکن سالار پور ضلع پٹنہ۔ ان کی صرف تین بیٹیاں پیدا ہوئیں مسماۃ سلیمہ زوجہ اولی حکیم ارادت حسین مرحوم مسماۃ باصرہ زوجہ شیخ غلام نبی مرحوم ساکن موضع پھلواری مسماۃ قطین زوجہ مولوی ابراہیم حسین صاحب مرحوم ساکن محلہ دیوان۔ شہر پٹنہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسماۃ ولین زوجہ شیخ ریاض الحق مرحوم

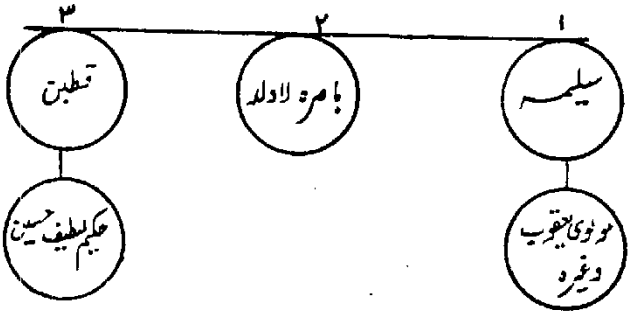

مسماۃ علیمن مرحومہ

بنت شیخ رضی الدین حسین زوجہ بخشی راحت حسین مرحوم ساکن حبیب پور ڈمری ضلع پٹنہ۔ آپ کی صرف ایک بیٹی مسماۃ صبیحۃ النساء پیدا ہوئیں۔ جن کی شادی ساتھ وجاہت حسین صاحب کے ہوئی۔ اُن سے ایک بیٹا حکیم عبدالمالک اور ایک بیٹی مسماۃ منیرن زوجہ شیخ عبدالحی ساکن نمونیہ پیدا ہوئے۔

جناب حکیم وجاہت حسین بن حکیم احمد علی

آپ نے درسیات جناب مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور جناب مولوی الٰہی بخش صاحب نے بغرض تحصیل علم طب آپ کو لکھنؤ روانہ کیا اور آپ کے اخراجات کا انتظام فرما دیا۔ وہاں جاکر جناب مولوی واجد علی صاحب فرنگی محل سے بعض درسیات دُہرائیں اور طب جناب حکیم احمد علی خاں تلمیذ حکیم مرزا محمد علی خاں لکھنوی جو کہ از اطبا رشاہی تھے، پڑھی اور استاد کی خدمت میں آٹھ برس رہے۔ آپ کو نظم و نثر دونوں میں وافی قدرت تھی۔ آپ طبیب حاذق تھے۔ علاج اور تشخیص مرض میں آپ کو خوب دخل تھا۔ آپ کی شادی ساتھ مسماۃ صبیحۃ النساء بنت بخشی راحت حسین ساکن حبیب پور سے ہوئی۔ اس سے ایک بیٹا عبدالمالک اور ایک بیٹی مسماۃ منیرن زوجہ شیخ عبدالحی بن مولوی عبدالعزیز مرحوم ساکن محلہ نمونیہ شہر پٹنہ۔ آپ کا انتقال ۱۲۸۵ھ میں ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گفت غلماں کہ آں مسیح زماں بسا نبض خوری چیند

حکیم عبدالمالک مرحوم کی اول شادی ساتھ مسماۃ رحیمن بنت شیخ[۱۲۸۵] تفضل حسین ساکن موضع کوپاسنگھرا کے ہوئی، جن سے صرف ایک بیٹا روح الدین حسین پیدا ہوئے اسکے بعد مسماۃ رحیمن نے انتقال کیا۔ اس کے بعد آپ کا ازدواج صبیہ قاضی فرخ حسین ساکن مہدانواں سے ہوا، ان سے دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ مسماۃ فاطمہ زوجہ غلام محمد بن حکیم فضل حسین بن قاضی فرخ حسین۔ مسماۃ عصمت زوجہ ڈاکٹر ابراہیم بن یعقوب بن مولوی امداد حسین چھپرہ۔ آپ کا انتقال روز یکشنبہ غرہ صفر ۱۳۰۳ھ کو ہوا۔

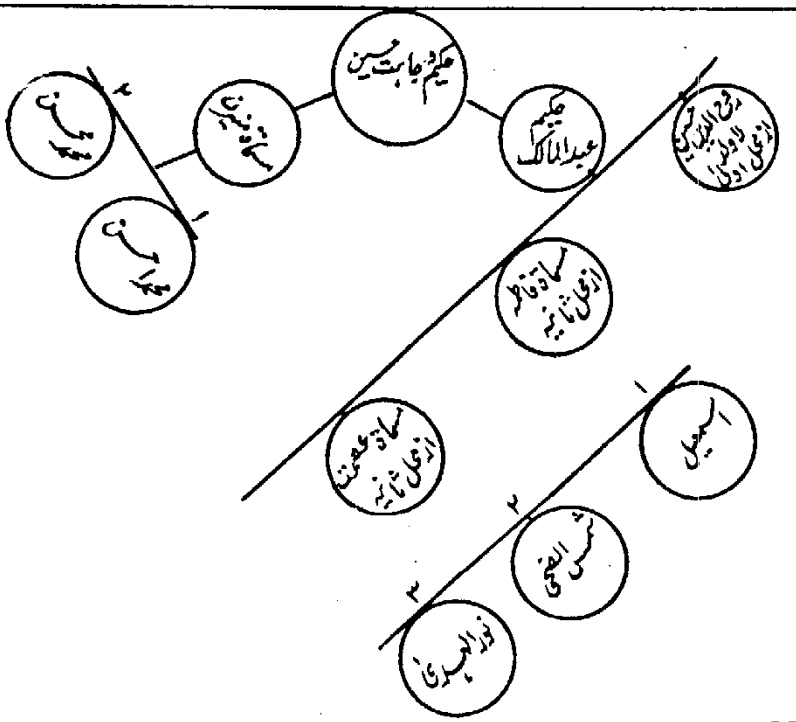

جناب حکیم عبدالنصیر بن حکیم احمد علی

آپ کی پیدائش ۱۲۵۲ھ میں ہوئی تھی۔ آپ کے صغر سنی میں آپکے والد ماجد حکیم احمد علی صاحب کا انتقال ہوگیا، آپکے برادر عم زاد جناب حکیم راحت حسین مرحوم نے آپ کی تعلیم کی۔ مختصرات آپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکیم صاحب سے پڑھیں اور علم طب اپنے برادر حقیقی حکیم وحاہت حسین صاحب سے پڑھا۔ فقہ و اصول وغیرہ میں جناب مولوی محمد عظیم صاحب سے اور معقولات میں جناب مولوی اصغر حسین صاحب پیش امام امامیہ مذہب سے تلمذ حاصل تھا۔ آپ کو علم طب میں عمدہ مہارت تھی۔ آپ خوش اخلاق صاحب مروت تھے۔ آپ کی اول شادی مسماۃ لطیفن بنت قطب الدین صاحب ساکن موضع حبیب پور ڈمری سے ہوئی، مگر افسوس کہ آپکی اہلیہ بعد شادی صرف ایک برس بقید حیات رہ کر لاولد انتقال کیا۔ بعد عرصہ دراز باقتضائے ضروریات دنیوی آپ نے غیر برادری میں نکاح کیا۔ اس محل سے آپ کو ایک بیٹی مسماۃ شمس النہار زوجہ حکیم رفعت حسین ساکن محلہ عالم گنج اور ایک بیٹا محمد بشیر بعمر دوازدہ سالہ انتقال کیا۔ دوسرے بیٹا حکیم محمد تذبہ مدعزہ اس وقت آپ کے خلف الرشید ہیں، جن کی شادی ساتھ صبیہ مولوی محمد عمر صاحب بمقام بہار ہوئی اور جناب نے بوقت عصر ۱۵ مارچ ۱۹۱۹ء رحلت فرمایا۔

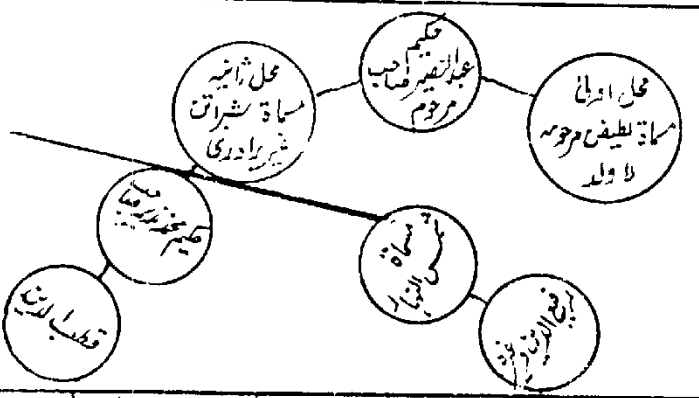

ترجمہ حکیم ارادت حسین خلف الصدق مولوی اولیاء علی

حلیہ — قد میانہ۔ رنگ گورا۔ چہرہ پر جدری کا داغ بکثرت اور نحیف الجثہ طولیت۔ آپ کی والدہ ماجدہ مسماۃ سعیدہ بنت مفتی محمد مبین بن مفتی محمد افضل جعفری ساکن قصبہ پھلواری تھیں۔ آپ سنوا سو پیدا ہوئے تھے۔ اسلئے ایسے کمزور تھے کہ ماں کا دودھ نہیں پی سکتے تھے۔ صرف روئی کا پھایا دودھ میں تر کر کے آپ کے منھ میں دیدیا جاتا۔ چند ماہ کے بعد اس لائق ہوئے کہ ماں کا دودھ پی سکیں۔ مگر بوجہ آپ کی والدہ کے انتقال کے آپ کی خالہ اور ممانی صاحبان نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی رضاعت کی۔ یہ خلقی کمزوری تمام عمر آپ کے دامنگیر رہی۔ آخر عمر میں قریب بیس برس کے آپ ضیق النفس میں مبتلا رہے لیکن محض اپنی ہمت اور استقلال طبیعت سے یوم وفات تک امور عظام انجام دیتے رہے۔ آپ مولوی فیاض علی صاحب کے ہمعمر اور ہم سبق تھے۔ آپ بچپن سے نہایت متقی و پرہیزگار، دیندار صوفی صافی تھے۔ آپ نے کبھی ایام جوانی میں اپنے عمر عزیز کو لہو و لعب میں ضائع نہ کیا۔ بچپن میں ایک مرتبہ خرابی طعام کی شکایت آپ زبان پر لائے تھے کہ ہوشیار ماں نے سلیم فرزند کو یوں جواب دیا: "ابھی تمہارے کھانے کا وقت تو آیا نہیں ہے"۔ اسکے بعد سے تمام عمر آپ تلخ و ترش کی شکایت زبان پر نہیں لائے۔

تعلیم۔ آپ نے درسیات از اول تا آخر جناب مولوی احمد اللہ صاحب رح سے پڑھی اور سند حدیث و تفسیر جناب مولانا ولایت علی رح سے حاصل کی اور فیض باطنی بھی جناب مولانا ممدوح سے علی وجہ الکمال حاصل کیا۔ آپ مولانا رح کے خلفاء عظام سے تھے اور آپ کے مجلس شوریٰ کے ایک رکن بھی تھے۔ وعظ و ہدایت اور تلقین کا کام بھی انجام دیتے۔ آپ نے علم طب اپنے عم مکرم حکیم احمد علی صاحب سے حاصل کیا تھا۔

مطب۔ حکیم احمد علی صاحب کے انتقال کے بعد دیگر اساتذہ فن طب سے استفادہ کی غرض سے آپ کا قصد لکھنؤ جانے کا تھا۔ کیونکہ ایک دو کتابیں طب کی باقی رہ گئی تھیں۔ اور صحبت استاد کا بھی موقع آپ کو کم ملا تھا، مگر آپ کے مرشد مولانا ولایت علی رح کو اس ارادہ کی خبر مل گئی۔ مرشد نے آپ سے فرمایا کہ صحت دنیا اللہ کے اختیار میں ہے۔ علم و تجربہ پر موقوف نہیں ہے۔ ہاں علم دوست کبھی بھی علم وقوف سے سیر نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے بھروسہ پر اپنے استاد اور چچا کے مطب پر بیٹھ جاؤ اور اللہ سے اعانت و فضل کی دعا کرتے رہو۔ مولانا رح نے اپنے مریدوں اور قرابت مندوں کو بھی آپ سے علاج رجوع کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ اللہ نے بات کی بات میں آپ کے مطب کو عجیب حیرت انگیز رونق بخشی۔ شروع میں بعض کہنہ مشق اطباء نے آپ کی نوجوانی کی بنا پر مضحکے، طعنے اور مخالفت سے کام لئے (آپ کے استاد مرحوم کے ساتھ ہمعصروں کا انداز اس سے بھی بدرجہا سخت رہ چکا تھا)۔ آپ نے ہمیشہ صبر و حلم اور احسن الی من اساء پر عامل رہ کر مخالفوں کو خجل و شرمندہ کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اپنی جودۃ و فطانت طبع سے مہارت و حذاقت فن کا جوہر کمال ثابت کر دیا۔

تشخیص مرض اور اسلوب علاج آپ کا نہایت عمدہ تھا۔ دست شفا تو اللہ نے ایسی دی تھی کہ لوگ اس کو کرامات سمجھتے تھے۔ ہزاروں مایوس العلاج نے آپ کے ہاتھوں سے صحت پائی۔ تمام ہندو مسلمان شیعہ سنی آپ کے نسخوں کو تبرک سمجھ کر نہایت عقیدت سے لے کر استعمال کرتے۔ روزانہ پانچ چھ سو نسخوں سے کم نہیں آپ کے مطب سے تقسیم پاتے تھے۔ آپکا ایک ہاتھ نبض پر ہوتا اور دوسرا نسخہ پر اور مریض اپنے احوال کہتے جاتے اور اللہ کے اذن سے لوگ شفا پاتے۔ تمام اہل برادری، کیا امیر کیا غریب سب کو بلا فیس دیکھتے اور بلا قیمت دوا دیتے۔ آپ کا روزانہ معمول تھا کہ علی الصباح جاروا قربا کے مریضوں کو دیکھتے ہوئے مطب پہنچتے اور وہاں بیٹھ کر ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ نسخہ تحریر فرماتے۔ یہ آپ کے قوت حافظہ و تمیزہ کی غایت نادر (مگر سچی) مثال ہے۔ اسکے علاوہ طلبا، غربا و مساکین بھی چالیس پچاس روز آپ کے مطب سے مفت دوائیں لے جاتے۔ البتہ اہل استطاعت خصوصاً امرا، ورؤسا سے فیس اور قیمت دوا آپ لیا کرتے تھے۔ تؤخذ من اغنیائھم وترد علی فقرائھم کا مضمون تھا۔ آپ کے مطب میں ہر قسم کی ادویہ مفردہ و مرکبہ۔ معاجین و جوشاندہ۔ سفوف و شربت و عرق وغیرہ نہایت عمدہ موجود رہتے تھے۔ جتنے مستعلجین آپ سے نسخہ لکھواتے، دوا بھی آپ ہی کے مطب سے لیتے۔ ایسا ہجوم مستعلجین کسی طبیب کے دروازہ پر دیکھا نہ سنا۔

اکتساب۔ اللہ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کے مطب کی آمدنی میں بڑی برکت دے رکھی تھی۔ آپ نے اپنی اہلیہ کا مہر گراں ادا فرمایا اور کئی مواضعات بھی خرید کئے۔ علاوہ مشاغل طبابت اور زمینداری کے آپ ذوق تجارت بھی رکھتے تھے۔ ادویات مفردہ کشتیوں پر منگا کر فروخت کرتے۔ کلکتہ سے معدنیات۔ سونا، چاندی، لوہا وغیرہ منگا کر رکھتے۔ اگرچہ مشغلہ تجارت میں آپ کو نمایاں کامیابی نہیں ہوئی۔

تدریس۔ باوجود غایت عدیم الفرصتی کے بھی آپ مشغلہ درس و تدریس جاری رکھتے۔ اس فقیر کو بھی آپ کے شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ صحاح ستہ وغیرہ جناب ہی سے پڑھی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نہایت ذہین و ذکی تھے۔ علم معقول و منقول دونوں میں آپ کو مہارت تھی۔ مکہ معظمہ کے تیرہ برس کے عرصہ قیام میں آپ کے درس قرآن و حدیث میں بڑے بڑے علماء و فضلاء عرب و ترک وغیرہ آتے، اور آپ کے حسن بیانی، قرآن فہمی اور حدیث دانی کی داد دیتے۔ بعض عرب آپ کے شاگرد بھی تھے۔

مناسخہ و مناظرہ ۔ علم حساب و ریاضی میں آپ کو بکمال دخل تھا۔ بڑے بڑے طویل الذیل مناسخے آپ کے بائیں ہاتھ کے کھیل تھے۔ ان کو اس قدر جلد لگاتے کہ لوگ حیران رہ جاتے۔ کچھ اسی پر منحصر نہیں، بلکہ آپ ہر کام کو بحسن و خوبی نہایت سرعت کے ساتھ انجام دیتے۔ اللہ نے قوت برق گویا آپ کو عطا کی تھی۔ جناب مولانا محمد فصیح صاحب غازی پوری قدس سرہٗ سے اس صادق پور میں جب مناظرہ ہوا تھا، اس وقت آپ بھی بمعیت جناب مولانا فیاض علی مناظر تھے اور مقامات بحث خفیہ کاغذ پر لکھ کر دکھاتے جاتے تھے۔

رفاہ عام ۔ بار دوم جب آپ ۱۲۸۱ھ میں مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور تیرہ برس وہاں قیام فرمایا۔ اس عرصہ میں آپ نے بہت سے امور عظام خیر انجام دیئے۔ بطور نمونہ کے دو ایک، ان میں سے لکھتا ہوں۔

(۱) نہر معرعوصہ سے بند تھی۔ آپ نے حجاج اور عرب و عجم سے چندہ فراہم کر کے اس کو صاف کرایا۔ (۲) منیٰ میں رمی جمرات کے پاس سڑک غایت تنگ تھی۔ رمی جمرات کیوقت لاکھوں آدمیوں کا گذر اس راستہ سے ہوتا اور اس کے آگے سڑک نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو بہت تکلیف کرنی پڑتی۔ اکثر حادثہ خون ہوتا اور ضعیف و کمزور پامال ہوا کرتے۔ آپ نے اس کے لئے بھی چندہ فراہم کر کے شریف مکہ و پاشا کی مدد سے پہاڑ کھدا کر نہایت وسیع سڑک تیار کرادی اور جمرات کی پشت پر سے ایک دوسری سڑک نکالدی کہ جس سے لوگ ایک طرف سے آویں اور رمی کرتے ہوئے دوسری طرف سے نکل جاویں۔ مراجعت کی زحمت نہ پڑے۔ اس انتظام سے لوگوں کو ایسا آرام ملا کہ جن لوگوں نے پہلے اس مقام کی تنگی اور ازدحام کی کیفیت دیکھی ہے وہ اس کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔ (۳) پانی کی منیٰ میں از حد تکلیف تھی، کیونکہ نہر جو مصر سے مکہ معظمہ آئی ہے وہ منیٰ کی پشت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر سے گذری ہے اس کے بیچ میں ایک پہاڑ حائل تھا۔ فجر کو آدمی مشک لے کر پہاڑ پر چڑھتا تو قریب دوپہر کے وہاں سے مراجعت کرتا۔ تمام دن میں ایک آدمی دو کھیپ سے زیادہ نہیں کر سکتا تھا۔ آپ نے چندہ کر کے اس پہاڑ کو بھی کٹوا دیا اور منیٰ کے شہر سے نہر تک ایک صاف نہایت عمدہ سڑک بنوا دی کہ جس سے صرف ایک گھنٹہ کی مسافت باقی رہ گئی۔ سابق میں جہاں روپیہ دو روپیہ فی مشک پانی فروخت ہوتا تھا۔ اب فی قربہ دو آنے چار آنے فروخت ہونے لگا۔ اور خربا خود بھر کر لے آنے لگے جزاہم اللہ خیرا۔ (۴) مسجد خیف واقع منیٰ کا دروازہ صرف ایک تھا اور وہ بھی چھوٹا اور عین دروازہ پر سلطانی لشکر کا پڑاؤ ہوتا تھا۔ اس سے زائرین مسجد کو سخت تکلیف تھی۔ راہ کی تنگی اور پھر گھوڑوں کی رسیاں۔ لوگ الجھ کر گرتے اور جان تلف ہوتی۔ آپ نے پاشا، افسر، فوج سے ملاقات کر کے فوج کے پڑاؤ کے لئے ہمیشہ کے واسطے جگہ بدلوا دی اور اس مسجد کے احاطہ میں ایک بہت وسیع دروازہ بجانب مقابل تعمیر کرا دیا تاکہ ایک طرف سے زائرین مسجد کے اندر آویں اور دوسری طرف نکل جائیں۔ ان کے علاوہ تیرہ برس کے عرصہ میں آپ نے جو جو کام انجام دیئے ان کا احاطہ و احصا مشکل ہے۔ ان کاموں کی قدر اہل مکہ ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ جب تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے، گھر سے منگا کر اپنا خرچ کرتے رہے۔ وہاں عربوں اور حاجیوں کا علاج مفت کرتے ہر گز ایک حبہ اُن سے نہ لیتے۔ آپ کے خوش اخلاقی کے وہ لوگ ایسے والا و شیفتہ تھے کہ آپ کا ذکر آتے ہی وہ لوگ آبدیدہ ہو جاتے۔ اس فقیر کو خود بارہا اس کا معائنہ ہوا ہے۔ شریف پاشا اور امرار جو کچھ آپ کو بخوشی نظر کرتے، اس کو وہیں غربا اور مساکین کو دیدیتے۔ اپنی ذات میں کچھ صرف نہ کرتے اور فرماتے میں یہاں دنیا کمانے کو نہیں آیا ہوں۔

احترازِ ملازمت شاہی ۔۔ شریف مکہ نے سلطان قسطنطنیہ کے پاس آپ کے تبحر علمی اور ذہانت فن کی تعریف لکھ بھیجا۔ وہاں سے چار ہزار ریال ماہوار پر ایک جگہ پیش کی گئی۔ مگر آپ نے نہایت اصرار کے ساتھ اس عہدۂ جلیلہ سے معافی چاہی۔

تلاوت ۔۔ آپ نے بعد فراغ تحصیل درسیات بزمانہ مطلب قرآن مجید حفظ فرمایا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کو تلاوت قرآن سے خاص شغف تھا۔ ہمہ وقت قرآن ورد زبان رہتا۔ صرف ضروری باتیں کرتے۔ آپ ہمیشہ سے کم سخن تھے بھی۔ آپ کی تقریر و گفتگو قَلَّ و دَلَّ ہوتی۔

رہائش۔ آپ کے لباس اور خورد و نوش نہایت سادہ اور کم قیمت ہوتے۔ آپ اپنے کپڑے اپنے ایک عطار صاحب کے حوالہ فرماتے اور ان کی اہلیہ فن خیاطی سے عدم واقفیت کے باعث موٹا جھوٹا تیار کر دیتیں اور آپ اُسے خوشی خوشی زیب تن فرماتے۔ سادہ وضعی اور اعلےٰ خیالی آپ کے اصول زندگی سے تھی۔ البتہ انفاق فی سبیل اللہ کا خوب شوق تھا۔ جمع دولت و مال کا ذوق نہ تھا۔ ۱۲۷۶ء میں جب حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے تو وہاں بھی نہایت فراخدلی کے ساتھ خیر و صدقات کئے۔

عفو۔ ایک مرتبہ ایک عرب مریض کو آپ نے مسافر نوازی کے خیال سے مطب میں جگہ دی، عافیت رسانی کے کل سامان کر دیئے اور برابر اس کی ضرورتوں کا خیال رکھتے مگر وہ ایک قیمتی نادر اور مستعار کتاب مطب سے غائب کر کے فروخت کرایا۔ کتاب بعد تلاش دستیاب ہوئی لیکن آپ نے اس سے کچھ بھی تعارض نہیں کیا اور ویسی ہی سلوک جاری رکھا۔ آخرش خود وہ خجل و شرمندہ ہو کر روانہ ہو گیا۔

زُہد۔ ایک بار آپ کے مطب سے زیورات کا بکس جس میں اغیار کے اور اپنے گھر کے زیورات و جواہر تھے۔ کسی دانستہ شخص نے وہاں سے پار کر دیا۔ اس میں آٹھ ہزار سے کم کی مالیت نہ تھی، لوگوں نے باصرار آپ سے اس شخص کی گرفتاری کے لئے کہا، مگر آپ یہی جواب دیتے رہے۔ میں بغیر رویت کے کچھ نہیں کرنا چاہتا ہوں، اپنا ایمان روپیہ کے عوض بیچنا نہیں چاہتا۔" اور آپ نے اپنے جیب خاص سے ان کی قیمت لوگوں کو ادا کر دی۔ جزاہ اللہ خیرا۔"

خلق۔ آپ کا خلق عمیم تھا۔ آپ مرضیٰ و اقربا کی تیمارداری تک کرتے۔ اس فقیر کی علالت میں بھائی صاحب خود دوا چھانکر پلاتے اور دوا مالش بھی کرتے۔ باوجود عدیم الفرصتی کے عام چیزوں کی خریداری آپ کے سپرد رہتی۔ تمام برادری کے زیورات وغیرہ آپ کی معرفت تیار ہوتے۔ مہمان نوازی تو آپ کی خاص شان تھی۔ آپ کا دل محبت کا خزانہ تھا۔ عزیزی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد یوسف جعفری ایام طفلی میں جب اپنی ماں کے ساتھ مکہ معظمہ گئے تھے تو حکیم صاحب اور لوگوں کا تو خیال کرتے ہی تھے اس بچہ کو بالالتزام اپنے ساتھ کھلاتے اور اپنے سے جدا نہیں ہونے دیتے۔ آپ حلیم۔ کریم۔ متین۔ منکسر۔ کاظم اور خوش مزاج ازبس تھے۔ امور تمدن و سیاست میں بھی آپ کی فہم بلیغ تھی۔

وفات — آپ کا انتقال مکہ معظمہ میں بعمر چھپن برس ہوا۔ آپ کی قبر جنت المعلیٰ میں مزار جناب حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے دائیں جانب واقع ہے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ والحقہ بالمھاجرین الذین ھاجروا وجاھدوا مع نبیک صلعم قطعہ تاریخ رحلت از نتیجہ فکر مولینا محمد سعید صاحب قدس سرہ

عالم و متقی و ماہر طب ٭ متمسک بکتاب و سنت ٭ نام او بود ارادت بحسین کرد از ہند بہ مکہ ہجرت بود مشغول عبادت شب و روز ٭ رخت بربست چو آمد رحلت گفت تاریخ ملک وقت رحیل ٭ رفت از مکہ بسوئے جنت ۱۲۹۴ھ ٭ دوسرے قطعہ میں آپ کی تاریخ وفات مشتاق جنت ۱۲۹۴ھ ہوئی ہے۔

اولاد و احفاد — آپ کی اول شادی مسماۃ سلیمہ بنت شیخ ریاض الحق صاحب سالارپوری سے ہوئی، ان سے کئی اولاد ہوئیں (۱) مسماۃ حلیمہ زوجہ ثانیہ حکیم مولوی عبدالحمید مرحوم۔ یہ لاولد اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔ آپ نہایت سلیقہ مند صابرہ۔ ضابطہ۔ عقیلہ۔ عفیفہ، عابدہ اور کریم النفس تھیں۔ شوہر کی خوشنودی اور احترام کا ازبس خیال رکھتیں۔ ترجمہ قرآن سے آگاہ تھیں اور تلاوت قرآن کا التزام رکھتیں۔ حقیقت یہ ہے کہ برادری میں اپنی مثال آپ تھیں۔ (۲) مولوی اسمٰعیل سفر حجاز میں آپ کے ساتھ تھے۔ وہاں پہنچکر چند برس کے بعد اٹھارہ برس کی عمر میں لاولد رحلت کی۔ مسماۃ صابرہ زوجہ سید وحید الدین مختار بن سید صمصام الدین وکیل بن سید سلطان علی صدر امین بن سید فضل اللہ رئیس قصبہ منیر۔ آپ بھی سلیقہ مند۔ ہوشمند۔ عابدہ اور مخیرہ تھیں (۴) مولوی محمد یعقوب مرحوم اُن کی شادی مسماۃ فاطمہ بنت جناب حکیم امیر حسن مرحوم ساکن کرائی کہنہ ضلع پٹنہ سے ہوئی (۵) محمد داؤد اس نے بعمر شش سالہ انتقال کیا۔ آپ کی دوسری شادی آپ کے مرشد مولانا ولایت علی نے بنظر ترویج سنت مسماۃ فصیحن بنت جناب حکیم احمد علی مرحوم سے کر دی تھی۔ اس محل سے صرف دو بیٹے ہوئے (۱) محمد ابراہیم جس نے دو برس بعد زندہ رہکر قضا کیا۔ (۲) مولوی محمد اسحاق مرحوم اس عزیز کی شادی ساتھ زبیدہ خاتون بنت شیخ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیرات علی مرحوم ساکن موضع بانک سے ہوئی ۔

نقشہ اولاد حکیم ارادت حسین مرحوم

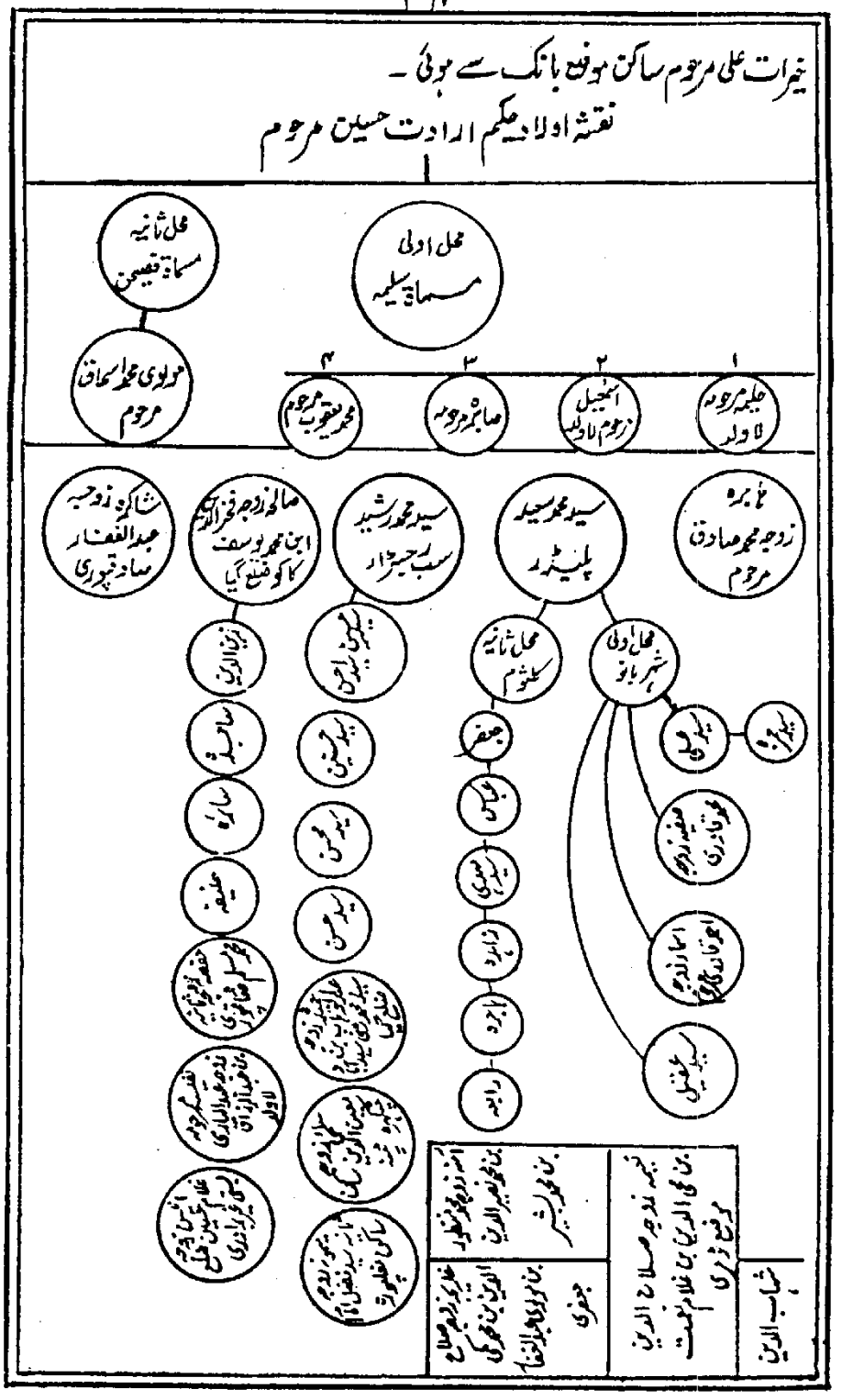

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم بن حکیم ارادت حسین صاحب مرحوم

جناب حکیم صاحب کے چوتھے فرزند تھے۔ جناب کی پیدائش غالباً ۱۲۷۰ھ میں ہوئی ہوگی جناب کے والد ماجد آپ کو ۱۲۸۰ھ میں دو سالہ چھوڑ کر عازم مکہ ہوئے اور آپ کی تعلیم و تربیت آپ کی والدہ ماجدہ کے سپرد رہی۔

بچپن۔ زمانہ طفلی کی کوئی حرکت نازیبا یا چلبلاپن کی سنی نہیں گئی۔ از بس نیک تھے۔ مکتب کے فاضل اوقات میں ماں کی خدمت میں حاضر رہتے یا بابا شاد والدہ مولوی محمد حسن صاحب مرحوم یا مولوی محمد یقین صاحب مرحوم کی خدمات میں حاضر ہوتے اور ان کی معیت میں دور دور تک سیر کو جاتے اور نصائح کیمیا اثر سے فیضیاب ہوتے۔ مگر جناب کو زیادہ صحبت مولوی محمد یقین صاحب کی رہی اور انہیں کے رنگ میں رنگے جزاہ اللہ حسنا جناب کے تخیلات میں کبھی نرمی گرمی نہیں پیدا ہوئی۔ یکساں پختگی تھی۔ خالص صادقپوری قدیم رنگ تھا۔

تعلیم جناب کی تعلیم کے لئے غالباً جید معلم دستیاب نہ ہو سکا، جیسا کہ مولوی صاحب مرحوم کی گفتگو سے مترشح تھا۔ بہرکیف جناب نے ذکاوت ہی پر زیر نگرانی والدہ ماجدہ تعلیم پائی اور مختصرات سے فارغ ہو کر پھر بعض کتابیں مولوی محمد حسن صاحب مرحوم و نیز حکیم مولوی عبدالمجید صاحب مرحوم سے شروع کی تھیں کہ جناب سخت علیل ہوئے اور بعد صحت آپ کی والدہ ماجدہ نے اپنی جدی قرابت میں آپ کی شادی کرادی اور انتظام زمینداری بعد تقسیم جائداد سپرد کر دیا۔ اسی مصروفیت نے تکمیل درسیات و مشاغل علمی سے باز رکھا۔

عام زندگی۔ زمانۂ شباب میں بھی زہد و اتقا جناب میں از بس تھا۔ نیک صحبتوں کا شوق تھا۔ تاہم ملبوسات اور رہائش میں قدرے طبیعت دادی تھی۔ چمن و اسپ سواری کا بھی برابر شوق تھا، مگر یہ بھی حد اعتدال سے کبھی نہ گذرا۔ حقہ کا خاص اہتمام تھا۔ کچھ عرصہ اہل صادقپور کے نوجوانوں کے اخلاق ڈھیلے پڑ گئے تھے، تو جائے اجتماع محلہ بھر میں صرف آپ کا مکان تھا۔ تاہم جناب متاثر نہیں ہوئے۔ کبھی اسراف نہیں کیا۔ خانہ داری یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمینداری اپنی والدہ اور نسبتی بھائی مولوی سید وحید الدین صاحب مرحوم کے مشورے سے کرتے، سال میں تین چار ماہ مواضعات پر جاتے۔

اخلاق — جناب کے مزاج میں شیخی شان اور امارت نہ تھی۔ ہر کس و ناکس سے ملتے۔ اس کے یہاں جاتے۔ اس کی خوشی غمی میں شریک ہوتے۔ کبھی اپنی تعریف بڑائی نہیں چاہتے بلکہ بعض وقت اس سے ناراض ہو جاتے۔ انکساری کا یہ حال تھا کہ ہر جگہ ماتحت رہنا۔ امارت سے احتراز کرنا پسند کرتے۔ ملاہی، مزاحات و دیگر لغویات سے علیحدہ رہتے۔ والذین ھم عن اللغو معرضون اپنے بیگانوں کو قرض دیتے اور اس کی وصولی نرمی سے کرتے یا معاف کرتے۔ مہمان نوازی اپنے نانا شیخ ریاض الحق صاحب مرحوم سے ترکہ میں پائی تھی۔ اس کبر سنی میں بھی مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتے اور انتظار سے تکلیف اٹھاتے لیکن اپنے لڑکوں پر بھی اس کام کو نہ چھوڑتے من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ ۱۲ بخاری کبھی کھانے میں تکلیف کو راہ نہ دیتے۔ جناب کی ایسی مہمان نواز طبیعت کا خاندان میں شاید کوئی دوسرا ہو۔ دوسروں کے مہمان آپ کے مہمان بنتے اور بلا تعارف لوگ آپ کے مہمان ہوتے۔

عجب واقعہ — ایک اجنبی مہمان آپ کے یہاں ہفتہ عشرہ مقیم ہوئے۔ وقت پر آپ کے شامل کھانا کھاتے۔ شب کو آرام کرتے اور دن بھر اپنی ضروریات سے باہر رہتے۔ دس روز کے بعد آپنے مولوی حبیب اللہ صاحب و مولوی عبدالسلام صاحب مرحوم سے دریافت فرمایا کہ آپ لوگوں کو نئے مہمان سے کچھ تعارف ہے؟ جواب نفی میں ملا۔ پھر بھی کشادہ پیشانی مہمان نوازی جاری رہی اور دو ایک روز بعد بلا تعارف عجیب مہمان رخصت ہو گئے۔

اقربا اور احباب کی ملاقات کا خاص اہتمام تھا۔ تقریبات و عیادت کے علاوہ اکثر تمام جگہ تشریف لے جاتے اور تفصیلی ملاقات فرماتے۔ جب تک ہر بچہ کو اپنی نظر سے نہ دیکھ لیتے تسکین نہ ہوتی۔ تقریبات عیادت، تعزیت کے لئے قریبی اور دشوار گذار مقامات کا سفر کرتے۔ آپ کے اخلاق حسنہ و پاکبازی کی وجہ سے لوگ اپنے عزیزوں کو آپ کے حضور رکھتے تھے۔ آپ کے ایسے بھی احباب تھے، جن سے محض اللہ کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت تھی اگرچہ ان سے لقا نہ تھی۔ ورجلان تحابا فی اللہ۔ ہنود سے بھی مراسم اخلاق قائم رکھتے۔ مسافر نوازی کے لئے آپ کی ذات مخصوص تھی۔ آپ کی دعوت بھاری ہوتی۔ خاص وعام یکساں ہوتے۔ یطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا ویتیما واسیرا۔

اطاعت — خلاف شرع یا غیر منصفانہ امور میں آپ کسی کی نہیں سنتے ورنہ اپنے ہر بزرگ کی فرمانبرداری اور ادب کرتے۔ اپنی بڑی بہنوں کا غایت ادب ولحاظ رکھتے اور لطف عتاب اٹھاتے۔ جناب کی والدہ کا مزاج سخت واقع ہوا تھا۔ محض ادنیٰ امور پر سخت گرفت فرماتیں، اور آپ دست بستہ ایک پانوں پر گھنٹوں اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ صفائی طبیعت کے متعلق آپ کو کافی اطمینان نہ ہو لیتا۔ یہ واقعات پوشیدہ طور پر پیش نہ آتے تھے۔ بلکہ اعلانیہ یہ سلسلہ شرف تا ہوش والدہ ماجدہ مرحومہ قائم رہا۔ آپ صاحب اولاد کیا صاحب داماد ہو چکے تھے، مگر جناب نے نہ کبھی اُف کیا اور نہ حرف شکایت زبان پر لائے۔ وقضی ربك الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا۔ اما یبلغن عندك الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما ہ واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا۔ السمع والطاعۃ آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ اور یہی آپ کے فرخندہ حالی واطمینان زندگی کا موجب تھا۔

قرابت — قرابت اور رشتہ کا لحاظ جناب کو ازبس تھا۔ مھما امکن پورا پورا حق صلہ رحم ادا کرتے اور قرابت کے ہر جوڑ و بند سے خوب واقفیت رکھتے تھے۔ اور مردہ رشتہ مندیوں کو جگاتے، مگر کبھی کسی کے خانگی نزاع میں نہ پڑتے۔ نہ کسی کی جانبداری کرتے نہ رنج خریدتے۔

اخلاص ومحبت — آپ مجسم محبت تھے۔ آپ جس سے ملتے بے ریا اور بے غرض ملتے۔ نہایت فراخدلی اور اشتیاق سے ملتے اس کے لئے سفر فرماتے لطف برادری آپ کی ذات سے قائم تھی۔ آج اس پیکر محبت کے لئے لوگوں کے دل چٹکیاں لے رہے ہیں۔ مریض کے لئے لطف عیادت غمگین کے لئے لطف تعزیت، تقریباب کی رونق افزائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنقا ہوگئی۔ معاوضہ اور بدلے کا مطلق خیال نہ تھا کسی کے متعلق حرف شکایت زبان پر نہ لاتے۔ اس لذت سے وہی نفوس واقف ہیں، جو محظوظ ہو چکے ہیں۔

عفو — آپ کسی سے زیادہ دیر تک رنج نہیں رکھتے۔ اکثر فراموش فرماتے۔ الجا پر جلد معاف فرماتے اگر گرہ سخت پڑ جاتی تو اللہ سے اُمید عفو کا زبان پر لانا دل کو بیتاب کر دیتے اور صفائی قلب کے لئے اکسیر کا کام کرنا ایک شخص کے مستقل بے عنوانیوں سے جناب کے دل میں ناسور پڑ گئے تھے۔ آخرش مصائب نے اس کی اصلاح کی اور معافی کے لئے سفارش بھیجا کسی طرح جناب کی طبیعت نرم نہیں ہو رہی تھی۔ وہ بھی مزاج سے واقف تھا۔ آخرش اس کے یہ الفاظ جناب جب اللہ کی مخلوق کے قصور کو دل سے بھولنا نہیں چاہتے تو اس غفار سے اپنے متعلق کیونکر توقع رکھتے ہیں۔" (الا تحبون ان یغفر اللہ لکم) کہنا تھا کہ خاص کیفیت طاری ہوئی اور آنکھیں دیر تک اشک بار رہیں، پھر حرف شکایت زبان پر بھی نہ لائے

عبادت — عبادت کا جناب کو بچپن سے شوق تھا (شاب نشاء فی عبادۃ اللہ ورجل قلبہ معلق فی المساجد۔ قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خشعون۔ صلوٰۃ پنجگانہ باجماعت مسجد میں ادا فرماتے۔ نوافل تہجد۔ جمعہ کی سنتی سے پابندی کرتے۔ عرصہ علالت میں اسی کی حسرت تھی۔ تنہائی میں فرمایا کرتے" شامت آئی کہ موتیا بند قدرح کرآئی۔ دیکھئے کتنے جمعے ناغہ ہوتے ہیں۔ رات کی نماز چھوٹ گئی۔ مسجد کی حاضری گئی۔ حالانکہ جب کبھی صلاحیت پائے، سواری پہ یا پاپیادہ پاجمعہ اور پنجگانہ میں مسجد حاضر ہوتے۔ اقربا۔ احباب سب کے لئے نہایت لجاجت اور بے چینی سے اخیر شب میں دعا مانگا کرتے (اور جل ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ) حج کا جناب کو نہایت شوق تھا۔ تین حج کر چکے تھے، لیکن کبھی سیری نہیں ہوئی۔ دیار یار کا ہر وقت تذکرہ کرتے۔ شاید ہر بار شوق کو اور تازیانہ ہوتا تھا۔ ع

ھو المسک ماکررتہ تیضوع

دعا حکیم ارادت حسین صاحب سے آپ کے ترکہ میں آئی تھی۔ پہلے حج کے بعد ہی آپ کی طبیعت میں نہایت پختگی آگئی۔ ہر قسم کی طبیعت داری لباس۔ چمن کی آرائش۔ تمباکو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ذوق۔ دفعۃً رخصت ہوگئے۔ اب جتنا ذوق تھا، اس میں نفس کا حصہ کم تھا۔ آپ کی غایت سادگی اور پوشیدہ صدقات کے باعث اکثر احباب و اقربا، آپ سے بے جا حسن ظنی۔ وکفایت شعاری اور انتظام کی شکایت رکھتے تھے۔ ورجل تصدق بصدق فاخفاها حتی لاتعلم شمالہ ماتنفق یمینہ۔ مگر اس راز سے مخصوصین واقف تھے اور بعد رحلت تو ایسا از سنکشف ہی ہو جاتا ہے۔

صدقات ۔۔ ادائے صدقات میں مراتب و منازل کا خاص لحاظ تھا، اگرچہ جناب غایت اخفا رکھتے پھر بھی کوئی شعبہ جناب سے غالباً چھوٹنے نہیں پایا۔ ذوی القربیٰ۔ ابن السبیل فی سبیل اللہ۔ مساجد۔ مدارس وغیرہ کا خاص خیال رکھتے (وات ذا القربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا) اخراجات سالانہ سے جو کچھ باقی بچتا وہ اللہ کی راہ میں دیتے۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ کی تحصیل کے درجہ کے ذوق میں بہترین معاش فروخت کردی۔ وقف کرنے کے سخت خلاف تھے۔ فرماتے خیرات میں لوگوں کی نیتوں کو خراب کرنا اور بار دینا دانشمندی کی بات نہیں، اس لئے آپ نے کسی امر کی وصیت نہ کی۔

حقوق ۔۔ میں مراتب کا لحاظ از بس تھا۔ عدل و قسط کی پوری نگرانی رہتی تھی۔ اولاد کی عافیت کا خیال تادم مرگ رہا اور برتاؤ ہر کے ساتھ مساوی رہا لین دین میں جزئیات پر نگاہ رکھتے۔ قدیم مدرسین سے [illegible] خاص الفت رکھتے۔ غرض آپ کی خائف باللہ زندگی تھی۔ آپ نے اپنی اہلیہ مرحومہ (جن کی کیفیت آپ سے غالباً کم نہ تھی) کے انتقال سے چھ ماہ پیشتر اپنی کل جائداد اولاد پر تقسیم کردی اور کامل عدل کا لحاظ رکھا۔ بعد انتقال اپنی اہلیہ مغفورہا کے آپ نے اپنی چھوٹی بھاوج کے (جن کو آپ کی چھوٹی ہمشیرہ نے آپ کے سپرد کیا تھا اور جو آپ کی بڑی بہو ہیں) کل انتظام سپرد فرمایا۔ بچوں کی مذہبی تعلیم کا از بس خیال تھا اور اپنے حوصلہ اور مذاق کے مطابق کافی صرف فرماتے رہے، اور بفضلہ آپ کے نجلے صاحبزادے مولوی حکیم عبدالوہاب سلمہ نے درسیات اختتام کو پہنچائی ہے اور ماشاء اللہ الولد سر لابیہ کا امید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وابستہ ہے۔

مرض وفات ۔ جناب کے چشم راست میں نزول الماء کی شکایت تھی اسکی اصلاح قدح کے قبل جب قارورہ کا امتحان کیا گیا تو قارورہ غایت زلالی تھا یعنی رطوبت ثانیہ جسے اصطلاح ڈاکٹری میں البومن کہتے ہیں مملو تھا۔ دس روز کے توقف کے بعد موتیا بند کا قدح ہوا اور اس میں خاصی کامیابی نظر آئی۔ لیکن ایک ماہ کے بعد عام صحت میں مدوجزر ہوا۔ قبض۔ غذا سے نفرت۔ اضمحلال، اعضاء شکنی کی تکلیف رہی۔ رحلت سے ایک ہفتہ قبل اشتداد بیّن پیدا ہوا۔ ایڑی میں درد بلغم لزج کے ساتھ خون آنا۔ اعضاء شکنی اور کرب۔ غذا اور دوا سے نفور۔ چنانچہ بروز چہارشنبہ بوقت ۴ بجے صبح آپ نے فرمایا، آج بھر جسم خوب دباؤ کل بآرام سوؤں گا۔ جو بوقت مغرب ظہور پذیر ہوا۔ تقریباً ایک گھنٹہ افاقۃ الموت رہا۔ بعد استنجا نماز کا وقت دریافت کیا اور تیمم کیا۔ بیٹھ کر ادائے صلوٰۃ سے معذوری ظاہر کی۔ لیٹ کر نماز کے لئے تحریمہ باندھ کر کچھ پڑھنا شروع کیا کہ دو چار خفیف سی ہچکیاں آئیں اور روح قفس عنصری سے جدا ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نمو ہیہ مقبرہ خاص نشینی غربی زیر دیوار جنوبی حصہ میں جو تقریباً دو سال قبل مولوی عبدالحکیم صاحب مرحوم کے لئے کھودی گئی تھی مدفون ہوئے۔ وقت رحلت مغرب ۲۸ جمادی الاخر ۱۳۳۹ھ مطابق ۹ مارچ ۱۹۲۱ء شب پنجشنبہ بعمر ۶۹ سال وفات پائی۔

قطعۂ تاریخ رحلت از نتیجۂ فکر جناب مولوی حکیم محمد شریف صاحب فخر مہدانوی ثم عظیم آبادی

مولوی یعقوب مقبول الٰہ	نزد رب در حالت طاعت برفت
گشت در تحریمہ کز حکم قضا	زیں مکان در منزل رحمت برفت
در حقیقت رہ نورد خلد شد	ظاہر اگرچہ سوئے تربت برفت
چوں بگور اندر شد آں مخفی دریغ	از تنم جاں باعث راحت برفت
سال رحلت از من بیمار آہ	فخر غمگیں گفت در جنت برفت

۱۳۳۹ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواب ۔ مولوی محمد یوسف صاحب جعفری فرماتے تھے کہ میں مرحوم و مغفور کی علالت سے آگاہ نہ تھا۔ ایک روز بوقت صبح میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں چند شخصوں کے ساتھ نماز مغرب کی امامت کر رہا ہوں۔ تحریمہ باندھنے کے ساتھ سامنے سے بادل صاف ہو کر آفتاب نمایاں ہو گیا۔ اس لئے لوگ وقت کے انتظار میں اسی جگہ کھڑے رہے اور تھوڑی دیر میں غروب ہو گیا۔ میں نے پھر امامت کی۔ خواب سے بیداری کے ساتھ دل نے تعبیر یہ بتایا کہ ہم میں سے کسی اہل اللہ کی طلبی ہے۔ دوسرے یا تیسرے دن خبر انتقال پُر ملال ملی۔

خلاصہ ۔ غایت صلح پسند۔ فتنہ سے دور رہنے والے عابد۔ خائف باللہ۔ مخلص، پیکر محبت، وضع و خیال کے پختہ۔ اللہ کی راہ میں انفاق کے لئے بے چین ہو جانے والے۔ مہمان نواز۔ قرابت کے نبھانے والے۔ عالم انساب خاندان بے نفس و بے ریا ہر شخص کو اپنے سے افضل سمجھنے والے اور اپنی کیفیت باطنی سے لوگوں پر اثر ڈالکر جماعت صلوٰۃ و اجتماع قائم رکھنے والے۔ جناب مولانا عبدالرحیم صاحبؒ نے جب وفات سُن کر بے ساختہ بصد حسرت فرمایا کہ آج ہمارے خاندان اور محلہ کا قطب رخصت ہو گیا۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون۔

اولاد و احفاد ۔ مسماۃ شہر بانو مرحومہ اس لڑکی کی تعلیم مولوی حکیم سید احمد حسین صاحب صوفی کے زنانہ مکتب میں ہوئی تھی۔ یہ دینیات سے کافی واقفیت رکھتی تھی۔ نیک صابرہ اور ذی شعور و ہنر مند تھی۔ ۲۸ برس کی عمر میں ۹ ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ کو انتقال کیا۔ اللھم اغفر لھا وارحمھا۔ اس کی شادی عزیزی سید محمد سعید پلیڈر سے ہوئی تھی۔ عزیزی عبدالغفار ان کی شادی مسماۃ شاکرہ بنت سید وحید الدین مختار بن سید صمصام الدین وکیل ساکن قصبہ میز سے ہوئی ہے۔ عزیزی مولوی حکیم عبدالوہاب ان کو درسیات نظامی میں مولوی عبدالسلام صاحب مبارک پوری اور مولوی اشرف علی صاحب صادق پوری اور عزیزی مولوی حکیم لطیف حسین مرحوم سے تلمذ حاصل ہے اور فن طب میں مولوی عبدالسلام صاحب (شاگرد حکیم عبدالولی لکھنوی) اور حکیم لطیف حسین مرحوم کے شاگرد رشید ہیں۔ اُن کی شادی بھی عزیزی مذکور الصدر کی صبیہ کلانی مسماۃ قمر النساء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہوئی ہے۔ عزیزی عبدالستار، ان کی پہلی شادی مولوی شمس الحق مرحوم موضع ڈیانواں ضلع پٹنہ کی صبیہ کلانی مسماۃ رفیدہ مرحومہ سے ہوئی تھی۔ دوسری شادی مسماۃ شہر بانو بنت منشی شیخ ظہیر الدین سالار پوری اسٹیشن مسورھی سے ہوئی ہے۔ مسماۃ کلثوم اس لڑکی کی شادی بھی عزیزی سید محمد سعید پلیڈر بن سید وحید الدین مختار مرحوم سے ہوئی ہے۔ مسماۃ مریم اس لڑکی کی شادی عزیزی محمد ایوب مرحوم بن مولوی شمس الحق موضع ڈیاواں سے ہوئی ہے۔

ضمیمہ تذکرہ مولوی محمد یعقوب صاحب و حکیم ارادت حسین صاحب صادقپوری رحمۃ اللہ علیہ

فیض فیاضی — مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم نے اپنی اولاد کی تعلیم میں دریا دلی سے اخراجات کیا۔ پہلے تینوں اولاد ذکور مولوی عبدالغفار، مولوی عبدالوہاب اور مولوی عبدالستار کو مدرسہ احمدیہ آرہ بھیجا اور دارالاقامہ میں داخل کرایا۔ دو تین سالوں کے بعد مبارک پور ضلع اعظم گڈھ جاکر پہلے مولانا عبدالرحمن صاحب شارح ترمذی شریف (تحفۃ الاحوذی) کو لانے کی کوشش کی۔ مولانا مرحوم کی معذرت اور ان کے مشورہ سے مولانا عبدالسلام صاحب مبارک پوری کو لائے۔ مولانا عبدالسلام صاحب کے ہمراہ چند طلبہ بھی تھے، ان کے بھی قیام کا سامان کیا۔ پھر مولانا موصوف کے برادر خرد مولوی احمد علی، پسر اکبر مولوی عبدالعزیز کے قیام و طعام کا متحمل ہوئے پھر مولانا موصوف کے برادر زادہ مولوی محمد عمر کے قیام و طعام کو بھی برداشت کیا۔ علاوہ ازیں بغرض حصول تعلیم چند طلبہ اہل برادری و غیر برادری کے بھی رہتے تھے۔ جن کے قیام و طعام کے بھی آپ ہی کفیل تھے۔ مولانا عبدالسلام صاحب کے قیام کے زمانہ میں بعض احباب کے لڑکے اور ساکنان اہل قریہ کے بچے آپ کے مکان میں قیام فرماتے اور تعلیم حاصل کرتے اور دیگر اہل شہر بھی مستفیض ہوتے۔

مولانا موصوف کے دیگر چند خاص تلامذہ کا تذکرہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے ان میں سے چند کا نام درج ذیل ہے:۔

۱۔ حکیم عبدالرزاق صاحب بن مولوی محمد اسحاق صاحب مرحوم صادق پوری۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ مولوی محمد مسلم صاحب پروفیسر ہزاری باغ کالج ۔ ۳۔ مسعود بن سعید اور سیر ساکن حجرا، پٹنہ ۴۔ سید محمد سعید بن سید وحید الحق موہن پور ثم بازید پور ۵۔ مولوی سید عبد الغفور صاحب ساکن قدم رسول ثم دانا پور، پٹنہ ۶۔ مولوی مجیب اللہ صاحب محلہ ڈنکہ املی پٹنہ ۷۔ مولوی لاڈلے صاحب محلہ لودی کٹرہ پٹنہ ۸۔ مولوی عبد الحکیم خاں بن نتھے خاں مرحوم مروت پوری ضلع مظفر پوری وغیرہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

بعض اہل برادری حسب ذوق اسکول میں تعلیم پاتے تھے۔ مثلاً ڈاکٹر سید محمد فرید صاحب مرحوم حال مقیم لہیریا سرائے دربھنگہ ایسے متعلمین کے قیام و طعام کے بھی آپ ہی متکفل تھے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم کی دعاؤں کی کیفیت ۔ آپ کی دعاؤں کی ایک خاص کیفیت تھی۔ آپ کی دعا نہایت ہی پرکیف، پرمغز و پر اثر ہوتی تھی جو حکیم ارادت حسین صاحب مرحوم صادق پوری سے آپ کے ترکہ میں آئی تھی۔ جن لوگوں نے حکیم صاحب موصوف علیہ الرحمۃ کی دعا دیکھی یا سنی تھی۔ وہ لوگ تو صرف انداز دعا ہی سے سمجھ جاتے کہ یہ ان کے فرزند دلبند ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ اہل صادق پور اور ان کے بزرگوں سے تعلیم پائے ہوئے اور ان کی صحبت یافتہ لوگ دعا میں خاص خصوصیت رکھتے تھے۔ دعا کا مضمون قرآن و احادیث کے ادعیہ کا خلاصہ ہوتا اور اس کے ساتھ عجیب بے تابی و اضطرابی خشوع و خضوع ہوتا۔ ان پڑھ بھی دوسرے بہتیرے علماء سے بہتر دعا کرتے۔

مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم کی مسجد صادقپور کی خدمات

(مضمون ہذا مولوی عبد الغفار صاحب مرحوم صادقپوری کے تحریر کردہ نوٹ سے اخذ کیا گیا ہے۔ خسرہ ۱۰۰۰ مسجد صادق پور واقع ماکھن پور ٹولہ (صادق پور کا سابق یا دوسرا نام) سرکل ۹۱ ہولڈنگ ۱۲۵ وارڈ ۱۹ شیٹ نمبر ۱۷۳)

جناب محمد موسیٰ صاحب صادق پوری ابن مولانا یحییٰ علی رحمۃ اللہ اور مسٹر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمود الحسن صاحب صادق پوری صدر اعلیٰ ابن مولانا محمد حسن صاحب صادقپوری کا بیان ہے کہ یہ ایک نہایت قدیم سہ گنبد دار مسجد تھی جس میں ایک غسل خانہ اور قدم رسول بھی تھا۔ مسجد اس قدر خستہ اور مخدوش ہوگئی تھی کہ برسات کے موسم میں اس میں نماز کی ادائیگی ترک کر دی گئی تھی۔ مولانا محمد حسن صاحب کے مکان میں نماز جمعہ ہوتی آخر شہ یہ منہدم ہوگئی۔ اس کی دوسری عمارت نہایت سادہ معمولی کپڑہ پوش اگلے حصہ میں کر دی گئی اور دوسرا حصہ بغیر سقف زیر آسمان کھلا رہا۔ آخر شہ مسماۃ حلیمہ مرحومہ بنت حکیم ارادت حسین علیہ الرحمہ نے اس کے پختہ کرنے اور امام کو پہنچانے کی رقم دے کر اپنے بھائی محمد یعقوب صاحب مرحوم کو وصیت کی اور جناب حکیم مولوی لطیف حسین صاحب کے خالہ زاد برادر نے اپنی نگرانی و انتظام میں اس کام کو انجام دیا اللّٰھم اغفر لھم وارحمھم۔

مولوی محمد یعقوب صاحب مسجد کی خدمت میں برابر دل چسپی لیتے ہوئے پائے گئے اس کے اخراجات کے کفیل ظاہراً وہی معلوم ہوتے تھے۔ حسن اتفاق یہ کہ جناب کو قاضی عبدالمجید صاحب ساکن بودی کڑہ سے نانہالی رشتہ مندی تھی۔ اور متصل کی زمین پورب جانب جناب قاضی صاحب کے خاندان کی مقبرہ خاص تھی۔ اس کا اور اس کے متحرفہ کا نظم جناب قاضی صاحب نے برادر مولوی محمد یعقوب صاحب کے سپرد ایک عرصہ کے لئے کر دیا تھا۔ پھر تمام کاغذات متعلق متحرفہ واپس منگوا کر کچھ دنوں تک خود انتظام دیکھتے رہے، پھر بالکل خاموش ہو رہے۔ اس زمانۂ خاموشی کو جب مدت گزر گئی تو مولوی یعقوب صاحب اشجار واقع مقبرہ مثلاً کھیرنی وامل وغیرہ کو بندوبست کر دیتے اور اس کی آمدنی کو مسجد کی ضرورتوں میں صرف کرتے، جس پر نہ تو قاضی صاحب اور نہ ان کے صاحب زادہ جناب قاضی عبدالوحید صاحب کبھی معترض ہوئے۔ لیکن عجب اتفاق کہ پٹنہ کے بعض مساجد (مثلاً سلطان گنج وغیرہ) کے درمیان حنفی و اہل حدیث کا نزاع برپا ہوا تو بعض متشددین احناف نے جناب قاضی عبدالوحید صاحب کو نہ صرف اعانت پر بلکہ اظہار پر آمادہ کر دیا، مگر حق پسند طبیعت نے یہی کہا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع سے مسجد کی خدمت مولوی یعقوب صاحب کے سپرد رہی ہے۔ ہم لوگوں کو اس سے کوئی تعلق نہیں رہا ہے۔ لیکن مقبرہ خاص ہم لوگوں کا ہے اس سے مولوی صاحب موصوف کو کوئی تعلق نہیں ہے، اس لئے آپ کو اس سے علٰحدہ رہنا چاہئے۔

بہرکیف مولوی صاحب مذکور کی مستقل وابستگی اس مسجد سے ایسی رہی کہ عوام وخواص مولوی صاحب کو متولی تصور کرتے اور بغیر کسی کوشش وسعی کے (بلکہ عدم واقفیت وعلم کے) آپ کا اسم گرامی پٹنہ میونسپلٹی میں ایک لامعلوم عرصہ سے بحیثیت متولی مندرج رہا۔ پھر جناب کی رحلت کے بعد بمشورہ جمیع اراکین اہل صادق پور آپ کے پسر کلاں مولانا عبدالغفار صاحب اور ان کے بھائی حکیم مولوی عبدالوہاب صاحب کا نام بھی تولیت مسجد میں شامل کرلیا گیا۔ حادثہ فاجعہ زلزلہ جنوری ۱۹۳۴ء میں اس مسجد کا خاص کر جنوبی حصہ منہدم ہوگیا۔ اس وقت جناب حکیم مولوی عبدالخبیر صاحب نے اہل قرابت وارادت کو آمادہ کرکے پوری مرمت کرادی اور مسجد کا احاطہ جو فاصل مقبرہ سے عرصہ سے منہدم تھا، دوبارہ تعمیر کرادیا اور خود کافی رقم کے چندہ کے ساتھ شریک وسہیم ہوئے۔ اس کے بعد اکثر جناب کی تحریک وتائید سے اس مسجد کی مرمت ہوتی رہی۔ جزاہ اللہ خیرالجزاء ع

ہرکہ خدمت کرد او مخدوم شد

مگر اللہ تعالیٰ نے طبعی صلاح کی وجہ سے قبل ہی سے امیر جماعت اہلحدیث منتخب فرمادیا تھا۔

بہرکیف جب آخر میونسپل سروے ہوا تو بغیر کسی تحریک کے موافق قبضہ (تصرف) وخدمت کے جداجدا متولی قرار دے کر جداجدا A. B. پلوٹ مسجد ومقبرہ کا درج نقشہ ومندرجہ دفتر میونسپلٹی کیا گیا جو مقدمہ ۱۱۳۵/۱۹۳۵ء بماہ جولائی تھا۔

مساۃ بی بی لطیفہ بنت امام بخش زوجہ مولوی امین الحق صاحب ساکن بخشی محلہ شہر پٹنہ نے اپنے دونوں صاحبزادگان مولوی اکرام الحق ومولوی واعظ الحق کو انصرام شعار مسجد خانہ واقع محلہ بخشی ومسجد ومقبرہ واقع صادق پور کے متولی گردانا تھا، اور متحرفہ کی آمدنی کے مختلف اخراجات بتاکر بقیہ آمدنی کے تصرف کا ان کو مجاز فرمایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرقومہ ۷ رشعبان ۱۳۵۱ھ مطابق ۹ نومبر ۱۹۳۵ء جس پر منجملہ گواہان کے شیخ ریاض الحق ساکن سالارپور ضلع پٹنہ بھی ہیں۔ بمقتضائے ہذا میں زمانہ تک رشتہ مندان قاضی عبدالمجید صاحب مرحوم مدفون ہوتے رہے۔ چنانچہ قاضی صاحب کی اہلیہ محترمہ زیر درخت کھجور فن ہیں۔ مسماۃ لطیفہ مرحومہ قاضی ریاض الحق ساکن سالارپور ضلع پٹنہ کی ہم جد ہیں۔ قاضی ریاض الحق مرحوم مذکور (مولوی محمد یعقوب صاحب کے حقیقی نانا بزرگوار تھے۔

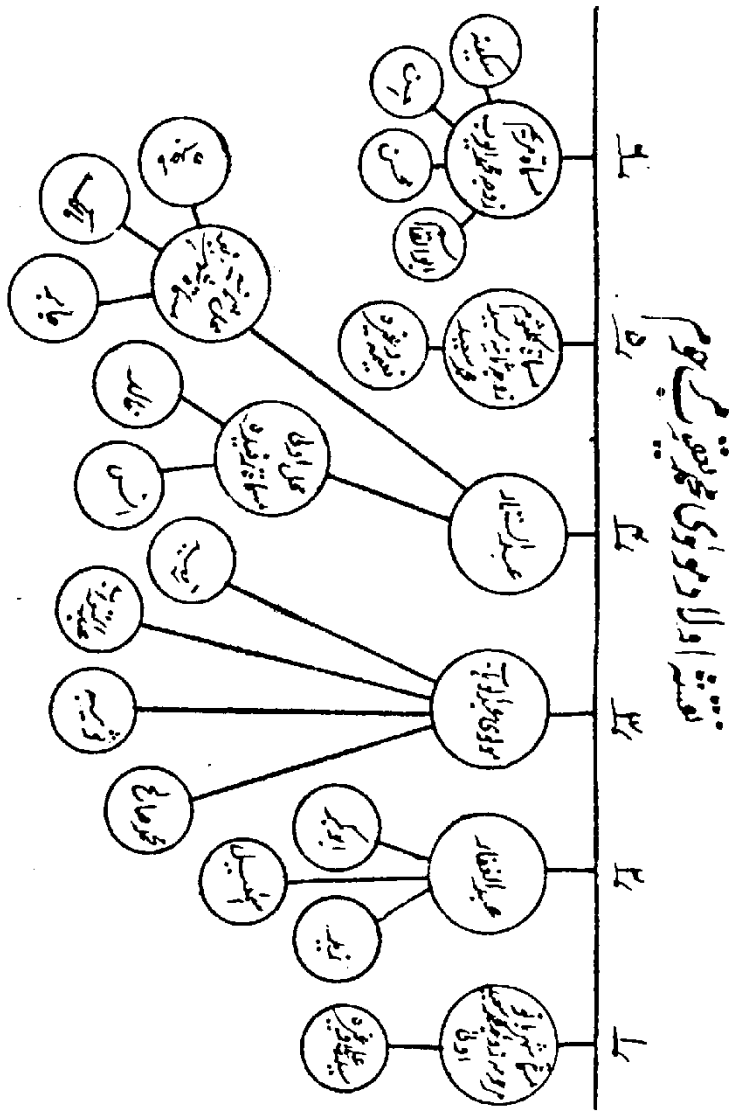

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ مولوی محمد اسحاق مرحوم بن حکیم ارادت حسین صاحب مرحوم

آپ مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم سے عمر میں ڈھائی تین برس بڑے تھے۔ آپ اپنی ماں کے اکلوتے فرزند تھے۔ مولوی محمد یعقوب صاحب کی والدہ نے بھی آپ کی رضاعت کی تھی۔

بچپن۔ آپ بھی لڑکپن سے ازبس نیک تھے۔ آپ مکتب کے فاضل اوقات اپنی والدہ محترمہ یا مولوی محمد حسن صاحب و مولوی عبدالحکیم صاحب کے خدمات میں رہتے۔ سن شعور کے زمانہ سے مولوی محمد حسن صاحب مرحوم کی مستقل صحبت اختیار کی اور ان کے خیالات سے مستفیض و متاثر ہوا کئے۔

تعلیم۔ آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کی تعلیم مولوی عبدالحکیم صاحب مرحوم کے سپرد فرمائی تھی۔ آپ نے تقریباً کل کتابیں مولوی صاحب ہی سے پڑھیں۔ بوجہ علم موجودگی سرپرست و بارخانہ داری کے جناب کی درسیات اختتام کو نہ پہنچ سکیں۔ جناب کی طبیعت فن ریاضی سے بہت مناسبت رکھتی تھی۔ آپ نے ذاتی مطالعہ و محنت سے اس میں کافی مہارت بہم پہنچائی تھی اور پیچیدہ و مشکل سوالات نہایت سہولت سے حل فرماتے۔ شہر اور صوبہ کے مشکل اور طویل الذیل مناسخ خصوصیت کے ساتھ آپ کے سپرد ہوتے۔ یہ جناب کا خاص فیض تھا۔ آپ کے اس فن میں شاگرد بھی ہیں۔

اخلاق۔ نہایت خوش مزاج اور ہنسکھ تھے۔ حق قرابت و احباب کی ادائیگی کا خیال ازبس تھا۔ بر والدیہ سے ممتاز تھے۔ چونکہ آپ کو بہت زیادہ دینداروں سے تھی و رجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ۔ اس کا لحاظ اہل قابلیت سے زیادہ رکھتے۔ لوگوں کے عتاب تحمل شکر نوش فرماتے۔ کبھی بدلہ لینے کا خیال کرتے نہ ارتباط میں فرق ڈالتے۔ غیبت سے بہت پرہیز کرتے۔ ولا یغتب بعضکم بعضا الایہ۔ لوگوں کا ذکر خیر کے ساتھ کرتے۔ ہر شخص سے حسن ظنی رکھتے ظن المومنین خیرا۔ نہایت کم سخن تھے من صمت نجا۔ صابر و شاکر اور حلیم تھے انما یوفی الصابرون

عہ منقول از اخبار اہلحدیث امرتسر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجر ہم بغیر حساب۔ فراخ نیک مزاج اور صلح پسند طبیعت رکھتے عفو کے لئے ہر وقت تیار۔ غربا کی صحبت پسند رکھتے اور کسی کی خدمت سے عار نہ کرتے۔ اپنی والدہ اور اپنے بزرگوں کے آپ بڑے فرمانبردار رہتے۔ بزرگوں کے لطف عتاب سے محظوظ ہونے میں بڑے مشتاق۔ جس سے ملتے فرحاں و شاداں، آپ پیکر محبت تھے۔ غربا سے آپ کو خاص اُنس تھا۔ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ جناب کسی دولت مند گھر میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کی تقریبات خوشی و غمی میں انجام کار کے لئے کمربستہ رہتے۔ معلوم نہیں دل کی افتاد اور چاہ کیا تھی کہ آخرش آپ بھی اُسی زمرہ میں ہو گئے۔ وہ شخص جو خوشحالی میں پلا ہو۔ ناز و نعم سے جس کے کئی پشت آشنا ہوں، وہ اپنی بے زبانی۔ مروت۔ حسن ظن۔ از حد اعتماد کا شکار ہوتے اپنی ساری دولت کھو دی، مگر اپنی تکلیفوں کو نہ کسی غمگسار اور مخلص سے بھی زبان پر لائے نہ کبھی اُس کی حرکت و اشارہ سے بے صبری ظاہر ہو۔ وہ اپنے مالک کا زبان و عمل سے ہر وقت شکر ظاہر کرے اور اس کی رحمت و فضل کا شدائد و آلام میں بھی اُمیدوار رہے، بلکہ دوسروں کے اظہار بے صبری سے غایت بیزار ہوتے، قرض سے دل چور چور ہے، مگر دماغ مطمئن بیوی اور اولاد تک کو اندازہ مصائب نہ ہونے دیا۔ عسرت کا شکار ہو مگر کسی حبیب و قریب کو حالت سے خبر نہ ہو۔ لوگوں کی بدزبانی و گرج محض خاموشی کے ساتھ سر جھکائے سنتے رہتے، جواب نہ دیتے۔ لوگوں نے فریب، غصب، تہمت زنی، بدخلقی ہر عنوان سے تکلیف پہنچائی (جس کی تفصیل ایک دفتر ہے) مگر زبان پر اُف نہ لائے، بلکہ فراخ دلی اور عفو کے ساتھ ذخیرۂ آخرت بنایا۔ ہر فتنہ و فساد سے دور رہتے، بلکہ دوسروں کے نزاع کو اپنے تذلل و انکساری اور لجاجت کے ذریعہ رفع کرنے کی کوشش فرماتے۔

زہد و اتقا۔ باوجود عسرت کے کبھی اپنے مطبع میں حلق رسید۔ خلاف ملت رسائل اور اشتہار طبع نہ کی۔ ہر تقریب کو رسومات سے پاک اور سادگی سے انجام دیا۔

عبادت۔ جناب کو تلاوت قرآن اور اس پر تدبر سے غایت ذوق شوق تھا فہم بھی خوب تھی۔ باوجود کثرت مشاغل و تفکرات کے اکثر حفظ قرآن کا حفظ فرمایا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہجد و نوافل کی پوری پابندی تھی۔ آپ روتے بہت تھے۔ اکثر زیارت گور غریباں فرماتے تھے۔ برابر کیفیت میں ترقی ہوتی گئی۔ شاب نشاء فی عبادۃ اللہ ورجل قلبہ معلق بالمساجد۔ ورجل ذکر اللہ خالیا۔ ففاضت عیناہ قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون۔ رمضان میں دس یوم اعتکاف کا خاص اہتمام کرتے۔

اعتصام و احیائے سنت۔ جناب کی طبیعت میں مذہبی جوش و رغبت بہت تھی احیائے سنت میں لومۃ لائم کی مطلق پروا نہ کرتے۔ مردہ سنتوں کو خوب برتتے۔ ہر امر کی نہایت تحقیق کرتے۔ بعض مسائل میں آپ کی رائے منفرد تھی۔ تاہم کسی مسئلہ کے لئے بحث و مباحث ناپسند کرتے، صرف اپنی مثال سے کام لیتے مگر اس میں غایت سخت ہوتے۔ آپ کی کوئی صحبت وعظ و پند سے خالی نہ ہوتی (تاہم وعظ رواج کے مطابق آپ نہ فرماتے) علماء اور صلحاء کی صحبت و خدمت کی آرزو رکھتے۔ یہ باتیں آپ میں ابتدائے شعور سے تھیں۔

تفرد مسائل۔ صلوٰۃ باجماعت میں الزاق ساقین و منکبین کی پابندی کی بنا پر یہ کہتے کہ اخیر جلسہ میں جو تورک آیا ہے وہ امام یا منفرد کے لئے۔ نہ صف میں صلوٰۃ ادا کرنے والے مقتدیوں کے لئے کیونکہ بصورت الزاق۔ کعب و منکب اتنی گنجائش صف میں صلوٰۃ ادا کرنے والوں کو نہیں مل سکتی کہ ہر ایک مصلی تورک کر سکے (۲) قرآن پڑھنے میں ہر آیت پر وقف کرتے (اگرچہ آیت کے خاتمہ پر لا لکھا ہو) اور بیچ بیچ میں (جہاں ط۔ ج وغیرہ لکھا ہو) وقف نہ کرنے کی سختی سے پابندی کرتے۔ اخیر عمر میں قرأت قرآن کو اسی سنت کے موافق مشق کر ڈالا تھا۔ بسا اوقات زبان قدیم مشاقی کی بنا پر چل جاتی تو کبیدہ خاطر ہوتے اور یہ سناتے ؎

رہ مسنون شد زائل بایجاد سجاوندی ۔۔۔ زمانہ ہفت شد بگذشت بر ایجاد ایں بانی

(۳) محروم الارث ابن الابن کی توریث کا مسئلہ چھیڑ کر اس پر اکثر بحث کرتے۔ میلان آپ کا توریث کی جانب تھا۔ فرماتے کہ محروم الارث ابن الابن کو دیکھ کر مجھے بڑا رنج ہوتا ہے

عہ قال رسول اللہ صلعم من احیی سنتہ من سنتی قد امیتت بعدی فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورہم شیئا ۱۲ الترمذی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزاج زندگی ۔ آپ کے مزاج میں ملبوسات و طرحداری کا ذوق نہ تھا بلکہ ابتدا سے اسباب عروج اہل اسلام و قرب وقت عروج کے ہمہ وقت متلاشی رہتے اور اسی کیفیت میں غایت مدوجزر، جوش و پژمردگی رہا کرتی اور کچھ عرصہ پر تغیر پذیر انداز رہتا۔ یاران طریقت آپ کی کیفیت کو اور شوخ کرتے اور ایک عرصہ تک اس کیفیت میں مستغرق رہتے، جس کے ساتھ عقیدت ہوتی عجیب فدائیت رہتی۔ آپ کو نہ صحبت احباب کے ایسا حفظ تھا، نہ عیش و راحت کی چنداں پرواہ۔ غایت بامروّت، بے زبان، سادہ مزاج مگر اپنے احوال کو غایت مخفی رکھتے اور اس پر اصرار کے عادی۔ غایت جفاکش اور حوصلہ مند کبھی ناامید نہ ہونے والے۔

سلیقہ تفہیم ۔ جناب تعزیت اور مصائب کے مواقع پر کچھ ایسے عنوان سے سمجھاتے کہ فوراً صبر و شکر پیدا ہو کر دل کو سکون و راحت مل جاتی۔ نہایت نرم اور پختہ اصول پر آپ تفہیم کرتے۔ کسی کو اس سے رنج نہ ہوتا اور نہ اعتراض کا موقع ملتا۔

مشاغل ۔ جناب کو تجارت کی جانب عنفوان شباب سے ذوق تھا مختلف کاروبار آڑھت دوکانیں ٹھیکے۔ لوگوں کے کاروبار میں شرکت کے اخبار چلائے لیکن اپنی مروّت و بے زبانی۔ ازحد اعتماد۔ سادہ مزاجی۔ علالت۔ اخفائے راز۔ سچے ہمدرد کی کمی اور شوری سے احتراز نے جناب کی ساری ثروت کو خاک کر دیا۔ آپ اپنے دنیاوی امور کو لوگوں سے نہایت مخفی رکھتے۔ استفسار پر بھی ظاہر نہ فرماتے اور معاملات میں غایت یکسوئی برتتے۔ اگرچہ جناب کے مشیر کار تھے بھی تو سچے دردمند اور نقصان و نفع کے شریک بنتے تھے۔ نہ اہل قرابت تھے۔ جناب نے اخبار انسٹیٹیوٹ گزٹ جاری رکھا تھا جس کے ایک کالم میں اردو اور مقابل میں انگریزی تھی۔ یہ اخبار نہایت مقبول اور طلبائے اسکول کے لئے غایت مفید ثابت ہوا تھا۔ جناب نے بغرض افادۂ مزید روزانہ اشاعت کر دی تھی، مگر لوگوں کی نادہندی نے جناب کو سخت نقصان اور صدمہ پہنچایا۔ آخر میں مطبع کی قلیل آمدنی کے ساتھ اپنی باقی عمر نہایت صبر و شکر کے ساتھ بسر کر دی

وفات ۔ نوازل نے ضعف البصر اور ضعف بصر کی شکایت عرصہ سے پیدا کر دی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی، آخر میں چہرہ پر عصابی درد پیدا ہوا اور اس سے دماغ ماؤف ہو کر کئی روز بے ہوشی رہی۔ ۸ جنوری ۱۹۱۸ء بوقت ساڑھے آٹھ بجے صبح انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حسب وصیت آپ کے استاد مولانا عبدالحکیم صاحب مرحوم نے صلوٰۃ جنازہ و دعا تثبیت کی۔ اللھم اغفر لھما وعافھما آمین۔ مدفن جولہہ بگیھا متصل صادقپور۔

اولاد و احفاد۔ مولوی حکیم عبدالرزاق مدظلہ کی شادی مسماۃ معیذۃ النساء بنت سید وراثت حسین مرحوم سورج گڈی، سے ہوئی۔ حکیم عبدالخلاق آپ کی شادی مسماۃ مقبولن بنت سید ابراہیم سورج گڈی سے ہوئی۔ مسماۃ حمیرا مرحومہ غایت نیک لڑکی تھیں بعد عقد ایک سال سے کچھ زائد زندہ رہ کر لاولد انتقال کیا۔ اس کا عقد سید ابراہیم صاحب کمتولی ضلع دربھنگہ سے ہوا تھا۔

ضمیمہ تذکرہ اہلیہ مولوی محمد اسحاق صاحب بن حکیم راحت حسین صاحب مرحوم

زبیدہ بنت خیرات علی (بانک) زوجہ مولوی محمد اسحاق صاحب مرحوم۔ آپ کی والدہ نہایت ہی سلیم الطبع، تعلیم یافتہ، فہیمہ، خوش خیال بزرگ تھیں۔ آپ کا عقد مولوی خیرات علی (بانک ضلع پٹنہ) سے ہوا تھا۔ مولوی صاحب کو بھی صادق پور سے ارشاد تھا اور آپ کو بھی آپ کی کل اولاد عقد ثانی سے ہوئی۔ آپ کی تعلیم اول اپنی والدہ محترمہ سے ہوئی۔ پھر شوہر بھی دینیات سے بہرہ مند ملے، اس لئے آپ کی مذہبی سمجھ بہت اعلیٰ تھی۔ طبیعت بھی ذکا اور ذہین واقع ہوئی تھی۔ دینداری اور اعتصام بالسنۃ کا آپ کو ازبس شوق تھا۔ تلاوت اور حفظ قرآن کا شوق اسی ذوق کا نتیجہ تھا۔ آپ کو احیائے سنت کا خاص خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ عقد ہوگان کے سلسلہ میں آپ نے زبردست کارنامے انجام دیئے۔ اپنے چھوٹے بھائی منشی عبدالحمید صاحب کا عقد مسماۃ بی بی شریفن کے ساتھ آپ ہی کی سعی سے ہوا۔ اپنے علاتی بھائی شیخ عبدالحق کی اہلیہ کا نکاح ثانی منشی ابراہیم صاحب حکیم رشیدہ سے اور ان کی بہن کا عقد ثانی اپنے عم زاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی منشی سعد رسے کر دیا اور اپنے چھوٹے صاحب زادہ عبدالخلاق کا عقد ایک سعیدہ بیوہ سے کر دیا۔ ان کے علاوہ اکثر غورتوں کو اس کار خیر کی ترغیب دی۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بلا خوف لومۃ لائم فرماتیں۔ سمجھانے کا آپ کو خاص سلیقہ تھا۔ لوگوں کے نزاع اور غلط فہمیوں کی گتھیوں کو سلجھانے میں بھی آپ کو خاص ملکہ تھا۔ طبیعت بلند حرص و طمع سے دور اور قانع واقع ہوئی تھی۔ آپ کو کسی کی خوشامد سے دلی نفرت تھی۔ آپ محبت و اخلاص کا مجسمہ منکسر المزاج صادقہ اور خادمہ خلق تھیں۔ ہر امیر و غریب اپنے پرائے کی خوشی و غمی میں شریک ہوتیں۔ کئی ماہ تک اپنی نمائندگی اور بچوں کو چھوڑ کر اہلیہ مولوی محمد یعقوب صاحب کی سخت تیمارداری کی۔

شوہر کی غربت اور مصائب و ہم خیالی میں اس خوبی سے ساتھ دیا کہ مصیبت مصیبت نہ رہی، غربت اور ناداری کی کبھی بھی شکایت نہیں کی۔ بارہا آپ کے مکان میں سرقہ ہوتا۔ ایک مرتبہ تو چور نے چراغ لے کر جھاڑو پھیر دیا، لیکن آپ نے نہایت حوصلہ مندی اور صبر سے کام لیا۔ آپ کی چھوٹی نند (مسماۃ صابرہ) نے یہ خبر سن کر آپ کی خدمت میں سو روپے اپنے صاحب زادہ کی معرفت بھیجا، مگر آپ نے قبول نہ کیا، خدا کا شکر بجا لائیں، آپ زن و شو صبر و حلم کے پہاڑ تھے۔ ارشاد و ہدایت کا خاص خیال تھا۔ لوگوں کو کچھ نہ کچھ اللہ کی باتیں سناتی رہتیں، آپ میں عفو کا مادہ بھی خوب تھا۔ لیکن رفع الزام اس خوش اسلوبی سے فرماتیں کہ لوگ نادم و متفکر ہو جاتے۔ اب خاندان صادقپور ایسی فہمیدہ ہستیوں سے خالی ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

موصوفہ نے مولوی عبدالغفار صاحب و مولوی عبدالستار صاحب کی بھی رضاعت کی۔

انتقال۔ عرصہ سے مرض سل کی تکلیف تھی۔ دو ایک سال سے پیچش میں مبتلا رہا کی، پھر ورم معدہ اور ورم جگر رہا۔ شب ۲۹ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ بوقت ساڑھے آٹھ بجے اس دار فانی سے رحلت فرمایا اور حویلی بیگمہ میں دفن ہوئیں۔

اللھم اغفر لھا وارحمھا وعافھا واعف عنھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقشہ اولاد مولوی محمد اسحاق مرحوم

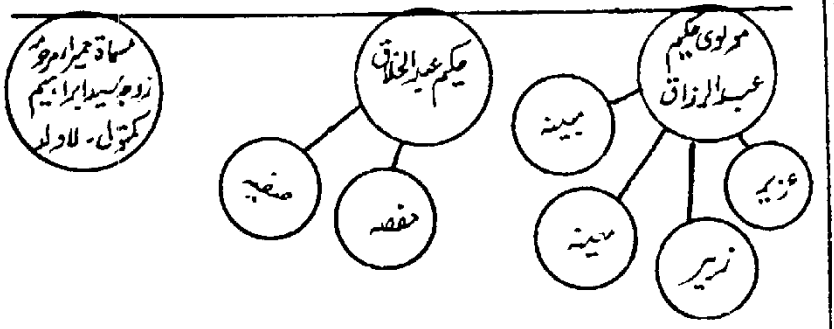

مسماۃ زمرن مرحومہ

بنت رضیع الدین حسین خاں ساکن محلہ معقولپورہ زوجہ مولوی فتح علی مرحوم صادقپوری۔ آپ کے چھ بیٹے ہوئے۔ بیٹی کوئی نہیں۔ مولانا ولایت علی علیہ الرحمہ، مولانا عنایت علی رحمۃ اللہ۔ مولوی طالب علی مرحوم آپ کی شادی نہیں ہوئی تھی کہ قضا فرمایا۔ ابراہیم حسین، مہدی حسین یہ دونوں طفولیت میں رحلت کر گئے۔ مولانا فرحت حسین قدس سرہٗ والد ماجد مؤلف اوراق ہذا نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا مفصل فصل اول میں گزر چکا۔

مسماۃ سلیمہ مرحومہ

بنت شیخ ریاض الحق مرحوم ساکن موضع سالار پور زوجہ جناب حکیم ارادت حسین مرحوم بن مولوی اولیاء علی مغفور ساکن محلہ صادقپور۔ آپ کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ مسماۃ حلیمہ زوجہ ثانیہ حکیم مولوی عبدالمجید صاحب۔ مولوی اسمٰعیل مرحوم نے قبل تزوج

(عہ از جانب پدر) شیخ ریاض الحق بن شیخ جمال الحق بن حسام الحق بن معز الدین خورین قاضی شیخ محمد حافظ شہید (زوج مسماۃ عایرہ) ابن شیخ محمد منور (شرافت پناہ) بن شیخ ناہر و (غفران پناہ) ایضاً از جانب مادر شیخ ریاض الحق۔ بن مسماۃ حورن بنت منہاج الحق (زوج مسماۃ جمیلہ بنت سید منگلی) بن سراج الحق بن شیخ نور الہدیٰ (نقاہت خاں غفران پناہ) بن شیخ محمد منور (شرافت پناہ) بن شیخ ناہر و (غفران پناہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتقال کیا۔ مسماۃ صابرہ زوجہ سید وحید الدین بن سید صمصام الدین ساکن قدیم قصبہ میر حال مقامی محلہ سبزی باغ پٹنہ۔ مولوی محمد یعقوب مرحوم۔ محمد داؤد مرحوم جس نے بعمر بہفت سالہ رحلت کی، جبکہ اہل صادق پور مصیبت کے شکار بے خانماں ہو گئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اہل قرابت کے لئے آپ ہی کے مکان کو جائے امن قرار دیا تھا۔

مسماۃ باصرہ مرحومہ

بنت شیخ ریاض الحق مرحوم ساکن موضع سالار پور ضلع پٹنہ وزوجہ منشی غلام نبی مرحوم ساکن پھلواری۔ ضلع پٹنہ۔ آپ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اور غالباً پچھتر برس کی عمر میں ۱۹۰۶ء میں آپ نے قضا کیا۔ انا للہ

مسماۃ قطبن مرحومہ

بنت شیخ ریاض الحق مرحوم ساکن موضع سالار پور ضلع پٹنہ وزوجہ مولوی ابراہیم حسین مرحوم، ساکن دیوان محلہ باغ پاتو، شہر پٹنہ۔ آپ نہایت خلیق اور ہوشمند بزرگ تھیں۔ جناب کے اکلوتے فرزند [illegible] لطیف حسین مرحوم تھے۔

ترجمہ حکیم مولوی لطیف حسین مرحوم

نسب۔ حکیم مولوی لطیف حسین بن ابراہیم حسین بن حسین بخش بن رجب علی بن قطب الدین بن سعد اللہ بن نور الدین بن عبد السلام بن شہاب الدین ابی جعفر بن ابی طالب آپ کے خاندان کا کامل نسب نامہ بنوعم میں ضائع ہو گیا۔ غالباً یہ خاندان حضرت امام محمد تاج فقیہ کے ہمراہ قصبہ میر آیا تھا، پھر موضع بیا پور۔ قصلو پور۔ سکندر پور (جو میر اور دانا پور کے وسط میں واقع ہیں) میں آکر آباد ہوا۔ مولوی قطب الدین صاحب بوجہ پیشہ وکالت دیوان محلہ (محلات شہر پٹنہ) میں سکونت پذیر ہوئے۔ یہ خاندان بھی علماء صوبہ بہار کا تھا۔ حلیہ۔ کتابی اور پر رخسارہ، بلند پیشانی دبینی۔ بڑی آنکھیں عظیم الراس لانبی گردن اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داڑھی رعب دار چہرہ حسین صورت۔ گورا چٹا رنگ۔ چھریرا بدن۔ میانہ قد، سر میں زلف۔ پیشاوری نمونی لیسدار کلاہ۔ اچکن بغیر کالر۔ غرارہ دار پائجامہ۔ دلی وال جوتا۔ پوشاک میں کبھی کسی طرح کا تغیر نہیں پایا گیا۔

طفولیت ۔ آپ کی پیدائش ماہ جمادی الثانی روز جمعہ ۱۲۷۵ھ میں ہوئی۔ پانچ یا سات برس کے ہوں گے کہ ظل عاطفت پدر آپ سے جدا ہو گیا اور آغوش مادر میں تربیت پائی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نہایت ہوشمند بزرگ تھیں۔ آپ کے اخلاق کمالات درحقیقت آپ کی والدہ کی عمدہ تربیت کے نتائج تھے۔ کان اشبھھا خلقاً وخلقاً۔ اگرچہ آپ اپنی ماں کے اکلوتے فرزند تھے۔ تاہم جب کبھی کسی قسم کی لغزش پائی جاتی۔ ممدوحہ اپنے ملفوظات ذکیہ و اشارات لطیفہ کے ساتھ اس پر تنبیہ فرماتیں۔ مزاج میں چلبلا پن اور خوش طبعی بہت تھی۔ مگر اس کے ساتھ ہی فحش وغیر معروف مجالس سے اسی وقت سے طبعی نفور تھا۔ مکتب میں بیٹھنے کے بعد لہو ولعب سے بے رغبتی شروع ہو گئی۔ جب کبھی آپ کے بزرگ روپیہ وغیرہ دیتے، ان کو جمع کر کے مذاق کے مطابق کتابیں خریدتے۔ ایک مرتبہ اس ذہین طبیعت نے لہو ولعب کی طرف میلان ظاہر کیا۔ ماں کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ ماں نے اپنی ناگواری ظاہر کی۔ پھر اس منتبہ نفس ذکیہ نے تا عمر اس جانب کبھی رخ نہیں کیا۔ اور اس کے بعد سے ہر کام باجازت کرتے، اگر بامراد ہی سہی۔

تحصیل علم ۔ ابتدائی درسیات مختلف معلمین سے پڑھیں۔ آپ کا حافظہ اور ذہن دونوں نہایت عمدہ تھے۔ قوت فکری سلیم اور نہایت ذکی تھے۔ آپ کو اسباق کے یاد کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جب بارہ تیرہ برس کے ہوئے تو حاجی خیالی صاحب (پدر محمد سلیمان سلمہٗ) کے مشورہ سے جناب شاہ امین اللہ صاحب ساکن دوفی بازار کے مدرسہ میں جس کے مدرس اول مولوی محمد کمال صاحب علی پوری تھے، داخل کئے گئے۔ چونکہ ناظم مدرسہ آپ کے بزرگوں سے آگاہ تھے۔ اس لئے ابتدا ہی سے آپ کی تعلیم مدرس اول کے سپرد کی گئی۔ شرح ملا جامی سے لے کر کل درسیات بکمالہا انہیں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھیں۔ آپ مدرسہ کے کل طلبار سے فائق رہتے۔ مدرسہ میں نیچے طلبار کے اسباق آپ کے سپرد تھے۔ آپ اس مدرسہ کے طرۂ فخر و امتیاز تھے۔ بعض مرتبہ طبیعت کی روانگی اور تیزی باوجود تہذیب و شائستگی کے اپنے سے اونچے اور معمر طلبار پر وار کرادیتی۔ اٹھارہ برس کی عمر میں بعد فراغ درسیات آپ کی دستار بندی کی گئی تھی۔ اس کے بعد آپ نے فن طب کی طرف رجوع کیا۔ شرح اسباب تک جناب حکیم مولوی علیم الدین صاحب نگرنہسوی سے اور قانون شیخ استاد الاطبار جناب حکیم مولوی عبدالحمید صاحب سے پڑھی (آپ کا نصاب مختلف تھا) طب پڑھنے کی کیفیت خود آپ نے یہ بیان کی تھی "میں مطالعہ بخوبی کرلیتا اس کے بعد فہم مطالب میں اشکال باقی نہیں رہتا۔ اس لئے حکیم علیم الدین صاحب کے سامنے صرف عبارت پڑھتا چلا جاتا۔ اس ترکیب نے حکیم صاحب کے دل میں شک پیدا کردیا۔ ایک روز آپ نے مجھ سے پوچھا تم نے شرح اسباب کے فلاں مقام کا مطلب کیا سمجھا ہے؟ جب میں نے کتاب بیچ کر اس بحث کی توضیح کردی تو وہ مطمئن ہوگئے اور فرمایا، اب تمہیں درسیات پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ عبدالحمید صاحب مرحوم تدریس کے وقت شیخ پر اعتراض کرتے جاتے اور آپ شیخ کی تائید کرتے جاتے۔ پھر حکیم صاحب آپ کی داد دیتے۔

ہومیوپیتھک ــــ پٹنہ میں ڈاکٹر مہندر بابو بغرض ترویج فن اردو میں املا کرتے تھے۔ آپ کی علم دوست طبیعت اس کے تحصیل کی متقاضی ہوئی اور دیگر طلبار کے ساتھ درس میں شامل ہونے لگے۔ لیکن بنگلہ نما اردو سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے شمولیت درس موقوف کرکے مکان پر فرسٹ بک قلیل عرصہ میں پڑھ کر پھر بابو صاحب کی خدمت اس فن کو انگریزی میں پڑھنے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ بابو صاحب آپ کے ذہانت و ادراک سے سخت محو حیرت ہوئے۔ آپ نے اس فن کو بھی استاد سے حقیقتاً محض نام کو پڑھا تھا۔ آپ خود لغات دیکھ دیکھ کر مطالعہ کرتے جاتے اور اسی طرح عموماً دیگر تصانیف کے مطالعہ سے حاصل کرتے تھے۔ بابو صاحب کو بہت جلد آپ کی تشخیص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسلوب علاج پر کامل اعتماد ہو گیا تھا اور اپنے عوض مریضوں کے یہاں آپ کو بھیجنے لگے تھے۔ ایلوپیتھک جب آپ کے برادر زادہ مسٹر علی احمد مرحوم مرض سل میں مبتلا ہوئے تو لوگوں کی رائے ڈاکٹری علاج کرانے کی ہوئی۔ مگر بوجہ عدم وقوف طریقۂ علاج ڈاکٹری مشاورت میں آپ کی تشفی نہیں ہوئی۔ اس لئے آپ نے کلکتہ سے کتابیں منگا کر ان کا مطالعہ شروع کر دیا اور محض عرصہ قلیل میں (اسسٹنٹ سرجنوں کے ساتھ اور سول سرجنوں کے مقابل میں) کامیابی کے ساتھ معالجہ شروع کر دی۔ انہیں طبی کتب و رسائل کے بالالتزام مطالعہ نے آپ کو زبان انگریزی پر مہارت پیدا کر دی تھی۔ بسہولت خط و کتابت اور گفتگو بھی کرتے اور انسائیکلو پیڈیا وغیرہ بخوبی مطالعہ کرتے۔ ریاضی بھی کسی استاد سے نہیں حاصل کی تھی۔ مدرسہ میں پاشاہ امین اللہ صاحب کے جلسوں میں ریاضی کے مسائل پیش ہوتے تو آپ توجہ نہ کرتے۔ شاہ صاحب نے آپ کا یہ انداز دیکھ کر تازیانہ کی ضرورت سمجھی اور آخر شاہ صاحب کے جلسوں کا یہ اثر ہوا کہ آپ نے مسائل ریاضی میں کاوش شروع کر دی۔ پھر تو اس فن سے ایسی دلچسپی پیدا ہوئی کہ اقلیدس اسٹیکس ڈائنامکس کے مسائل آپ کے لئے معمولی ہو گئے۔ مسائل ریاضی عموماً زبانی حل کرتے۔ اے۔ بی۔ اے کے کورس ریاضی اپنے عزیزوں کو بتاتے اور جو مضمون نیا ہوتا اس کو ایک بار مطالعہ کرتے۔ اصول سے وقوف کے بعد دوسروں کے لئے اسے پانی کر دیتے۔ علم ہیئت میں بصیرت تام تھی۔ چنانچہ پٹنہ کا لوکل ٹائم دریافت کرنے کے لئے ایک دھوپ گھڑی اور ایک جدول مطابق تاریخ کے لئے تیار کئے تھے۔ قاضی سید رضا حسین صاحب کے اثر صحبت سے عنفوان شباب میں دل کی جانب بھی شغف ہو گیا تھا اور اس میں مہارت پیدا کی تھی جسے بعد کو ترک کیا۔ رجحان طبعی فلسفہ۔ ریاضی اور تفسیر کی جانب تھا۔ فلسفیانہ مسائل اور تفسیر آیات کے حل کے لئے اکثر اہل علم آپ سے مذاکرہ کرتے اور عنوان و اسلوب حل دریافت کرتے ذوق مطالعہ و ذکاوت فکر نے تحقیقات جدیدہ اور سائیکالوجی سے آپ کو وافی آگاہی بخشی تھی۔ عربی ادبیات سے بھی خاص ذوق تھا اور بصیرت و مہارت تامہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی، اگرچہ کلام بغیر تقیید زمانہ مطالعہ کرتے۔ آپ اکثر کہا کرتے کہ درسیات نظامی فنون کی کنجی ہے۔ اسی نصاب نے مجھ میں استعداد فکر و مطالعہ اور عمومیت ذوق پیدا کر دی ہے۔

کتب بینی اور ذوق ۔۔۔ نعم الرفیق الکتاب آپ کا پسندیدہ مقولہ تھا۔ جہاں تخلیہ ہوا کتاب آپ کی رفیق ہوئی اور دماغ مسائل علمیہ و سیاسی کی تحلیل میں مشغول ہوا۔ ایک عزیز کے زمانہ مسافرت میں اس کو لکھتے ہیں "تنہائی سے گھبرانا عبث ہے، کتاب اور اپنا دماغ دو بڑے سچے مونس ہیں ؎

انساں بجائے خود ہے اک محشر خیال	ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو

آپ کے مستقل مطالعہ میں فنون و علوم کی منتخب اور مستند تصانیف رہیں۔ کبھی بے جوڑ فنون بھی مطالعہ میں آجاتے، بشرطیکہ وہ دماغ سوز ہوں۔ ناگہانی قانون کے کتابوں کا بھی مطالعہ کر لیتے اور کہتے کہ ہماری فقہ اور منطق سے زیادہ اس میں موشگافیاں کیا ہونگی۔ چنانچہ اپنے برادر اعظم کے موضع لمراج پور کے گنگ برار و گنگ شکست کا مقدمہ جب کلکتہ ہائیکورٹ میں پہنچا تو باوجود برادر زادہ مسٹر عبدالحکیم مرحوم نامی بیرسٹر کے آپ خود مقدمہ کے پیروی کے لئے کلکتہ تشریف لے گئے۔ اس مقدمہ میں مولوی تفضل حسین صاحب کے وارثوں کی طرف سے مولوی شمس الہدیٰ صاحب وکیل مقرر ہوئے تھے۔ مگر ان کی شدید مشغولیت کاغذات کے ملاحظہ کی اجازت نہیں دے رہی تھی۔ آخر وقت کی تنگی دیکھ کر آپ خود کاغذات کے مطالعہ اور تیاری نوٹ میں مصروف ہوئے اور خود ساختہ نوٹ وکیل صاحب کے سامنے پیش کر دیا۔ جس سے وکیل صاحب نہایت خجل اور محو حیرت ہوئے اور صرف اسی نوٹ سے وہ اجلاس پر کامیاب ہوئے۔ مقام حیرت یہ ہے کہ آپ کچہری کے کاموں سے محض ناآشنا تھے۔ آپ کے مواضعات کی نگاہ داشت سید وحید الدین صاحب مرحوم یا اُن کے صاحبزادہ سید محمد سعید صاحب پلیڈر کرتے ہے۔ آپ کو کلام اساتذہ سے بھی ذوق تھا۔ حل مطالب اور نکتہ سنجی آپ کا خاص حصہ تھا۔ مگر کبھی شاعری نہیں کی۔ آپ کے دماغ کو ہر فن سے خاصی مناسبت تھی۔ مختلف اطعمہ کی طباخی اور بندوق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے شکار کا بھی شوق تھا۔ مگر جادۂ اعتدال سے کبھی نہیں گذرے۔ کہا کرتے کسی ضرورت کو عمدگی اور نفاست سے کر لینا ادائے شوق کے لئے بس ہے۔

صحبت و مذاکرہ ۔ بزمانہ تحصیل درسیات مدرسہ کے فاضل اوقات میں آپ مہتمم مدرسہ جناب شاہ امین اللہ صاحب کے مجالس میں حاضر رہتے۔ شاہ صاحب کی مجلسیں مختلف مذاق و طبائع کے لوگوں سے معمور رہیں۔ وہاں کبھی علمی مباحث ہوتے کبھی صنعت و طبائی کی آزمائشیں ہوتیں۔ خود شاہ صاحب طبابت اطعمہ میں خاص دستگاہ رکھتے تھے۔ اس صحبت نے آپ کو ہزاروں اسباق حکمت پڑھا دیئے اور ذوق میں عمومیت پیدا کر دی۔ بعد فراغ درسیات بھی نہایت التزام کے ساتھ شاہ صاحب کی خدمت میں پہنچتے اور صحبت کیمیا اثر سے مستفیض ہوتے۔ آپ اس صحبت کو اکثر یاد کرتے اور دوسری صحبتوں میں یہ لطف نہ پا کر یہ شعر پڑھتے ؎

میں نے سونگھی ہے گلے لگ کے گریباں کی بو	کسی کے خاطر میں سماتی ہے گلستاں کی بو

قاضی سید رضا حسین صاحب رئیس و مدیر پٹنہ شرکت مجالس شاہ صاحب کی وجہ سے آپ کی ذکاوت و سعادت طبع سے آگاہ تھے۔ شاہ صاحب کے انتقال کے بعد ہی قاضی صاحب نے اپنے یہاں آنے کی خواہش آپ سے ظاہر کی قاضی صاحب کی مجلسیں مختلف خیال و مذاہب کی مجموعہ تھیں۔ سر سید پٹنہ میں آپ ہی کے یہاں فروکش ہوتے تھے۔ یہاں تطبیق مسائل سائنس یا آیات قرآن۔ اعتراضات ملاحدہ اور سیاست و مدن۔ رمل و جفر وغیرہ پر گفتگو رہتیں اور ہفتہ وار مثنوی مولانا روم اور قرآن کے درس بھی ہوتے۔ اس عرصہ تک جام قیاس کا اثر آپ میں تیز تھا۔ حسن اتفاق سے اسی زمانہ میں مولوی محمد حسن صاحب کی آمد و رفت قاضی صاحب کے یہاں بکثرت تھی۔ مولانا نے اپنے عزیز کو بلند خیال اور کارآمد پا کر آپ کی توجہ اپنی طرف کر لی اور آپ کو یہاں کچھ ایسی چاشنی ملی کہ اگلی صحبتوں کا لال باقی نہ رہا اور اس وقت سے مولانا کے اکثر مشورہ طلب امور میں شریک رہتے۔ مولانا کے انتقال کے بعد چونکہ مولوی عبدالرؤف صاحب اپنے مسائل پیچیدہ آپ ہی سے حل کرتے۔ اس لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکثر لطف مذاکرہ حاصل ہو جاتا۔ ایک زمانہ بعد حکیم مولوی عبدالباری صاحب نگرنہسوی کے طویل سلسلہ علاج نے مذاکرہ کا موقع پھر پیدا کر دیا۔ اکثر گھنٹوں بلاغت و معانی منطق و فلسفہ اور تفسیر کے متعلق آپ سے دقیق بحثیں رہتیں لیکن درحقیقت کل صحبتوں کا نعم البدل مولوی اشرف علی صاحب بحرالعلوم کی اخیر صحبت تھی۔ آپ سے بھی ایک ایک مسئلہ پر ہفتوں گفتگو رہتی۔ اس مذاکرہ نے بزرگ و عزیز کے آپس میں عجیب لطف و الفت پیدا کر دی تھی۔ اس بزرگ کے انتقال پر ملال نے مذاکرہ علمیہ کا خاتمہ کر دیا۔ ؎

بزم بزم خورد و مے باقی نماند ❊ آں قدح بشکست و آں ساقی نماند

البتہ مولوی عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی اور مولوی شمس الحق صاحب محدث ڈیانوی کی ملاقاتیں آپ کے ذوق کے لئے مواقع پیدا کر دیتیں۔ مذاکرہ علمیہ آرہ کی صدارت ایک سال نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی صاحب نے فرمائی تھی۔ بغرض شرکت جلسہ آپ بھی تشریف لے گئے تھے۔ ایام جلسہ میں آپ سے برابر مضامین علمی (تفسیر آیات) و سیاسی پر گفتگو رہی، وہاں سے واپسی میں محض آپ کے دلچسپ صحبت کے لحاظ سے بانکی پور تک آپ کے خانہ سکنڈ کلاس میں ساتھ ہو لئے اور مذاکرات سے محظوظ ہو کر اس قلت صحبت پر بار بار حسرت کی اور فرمایا۔ اس سفر میں ایسے عجیب پرورده دماغ سے تبادلہ خیال کا موقع محض نعمت غیر مترقبہ ہے از راس کے دوسرے روز انجمن اسلامیہ بانکی پور کی تقریر میں فرمایا۔ اب تک یہاں گوشۂ عزلت میں ایسے دماغ موجود ہیں جو دنیا کے خیال میں ہلچل پیدا کر سکیں۔ مولوی مفتی عبداللطیف صاحب دارالافتاء حیدرآباد آپ کے عرصہ مرض الموت میں پہنچے۔ پاس خاطر مہمان زمانہ مکان میں بلا کر ان کے مسائل مختلف آرا کی تصریح کے ساتھ تشفی کر دی۔ مفتی صاحب باہر آکر فرمانے لگے، ایسا منتخر اور اس قدر گوشہ گمنامی میں! کوئی تصنیف بھی نہیں چھوڑی، یہ استغناء!! کبھی کبھی غیر مذاہب کے علماء اور پنڈتوں سے بھی گفتگو کی نوبت آجاتی۔ آپ مخاطب کے مذاق و ادراک کے لحاظ سے گفتگو کرتے۔ غرض مذاکرات علمیہ آپ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غذا، روح تھی۔

تدریس ۔ تدریس کے وقت کتاب آپ کے سامنے ہوتی۔ مگر بوجہ کثرت مشغولیت کے درسیات کی قبل سے دیکھ لینے کی فرصت نہیں ملتی۔ لیکن غایت آزادی و سہولت کے ساتھ ہر فن (معقول و منقول) پڑھاتے۔ ابتدائی درسیات یا عجمی طلباء کے پڑھانے کی طرف مائل نہیں ہوتے، بلکہ مولانا اشرف علی صاحب کی اس خصوصیت کو تسلیم کرتے۔ آپ کے تلامذہ کثیر ہیں، جن میں قابل الذکر مولوی غنیمت حسین سلمہٗ ساکن موضع مخدوم چک ضلع مونگیر ہیں۔ انہوں نے شرح ملا جامی سے لے کر کل درسیات اور فن طب آپ ہی سے پڑھی ہیں۔ یہ اس وقت صوبہ بہار کے فائق اور منتخب علماء میں شمار کئے جاتے ہیں۔

قرآن ۔ قاضی سید رضا حسین صاحب مرحوم نے آپ کے مبلغ علم و قرآن فہمی سے محظوظ ہو کر اپنے یہاں کا درس قرآن آپ کے سپرد کر دیا تھا۔ آپ آراء المفسرین سے کام لیتے جہاں ممکن اپنی ذاتی رائے سے احتراز کرتے اور بغیر تاویلات رکیکہ کے مسائل طبیعات اور تصوف سے بعنوان احسن تطبیق دیتے۔ پھر بعد عرصۂ مدید جناب شاہ مہدی صاحب شاہ کی املی نے اپنے مکان پر ہفتوار درس قرآن جاری کیا اور بعد مغرب آپ سے وقت مقرر کرایا۔ یہاں آپ کی تقریر عموماً عام فہم اور سادہ ہوتی۔ لیکن اگر جدید مذاق کے اصحاب پہنچ جاتے تو حکماء یورپ کے خیالات فاسدہ کا دندان شکن جواب دیتے۔ آپ کی تقریر قلوب دل ہوتی۔

مطب و تشخیص بامشورہ معالجہ کرنا پسند کرتے۔ اطباء و ڈاکٹران تشخیص پیچیدہ و مشکلہ کے لئے اکثر آپ کو تکلیف دیتے اور اطباء حاذق و ڈاکٹران نامی آپ کے آرار سے اتفاق پر مجبور ہوتے۔ آپ کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص قلم نہیں اٹھاتا۔ اس فن لطیف میں استاد الاطباء جناب حکیم مولوی عبد الحمید صاحب کے بعد آپ ہی کا پایا تھا۔ دیگر اطباء، بلاد و سول سرجنوں کے مقابل میں بارہا مایوس العلاج مریضوں کی تشخیص و علاج نہایت کامیابی کے ساتھ کئے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکثر ڈاکٹران و اطبار کو سلیقہ علاج و نسخہ نویسی تلقین کی۔ جس وقت آپ نے ڈاکٹری کی طرف اقدام کیا تو ڈاکٹر اصدر علی خانصاحب نے امتحاناً ایک ڈاکٹری کتاب کا ترجمہ آپ کے سپرد کر دیا۔ آپ کے ترجمہ نے ڈاکٹر صاحب کے دل پر ایسا اثر کیا کہ تاحیات آپ کا دامن نہیں چھوڑا، اور آج تک آپ کی یاد باعث حزن و ملال ہوتی ہے۔

کتاب الکہل (مولفہ حکیم فضل حسین صاحب مظفر پور) کے فراہمی انتخاب مضامین اور ان کی نظر ثانی آپ ہی نے کی تھی۔ حکیم عبدالحمید صاحب نے آپ کی بارہا تعریف کی اور کامل اعتماد ظاہر فرمایا اور اپنے یہاں علاج کے لئے بلایا اور معالجات میں شارک تو کثرت ہوا کرتی۔ حکیم مولوی عبدالباری صاحب تلمیذ رشید مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی لکھنؤ آپ نے متبحر علمی کے سامنے کسی کو ہیچ نہ سمجھتے اپنے علاج کے قبل آپ کا امتحان لیا، پھر ایسا لوہا مانا کہ کسی دوسرے کی طرف رجوع ہی نہیں کیا اور برابر کہتے کہ میں جس مرض کا اندازہ پانچ منٹ میں کر سکتا ہوں، آپ کے لئے ایک منٹ کافی اور بس ہے۔ جناب حکیم عبدالعزیز صاحب لکھنؤ کی خدمت میں جب آپ کے تلامذہ بغرض استفادہ مرتبہ پہنچے تو ان کی استعداد فہم سے حکیم صاحب اس قدر محظوظ ہوئے کہ اپنے خلف الصدق حکیم عبدالرشید صاحب کو دعوت ملاقات کے ساتھ آپ کے پاس بھیجا اور مدرسہ تکمیل الطب کے ممتحن ہونے کی آرزو ظاہر کی۔ حکیم عبدالولی و حکیم عبدالحفیظ صاحبان لکھنؤ سے معالجات میں مختلف مقام شرکت کا اتفاق ہوا۔ آپ عموماً نسخہ کھلا لکھتے امراض و مرضی کی مناسبت سے نسخے کبھی یونانی اور کبھی ڈاکٹری لکھتے۔ بوجہ مرقت و نرم دلی کے نظم عطارخانہ ادویات مرکبہ نہ تھا۔ لوگوں کی فرمائش پر ادویہ تیار کر دی جاتیں۔ بغرض رفاہ عام ہومیوپیتھک ادویات کا اسٹاک رہتا، جو مفت تقسیم ہوتیں۔ آپ کی تشخیص و جامعیت کی خاص شہرت تھی۔ دور دور صوبہ جات میں مدعو ہوتے۔

مزاج — آپ علیم۔ ضابط۔ منکسر۔ فراخدل اور اعتدال پسند تھے۔ آپ کے

لہ آپ کا کسی کے متعلق رائے ظاہر کرنا رجسٹرڈ سارٹیفکٹ ہو ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی رائے میں جوش۔ شدت یا زیادتی نہیں پائی جاتی۔ لوگوں کے قصور۔ ابلہ فریبی اور شوخی سے چشم پوشی کرتے۔ اپنے آلام و مصائب کو نظر انداز کرتے۔ بزرگوں کی خفگی بمہر سکوت سننا ایک معمولی بات تھی۔ ایک صاحب نے عین عید کے دن آپ کے ایک عزیز کی نادانی پر کلمہائے غلیظ لکھ بھیجے۔ آپ نے پڑھ کر خاموشی کے ساتھ اس عزیز کی طرف بڑھا دیا اور بس۔ ایک شخص آپ کے مطب سے برابر سرقہ کرتا اور آپ درگذر کرتے۔ ایک طبیب نے اپنے عزیز کے علاج کے لئے آپ کو مدعو کیا اور مجوزہ نسخہ کی ہر دوا کو بوجوہ غیر معقول کاٹنے کے لئے ارشاد کیا جب آپ بعد تعمیل ارشاد واپس آئے تو توہین کی گئی مگر آپ نے نہ رنج ظاہر کیا اور نہ ربط میں فرق کیا۔ تصفح اور صفائی قلب آپ کے ممتاز خصال سے تھے۔ بحث، اعتراض اور رنجش سے غایت احتراز کرتے ایسے مواقع میں دوسروں کو بھی تائید سے روکتے۔ متین اور مہذب تھے۔ لوگوں کے متعلق آرا نرمی کے ساتھ ظاہر کرتے۔ اساتذہ و مصنفین کا ازبس ادب کرتے۔ ان کے آراء سے ادب کے ساتھ اختلاف کرتے۔ خلاف موقع گفتگو نہ کرتے۔ گفتگو بانداز مخاطب کرتے اور آواز کبھی بلند نہ ہوتی۔ کبھی خودستائی نہیں کی۔ مزاج حوصلہ مند، مستغنی اور قانع تھا۔ کبھی جمع زر و مال کی فکر نہ کی۔ زیادتی پرکٹس اور شہرت کی ہوس نہ کی۔ اور نہ معاش خریدی۔ ایک شخص نے اپنے وقف کردہ جائداد کا تولیت نامہ بمشاہرہ پانچ صد روپے باصرار سپرد کرنا چاہا۔ مگر آپ نے بھی اصرار کے ساتھ مسترد کر دیا۔

وضع ۔ قیام ارتباط کا غایت لحاظ رکھتے۔ اپنے سوتیلے بھائی کے ساتھ ایسی خوش وضعی برتی کہ دونوں کی محبت ایک نظیر تھی۔ ہمشیر کے انتقال کے بعد حاجی عبدالحی صاحب سے لطف قدیم استوار ہی ہوتا گیا۔ حکیم عبدالباری صاحب کے ساتھ محض ہم پیشہ ہوتے ہی لحاظ ایسا برتا کہ اس سے زیادہ نہ لائق بھائی اور نہ مخلص دوست کر سکتا تھا۔ ان کی طویل علالت میں ایک برس تک روزانہ جاتے۔ شب تار میں پہنچتے۔ علاوہ علاج کے مشورہ نیک اور خدمات گراں سے مرہون منت کرتے۔ شاہ مہدی صاحب اور ڈاکٹر اسحاق صاحب سے تادم مرگ اخلاص مزید ہوتا گیا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ لوگ اپنے مخلص بزرگ سے امور میں مشورہ لیتے رہے۔ شاگرد ہو یا استاد یا ہم پیشہ بعد ارتباط اس سے لطف قوی ہو جاتا اور خلوص بڑھتا جاتا۔ مہندر بابو جب کسی مریض کے یہاں آپ کو بھیجتے تو آپ فیس استاد کے حوالہ کرتے۔ بابو صاحب آپ کو مثل فرزند کے مانتے تھے۔ ہم پیشوں کے مرجوعہ کا لحاظ، بلکہ کوشش کرتے آپ نے کبھی کسی کو نہ اپنا دشمن اور نہ بدخواہ تصور کیا۔ لوگوں کو قرض دیتے۔ مستعلجین کے ساتھ مروت برتتے۔ اسی طرح لوگوں کے یہاں آپ کے ہزاروں روپئے رہ گئے۔ مگر اپنی اشد ضرورت کے وقت بھی سوائے نرم یاد دہانی کے کبھی شدت نہ برتی اور نہ شکوہ کی۔ لوگوں کے عیوب پر پردہ ڈالتے، غیبت سے احتراز رکھتے۔ کسی کی عیب چینی نہ کرتے۔ معالجات میں استعمال مسکرات سے پرہیز کرتے۔ زنِ عصمت فروش کے یہاں معالجہ سے اجتناب کرتے۔ اگر ناگہانی خود مطلب پر آجاتی تو نسخہ لکھ کر حوالہ کرتے۔ باوجود محمڈن اسکول کے قدیم جوائنٹ سکریٹری ہونے کے آپ احکام سے نہیں ملے۔ حالانکہ آپ کے مخلصین بغرض تحصیل خطاب غایت مصر تھے۔ مگر کسی طرح آپ راضی نہ ہوئے۔ ایک بار ایک شخص نے اپنی گھڑی آپ کو رکھنے کو دی۔ اس کے دوسرے تیسرے روز وہ غائب ہو گئی۔ اس کے بعد اس شخص نے آکر اس کا تقاضا کیا اور کہا کہ اس میں میری لڑکی کے سولہ سو روپے کے زیورات تھے۔ آپ نے اطمینان اور خاموشی کے ساتھ ان کی قیمت حوالہ کر دی، حالانکہ تحقیق سے معلوم ہو گیا تھا کہ ان کی لڑکی کے پاس زیورات موجود ہیں۔ اسی تدین اور امانتداری نے مہاجنان قواسی القلوب پر بھی ایسا اعتبار پیدا کیا تھا کہ آپ کی زبان پر بلا کسی کاغذ کے ہزاروں روپئے سامنے رکھ دیتے، جسے لوگ بمرور ایام ادا کرتے رہتے۔

مذہب — آپ حنفی المذہب تھے، مگر روش ایک محقق کی تھی۔ آپ میں تعصب نہ تھا۔ حق کے طرفدار تھے۔ اکثر احناف بھی آپ کو اہل حدیث تصور کرتے اگر لوگ آپ کا مسلک دریافت کرتے تو ہنس کر ٹال دیتے اور یہ شعر پڑھتے۔ ؎

اپنے مذہب کو کیا تجھ سے بتاؤں اے شوخ	تو کہے گبر مجھے گبر مسلماں مجھ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنفوان شباب سے ذوق عبادت تھا شرکت تراویح کے لئے آیات مولانا محمد سعید صاحب مغل پورہ کی مسجد پر جاتے۔ تہجد اور تلاوت قرآن کا خاص التزام رکھتے۔ مریضوں کے یہاں آنے جانے میں پالکی پر تلاوت کرتے۔ تقریباً نصف حصہ قرآن آپ کو یاد ہوگا۔

فیض عام — ہر کسی کے فائدہ پہنچانے کا خیال رکھتے۔ اپنی ذمہ داری پر لوگوں کی مالی مشکلات وغیرہ حل کرتے۔ لوگ اپنی حل مشکلات ومشورہ کے لئے نصف شب کو پہنچتے۔ مطب سے روزانہ دوا مفت تقسیم ہوتی۔ غربا فیس اور قیمت سے مستغنی ہوتے۔ اہل قرابت واحباب کے زیورات واسباب شادیات آپ کے ذریعہ تیار اور خریدے جاتے۔ قرابتمندان بلاد آپ کی تیمارداری سے شاید چھوٹے ہوں اس پر بھی خلط الزامات کی پرواہ نہ کرتے۔ اور احسن الی من اساء پر عامل رہ کر خیر سے باز نہ آتے۔ اقربا واحباب کے باعث اطمینان وتسکین تھے۔ اصحاب حل وعقد کے لئے مخلص اور نیک مشیر تھے۔ لوگوں کے مشکلات کے کنجی تھے۔ آپ نے حسن تدبیر اور اثر احسان ومروت سے نہایت اہم اور لاینحل عقدے حل کردیتے (واقعہ آنجہت مولوی عبدالرؤف صاحب اور روانگی وتعلیم بیرسٹری مسٹر عبدالحکیم مرحوم) واقعی حسن تدبیر کے لئے عقل ومکارم اخلاق کا امتزاج ضروری ہے محمڈن اسکول کے کل مسائل پیچیدہ مولوی عبدالرؤف صاحب کے زمانہ سے تادم مرگ آپ ہی کی قوت فکر یہ حل کرتی رہی۔

محبت — محبت میں فرق مراتب ضرور تھا لیکن ہر عزیز ودوست یہی خیال کرتا کہ اسے زیادہ مانتے ہیں۔ قرابتمندوں اور دوستوں کی علالت میں فرط محبت اکثر معالج کے لائق نہیں رکھتی۔ خود دوسرے اطبار کو بلاتے۔ پندرہ پندرہ۔ مہینہ مہینہ دن ان کی نگاہ داشت اور علاج میں شہر میں رکھ کر مطب ومرجوعہ کو خیرباد کہتے۔ ان کی محبت میں مطب یاد نہیں رہتا۔ رشتہ داران مصاہرت کا بھی ایسے ہی لحاظ رکھتے۔ اپنی علالتوں میں بھی کمزوری کی پرواہ نہ کرتے۔ بیڑھیوں کو بیٹھ بیٹھ کر طے کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ٹپکتے ہوئے پہنچتے ۔ جناب شاہ امین اللہ صاحب کے علالت میں ان کی تیمارداری کی اور شدت مرض میں از خود رفتہ ہو گئے ۔ سماور سے گرم پانی تکمید کے لئے بوتل میں بھرنے کے وقت ہاتھ پر گرتا رہتا اور احساس نہ ہوتا ۔ ؎

مجتبیٰ ست کہ دل رانی دہد آرام	دگر نہ کیست کہ آرام دل نمی خواہد

غرض محبت میں اپنے آپ نظیر تھے ۔

خانگی روش ۔ غایت نرمی اور تفہیم سے کام لیتے نشیب و فراز سے متنبہ کرتے اور تلخیوں کو اس خوبی سے برداشت کرتے کہ سبحان اللہ ۔ اور آپ کی داشت ایسی تھی کہ عزیز و بزرگ ، یگانے بیگانے سب ہی احترام کرتے ۔ فہمائش اس اخلاص و اسلوب نیک کے ساتھ کرتے کہ قلوب سیرابی اور تسلی کے ساتھ اثر قبول کرتے ۔

خاتمہ ۔ بزرگوں کے بہتر عزیز ۔ عزیزوں کے بہتر بزرگ ، دوستوں کے بہتر دوست ، بی بی کے بہتر شوہر ، بیٹوں کے بہتر باپ اور اپنے شہر والوں کے لئے ظل رحمت تھے ۔

مرض وفات ۔ چار برس ضعف معدہ و دیگر عوارض میں مبتلا رہ کر نہایت الطمینان کے ساتھ بروز جمعہ بوقت گیارہ بجے بتاریخ ۲۰ محرم ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۱۳ء انتقال کیا اور دادہلی مقبرہ واقع موضع کھرار ٹولہ دھنکی میں زیر شجر نخل مدفون ہوئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ الخ

اولاد و احفاد ۔ آپ کی اول شادی مسماۃ میمونہ مرحومہ بنت مولوی عبداللطیف مرحوم چھپروی سے ہوئی تھی ۔ یہ نہایت خلیق و نیک بخت ۔ بعد شادی قلیل مدت زندہ رہ کر لاولد داخل خلد بریں ہوئیں ۔ اس کے بعد دوسری شادی آپ کی مسماۃ کنیز حسین بنت قاضی فرخ حسین جعفری ساکن مہدانواں سے ہوئی اور ان سے آپ کی حسب ذیل اولاد ہیں ۔

نمبر ۱ ۔ مولوی عبدالباری سلمہ کی شادی مولوی منیرالدین صاحب بی اے وکیل موضع مہکار کے صبیہ کلانی سے ہوئی تھی ۔ جس نے چند سال بعد قضا کیا ۔ نمبر ۲ ۔ مولوی عبدالصمد سلمہ ۔ آپ کی شادی مسماۃ ام سلمہ بنت حاجی عبدالرشید بن ابوالقاسم بن محسن فاروقی چھپروی سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہولیٰ ۔نمبر۳۔ مولوی عزیز الرحمٰن مرحوم ان کی شادی صبیہ خُرد حاجی عبدالحی صاحب ساکن پونہ کسارہ ضلع پٹنہ سے ہوئی ۔نمبر۴۔ قمر النساء عمر ہا زوجہ مولوی عبدالوہاب سلمہٗ بن مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم ۔نمبر۵۔ شمس النساء عمر ہا زوجہ محمد سلیمان سلمہ بن حاجی عبدالحی صاحب ساکن پونہ کسارہ ۔نمبر۶۔ شرف النساء عمر ہا زوجہ مولوی محمود علی سلمہٗ بی اے بن مولانا امجد علی صاحب جعفری ۔نمبر۷۔ حسینہ مرحومہ زوجہ ابوالبرکات سلمہٗ بن محمد صدیق بن مولوی عبداللطیف بن مولوی اطہر حسین جعفری ساکن مہدانواں ۔

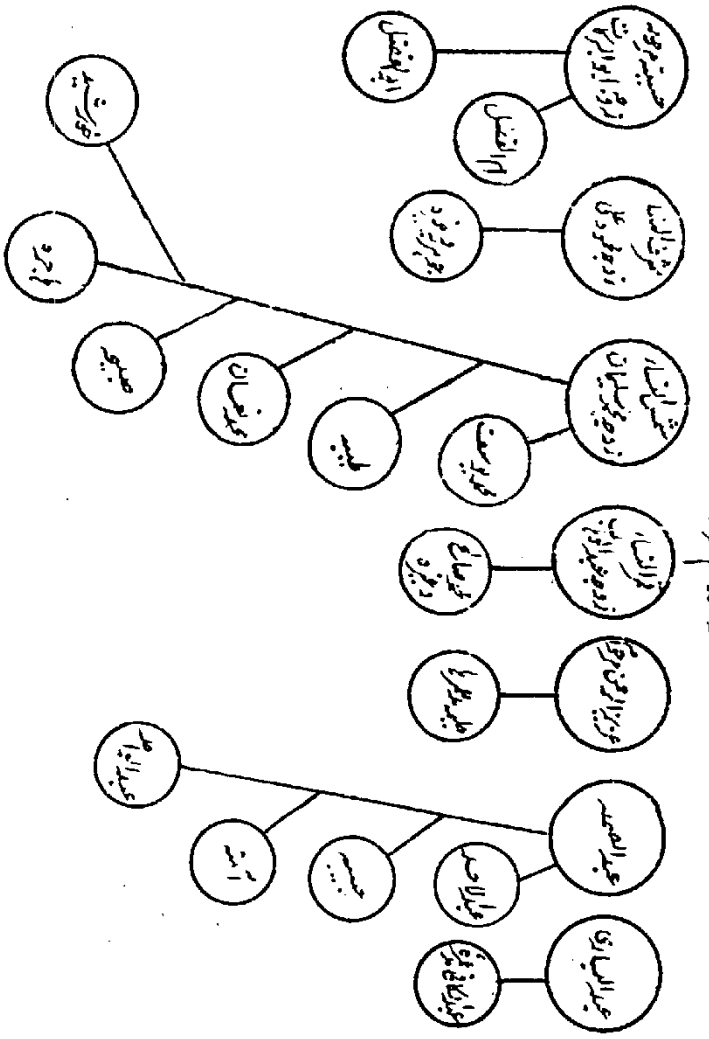

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل چہاردہم نسب نامہ ام الام جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران

نمبر۱	مولانا ولایت علی و مولانا عنایت علی و مولانا فرحت حسین رحمۃ اللہ علیہم فرزندان
نمبر۲	مسماۃ زمرن بنت (شیخ رفیع الدین حسین مغلپورہ)
نمبر۳	مسماۃ شکرن بنت
نمبر۴	حضرت شاہ محمد عزیز عرف شاہ درگاہی قدس سرہٗ ساکن محلہ تموہیہ
نمبر۵	مولانا مخدوم شاہ ابوالخیر محمد انور قدس سرہٗ
نمبر۶	مولانا مخدوم شاہ ابوتراب محمد منور قدس سرہٗ
نمبر۷	مولانا مخدوم شاہ ابوالبرکات محمد فائض قدس سرہٗ دیوروی ثم تموہیوی عظیم آبادی
نمبر۸	مولانا شیخ ابوسعید دیوروی رحمۃ اللہ علیہ
نمبر۹	حضرت شاہ عبدالعلی رح
نمبر۱۰	حضرت شیخ شاہ محمد رح
نمبر۱۱	حضرت شیخ شاہ تمیم اللہ رح
نمبر۱۲	حضرت شیخ شاہ عمر رح
نمبر۱۳	حضرت میر ارزانی مرحوم
نمبر۱۴	حضرت میر معزالدین رح ہمیں بزرگ در دیوہ تشریف آوردند
نمبر۱۵	حضرت میر سراج الدین رح
نمبر۱۶	حضرت میر محمود رح
نمبر۱۷	حضرت میر محمد رح
نمبر۱۸	سلطان ابواسحاق جگجوت رح
نمبر۱۹	حضرت سلطان بایزید ثانی رح
نمبر۲۰	حضرت سلطان احمد رح
نمبر۲۱	حضرت میر مسعود رح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر ۲۲	حضرت میر بایزید رح
نمبر ۲۳	حضرت محمد رح
نمبر ۲۴	حضرت علی ابو اسحاق رح مدنی ثم المصری
نمبر ۲۵	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نمبر ۲۶	حضرت عباس صحابی وعم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نمبر ۲۷	عبدالمطلب جد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نمبر ۲۸	ہاشم
نمبر ۲۹	عبد مناف۔

سوانح حضرت عباس رضی اللہ عنہ

اسد الغابہ کی جلد دوم میں لکھا ہے کہ عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ عم رسول اللہ صنوابیہ کنیت آپ کی ابو الفضل اور ماں آپ کی قبیلہ بنت حباب بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامر بن زید بن مناۃ بن عامر ہیں۔ اسی میں لکھا ہے "ھی اول عربیۃ کست البیت الحریر والدیباج واصناف الکسوۃ" اور سبب اس کا یہ ہوا کہ حضرت عباس گم ہو گئے اور وہ چھوٹے تھے، پھر نذر مانی ان کی ماں نے کہ اگر میں پاؤں ان کو تو غلاف پہناؤں خانہ کعبہ کو۔ پھر پایا انکو، پھر کیا جو منت مانی تھی اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دو برس بڑے تھے" وقیل بثلث سنین" اور رکھتے عباس جاہلیت میں رئیس قریش میں، اور تھی خدمت بیت الحرام کی اور پانی پلانا حاجیوں کا سپرد آپ کے۔ اسی کتاب میں لکھا ہے" وشھد مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیعۃ العقبۃ لیشد لہ العقد" اور پھر لکھا ہے" وکان ممن خرج مع المشرکین یوم بدر مکرھا۔ اور فدیہ دیا۔ دن بدر کے اپنا اور اپنے بھتیجے عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کا اور اسلام لائے اس کے پیچھے" وقیل اسلم قبل الھجرۃ الخ" اور سیرۃ ابن ہشام جلد ثانی مطبوعہ مصر ۲۶ میں لکھا ہے" عن عکرمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولیٰ ابن عباسؓ قال ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھا۔ میں غلام واسطے عباسؓ ابن عبدالمطلب کے اور تحقیق کہ اسلام داخل ہو گیا تھا ہم سب گھر والوں میں پھر اسلام لائے عباسؓ اور اسلام لائیں اہلیہ آپ کی ام الفضل اور اسلام لایا میں اور تھے عباس ڈرتے اپنی قوم سے اور ناپسند رکھتے خلاف کو اُن کے اور تھے چھپاتے اسلام کو اپنے اور تھے بہت مال والے اور تھا مال اُن کا متفرق قوم میں اُن کی پھر جب ہوا دن بدر کا، پیچھے رہ گیا ابولہب بدر سے اور بھیجا اپنی جگہ میں عاصی بن ہشام بن مغیرہ کو اور ایسا ہی کیا سب مکہ والوں نے کہ جو پیچھے رہ گیا تھا بدر سے اس نے بھیجا تھا اپنی طرف سے کسی شخص کو اجرت دے کر۔ پھر جب آئی خبر فتح کی مسلمانوں کی بدر سے اور یہ کہ اللہ تعالےٰ نے قریش کو شکست دی اور رسوا کیا۔ پائی ہم لوگوں نے اپنی جیون میں قوت اور عزت اور تھا میں ایک مرد کمزور اور تھا میں بنایا کرتا پیالہ لکڑیوں کا اور کھودتا اسکو حجرے میں زمزم کے۔ سو قسم ہے اللہ کی، میں اسی حجرے میں بیٹھا ہوا کھود رہا تھا پیالوں کو اور نزدیک میرے ام الفضل بیٹھی ہوئی تھیں اور ہلوک خوش تھے اُن خبروں سے جو ہم کو بدر سے پہنچ رہی تھیں مسلمانوں کی فتح اور قریش مکہ کی شکست کی۔ اسی حالت میں ابولہب اپنے پاؤں کو ہدی سے کھینچتا ہوا آیا اور بیٹھا پیچھے اس کوٹھری کے میرے پیچھے کی جانب۔ پھر اسی حالت میں کہ وہ بیٹھا ہوا تھا ابوسفیان بن حرب بن صخر بدر سے بھاگے ہوئے آئے۔ پھر کہا واسطے ان کے ابولہب نے۔ "ھلم الی فعندك لعمری الخبر"۔ پھر بیٹھ گئے ابوسفیان اس کے پاس اور وہاں لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ پھر کہا ابولہب نے، اے بھائی کے بیٹے خبر دو مجھ کو کیسا حال ہوا لوگوں کا۔ کہا سفیان نے قسم ہے اللہ کی کہ جیوں ہی ہم ان لوگوں سے ملے قتل کیا اُن لوگوں نے ہم لوگوں کو جس طرح چاہا اور قیدی بنایا جیسا چاہا۔ اور قسم ہے اللہ کی ساتھ اس کے ملے ہم ایسے لوگوں سے کہ وہ گورے تھے ابلق گھوڑوں پر سوار درمیان آسمان اور زمین کے کہا ابو رافع نے کہ کہا میں نے واللہ یہ تو فرشتے تھے۔ پھر اُٹھا ابولہب، پھر مارا ایک لکڑی میرے منہ پر نہایت زور سے اور پھر لپٹ گیا میں اس کے بدن میں، پھر اُٹھا لیا اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھ کو، پھر دے مارا مجھ کو زمین پر، پھر بیٹھ گیا میرے سینے پر کہ مارتا تھا مجھ کو اور تھا میں ایک مرد کمزور۔ پھر کھڑی ہوئیں ام فضل ایک لکڑی لے کر اور مارا اس سے ابولہب کے سر میں، کہ جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور خون جاری ہوا اور بولیں کیا کمزور جانا ہے تو نے اس کو، اس سبب سے کہ اس کا مالک غائب ہے پھر کھڑا ہو گیا۔ ابولہب مجھ کو چھوڑ کر رسوا اور ذلیل ہو کر سو قسم ہے اللہ کی نہیں جیا بعد اس کے مگر سات راتیں اور مر گیا اور جامع ترمذی کے ابواب التفسیر سورہ انفال میں عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب فارغ ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بدر سے۔ قیل لہ علیک العیر لیس دونہا شیٔ قال فناداہ العباس وھو فی وثاقہ لا یصلح وقال لان اللہ وعدک احد الطائفتین وقد اعطاک ما وعدک قال صدقت ھذا حدیث حسن"۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے میں اختلاف شدید ہے، درمیان علماء کے کہ آپ کب اسلام لائے۔ بعضوں کی رائے ہے کہ آپ فتح مکہ میں ایمان لائے لیکن یہ بات غلط ہے جیسا کہ اوپر کی روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ جنگ بدر سے پہلے پوشیدہ طور پر ایمان لا چکے تھے اور آئندہ جو روایات میں نقل کروں گا، اُن سے ثابت ہو جائے گا کہ آپ بہت قدیم الایمان ہیں۔ بیعت عقبیٰ کے وقت بھی آپ مسلمان تھے۔ ولی الدین ابی عبداللہ مصنف مشکوٰۃ نے اکمال فی اسماء الرجال کے صفحہ ۴۸ اٹھتر میں لکھا ہے۔ "وکان اسلم قدیمًا وکتم اسلامہ وخرج مع المشرکین یوم بدر مکرھا فاسرہ ابوالیسر کعب ابن عمر ففادیٰ نفسہ ورجع الی مکۃ ثم اقبل المدینۃ مھاجرا"۔ اور تواریخ حبیب اللہ کی فصل تیسری صفحہ ۱۳ میں لکھا ہے اور نیز قرۃ العیون جلد اول حصہ اول صفحہ ۵۴ میں ہے کہ فرمایا حضرت عباس نے کہ اے رسول اللہ مجھ کو آپ کے دین میں داخل ہونے کا باعث وہ معجزہ ہوا ہے کہ پالنے میں لیٹے ہوئے چاند سے باتیں کرتے تھے، اور آپ جدھر انگلی سے اشارہ کرتے تھے وہ جھک جاتا تھا۔ فرمایا آپ نے تحقیق میں باتیں کرتا تھا اس سے اور وہ مجھ سے بہلانے کو الخ نکالا اس حدیث کو زرقانی نے اور اس قسم کی حدیثیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو آپ کے نہایت سابق الایمان ہونے پر دلالت کرتی ہیں، بہت ہیں۔ تھوڑا سا بطور نمونہ کے یہاں بیان ہوا اور آپ کے مناقب و محامد بہت ہیں کہ جن کا احاطہ اس قرطاس تنگ اساس میں متعسر بل محال ہے لیکن تھوڑا تبرکاً یہاں لکھتا ہوں۔ بیعت عقبہ کے دن انصار لوگ جو مدینہ منورہ سے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کو لینے کو آئے تھے۔ اس وقت حضرت عباس نے ان لوگوں سے حلفی اقرار لیا کہ اگر تم لوگ وہاں لیجانا چاہتے ہو تو اس کا اقرار کرو کہ ہم لوگ جان و مال سے آپ کا ساتھ دیں گے اور ہرگز چھوڑیں گے نہیں، تب ہم آپ کو جانے دیں گے، اس سے بھی قدامت اسلام آپ کی ثابت ہوتی ہے اور جنگ بدر کے بعد جب ابوسفیان وغیرہ کفار مکہ نے مدینہ پر چڑھائی کی جس واقعہ کا نام جنگ احد ہے۔ اس میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک رکب سوار کو کچھ اجرت دے کر فی الفور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں ایک خط دے کر خفیہ دوڑا دیا۔ اس خط میں لشکر کی تعداد اور سامان حرب وغیرہ کی تعداد اور جو جو ان لوگوں نے عزم اور ارادہ کیا تھا ہر ایک کو مفصل طور پر آپ نے لکھا تھا وہ خط رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت پہنچا کہ آپ مسجد قبا میں تشریف رکھتے تھے، اس خط کے پہنچتے ہی آپ ہوشیار ہو گئے اور آپ نے اپنی تیاری کر لی قبل اس کے کہ کفار کا لشکر وہاں پہنچے۔ اور ایسا ہی آپ نے جنگ احزاب کے وقت بھی کیا کہ تمام تیاریوں سے کفار مکہ کی آپ نے حضرت کو خبر دی اور اسی طرح پر آپ ہمیشہ ہر ہر امر کی اطلاع جو مکہ میں ہوتا۔ حضور میں خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے خفیہ طور پر دیا کرتے اور اگر کوئی شخص مکہ معظمہ میں اسلام قبول کرتا اور مدینہ منورہ جانا چاہتا تو اس کی بھی اطلاع حضور میں کر دیتے اور وہاں سے کوئی آدمی آکر مکہ کے شہر سے باہر پہاڑوں میں چھپ کر بیٹھ رہتا اور حضرت عباس کو خبر کرتا تو آپ چپکے اس نو مسلم کو جو بیڑیوں میں جکڑا ہوا قید میں ہوتا، اپنے دوش مبارک پر اٹھا کر اس شخص کے پاس پہنچا دیتے۔ الغرض آپ مکہ میں رہ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کام کرتے۔ حدیث صحیح میں مروی ہے کہ آپ نے چند بار جناب مفخر موجودات سے اجازت چاہی کہ ہجرت کر کے آپ کی خدمت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبارک میں مدینہ منورہ پہنچیں، مگر آپ نے اجازت نہ دی اور فرمایا کہ تمہارے وہیں رہنے میں ہجرت کا ثواب ہے۔ آخر میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے واسطے تیاری کی اور روانہ ہوئے، اس وقت حضرت عباسؓ مکہ سے روانہ ہو کر اثنائے راہ میں ملاقی ہوئے، پھر آپ کی اجازت سے آپ کے خچر پر سوار ہو کر مکہ کو لوٹے۔ راہ میں ابوسفیان بن حرب ملے جو شہر مکہ سے باہر واسطے دریافت کیفیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہوئے تھے۔ حضرت عباس نے سب کیفیت اور کمیت و جمعیت مسلمین بیان کی اور ان کو ڈرایا اور رغبت طرف اسلام کے دلائی اور اپنے خچر پر ردیف کر کے لوٹے۔ شب کا وقت تھا اور سرما کا موسم اور جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دے رکھا تھا کہ لوگ جا بجا لکڑیاں جمع کر کے روشن کریں۔ چنانچہ صدہا جگہ لکڑیاں جلائی گئیں اور روشن کی گئیں، اور لوگ اس الاؤ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو لشکر میں خوب گھمایا، تاکہ اس کے دل میں رعب آئے اور ایسے ہی دکھلاتے ہوئے حضور میں رسول اللہ صلعم کے لے چلے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا کہ ابوسفیان کو حضرت عباس لئے جاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار لے دوڑے کہ ابوسفیان کو قتل کریں۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دے رکھا تھا، چند آدمیوں کے قتل کا، کہ جہاں یہ لوگ پائے جائیں قتل کیے جائیں۔ ان میں ابوسفیان کا بھی نام تھا۔ لیکن حضرت عباس نے اپنے خچر کو تیز ہانکا اور رسول خدا صلعم تک پہنچ گئے اور ابوسفیان کو رسول اللہ صلعم کے حوالہ کر کے کہا کہ جلد کلمہ پڑھ، ورنہ قتل کیا جائے گا۔ ابوسفیان نے کلمۂ شہادت پڑھا، پھر حضرت عمرؓ بھی پہنچ گئے اور وہ اپنے ارادے میں ناکامیاب رہے۔ پھر حضرت عباسؓ نے سفارش کی کہ ابوسفیان سردارِ قوم ہیں، ان کی عزت افزائی کیجئے کہ جو کوئی ان کے گھر میں پناہ لے وہ قتل نہ کیا جاوے۔ چنانچہ رسول اللہ صلعم نے اس کو بھی منظور فرمایا۔ تب حضرت عباسؓ اسی خچر پر ردیف کر کے مکہ معظمہ کے جانب لوٹے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر بعد فتح مکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف پر لشکر کشی کی، آپ بھی ساتھ ہوئے اور یہ اول آپ کا غزوہ تھا جو آپ اسلام کی طرف سے ہمرکاب رسول صلعم جہاد کو چلے، چنانچہ بمقام حنین جب قوم ہوازن کے تیروں سے مسلمانوں کے قدم اُکھڑ گئے، اُس وقت حضرت عباسؓ رسول اللہ صلعم کے خچر کی باگ پکڑے ہوئے سامنے موجود تھے، چونکہ آپ نہایت جہیر الصوت تھے۔ لہٰذا رسول صلعم نے حکم دیا کہ لوگوں کو پکارو۔ آپ نے اس وسیع میدان میں اس زور سے پکارا کہ تمام میدان گونج گیا اور ہر ایک نے آپ کی آواز کو سُنا اور چاروں طرف سے رسول صلعم کو دیکھتے ہی ایسے دوڑے اور جھپٹے، جیسے شیرنی اپنے شیر خوار بچہ کی طرف دوڑتی ہے اور ایک آن میں تمام لشکر اسلام جمع ہو گیا اور کفار کو شکست فاش ہوئی۔ اس جنگ میں حضرت عباس رضؓ نے نہایت ثبات قدمی دکھائی اور جوہر ہاشمیت کو بروئے کار لائے جب طائف سے پھر کر لشکر اسلام داخل مکہ معظمہ ہوا۔ چونکہ حضرت عباس رضؓ کو خدمت سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام نہایت پسندیدہ تھی اور آپ ہمیشہ سے اس خدمت کو کرتے چلے آئے تھے۔ آپ کے خیال میں یہ بات گذری کہ اب تو دارالاسلام ہو گیا یہاں سے ہجرت کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا یہیں رہ کر اس خدمت قدیمہ سقایۃ الحاج کو کرتے رہیں۔ لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اس سے خلاف کیا اور فرمایا کہ صحبت بابرکت میں رسول اللہ صلعم کے حاضر رہنا۔ اس خدمت سے زیادہ تر موجب اجر و ثواب ہے چنانچہ اس وقت یہ آیہ کریمہ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام الخ۔ رسول خدا صلعم پر نازل ہوئی۔ حضرت عباسؓ نے فتح مکہ بمیت اقامت مکہ معظمہ کیا اور آخر وقت تک مدینہ منورہ ہی میں رہے اور وہیں انتقال فرمایا۔ رسول صلعم نے ایک بار آپ کے واسطے دعا فرمائی۔ اللھم اغفر للعباس مغفرۃ ظاھرۃ باطنۃ لا تغادر ذنبا۔ کتاب حیوٰۃ الحیوان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بسند صحیح روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ شام کی طرف تو فرمایا حضرت علیؓ نے انت تخرج بنفسک الی ھذا العدو والکلب فقال عمرؓ اُبادر بالجھاد قبل موت العباس انکم اذا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقد تمر العباس ؓ اینتقض بکم الشر کما ینتقض الجل فمات العباس بست سنین من خلافۃ عثمان ؓ وانتقض بالناس الشر کما قال عمر ؓ - ایک بار ملک عرب میں حضرت عمر ؓ کے زمانۂ خلافت میں امساک باراں ہوا اور قحط پڑا لوگوں نے آپ سے استسقا کی درخواست کی۔ حضرت عمر ؓ تمام صحابہ کو لے کر میدان میں گئے اور حضرت عباس ؓ کو اپنے بازو میں کھڑا کر کے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی کہ یارب جبکہ رسول صلعم زندہ تھے اُن کے وسیلے سے ہم لوگ پانی طلب کرتے تھے اور ہم لوگ پانی دیئے جاتے تھے۔ اب ان کا انتقال ہو گیا، اب ان کے چچا عباس ؓ کو شفیع بنا کر تیرے حضور میں ان کے وسیلے سے پانی مانگتا ہوں، چنانچہ اسی وقت ابر نمودار ہوا اور خوب پانی برسا۔ ترا سی برس کی عمر میں ۳۲ھ میں آپ نے اس دُنیائے دون کو چھوڑا، آپ نہایت خوبرو اور وجیہ تھے۔ ہزاروں آدمی کے مجمع میں آپ کا سر اُونچا رہتا اور نہایت بلند آواز آپ تھے اور ازبسکہ رحیم و کریم صاحب خلق عظیم ذی مروت، برادر پرور غریب نواز سید تھے سارے بفحوائے حدیث شریف المومن غر کریم۔ آپ کے مناقب بہت ہیں، مختصراً یہاں بیان کئے۔ شمس التواریخ کے صفحہ ۳۴۳ میں لکھا کہ حضرت عباس ؓ واقعہ اصحاب فیل سے تین سال قبل پیدا ہوئے اور چھیاسی برس کی عمر میں بعہد خلافت حضرت عثمان ؓ مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ تیرہ اولادیں آپ کی ہوئیں۔ دس بیٹے اور تین بیٹیاں۔ فضل[1]، عبداللہ[2]، کثیر[3]۔ امینہ[4]، صفیہ[5]، ام حبیبہ[6]، ضیح[7]، مسہر[8]، عبیداللہ[9]، تمام[10]، حرث[11]، قثم[12]، عبدالرحمٰن[13]۔

سوانح حضرت عبداللہ ابن عباس

آپ کی پیدائش مکہ معظمہ میں ہوئی، آپ وقت ہجرۃ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تین چار برس کی عمر کے تھے۔ آپ نے فتح مکہ میں اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ کو چھوڑا اور مدینہ منورہ تشریف لائے۔ اس وقت سے برابر ملازم خدمت اقدس جناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم رہے اور بعد اس کے خلیفہ اوّل و دوم کی صحبت سے بھی بہت کچھ استفادہ دینی حاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ حضرت عمرؓ آپ کو بڑے بڑے علماء و مشائخ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مجلس میں شریک کرتے اور مسائل دینی و امور تمدنی میں اُن سے مشورہ لیتے۔ یہ باتیں اُن مشائخوں کو ناگوار گزریں، کہ ہم بوڑھوں کی مجلس میں یہ لڑکا کیوں شریک کیا جاتا ہے۔ جب یہ خبر حضرت امیر المومنین عمرؓ کو پہنچی، تب آپ نے امتحاناً ایک مجلس میں اُن مشائخوں سے پوچھا کہ پارۂ عم کے اذا جاء کی سورۃ میں جو آیت واستغفرہ انہ کان توابا نازل ہوئی اس کا کیا مطلب ہے، وہ لوگ اس کا جواب نہ دے سکے۔ تب حضرت عمرؓ حضرت عبداللہؓ کی طرف متوجہ ہوئے، آپ نے فی الفور جواب دیا کہ اس آیت سے رسول صلعم کی رحلت کی بو پائی جاتی ہے۔ اس معنی کے سُنتے ہی ان مشائخوں کی تشفی ہوگئی اور سمجھ گئے کہ یہ لڑکا بیشک ہونہار اور اس مجلس کی صدر نشینی کے لائق ہے۔ بخاری نے روایت کی ہے عن ابن عباس قال ضمنی النبی صلے اللہ علیہ وسلم وقال اللھم علمہ الکتاب اور پھر بخاری نے روایت کی ہے عن ابن عباس ان النبی صلعم دخل الخلاء فوضعت لہ وضوءً اقال من وضع ھذا فاخبر فقال اللھم فقھہ فی الدین اس دعا کی برکت سے آپ ایسے بڑے عالم فاضل، محدث فقیہ ہو گئے کہ شاید اس اُمت محمدیہ میں کم کوئی ہوا ہوگا۔ صدہا حدیثیں آپ کو حفظ تھیں۔ بڑے بڑے علماء اور محدثین نے آپ سے روایت حدیث کی لی اور بڑے بڑے اہم مسائل دینی میں آپ کے فتویٰ کو اُمت نے قبول کیا۔ فقہی مسائل میں بھی آپ مجتہد کامل تھے۔ قرآن فہمی میں بھی آپ کو مہارت تام تھی۔ چنانچہ تفسیر عباسی جو اس وقت لوگوں کے ہاتھوں میں ہے وہ آپ ہی کی تفسیر ہے۔ وہ آپ کی غزارت علمی پر بخوبی شاہد ہے۔ اہل فن آپ کے حالات سے بخوبی واقف ہیں لہٰذا اس جگہ مشتے نمونہ از خروارے بیان کیا گیا اور خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وقت میں تو آپ ان کے ساتھ بطور وزیر و مشیر کے رہا کرتے تھے۔ بہت معمر ہو کر کے سلطان عبدالملک کے زمانے میں ۶۸ھ بمقام طائف آپ نے انتقال فرمایا اور وہیں آپ کی قبر ہے۔ ایک دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دیکھا تو آپ کے سر پر دست مبارک رکھ کر فرمایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہذا ابو الخلیفہ۔ چنانچہ آپ کی اولاد سے خلفائے عباسیہ پیدا ہوئے، جن کے احوال کتابوں میں مبسوط طور پر مذکور ہیں من شاء فلینظر ھنا لک اس خاندان کا سلسلہ نمبر ۲۳ میں جا کر ملتا ہے۔ حضرت محمد رحمۃ اللہ سے یعنی حضرت ممدوح کے دو صاحبزادے تھے، ایک میر بایزید رح کہ جن کی اولاد میں ہم لوگ ہیں اور دوسرے عبداللہ ابو العباس سفاح جو اول خلیفہ عباسیہ ہیں۔ اس کا نقشہ یہ ہے :—

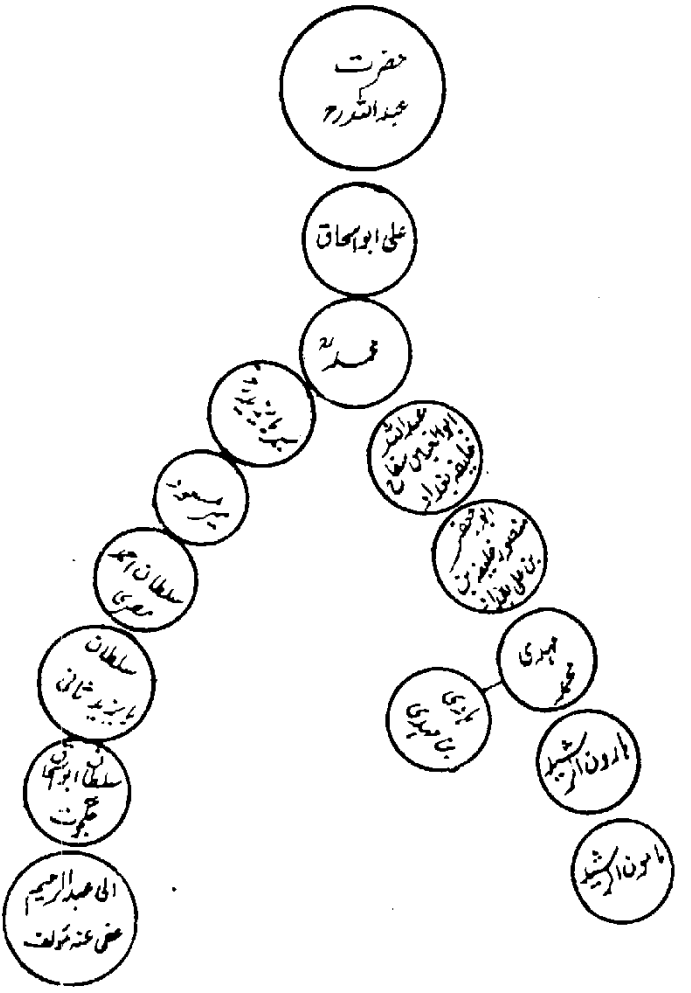

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میر محمود رح نمبر ۱۶

آپ مصر سے بخارا اور وہاں سے دہلی تشریف لائے اور شاہ دہلی کے حکم سے بنارس میں تشریف لائے اور وہاں کے راجہ سے اور آپ سے جنگ عظیم واقع ہوئی۔ آپ کے اٹھارہ صاحبزادے اور ستر کس آپ کے اہل قرابت قریبہ و برادران سے ہمراہ تھے علاوہ اُس کے اور لشکر [illegible] کی تعداد معلوم نہیں، مگر باسٹھ ۶۲ سوار آپ کے اعزہ قریبہ میں سے تھے۔ اس جنگ میں آپ خود مع پندرہ فرزندوں کے اور بہت سے قرابت داروں کے شہید ہوئے۔ آپ کا مزار وہیں بنا دیا گیا اور شہر بنارس فتح ہو گیا۔ آپ کے تین صاحبزادے میر سراج الدین و میر احمد و میر سیف اللہ صرف اس جنگ میں باقی رہ گئے اس لئے ہر سہ صاحبزادے بحکم شاہی روانہ صوبہ بہار ہوئے اور وہاں سے برابر جنگ کرتے ہوئے موضع چھتوی پرگنہ ارول ضلع گیا میں پہنچے اور وہاں سے موضع اساس وغیرہ کو فتح کیا، جس کا ذکر آگے آوے گا۔ میر سیف اللہ موضع کُندنا میں جو اُسی پرگنہ ارول میں واقع ہے مقیم ہوئے اور میر احمد موضع چھتوی مذکور میں اور میر معز الدین پسر سراج الدین نے موضع اساس دیورہ کو اپنے واسطے پسند فرمایا۔ میر سراج الدین اور بہت سے ان کی برادری والے جنگ اساس دیورہ میں شہید ہوئے۔

سوانح حضرت میر معز الدین رح نمبر ۱۴

آپ ہی اوّل دیورہ تشریف لائے اور دیورہ میں اُس وقت ایدر پرکاش راجہ رہتا تھا۔ وہاں ایک بڑا قلعہ تھا، اس میں دیورنام کا ایک بُت تھا اور چاروں طرف اس کے کوسوں تک گھنا جنگل تھا۔ اس وقت بہار میں حضرت ملک بیا صاحب شاہان دہلی کی طرف سے صوبہ دار تھے۔ میر معز الدین رح جن کا وطن اصلی بخارا تھا مع اپنے قبائل و عشائر دو اڑھائی سو آدمیوں کے اپنے جد امجد کی معیت میں صرف بنظر جہاد ہندوستان کو تشریف لائے۔ چونکہ اُس وقت مشرقی ہندوستان میں جا بجا بہت سے رجواڑے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندو خود سر قوی موجود تھے اور اسلامی عملداری صرف بڑے بڑے شہروں میں محدود تھی۔ لہذا حضرت میر معز الدین رح یہ ایماے شاہ دہلی کہ شاید اُس وقت شاہان تغلق کا زمانہ ہوگا، ضلع گیا میں تشریف لائے اور وہاں سے سیر کرتے ہوئے موضع اساس میں وارد ہوئے۔ اس وقت راجہ مذکور آپ سے برسر مقابلہ ہوا اور جنگ عظیم بین الفریقین واقع ہوئی۔ وہ راجہ زخمی ہو کر وہاں سے بھاگا اور موضع کٹھانگی کے قلعہ میں جو دیورہ سے تین چار کوس کے فاصلے پر تھا، پناہ گزین ہوا۔ آپ فی الفور دیورہ کے قلعہ میں داخل ہوئے اور تمام بتوں کو شکستہ کیا اور قلعہ کو صاف کیا اور اپنے ہمراہیوں میں سے حضرت میر بدر کو سردار مقرر کر کے قلعہ میں چھوڑا اور عیال و اطفال کو ان کے سپرد کیا اور آپ تعاقب میں اُس راجہ کے مع جریدہ سواروں کے موضع قلعہ کٹھانگی کو روانہ ہوئے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ وہ قلعہ نہایت بلند اور نہایت مستحکم اور انبوہ جنگل کے اندر واقع ہے آپ وہاں ٹھہرے رہے اور حاکم صوبہ بہار حضرت ملک بیا کو ایک عرضی لکھی اور مدد طلب کی۔ چونکہ ملک صاحب دوسری طرف ایک مہم میں مصروف تھے، مدد کے بھیجنے میں توقف کیا، جب تک آپ نے چند حملے اُس قلعہ پر کئے، لیکن ناکامیاب رہے۔ آخر کچھ جنگل کو کاٹ کر قلعہ کے چاروں طرف صاف کیا۔ اس عرصے میں بہار سے مدد بھی پہنچ گئی۔ اس کے ساتھ ہو کر آپ نے اُس قلعہ کو بھی فتح کیا اور راجہ بھاگتا ہوا مارا گیا۔ اور غنیمت بہت آپ کے ہاتھ آئی۔ پھر تو آپ نے اُس اطراف میں خوب شمشیر زنی کی اور تمام علاقہ راجہ کا امجھر داؤ دنگر و سہسرام وغیرہ آپ کے تحت و تصرف میں آیا۔ آپ نے اُن سب جگہوں کو مفوض بحاکم صوبہ کیا اور آپ کو اساس اور دیورہ وغیرہ چند مواضع قریب پانچ ہزار بیگھہ سکونت کے شاہ دہلی کی طرف سے بلا خراج واسطے سکونت کے عطا ہوا۔ اکثر جس کا حصہ بسبب امتداد زمانہ کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اب اسوقت جو قدرے قلیل تصرف میں ہے وہ وہی عطیہ ہے۔ اللھم بارک لی فیہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوانح عمری حضرت مخدوم شیخ شاہ محمدؒ نمبر ۱

آپ میر مغر الدینؒ فاتح دیورہ سے پانچویں پشت میں ہیں، آپ بڑے عالم باعمل تھے۔ آپ کے ایک بیٹا شاہ عبدالعلی پیدا ہوئے، جنکے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی شیخ عبدالمجیدؒ و شیخ ابوسعیدؒ و مسماۃ سلیمہ خاتون زوجہ حضرت مولانا محمد شہباز قدس سرہٗ حضرت شیخ ابوسعیدؒ کے صاحبزادہ مولانا شاہ ابوالبرکات محمد فائض قدس سرہٗ ہوئے جس کا نقشہ ذیل میں درج ہے:۔

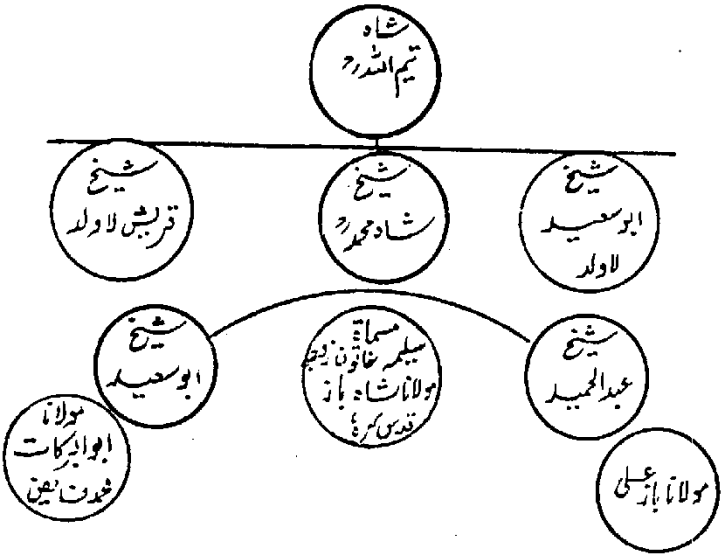

مولانا شاہ ابوالبرکات محمد فائض قدس سرہٗ

آپکی مولد موضع دیورہ پرگنہ اردل ضلع گیا ہے۔ آپ جب سن رشد کو پہنچے بھاگلپور میں بخدمت حضرت مولانا شہباز محمد قدس سرہٗ کے جو آپ کے پھوپھا تھے پہنچے اور آپ سے تحصیل علوم ظاہری و باطنی بوجہ احسن کی اور سالہائے دراز وہاں اقامت فرمائی، حضرت مولانا شہباز محمد قدس سرہٗ نے اپنی دختر رابعہ خاتون سے جو محل ثانیہ مولانا ممدوح سے تھیں، عقد کر دیا۔ آپ نے اس کے بعد سیر و سیاحت شروع کی اور جا بجا بزرگان طریقت

تعلیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعلمائے شریعت کی خدمت سے مستفید ہوتے ہوئے دارالخلافہ دہلی کو پہنچے کہ اس وقت حضرت شاہ جہاں جلوس فرمائے اورنگ سلطنت تھے۔ آپ وہاں سے لاہور گئے اور وہاں سے ملتان وغیرہ کی سیر کی۔ جب مراجعت کرکے آپ پھر دہلی پہنچے۔ اس وقت حضرت سلطان محی الدین اورنگ زیب عالم گیر غفراللہ لہ فرمانروائے سلطنت تھے اتفاقاً ایک مسجد میں دانشمند خاں سے آپ کی ملاقات ہوگئی، آپ کے چہرۂ منور کو اس نے دیکھ کر پہچانا اور آپ کے ساتھ بہت تواضع سے پیش آیا۔ وہاں سے آپ مراجعت فرماکر بھاگل پور پہنچے اور وہاں سے حسب ایمائے جناب مولانا شاہ محمد قدس سرہٗ پٹنہ تشریف لائے اور اس محلہ منعمیہ میں آپ اقامت گزیں ہوئے جو اس وقت ایک جنگل کی صورت میں تھا، اس کے بیچ میں ایک بلندی بطور گڑھ کے تھی، اسی میں آپ نے ایک حجرہ بناکر قیام فرمایا اور ایک مسجد بنالی جو اس وقت جمعہ مسجد منعمیہ کے نام سے مشہور ہے اور بفضلہ تعالیٰ بڑی بھاری جماعت بروز جمعہ ہوتی ہے اور خوب آباد ہے۔ اور تعلیم و تعلم میں علوم ظاہری و باطنی کے آپ معروف ہوئے۔ چنانچہ حضرت شاہ ارزاں صاحب بھی آپ کے فیض صحبت سے مستفید ہوئے۔ اسی وجہ سے یہ دستور تھا کہ شاہ ارزاں صاحب کے تکیہ پر جو گدی نشین ہوتا تھا اس کی دستار بندی اس خاندان سے کی جاتی تھی۔ بہرحال آخر بذریعہ صوبہ دار بہار سے مبارک میں حضرت عالمگیر غفراللہ لہ کے پہنچی۔ وہاں سے قریب چالیس بیگھہ اراضی واسطے سکونت وتعمیر مسجد وخانقاہ وغیرہ کے اور چھ سات مواضع بطور مدد معاش آپ کو مرحمت ہوئے، مگر آپ نے ان چیزوں کی طرف مطلقاً التفات نہ فرمائی اور اسی طرح پر قانع ومتوکل رہے۔ بعدہٗ آپ کے فرزندوں میں سے کسی نے اس کی تحریک کرکے حاصل کیا۔ آپ کے دو صاحبزادے ہوئے، ایک نے ایام جوانی میں حافظ ہوکر اس خاندان کو چھوڑا۔ دوسرے حضرت جناب شیخ شاہ ابوتراب محمد منور قدس سرہٗ کہ جنہوں نے اپنی تکمیل علوم ظاہری و باطنی اپنے پدر بزرگوار سے کی اور بعد اس کے سفر کرتے ہوئے بلدہ لاہور کو پہنچے، اور وہاں حضرت ملا شیخ غلام محمد سے تحصیل علم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائی اور وہاں سے دورہ سیر کرتے ہوئے پھر پٹنہ کو تشریف لائے اور اپنے دولت کدہ کو رونق بخشی، آپ کی اولاد کی تفصیل معلوم نہ ہوئی کہ کل کتنے ہوئے۔ مگر جن سے آپ کی نسل کا سلسلہ جاری ہے وہ حضرت مولانا شاہ ابوالخیر محمد انور قدس سرہٗ اور ان کے صاحبزادے مولانا شاہ محمد عزیز عرف حضرت شاہ درگاہی رحمہ ہیں۔ مزار حضرت دیوان مولانا شاہ [illegible] محمد فائض قدس سرہٗ اور ان کی زوجہ مریم مکانی حضرت رابعہ خاتون وجناب شاہ ابوتراب قدس سرہٗ کے ایک جگہ پر صحن مسجد جمعہ نمونیہ میں واقع ہیں اور مزار حضرت مولانا شاہ ابوالخیر و مولانا شاہ محمد عزیز قدس اسرارہما کے پشت جمعہ مسجد مذکور پر جو مقبرہ ہے، اس میں واقع ہیں۔

حضرت شاہ محمد عزیز درگاہی قدس سرہٗ

آپ کا لقب شاہ درگاہی تھا، آپ اپنے وقت کے بڑے سالک تھے۔ صدہا آپ کے مرید تھے۔ نواب ناظم صوبہ دار بہار اور بڑے بڑے اراکین سلطنت واہل دول آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور فیضیاب ہوتے اور علماء وفضلا بھی آپ سے بہرہ ور ہوتے۔ آپ کے دو صاحبزادے ہوئے اور دو صاحبزادیاں۔ حضرت شاہ محمد معز و حضرت شاہ محمد کریم قدس سرہما و مسماۃ شکرن زوجہ رفیع الدین حسین خاں و مسماۃ منصرن زوجہ شیخ رستم علی رحمۃ اللہ علیہم ساکنان محلہ مغل پورہ۔

نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا درج ذیل ہے:۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

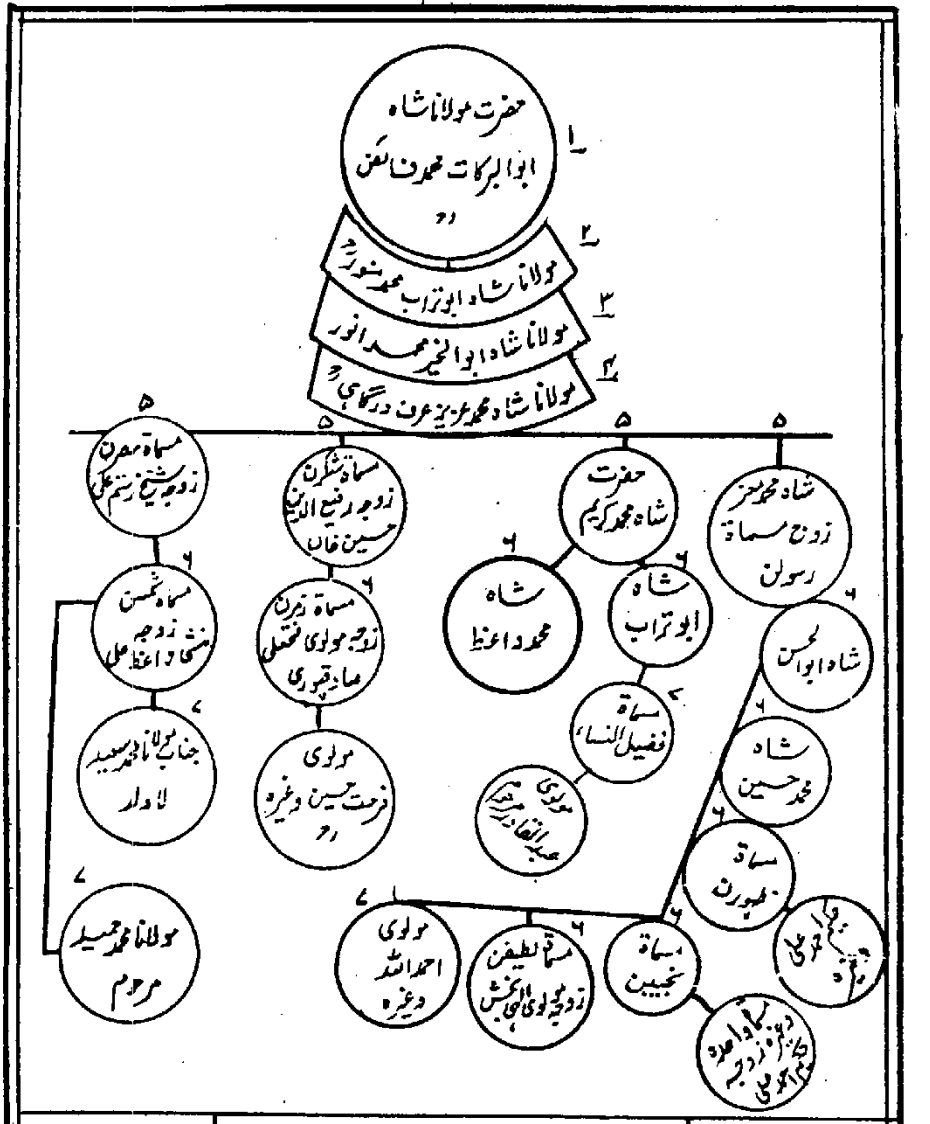

حضرت شاہ محمد معز عرف شاہ منوّر رح

آپ کی شادی مسماۃ رسولن بنت مولوی ارادت اللہ صادقپوری سے ہوئی جس کا ذکر فصل اول میں آچکا ہے۔ آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں جملہ پانچ اولادیں ہوئیں حضرت شاہ ابوالحسنؒ اور حضرت شاہ محمد حسینؒ ۲ و مسماۃ ظہورنؒ ۳ زوجہ رضی الدین حسین خاں منیلورہ و مسماۃ نجیبن زوجہ مولوی بشارت علی صادق پوری و مسماۃ لطیفن زوجہ مولوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الٰہی بخش صادق پوری قدس اسرارہم۔ پس ان تینوں عورتوں کی اولاد کی تفصیل اُن کے ازواج کے ساتھ فصول اوّل میں مذکور ہو چکی ہے وہاں دیکھنا چاہیئے۔ نقشہ آپ کی اولاد کا یہ ہے:۔

حضرت شاہ محمد معروف شاہ منور رح

شاہ ابوالحسن رح	شاہ محمد حسین رح	مسماۃ ظہورن زوجہ رضی الدین حسین خاں	مسماۃ نجیبن زوجہ مولوی بشارت علی	مسماۃ لطیفن زوجہ مولوی الٰہی بخش رح

حضرت شاہ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی شادی مسماۃ خیرن بنت شیخ طفیل اللہ رح ساکن موضع سرانڈی پرگنہ پھلواری ضلع پٹنہ سے ہوئی۔ آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہوئیں۔ مولوی قاضی شاہ محمد تقی و مولوی محمد زکی و مولوی محمد تقی و مولوی محمد رضی ان دونوں آخرالذکر نے ایام جوانی میں بلا شادی شدہ رحلت فرمائی۔ مسماۃ نعیمن زوجہ قاضی قمر علی مہدانوی رحمہم اللہ۔

نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا یہ ہے:۔

حضرت شاہ ابوالحسن

شاہ مولوی قاضی محمد تقی رح	مولوی محمد زکی رح	مولوی محمد تقی لاولد	مولوی محمد رضی لاولد	مسماۃ بی بی نعیمن مرحومہ

مولوی قاضی شاہ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی شادی ساتھ مسماۃ وصیفن بنت مولوی امین الحق ساکن محلہ گورہٹہ منمحلات شہر پٹنہ کے ہوئی۔ آپ کے صرف ایک بیٹی مسماۃ زینب اور ایک بیٹا مولوی عبدالعزیز پیدا ہوئے۔ مسماۃ زینب کی شادی ساتھ قاضی محمد ابراہیم پسر مولوی اکرام الحق ساکن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محلہ گوریہٹہ کے ہوئی اور وہ لاولد اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔

مولوی عبدالعزیز مرحوم بن شاہ محمد تقی حنفی

آپ کی پیدائش غالباً ۱۲۵۱ھ میں ہوئی۔ آپ کو فارسی میں میر تقی صاحب اور مختصرات میں مولوی اکبر علی رح و شاہ عبدالخالق و مولوی یحییٰ علی رح سے تلمذ حاصل تھا اور آپ صحبت میں شاہ محمد واعظ صاحب کے رہتے تھے۔ چونکہ آپ کے والد آپ کے بچپن ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ اس لیے آپ کی والدہ نے آپ کی پرورش و تربیت و تعلیم کا کام انجام دیا اور اپنی والدہ کے انتقال کے بعد ناچار آپ کو شغل تعلیم و تعلم ترک کر کے امور آسائش کی طرف توجہ کرنی پڑی۔ آپ کی اول شادی ساختہ وسیمن بنت قاضی قمر علی زوج مسماۃ تعیمن مہدانوی سے ہوئی۔ اس محل سے دو فرزند آپ کے پیدا ہوئے۔ عبدالحفیظ و مولوی عبدالحی اول الذکر نے تیرہ چودہ برس کے سن میں انتقال کیا۔ بعد انتقال زوجہ اولیٰ آپ نے اپنی شادی مسماۃ امامی بیگم بنت خواجہ فتح علی مرحوم بنت خواجہ کرم علی مرحوم ساکن محلہ نونگولہ کی (یہ خواجگان اصل باشندے پانی پت کے تھے قوم انصاری سے، مگر ان کے مورث پانی پت سے آکر بھرت پور کھلی پٹنہ میں سکونت پذیر ہوئے، پھر وہاں سے نونگولہ میں آکر رہے) اس محل سے آپ کے تین بیٹیاں ہوئیں مسماۃ سکینہ مرحومہ زوجہ خواجہ امیر حسن ابن خواجہ احمد علی بن خواجہ فتح علی مرحوم مذکور۔ دختر دوم، مسماۃ مجیدن سلمہا زوجہ خواجہ مہدی حسن مرحوم بن خواجہ احمد علی مرحوم۔ دختر سوم، مسماۃ صغریٰ زوجہ سید عبدالغفور ابن محمد صالح مرحوم بن سید تراب علی مرحوم بن سید مقصود علی مرحوم بن میر ذوالفقار علی مرحوم ساکن موضع لکھنور ضلع پٹنہ مولوی عبدالحی کی اول شادی مسماۃ منیرن بنت جناب حکیم مولوی وجاہت حسین مرحوم صاحبپوری سے ہوئی، ان سے دو لڑکے پیدا ہوئے محمد احسن عرف جمو۔ محمد محسن عرف رمضو۔ بعد انتقال مسماۃ منیرن مرحومہ کے آپ کا ازدواج ساختہ مسماۃ زہرا بنت سید محمد وارث حسین بن سید محمد حسین ساکن موضع گورگانواں ضلع پٹنہ کے ہوا، ان سے دو بیٹیاں ہوئیں مسماۃ آمنہ و مسماۃ عائشہ۔ آپ نے بعمر مولوی عبدالعزیز صاحب، ۷۵ برس کی عمر میں بتاریخ ۱۷ جولائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنہ ۱۸۹۰ء مطابق ۲۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۷ھ میں اس خاکدان عنصری کو چھوڑا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ
اور تاریخ ۲۹ جمادی الآخر سنہ ۱۳۱۸ھ امامی بیگم صاحبہ نے بھی رحلت کی۔ نقشہ آپکی اولاد و احفاد کا ہے

مولوی عبدالعزیز مرحوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولوی محمد زکی صاحب مرحوم بن شاہ ابو الحسن

آپ کی پیدائش کی تاریخ معلوم نہ ہو سکی، مگر آپ مولانا احمد اللہ صادقپوری سے عمر میں زیادہ تھے۔ آپ نے درسی کتابیں اپنے چچا مولوی شاہ محمد واعظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور حضرت شاہ محمد کریم رحمہ سے آپ کو بیعت حاصل تھی۔ پھر جناب حضرت سید احمد صاحب بریلوی مجدد مائۃ ثالثہ کے ہاتھ پر باجازت اپنے پیر کے بیعت کی۔ اور بعد چند روزوں کے آپ بریلی تکیہ پر حضرت شاہ لعل صاحب کی خدمت میں اپنے پیر مرشد کے حاضر ہوئے اور تخمیناً ایک برس وہاں رہ کر اور بہت کچھ فوائد دینی سے بہرہ ور ہو کر اپنے وطن کو مراجعت فرما ہوئے۔ اُس وقت سے برابر آپ اپنے گھر پر امور معاشیہ کی فکر میں رہے۔ آپ کی اول شادی مسماۃ کلثوم عرف بی بی امون بنت میر اسد علی صاحب سے ہوئی۔ وہ بیٹے بی بی قمر کے وہ بیٹی شاہ ہادی صاحب کی وہ پسر راجہ میاں صاحب وہ پسر مولانا شاہ ابو تراب بن مولانا شاہ ابو البرکات قدس سرہٗ کے۔ اس کے بعد پھر دوسری شادی آپ کی ساتھ مسماۃ صبیرن بنت شیخ سلامت علی ساکن سنگھرہ کو پائے ہوئی۔ محل اولیٰ سے آپ کے مولوی عبد الرزاق صاحب پیدا ہوئے اور محل ثانیہ مسماۃ صبیرن سے ایک بیٹی مسماۃ فہیمن اور ایک بیٹا مولوی محمد اسحاق پیدا ہوئے۔ مسماۃ فہیمن کی شادی میر محمد حسین مرحوم ساکن کوپائے ہوئی، ان سے ایک لڑکی مسماۃ شریفن پیدا ہوئی۔ اس نے بعد شادی لاولد انتقال کیا۔ مولوی محمد اسحاق مرحوم کی شادی مسماۃ مریم عرف بولاقن بنت قاضی سید وصی احمد ساکن محلہ انیر قصبہ بہار سے ہوئی، اُن سے آپ کے ایک بیٹی اور دو بیٹے پیدا ہوئے۔ مسماۃ نجیب النساء زوجہ حکیم سید محمود عالم مرحوم ساکن حاجی پور رہی ہوا، ان کے صرف ایک بیٹی مسماۃ زبیدہ پیدا ہوئی۔ اس کے بعد وہ بیوہ ہو گئیں اور دونوں بیٹے محمد ہاشم مرحوم و محمد قاسم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ محمد ہاشم مرحوم کی شادی مسماۃ انیس النساء بنت شاہ محمد ظفر ساکن بہار سے ہوئی۔ اس سے صرف ایک لڑکی مسماۃ رقیہ پیدا ہوئی اور محمد قاسم کی شادی ساتھ مسماۃ صغریٰ بنت مولوی محمد حسن

(حاشیہ ۳۴۵ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرحوم صادق پوری کے ہوئی۔ محمد اسحاق مرحوم نے بتاریخ ۲۹ شوال ۱۳۰۴ھ ہجری انتقال فرمایا اور بتاریخ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ ہجری کو عزیزی محمد ہاشم نے رحلت کی۔ اللھم اغفر لھما وارحمھما۔ اور بتاریخ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ حکیم محمود عالم نے دنیا سے کوچ کیا۔ نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا حسب ذیل ہے:۔

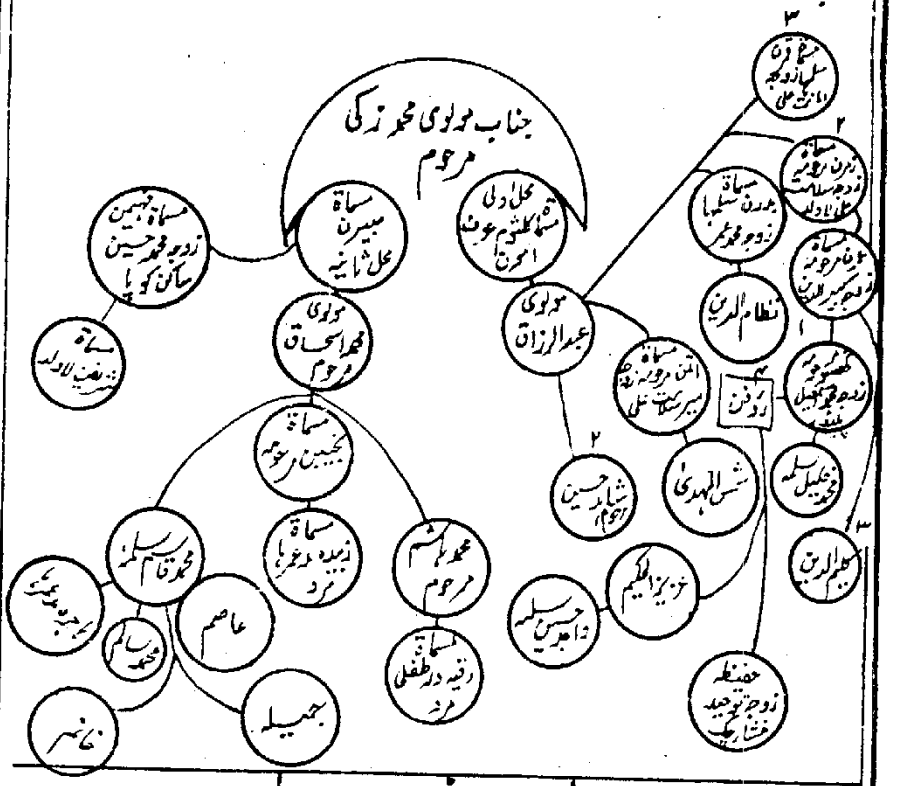

(نوٹ ۳۴۴) مولوی محمد قاسم سلمہ نے انٹرنس پاس کرنے کے بعد مختاری کا امتحان پاس کیا۔ مگر سلمہ بلوغ اور کم عمری نے ترک پیشہ پر مجبور کیا اور محمڈن اسکول کے عہدہ ٹیچری پر تابع ہوئے۔ آپ نے سلیقۂ تعلیم خوب پایا ہے۔ آپ عبادت کوش منکسر المزاج صلح پسند علیم شخص ہیں۔ قرابتمندوں کا از بسکہ خیال رکھتے ہیں۔ علم الانساب سے آپ کو خاص ذوق ہے۔ آپ کی نو اولادوں میں سے اس وقت چار اولاد موجود ہیں۔ محمد قاسم نے چودہ برس کی عمر میں قضا کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی۔ وہ بیٹے شیخ رمضان علی مرحوم کے وہ بیٹے شیخ غلام علی مرحوم کے وہ بیٹے شاہ محمد فاضل ساکن موضع سراندی کے قاضی صاحب مرحوم کو عربی میں استعداد تو کم تھی، مگر فارسی میں پوری استعداد حاصل تھی اور شاعر بھی تھے، اُردو اور فارسی میں بہت عمدہ شعر کہتے تھے اور مادہ تاریخ نکالنے میں آپ کو پوری مہارت تھی۔ زود نویس ایسے تھے کہ ایک شب میں پوری گلستاں لکھ ڈالتے، اس مؤلف کتاب نے خود اس گلستاں کو دیکھا ہے جو آپ نے ایک شب میں لکھی تھی۔ خوب صاف و مایقرا لکھتی۔ آپ اکثر کتابوں کی نقل کیا کرتے تھے۔ آپ کی لکھی ہوئی بہت سی کتابیں آپ کے کتب خانے میں میں نے خود دیکھی ہیں۔ آپ نہایت ذی مروت اور بڑے خلیق تھے۔ آپ نہایت کشیدہ قامت اور جسیم تھے۔ ایسا کہ اگر ہزار بارہ سو آدمی میں آپ کھڑے ہوتے تو آپ کا سر اونچا ہوتا۔ آپ کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں، جملہ آٹھ اولادیں۔ اکبر اولاد آپ کی مسماۃ نفیسن[1] زوجہ شیخ تفضل حسین بن شیخ سلامت علی مرحوم ساکن کوپا دہ شیخ عبدالرحمٰن[2] مرحوم زوج مسماۃ ساجدہ بنت حکیم احمد علی مرحوم صادق پوری و شیخ عبدالسبحان[3] مرحوم لاولد دنیا سے رخصت ہوئے۔ و شیخ عبدالرحیم[4] مرحوم ان کی شادی آرہ میں صبیہ جناب مولوی علی آن مرحوم سے ہوئی۔ اس سے ایک لڑکا حکیم مولوی محمد حنیف مرحوم پیدا ہوئے۔ انہوں نے تخمیناً ۳۰ برس کی عمر میں تین فرزند ابوعبیدہ، ابوہریرہ[2]، ابوعلقمہ[3] چھوڑ کر ۲۲ محرم ۱۳۰۸ھ ہجری میں بمقام آرہ انتقال کیا۔ پانچویں مولوی عبدالحکیم[5] مرحوم نے تحصیل علوم میں دہلی و لکھنؤ وغیرہ دور دور سیر کرتے رہے۔ اسی میں بیمار ہو کر بعمر چوبیس پچیس برس اس جسم خاکی کو چھوڑ کر داخل خلد بریں ہوئے ششم محمد سلیم[6] مرحوم، ہفتم شیخ عبدالعلیم مرحوم ان دونوں کی شادی دختران شیخ خورشید حسن ساکن شیخپچک سے ہوئی۔ اوّل الذکر نے تخمیناً پچاس برس کی عمر میں لاولد انتقال کیا۔ اور آخر الذکر نے ایک لڑکی میمونہ کو چھوڑ کر پچیس برس کی عمر میں رحلت کی۔ ہشتم مسماۃ وسیمن مرحومہ زوجہ اولی مولوی عبدالعزیز مرحوم نمونہیاوی عظیم آبادی انہوں نے دو لڑکے عبدالحی و عبدالحفیظ چھوڑ کر نوجوان رحلت کی۔ تاریخ انتقال جناب

نرعی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاضی صاحب مرحوم از نتیجۂ فکر جناب حکیم مولوی شاہ محمد واعظ مرحوم متخلص بہ واعظ ہے

قمر چوں رفتہ زیں دار پر آشوب بواعظ گفت ہاتف سال موتش	رسیدہ در مقام قرب ابرار بایوان ارم رفتہ ازیں دار ۱۲۶۱ھ ابادہ شوال

اور مسماۃ نعیمن نے تخمیناً ایک سو سال کی عمر پاکر بتاریخ ۶ شعبان ۱۳۱۲ھ میں اس سجن دنیا کو چھوڑا۔ اللھم اغفرلھا وارحمھا۔ نقشہ آپ کی اولاد واحفاد کا یہ ہے

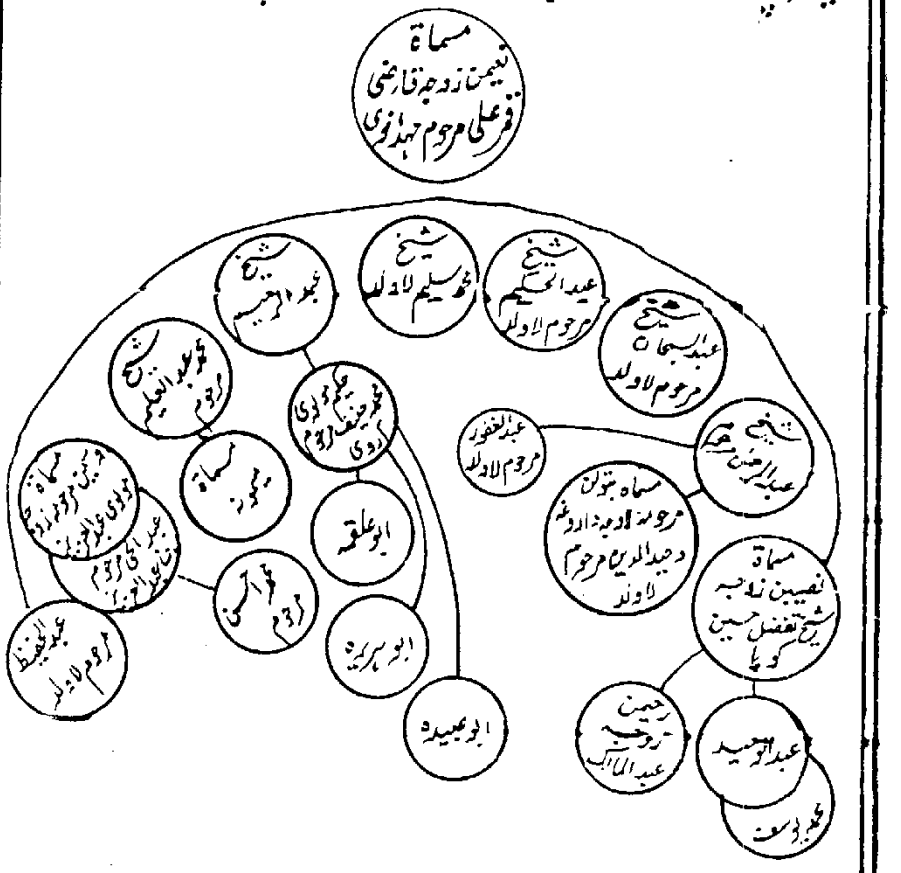

حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہٗ

ابن حضرت شاہ محمد مخرج آپ کی والدہ کا نام مسماۃ رسولن بنت مولوی امداد اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صادق پوری، آپ ۱۲۰۳ھ میں پیدا ہوئے، آپ جب سن شعور کو پہنچے، تب اپنے چچا شاہ محمد کریم قدس سرہٗ سے دینیات کی تعلیم پائی۔ اگرچہ جناب کی درسیات تمام نہ تھی۔ لیکن غایت سریع الفہم تھے۔ فی البدیہ جواب دیتے، ان سے بیعت حاصل کی اور خلافت بھی آپ کو ملی۔ آپ کے عین عنفوان جوانی میں تقویٰ و طہارت کا بہت کچھ خیال رہتا اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی آپ کو تھی۔ پھر جب حضرت جناب امیر المومنین سید احمد بریلوی مجدد مائۃ ثالث عشر ۱۲۳۸ھ ہجری میں مکہ معظمہ میں مراجعت کے وقت وارد پٹنہ ہوئے اُس وقت آپ سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور ان کا وعظ وغیرہ سُن کر بہت متاثر ہوئے اور چاہا کہ بیعت بھی حاصل کریں۔ لیکن چونکہ آپ پہلے بیعت اپنے چچا سے کر چکے تھے۔ لہذا بغیر اجازت ان کے دوسری بیعت کرنی مناسب نہ سمجھی اور اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ محمد کریم رح کی خدمت میں کل کیفیت حضرت سید صاحب کی عرض کی۔ آپ نے بطیب خاطر اجازت بیعت دی اور فرمایا ع

متاع نیک ہر دکاں کہ باشد

تب آپ نے حضرت سید صاحب کو اپنے گھر میں مدعو کیا اور مرید ہوئے اور اپنی اہلیہ اور دو لڑکیوں کو اپنی جو اس وقت فی الجملہ سن شعور کو پہنچی تھیں، بیعت کرادی۔ ازاں جملہ مسماۃ محمودہ والدہ ماجدہ مسعود اور اق ہذا کی ہیں۔ پھر جب تک حضرت سید صاحب اس پٹنہ اور اطراف میں اس کے قیام فرما رہے۔ شب و روز حاضر باش خدمت سراپا سعادت سید صاحب کے رہے۔ سید صاحب نے آپ کو خلافت بھی دی۔ اس وقت سے آپ برابر ہدایت و ارشاد کے کاموں کو شب و روز نہایت گرمی سے انجام دیتے اور پٹنہ کے حوالی و اطراف منظفر پور و دربھنگہ و چھپرہ و گیا و بہار و مونگیر و بھاگلپور وغیرہ میں دورہ سیر فرماتے۔ ہزارہا بلکہ لاکھوں آدمی آپ سے مرید اور فیضیاب ہوئے۔ احیائے سنت و اقماع بدعت میں آپ بڑی سعی و کوشش فرماتے۔ بہتیری مسجدوں کو جو ویران پڑی تھیں۔ آپ نے آباد کرایا۔ چنانچہ یہ جمعہ مسجد نمونہ سابق ایسی چھوٹی تھی کہ سو آدمی کا گذر اُس کے اندر مشکل ہوتا۔ ہزارہا

خلافت

تبلیغ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روپیہ کے صرف سے آپ نے اس مسجد کو ایسا وسیع کر دیا کہ صرف ایک صف میں تقریباً آدمی بخوبی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور کل مسجد میں تو قریب تین ہزار آدمیوں کی گنجائش ہو جاتی ہے۔ آپ کے وقت میں دو جمعہ اور معین پورہ سے لے کر فتوحہ تک کے لوگ یہاں نماز جمعہ کو آیا کرتے۔ ایسی بھاری جماعت شہر بھر میں کہیں نہیں ہوتی۔ تمام مسجد مع صحن مملو ہو جاتی۔ بعد اس کے مسجد کے شمال میں جو میدان ہے وہ بھی بھر جاتا تخمیناً پانچ چھ ہزار آدمی جمعہ اور عیدین میں یہاں جمع ہو جاتے۔ بعد نماز آپ کا وعظ ہوتا۔ ایسا سلیس عام فہم بیان ہوتا کہ ہر آدمی اس سے مستفید ہوتا اور نہایت پُرتاثیر اور بوقت شب زنانے مکان میں آپ کا وعظ ہوتا۔ صدہا عورتیں نزدیک و دور سے جمع ہو جاتیں۔ مقدرت والی عورتیں دُور دُور سے سواریوں پر جمعہ کے روز فجر ہی سے آنا شروع ہو جاتیں، اور غربا کی عورتیں شب کو پیادہ پا آتیں، اور ہر ایک کی خورد و نوش دیگر آسائش کا اہتمام بخوبی تمام کیا جاتا۔ ہر جمعہ کو ایک جماعت نو مریدوں کی بھی ہوتی۔ رمضان شریف میں آپ تراویح بھی پڑھاتے اور عشرہ اخیر میں اعتکاف بھی کرتے۔ احیائے سنت کا آپ کو یہاں تک شوق تھا کہ آپ کی ہمشیرہ خرد مسماۃ شریفن جو مولوی اکبر علی مرحوم پسر مولوی الٰہی بخش مرحوم سے منسوب ہوئی تھیں۔ جب وہ بیوہ ہو گئیں، تب آپ نے ان کا نکاح ثانی جناب مولانا عنایت علی علیہ الرحمۃ سے کر دیا۔ جس کا مفصل ذکر منشی محمد جعفر انبالوی نے اپنی کتاب سوانح احمدی میں بذیل سوانح عمری مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ لکھ دیا ہے۔ من شاء فلینظر ہنا اور تقریباً ۱۲۶۱ھ (سن بارہ سو اکسٹھ میں یا باسٹھ ہجری) میں آپ حج کو تشریف لے گئے۔ اور قریب دو برس کے آپ کو اس سفر میں لگا۔ کیونکہ اس وقت بادبانی جہاز پر لوگ کلکتہ سے سوار ہوتے تھے۔ لہٰذا دو برس سے کم میں حاجی مراجعت کر کے اپنے گھر کو نہیں پہنچ سکتا تھا اور صرف بھی کثیر ہوتا تھا۔ بالجملہ آپ سے اس شہر پٹنہ میں اور اس کے اطراف میں جو ہدایت جاری ہوئی اور لوگوں نے شرک و بدعت چھوڑا اور نماز روزہ حج و زکوٰۃ وغیرہ احکام شرعی کی پابندی اختیار کی۔ اس کا احاطہ و احصا نہایت

وعظ

انتظام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشکل مختصراً یہاں بیان کیا گیا۔ آپ کو فن سپہ گری میں بھی پورا دخل تھا۔ گھوڑے کی سواری نہایت عمدہ جانتے تھے۔ آخر عمر تک گھوڑے ہی پر سوار ہوتے رہے۔ کسی دوسری سواری کو اختیار نہ کیا۔ ہمیشہ شریر گھوڑے آپ خریدتے اور جب وہ آپ کے سواری میں سیدھا اور نیک ہو جاتا تو اس کو فروخت کر دیتے اور دوسرا شریر گھوڑا پھر خریدتے۔ آپ نیک گھوڑے پر سواری کرنے کو ناپسند کرتے۔ بندوق کا نشانہ نہایت عمدہ، بانک اور پٹہ وغیرہ بھی خوب جانتے تھے۔ حلیہ شریف یہ ہے۔ قد میانہ، رنگ نہایت گورا، صاف بلند نقشہ نہایت خوبصورت آپ نہایت حسین تھے۔ مزاج خلقی غصہ ور تھا، مگر آپ کو اپنے مزاج پر کچھ ایسا قابو تھا کہ ہرگز کوئی معلوم نہیں کر سکتا تھا کہ آپ میں غصہ بھی ہے۔ مگر ہاں وقت معائنہ امور خلاف شرع کے وہ حرارت ایمانی اور جوہر ہاشمی برروئے کار آتی۔ صاحب مروت و فتوت و خلق عظیم تھے۔ اس نالائق کے قلم میں وہ طاقت کہاں کہ آپ کے اوصاف حمیدہ و خصائل ستودہ و شمائل پسندیدہ میں سے ایک شمہ بھی بیان کر سکے۔ اور آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کا شعر اردو و فارسی میں نہایت عمدہ و ملیح ہوتا، افسوس کہ اس جگہ اس کے اندراج کی گنجائش نہیں۔ تخلص ہاشمی تھا۔ آپ کی شادی مسماۃ نصرت بنت حضرت شاہ غلام مجتبیٰ دیوری سے ہوئی۔ وہ بیٹے حضرت شاہ غلام اشرف بن حضرت شاہ امام الدین بن حضرت تاج الدین بن حضرت شاہ نصر اللہ بن شاہ عبدالحمید بن حضرت شاہ مولانا شاہ باز محمد بھاگل پوری قدس اسرارہم کے پورا نسب نامہ آپ کا فصل پنجم میں آوے گا، وہاں ملاحظہ فرمایئے۔ آپ کی اہلیہ شریفہ بھی آپ ہی کے مانند دینی امور کے اجرا میں نہایت چست و چالاک اور آپ کے ہر امور میں موید و مددگار بفحوائے آیۂ کریمہ واصلحنا لہ زوجہ ۝ انہم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا و رہبا وکانوا لنا خاشعین۔ الغرض یہ دونوں میاں بی بی امور رضائے مولیٰ میں اپنی تمام عمر کچھ ایسے مستغرق رہے کہ جس کو فنا فی سبیل اللہ کہیں تو بجا ہے۔ آپ نے چوہتر برس کی عمر میں ۱۲۷۶ھ بارہ بجے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس دار فانی کو چھوڑا اور اپنے آبائے صالحین سے جا ملے۔ اللھم ارض عنہ۔ آپ کی تاریخ انتقال کا ایک شعر جو جناب حکیم مولوی اسد اللہ مرحوم نے کہا ہے۔ وہ یہ ہے۔ ؎

رفت بیوم الخمیس و زقدم پاک فتاد		زیب سریر ارم شاہ محمد حسین ۱۲۹۹

آپ کی اہلیہ بی بی نصرت صاحبہ نے قریب سو برس کے عمر پائی، اُن کی تاریخ انتقال عزیزی مولوی محمد یوسف جعفری مرحوم نے جو کہی ہے وہ یہ ہے:-

چو جدہ ماجدہ ام بی بی نصرت		جدا گشتہ نماز یہ زمیں رفت
پئے تاریخ رحلت فکر کردم		ندا آمد "بہ فردوس بریں رفت" ۱۲۹۹

آپ کے چھ بیٹیاں اور ایک بیٹا ہوا۔ مسماۃ بصیرن زوجہ مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ مسماۃ محمودہ زوجہ حضرت مولانا فرحت حسین قدس سرہٗ اعنی والدہ ماجدہ مسود اوراق عفی عنہ۔ مسماۃ رحیمن یہ چار پانچ برس کی عمر میں راہی خلد بریں ہوئیں۔ مسماۃ حفیظن زوجہ مولوی فیاض علی مرحوم۔ مسماۃ حمیدہ زوجہ مولانا یحییٰ علی مرحوم۔ مسماۃ شریفن جن کا عقد اول مولوی اکبر علی مرحوم سے ہوا۔ اور عقد ثانی مولانا عنایت علی رحمۃ اللہ علیہ سے جو عم حقیقی فقیر مؤلف عفی عنہ کے ہیں۔ شاہ مولوی عبد الخالق مرحوم تفصیل اولاد کی ہر ایک دختر کی اُن کے ازواج کے ساتھ فصول ماسبق میں گذر چکی ہے۔

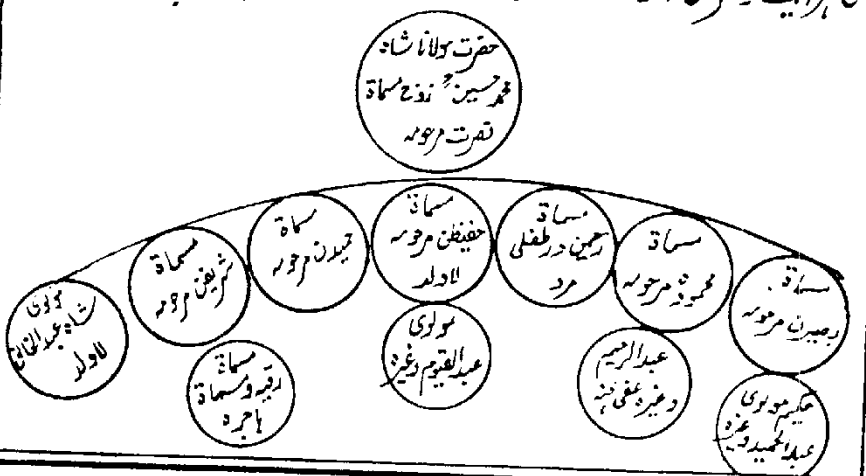

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولوی شاہ عبدالخالق مرحوم

ابن حضرت شاہ محمد حسین رح ابن شاہ محمد معز رح آپ کی والدہ کا نام مسماۃ نصرت بنت حضرت شاہ غلام مجتبیٰ دیوڑی آپ کی پیدائش غالباً سنہ بارہ سو پچاس ہجری میں ہوئی آپنے ابتدائی کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں بعد اس کے صرف و نحو جناب مولوی اکبر علی مرحوم صادق پوری سے پڑھا۔ بعد انتقال ان کے جناب حکیم عبدالحمید صاحب مرحوم سے پڑھا۔ آپ نے سولہ سترہ برس کی عمر میں تمام درسی کتابیں ختم کیں اور ایسی استعداد حاصل کی کہ آپ کے والد ماجد نے جمعہ کے روز اس جمعہ مسجد میں نماز جمعہ پڑھانے کو اور وعظ کہنے کو بجائے اپنے آپ ہی کو مقرر کیا۔ آپ ایسے ذہین و ذکی تھے کہ جس کا بیان مشکل آپ نے اس تھوڑی سی عمر میں اپنی قابلیت علمی دکھائی کہ لوگ مرحبا و شاباش کہتے تھے۔ آپ کے اخلاق حمیدہ و اطوار پسندیدہ ایسے تھے کہ اس کو محسود زمانہ کہنا چاہیئے۔ آپ کی چودہ برس کی عمر میں زہرا بنت جناب حکیم احمد علی مرحوم بن رضی الدین حسین خاں سے شادی ہوئی، جن کا ذکر اوپر فصل میں آچکا ہے۔ آپ نہایت خوبصورت و حسین بھی تھے۔ گھوڑے کی سواری سے آپ کو نہایت شوق تھا اور خوب سوار ہوتے تھے۔ افسوس کہ بعد شادی صرف دو اڑھائی برس آپ زندہ رہ کر سترہ برس کی عمر میں لاولد اس دنیائے عجوزہ بیضہ کو چھوڑ کر داخل خلد بریں ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ ونور مضجعہ۔ آپ کی قبر جمعہ مسجد کے دروازہ کے قریب واقع ہے اور اس سے متصل پورب کو جناب مولوی اکبر علی کی، اس سے پورب متصل آپ کی اہلیہ بی بی زہرا مرحومہ کی جو عین محاذی دروازہ مسجد کے ہے۔

حضرت شاہ محمد کریم قدس سرہٗ

آپ کے والد کا نام حضرت شاہ محمد عزیز عرف شاہ درگاہی بن حضرت شاہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہما آپ اپنے وقت کے بڑے سالک اور پیشوائے وقت گذرے ہیں۔ تمام سکنائے محلہ ننموہیہ و موضع دیورہ و شہر گھاٹی وغیرہ اور اکثر اہل صادق پور آپ ہی کے مرید تھے۔ آپ کو اللہ تعالےٰ نے فطرتی طور پر نیک مزاج صالح انصاف پسند بنایا تھا۔ آپ کی انصاف پسندی اسی سے خوب ظاہر ہے کہ جب حضرت جناب سید احمد صاحب بریلوی پٹنہ میں تشریف لائے تو آپ کے اکثر مریدوں نے آپ سے اجازت طلب کی سید صاحب سے بیعت ہونے کی۔ آپ نے نہایت خوشی و طیب خاطر سے ہر ایک کو اجازت دی اور فرمایا ہاں میاں متاع نیک ہر دکاں کہ باشد۔ آپ کی عمر اس وقت غالباً اسّی ۸۰ سے متجاوز ہو گئی تھی۔ اور آپ اس وقت علیل بھی تھے چلنے پھرنے کی مطلق طاقت نہ تھی۔ لہذا آپ جناب حضرت سید صاحب سے ملاقات نہ کر سکے۔ ورنہ آپ نے اپنا اشتیاق ملاقات بہت کچھ بیان فرمایا۔ چنانچہ اس کے تھوڑے دن بعد آپ نے اس خاکدان عنصری کو چھوڑا۔ آپ کی تاریخ انتقال آپ کے صاحبزادہ خرد جناب حکیم مولوی شاہ محمد واعظ مرحوم نے فرمائی۔ وہو ہذہ

محمد کریم آں شہ فخر وجود	بماہ محرم چو شد زیر خاک
شدم در پئے فکر سال وفات	بہ قلب حزیں با دل دردناک
بگفت از دل چاک ہاتف بمن	بشد زینت افزا بفردوس پاک

۱۳۸۰ھ

آپ کا شجرہ بیعت بیعت خاندانی انشاء اللہ تعالیٰ خاتمہ میں آوے گا۔ آپ کے صرف دو بیٹے پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ ابوتراب مرحوم اور جناب حکیم مولوی شاہ محمد واعظ مرحوم۔

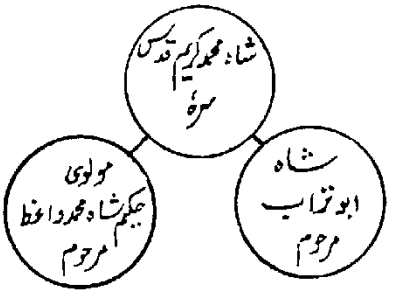

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت شاہ ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت شاہ محمد کریم قدس سرہٗ آپ کی صرف دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ مسماۃ فضل النساء و مسماۃ افضل النساء۔ اول الذکر کی شادی ساتھ جناب حکیم مولوی فیاض علی مرحوم کے ہوئی۔ اور ثانیہ الذکر زوجہ جناب مولوی محمد فرید صاحب مرحوم کی تھیں یہ دونوں ساکن خواجہ کلاں گھاٹ منحلات شہر پٹنہ پسران مولوی افضل علی بن فضل علی بن ملا شرف الدین المخاطب بملا محمد خاں مرحوم کے تھے، آپ کا پورا نسب نامہ انشاء اللہ تعالیٰ فضل پنجم میں آوے گا۔ آپ کا خاندان حضرت عمرؓ ابن خطاب تک منتہی ہوتا ہے مسماۃ فضل النساء کے تین بیٹے ہوئے: مولوی عبدالقادر مرحوم و حافظ ابو محمد مرحوم و فضل اللہ مرحوم (در طفلی مرد) اور مسماۃ افضل النساء کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ بعد شادی تھوڑے ہی عرصہ زندہ رہ کر لاولد انتقال کیا۔

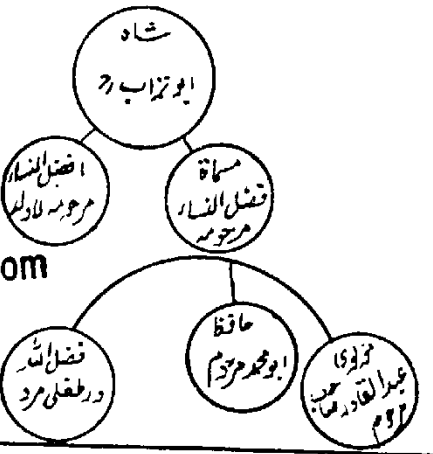

www.KitaboSunnat.com

مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم فاروقی

ابن جناب مولوی حکیم فیاض علی مرحوم آپ کی والدہ کا نام فضل النساء مرحومہ آپ کی پیدائش غالباً بارہ سو چھپن یا ستاون میں ہوگی۔ آپ کا دادیہال محلہ خواجہ کلاں گھاٹ ہے اور نانیہال محلہ نمونیہ ہے۔ آپ اپنے چھوٹے نانا جناب حکیم مولوی شاہ محمد واعظ مرحوم کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیر تعلیم و تربیت رہے اور انہیں سے عربی و فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ آپ نے وکالت کا امتحان پاس کرنے کے بعد چندے عدالت پٹنہ میں وکالت کا کام کیا۔ مگر بسبب کثرت وکلاء آپ یہاں سے گیا تشریف لے گئے اور تاجیات گیا ہی میں سکونت پذیر رہے۔ اور وہاں بتائید ایزدی تھوڑے ہی عرصہ میں خوب فروغ پایا۔ اور معاش خریدی۔ اور اہلیہ کا چالیس ہزار دین مہر ادا کیا اور پھر ہزاروں روپیہ ہمراہ لے کر مع اہل و عیال والدہ بشوق زیارت بیت اللہ و مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ بعد مراجعت وہاں کے آپ پیشہ وکالت کو ترک کر کے تمام عمر گوشہ نشیں رہے اور شب و روز وظائف و نماز و تلاوت قرآن و ذکر اللہ میں مشغول رہتے۔ خیر خیرات فاتح و معتمرین آپ کا خوب جاری و ساری تھا۔ اللھم تقبل منہ قبولاً حسنًا آپ صوفی مشرب تھے۔ آپ کی شادی مسماۃ شکورن بنت ناظر ہمت علی ساکن نگرنہسہ سے ہوئی تھی۔ ان سے آپ کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں، اول ولی الحق مرحوم، یہ لڑکا نہایت لائق و قابل تھا۔ اف۔ اے پاس کر کے وکالت کا امتحان دیا۔ یہ عزیز ایک دن قبل خبر کامیابی امتحان کے اس قلب خاکی کو چھوڑ کر داخل خلد بریں ہو چکا تھا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مرد

ان کی شادی مسماۃ رقیہ بنت مولوی نجابت احمد مرحوم نگرنہسوی سے ہوئی تھی، مگر افسوس کہ بہت جلد ۱۲۰۳ھ (بارہ سو تین ہجری) میں انتقال کیا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔ دوم مسماۃ فاطمہ یہ صبیہ ساتھ قطب الدین حسین نگرنہسوی کے منسوب ہوئی تھی۔ مگر افسوس کہ بہت جلد بیوہ ہوگئی۔ سوم مسماۃ صغریٰ، یہ ساتھ حکیم مولوی یوسف حسین مرحوم نگرنہسوی کے منسوب ہوئیں، ان کی اولادیں مسماۃ عطیفہ مدعا وغیرہ ہیں۔ چہارم حکیم مولوی محمد صادق مرحوم، ان کی شادی ساتھ مسماۃ ہاجرہ مرحومہ بنت سید محمد وحید الدین بن سید صمصام الدین میتری کے ہوئی، ان سے دو اولادیں ہوئیں۔

ے ان دونوں کی شادی سید محمد سعید پلیڈر سید وحید الدین میتری کی لڑکیوں سے ہوئی۔ محمد قادری کے ساتھ مسماۃ صفیہ کی، اور احمد مرحوم کے ساتھ اسمار کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمدؐ و احمد، اس کے بعد ان کی اہلیہ نے قضا کی۔ پنجم مولوی عبدالغفور مرحوم، ان کی شادی ساتھ مسماۃ رقیہ بنت محمد محمود دہلی ساکن موضع محی الدین پور تھانہ مسوڑھی ضلع گیا کے ہوئی۔ ششم مولوی محمد رُوح اللہ مدعمرہٗ۔ آپ نے ۱۵ رجمادی الاولیٰ ۱۳۲۵ھ کو پٹنہ آکر انتقال کیا اور شاہ گھسیٹہ کے تکیہ میتن گھاٹ میں حسب وصیت دفن کئے گئے۔ نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا یہ ہے:۔

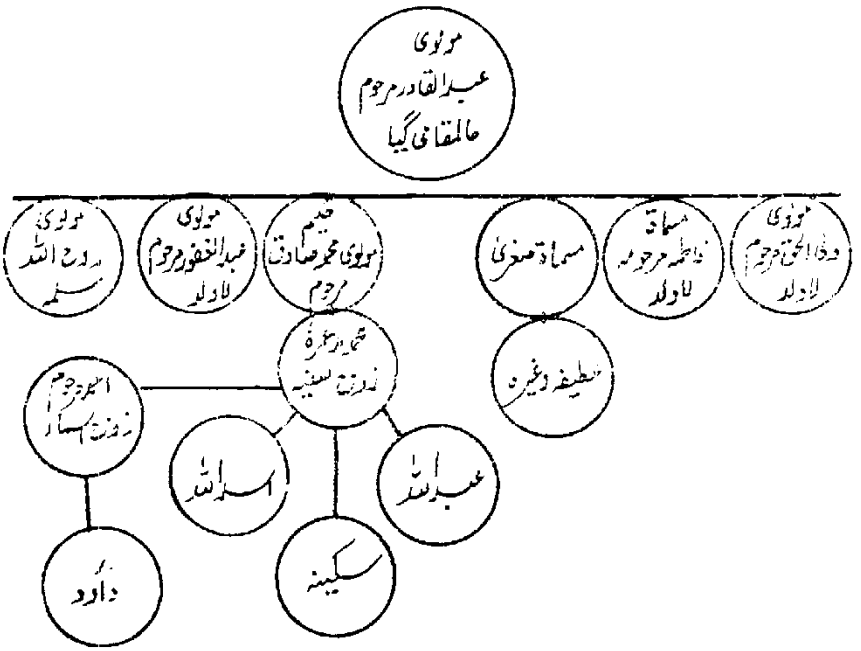

حافظ ابو محمد مرحوم

بن جناب حکیم مولوی فیاض علی مرحوم آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مسماۃ فضل النساء مرحومہ آپ نے درسی کتابیں اپنے چھوٹے نانا جناب حکیم مولوی شاہ محمد واعظ مرحوم سے پڑھیں اور انہیں کے زیر تعلیم بھی رہے۔ کیونکہ آپ صرف چند ہی سال کے تھے کہ آپ کے والد کو سفر آخرت پیش آیا۔ آپ حافظ قرآن بھی تھے۔ آپ ازبسکہ خلیق و نیک طینت تھے۔ آپ اپنے خاندان کے لائق خلف تھے۔ آپ نے ۱۳۰۲ھ میں حج بیت اللہ، زیارت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ بھی کیا۔ یہ مسودہ اوراق عفی عنہ بھی آپ کا ہم سفر تھا۔ آپ کی اوّلی شادی ساتھ مسماۃ یکجبین مرحومہ بنت جناب مولوی شاہ محمد واعظ کے ہوئی۔ مگر یہ اہلیہ آپ کی چند ہی روزہ کر لاولد اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔ پھر دوسری شادی آپ کی ساتھ مسماۃ آمنۃ الرسول بنت میر مقصود علی مرحوم ساکن کویلوار ضلع آرہ شاہ آباد کے ہوئی۔ افسوس کہ اس انعقاد سے بہت تھوڑے روز مجتمع ہو کر بعد مراجعت از حج ۱۳۰۳ھ ہجری (تیرہ سو تین ہجری) میں لاولد اس دار فانی کو چھوڑا۔ اللّٰھم اغفر لہ وارحمہ۔

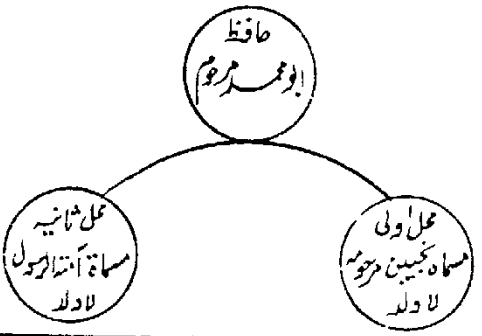

جناب حکیم شاہ واعظ بن شاہ محمد کریم صاحب قدس سرہٗ

آپ کی پیدائش تخمیناً ۱۲۱۹ھ میں ہوئی تھی۔ آپ نے جناب مولوی انور علی مرحوم صدر اعلےٰ، ساکن آرہ ضلع شاہ آباد سے فراغ حاصل کیا۔ آپ کا علم کتابی نہایت عمدہ تھا معقول و منقول دونوں میں آپ کو اچھی دستگاہ تھی۔ آپ کا مذاق شعری بھی نہایت عمدہ تھا۔ آپ طبیب بھی تھے۔ آپ نے اوائل عمر میں ضلع سارن کی کچہری سرکاری میں سررشتہ داری کا کام بھی کیا تھا۔ پھر اپنے والد بزرگوار کی گدی پہ بیٹھے۔ آپ آخر عمر میں بہت ضعیف ہو گئے تھے۔ بفحوائے آیۂ کریمہ ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق ہ ولکیلا یعلم بعد علم شیئاً۔ آپ نے تراسی برس کی عمر میں بتاریخ ۴ شوال ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء میں انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اولاد۔ آپ کی شادی مسماۃ مخدومن عرف مقصومہ مرحومہ بنت جناب شاہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ توشۃ التوحید مرحوم ساکن محی الدین پور تھانہ مسوڑھی ضلع گیا کے ہوئی۔ ان سے صرف ایک لڑکی مسماۃ نجیبن مرحومہ پیدا ہوئیں، جو حافظ ابو محمد مرحوم سے منسوب ہوئیں اور لاولد اس جہاں سے رخصت ہوئیں۔

مسماۃ ظہورن مرحومہ

بنت حضرت شاہ محمد معزؒ زوجہ مولوی رضی الدین حسین خاں مرحوم ساکن قدیم مغل پورہ ثم صادق پور، آپ اپنے والدین کی اکبر اولاد سے تھیں۔ آپ کی عمر تخمیناً سو برس کے قریب پہنچی ہوگی مگر اس وقت تک بھی آپ چشمہ لگا کر روزانہ پارہ دو پارہ قرآن مجید و دلائل الخیرات پڑھا کرتی تھیں اور تہجد کی پابند تھیں۔ آپ کی بصارت کے زائل ہونے کے بعد کے دو عجیب واقعے ہیں۔ (۱) مولوی اولیا علی کے انتقال کی خبر آپ کو مصلحتاً نہیں کی گئیں۔ انتقال کے بعد آنے والی شب کو دفعتاً آپ رونے لگیں۔ لوگوں کے وجہ دریافت کرنے پر فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے کہ اولیا علی کا جنازہ سامنے رکھا ہے۔ لوگوں نے معذرت کے ساتھ عرض کی کہ وہ دن ہی کو مدفون ہو چکے (۲) ایک روز مضطربانہ آپ بستر سے اٹھ پڑیں اور فرمانے لگیں۔ روڑے تمام گر رہے ہیں۔ بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے۔ تم لوگ مطمئن کیوں ہو۔ احمداللہ کے مکان کا انگریزوں نے محاصرہ کر لیا ہے۔ لوگوں نے اس کو آپ کی خبطگی پر محمول کیا اور بہت کچھ اطمینان دلایا، مگر وہ برابر پریشان رہیں۔ آخرش آپ کی رحلت کے بعد وہ واقعہ پیش آیا۔ آج اس عمارت دین کا نشان تک باقی نہیں رہا۔ ع عفت الدیار محلہا ومقامہا۔ انا للہ

بہرکیف، آپ کی کل اولاد آپ کے روبرو اس دار ناپائیدار سے رخصت ہوئی۔ اس کے بعد آپ بھی شاید ۱۲۷۷ھ یا ۱۲۷۸ھ میں رخصت ہوئیں۔

اولاد — آپ کے دو بیٹے جناب حکیم مولوی احمد علی مرحوم۔ جناب مولوی اولیا علی مرحوم اور دو بیٹیاں مسماۃ ولین زوجہ شیخ ریاض الحق مرحوم ساکن سالار پور (قریب کنجی) مسماۃ علیمن زوجہ بخشی راحت حسین مرحوم ساکن حبیب پور ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسماۃ بنجبین مرحومہ

بنت حضرت شاہ محمد رح زوجہ مولوی بشارت علی مرحوم صادق پوری، افسوس کہ آپنے بہت تھوڑی عمر پائی، عین جوانی میں صرف دو بیٹے اور ایک بیٹی خرد سالہ چھوڑ کر آپ رخصت ہوئیں۔ مولوی عسکر علی مرحوم و مولوی باقر علی شہید و مسماۃ واجدہ زوجہ حکیم احمد علی مرحوم۔

مسماۃ لطیفن مرحومہ

بنت حضرت شاہ محمد معز رح مرحوم زوجہ مولوی الٰہی بخش مرحوم صادق پوری۔ آپ نہایت سیدھی سادی زندہ دل آدمی تھیں۔ آپ کی عمر قریب ستر کے پہنچی تھی۔ آپ کی تہجد کی نماز کبھی ناغہ نہ گئی۔ جاڑا ہو یا گرمی، آپ کو باوضو جملہ نمازوں کو ادا کرنا ضرور تھا۔ آپ مجسم باخلاق کریمہ تھیں۔ آپ کی زبان مبارک سے کبھی کسی کو تکلیف نہ پہنچی۔ آپ فحوائے حدیث شریف المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ کی پوری مصداق تھیں۔ افسوس صد افسوس کہ اب وہ زمانہ آگیا کہ ایسے لوگوں کی صورت پر خواب میں بھی نظر نہیں پڑتی۔ جناب حضرت مولانا ولایت علی و مولانا نرحت حسین علیہما الرحمۃ کے مکان میں جو تقریب وعظ و دعا، تراویح عشرہ اخیر رمضان کی ہوتی، اس میں آپ ضرور پہنچتیں۔ جاڑا ہو یا برسات اوّل شب ہو یا اخیر، اپنی تمام بہوؤں اور پوتا پوتی کو لئے ہوئے پہنچتی تھیں۔ آپ کے مناقب کہاں تک بیان کروں۔ لاعین رأت ولا اذن سمعت مثلہا فی عذ الزمان اللھم اغفرلھا وارحمھا۔ آپ کے پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ کلھم کانوا نجوم الھدیٰ واقمار لیلۃ الدجی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسی اولاد نصیب کرے۔ آمین

مسماۃ تسکین مرحومہ

بنت حضرت شاہ محمد عزیر شاہ درگاہی رح زوجہ رفیع الدین حسین خاں ساکن مغلپورہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی۔ شیخ رضی الدین حسین خاں، رکن الدین حسین (عرف بہاری)۔ شمس الدین حسین، شفیع الدین حسین و مسماۃ زمرن مرحومہ زوجہ مولوی فتح علی صاحب پوری و جدہ ماجدہ مؤلف مرحوم۔

مسماۃ مصرن مرحومہ

بنت حضرت شاہ محمد عزیز عرف شاہ درگاہی ساکن محلہ نمونیہ زوجہ شیخ رستم علی مرحوم ساکن مغلپورہ، آپ کی صرف دو بیٹیاں ہوئیں۔ مسماۃ زینب زوجہ رکن الدین حسین عرف بہاری مرحوم ساکن مغل پورہ و مسماۃ شمس النسار زوجہ منشی واعظ علی مرحوم ساکن مغل پورہ، مسماۃ مجیدن مرحومہ کا ذکر ساختان کے زوج کے فصل سابق میں ہو چکا ہے۔ مسماۃ شمس النسار کی اولاد کا ذکر آئندہ کیا جائے گا۔

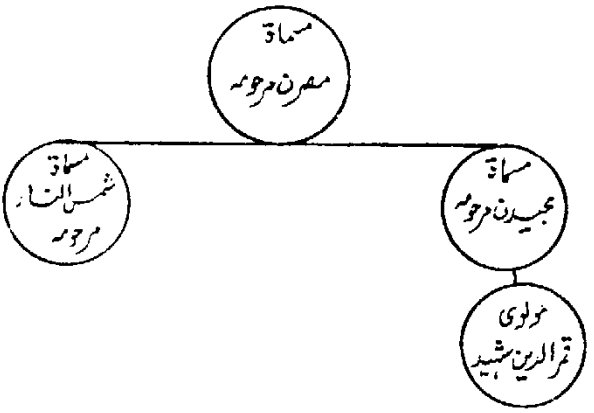

مسماۃ شمس النسار مرحومہ

بنت جناب منشی شیخ رستم علی مرحوم زوجہ جناب منشی واعظ علی خوشنویس مرحوم، جناب منشی صاحب نہایت خوشنویس تھے، اور لیاقت فارسی کی نہایت عمدہ، انشا پردازی کا نہایت شوق، اشعار فارسی کے نہایت عمدہ پڑھ فرماتے۔ عربی میں بھی لیاقت اچھی تھی۔ آپ نے شاید اسی کے قریب پہنچ کر انتقال فرمایا۔ آپ ہر دو حضرات ادائے فریضہ حج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حج بیت اللہ و زیارت مرقد منور نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی مشرف ہوئے تھے۔ بعد معاودت از حج جناب منشی صاحب نو برس اور زندہ رہے اور اپنے اوقات عزیز کو برابر عبادت خدا میں صرف کرتے۔ اور نماز تہجد باوجود کبر سنی کے ناغہ نہیں جاتی۔ چنانچہ تاریخ دوازدہم رمضان شریف روز سہ شنبہ وقت فجر ۱۲۷۴ ہجری (بارہ سو چوہتر ہجری) میں عین حالت سجدہ میں آپ واصل حق ہوئے غفر اللہ لہ، چنانچہ قطعہ تاریخ وفات فرمودہ جناب حضرت مولانا حسرت غفر اللہ لہ، منقول از قسطاس البلاغہ یہ ہے۔ ؎

چوں پدرم حضرت واعظ علے	رفت بگلگشت جناں چوں نسیم
بر در فردوس بتاریخ گفت	خازن جنت لک اجر عظیم

آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ جناب مولانا محمد سعید و مولانا محمد حمید و مسماۃ فضیلن و مسماۃ ملیحن غفر اللہ لہم۔ ان کی اولاد و احفاد کی تفصیل ان کے ناموں کے ساتھ آویگی۔ تاریخ انتقال جناب بی بی شمس صاحبہ غفر اللہ لہا از فرزند جگر پیوند مولانا حضرت حسرت غفر اللہ لہ یہ ہے۔ ؎

آفتاب برج عصمت مادر عفت پناہ	کرد چوں رحلت ز دار فانی از آزار تپ
وقت و روز و سال و مہ جستم ز دل گفت آہ بود	صبح و روز جمعہ و بست سیوم ماہ رجب

شمس النساء کا سلسلہ جو لکھا گیا ہے صفحہ ۳۶۲ پر ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

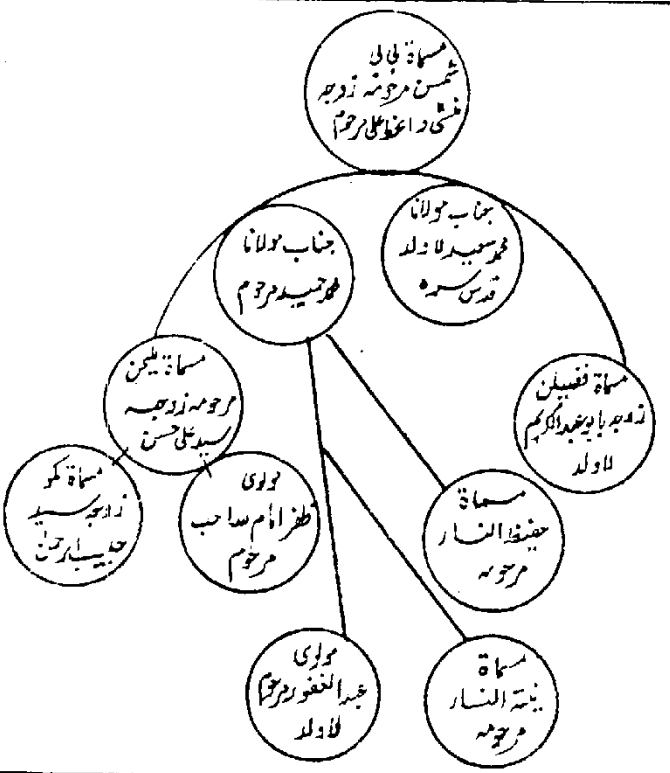

مسماۃ فضیلۃ النساء مرحومہ

بنت منشی واعظ علی مرحوم۔ آپ کی والدہ کا نام مسماۃ شمس النساء مرحومہ بنت شیخ رستم علی مرحوم، آپ کی شادی ساتھ بابو شیخ عبدالکریم مرحوم کے ہوئی۔ مگر افسوس کہ آپ بہت تھوڑے دن اس ازدواج سے متمتع ہوئیں۔ اُس کے بعد بابو صاحب نے رحلت فرمائی۔ آپ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ آپ نہایت عمدہ نیک مزاج، خوش اخلاق، پابند صوم وصلوٰۃ تھیں۔ آپ نے اپنی تمام عمر کو عبادت خدا میں گذارا۔ آپنے اپنے چھوٹے بھائی مولانا محمد حمید مرحوم کی اولاد کو جو یتیم ہو گئے تھے پالا اور پرورش کیا اور انہیں سے اپنا دل بہلایا۔ آپ ستر برس کی عمر سے تجاوز کر کے اس قفس خاکی کو چھوڑ کر علیین کو پہنچیں۔ اللّٰھم اغفرہ لھا وارحمھا۔ آپ کی تاریخ رحلت مولانا حسرت نے جو فرمائی ہے وہ یہ ہے ؎

کرد اخت اکبر عفت شعار	چوں وداع ایں جہاں پرخداع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گفت حسرت روز و ماہ و سال آں　　پنجم ذی الحجہ دوشنبہ وداع

شمس العلماء جناب حضرت مولانا محمد سعید قدس سرہٗ

آپ کا تخلص فارسی شعروں میں اکثر حسرت ہے اور عربی میں سعید۔ آپ نے اپنی تاریخ پیدائش خود تصنیف کی جو قسطاس البلاغہ میں مندرج ہے۔ قطعہ

بست و ہفتم از مہ ذیقعدہ بود	کز عدم در ہستی آمد ایں فقیر
روز شنبہ بود روز مولدم	سال میلادم بداں صافی ضمیر

آپ کے والد کا نام منشی واعظ علی بن عمر دراز بن مولوی فقیر اللہ الی جعفر بن ابی طالب، آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مسماۃ شمس النساء مرحومہ بنت شیخ رستم علی مرحوم۔ آپ نے ابتدائی درسی کتابیں مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی سے جو مشہور ترین علمائے پٹنہ میں سے تھے اور نہایت کثیر التلامذہ اُنہ سے پڑھیں اور پھر جناب مولوی الحاج حسن مرحوم منطقی ساکن بہپورہ ڈویژن دانا پور سے پڑھیں۔ جو ایک بہت بڑے عالم اور علم فلسفہ و منطق و صرف و نحو میں عدیم المثل تھے۔ بعد اس کے آپ لکھنؤ تشریف لے گئے اور وہاں جناب مولانا حسن علی الہاشمی الکھنوی خاتم المحدثین سند المفسرین رحمۃ اللہ علیہ سے سند حدیث و تفسیر حاصل کی۔ اس کے بعد آپ کانپور آئے اور جناب مولوی شاہ سلامت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر مجددؒ اکثر درسیہ کو دیکھا اور مقامات مغلقہ کا حل کیا اور وہیں جناب حضرت شاہ نذر محمد بن محمد ماہ قدس سرہا سے بیعت حاصل کی۔ وہ تھے از خلفائے عظام جناب امیر المومنین الامام الاوحد حضرت سید احمد بریلوی مجدد مائۃ ثالث عشر لازالت برکاتہم تھے۔ ان سے بہت کچھ آپ نے فیض باطنی حاصل کیا۔ الغرض چند سال کے قیام میں اس کانپور کے علوم ظاہری و باطنی و شریعت و طریقت دونوں سے آپ خوب فیضیاب ہوئے اور کانپور سے مراجعت فرما کر دولت کدہ کورونق بخشی، اس کی تاریخ آپ نے اس فقرہ سے نکالی ہے (جمعہ ماہ رمضان ۱۲۵۵ھ)

یہاں آکر آپ برابر درس تدریس میں مصروف ہوئے اور ارشاد اور ہدایت کا کام بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجام دیتے رہے۔ صدہا علماء نے آپ سے فراغ حاصل کیا۔ سند حدیث آپ سے حاصل کی اور ہزاروں نے راہ طریقت و سلوک آپ سے سیکھی۔ آپ روزانہ فجر سے درسی کتابوں کا درس دیا کرتے تھے۔ اور بعد نماز ظہر حدیث و تفسیر کا درس ہوتا۔ چند مرتبہ بخاری شریف و دیگر کتب صحاح ستہ کا ختم آپ کے درس میں ہوا اور ہر ہفتہ بعد نماز جمعہ مسجد میں آپ کا وعظ ہوتا۔ اس وعظ میں طلبہ اور اہل علم بکثرت جمع ہوتے اور ہر ایک موافق استعداد اپنے مستفید ہوتا۔ اسی اثناء میں آپ عازم حج بیت اللہ ہوئے، جس کی تاریخ آپ نے یوں فرمائی ہے ؎

ماہ ذی الحجہ روز یکشنبہ	من دیارے [illegible] ت للحجۃ
در دلم سال ایں خجستہ سفر	الہم اللہ شہر ذی الحجہ

اس سفر میں دو برس کامل آپ کو بسر ہوئے۔ وہاں آپ نے سند حدیث شریف بہت سے علماء سے حاصل کی۔ از انجملہ سید احمد دحلان جو بہت بڑے عالم محدث مکہ معظمہ میں تھے۔ و از انجملہ محمد بن علی بن سنوسی حسینی الخطائی ہیں۔ یہ بھی نہایت مشہور و معروف شخص گذرے ہیں کہ جن کے مریدین لاکھوں اس وقت موجود ہیں۔ آپ ہر دو بقعات متبرکات و دیگر اماکن متبرکہ سے شرف اندوز ہو کر اپنے دولت خانہ کو بتاریخ بست و چہارم شعبان ۱۲۶۴ھ (بارہ سو چونسٹھ ہجری) واپس رونق بخش ہوئے۔ آپ نے اس کی تاریخ اس جملہ سے نکالی ہے (بیمن و سعادت معاودت نمود) آپ کے فضائل بہت ہیں جن کا احصا و احاطہ متعسر تھوڑا اس جگہ تیمناً و تبرکاً ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ آپ کے پاس سائلین مسائل و فتویٰ وغیرہ بہت آتے اور آپ باوجود اس کے کہ ہزارہا مسائل جزئیہ مستحضر صدہا حدیث حفظ، مگر پھر بھی بغیر مراجعت طرف کتاب کے آپ مسئلہ کا جواب نہیں دیتے۔ آپ کو اس قدر احتیاط تھی کہ مسائل کے سامنے کتاب کھول کر فرما دیتے کہ بھائی کتاب میں یوں لکھا ہے اور اپنی رائے سے کچھ نہ فرماتے۔ آپ از بسکہ حلیم و سلیم و صاحب مروت و سخاوت تھے۔ سائلین کے ساتھ اور نیز قانعین و اہل محلہ و ہمسایہ اہل برادری و اہل علم کے ساتھ آپ کا سلوک بہت کچھ ہوتا تھا۔ اکثر پوشیدہ۔ جب آپ مولانا شاہ سلامت اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل علم کو گئے، اس وقت سے آپ نے ان کا وظیفہ معتد بہ مقرر کر دیا اور وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ برابر تاحیات شاہ صاحب مرحوم جاری رہا اور علاوہ اس کے بھی تیس چالیس روپیہ گاہ گاہ بھیجتے رہے۔ جو مہمان آپ کے یہاں وارد ہوتا، اسکی نہایت کشادہ دلی سے مہمان نوازی فرماتے۔ اور وقت رخصت کے نقد سے بھی سلوک کرتے خصوصاً اہل علم کے ساتھ۔ مجھ کو چند ایسے لوگوں سے ملاقات ہوئی کہ جنکی زبانی معلوم ہوا کہ آپنے رخصت کے وقت سو روپیہ سے زیادہ ان کے ساتھ سلوک کیا۔ آپ کو کتابوں کا بھی نہایت شوق تھا۔ ہزاروں روپیوں کی کتابیں آپ نے خرید کر الماریاں بھر لیں۔ اور ایک بہت بڑا کتب خانہ آپنے جمع کر لیا۔ آپ جب حج کو تشریف لے گئے۔ عرب سے بھی ہزار ہا روپیے کی کتابیں خرید لائے۔ آپ نے ایک مدرسہ بھی قائم کیا کہ جس میں جناب مولوی محمد عظیم مرحوم کو مدرس اول مقرر کیا اور ان کے ماتحت عربی و فارسی پڑھانے والے اور حافظ بھی مقرر کئے اور بہت سے طلبہ کی جاگیر بھی آپ نے خود اپنے گھر میں مقرر کی۔ ان کے تمام حوائج ضروری مثل خورد و نوش و کتاب وغیرہ کے خود کفیل ہوتے۔ الغرض اس قسم کی خیر و خیرات و حسنات بہت ہیں۔ جزاہ اللہ خیرا۔ آپ کو غیبت سے نہایت اجتناب تھا۔ لغو و بیکار باتیں آپ کی مجلس میں ہرگز نہ ہوتیں۔ بفحوائے آیۂ کریمہ۔ والذین ھم عن اللغو معرضون۔ آپ نہایت رقیق القلب و خائف باللہ تھے۔ اکثر نماز وغیرہ میں جہاں آیہ عذاب آجاتی آپ کو غشی سی طاری ہو جاتی۔ آپ کو گوشہ نشینی و عزلت گزینی نہایت پسند تھی۔ آپ ہمیشہ اپنی عمر گرانمایہ کو یا تو درس و تدریس یا مطالعہ کتب یا ہدایت و تلقین و ارشاد الضالین یا ورد و وظائف و ادائے نوافل میں بسر کرتے اور کبھی امراء و رؤسا و حکام کی ملاقات کو نہیں جاتے۔ ہاں اعزہ و اقربا کے یہاں بتقریب تہنیت و تعزیت و عیادت البتہ قدم رنجہ ہوتے۔ اہل دول کی ملاقات سے نفور تام رکھتے۔ باوجود اس زاویہ نشینی کے گورنمنٹ نے محض براہ قدرشناسی بتقریب جوبلی آپ کو شمس العلماء کا خطاب دیا۔ آپ جملہ علوم مروجہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ادب عربی و فارسی کی نہایت عمدہ جانتے تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے قسطاس البلاغہ و مقصد البلاغہ وغیرہ شاہد عدل اور قابل دید اس پر موجود ہیں۔ آپ جامع علوم معقول و منقول تھے۔ آپکے اوصاف میں ایک مثنوی جناب حضرت اضبنا الاعظم استادی حکیم مولوی عبد الحمید مرحوم نے مقرظاً علی قسطاس البلاغہ جو لکھی ہے اس کے چند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشعار ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں وہو ہذا۔

جناب ہمام محمد سعید	کہ بخشش بود ہمچو نامش سعید	زہی عالم و فاضل بے بدل
بگیتی بہر علم ضرب المثل	بمعقول و منقول و علم ادب	ندیدہ چو او دیدۂ روز و شب
براہ تجرد یکہ تاز	خوشا صوفی صافی پاک باز	فروزاں زنور خدا سینہ اش
نہ رنگ کسوفی بائینہ اش	زہے فقر سرمایہ ہر کمال	نہ ہے دولت سرمد بیزوال
بلندی مباہی و پستی او	خجل ہوشیاری ز مستی او	زمیں در زمیں علم و دنیا و دیں
بفرمان او جملہ زیر نگیں	سلیماں کہ از فیض انگشتری	زحل را کند غیرت مشتری
ازو پر سر جہل آشوبہا	وزو دیو غم در لگد کوبہا	بہر فن فزوں تر بود بجائے او
بگیتی کسے نیست ہمتائے او	سخن را ز فیضش طرازنوی	زہے پایہ و دستگاہ قوی
بلاغت بنیروے بازو ازو	لال سخن را ترازو ازو	بود خامہ اش صد نگار آفریں
بفکر بلندش ہزار آفریں	ندارد باو چوں تمنا سخن	چو او یوسف آمد زلیخا سخن

الخ۔ یہ ایک بڑی مثنوی ہے۔ اُس کے دیکھنے سے زور علمی مادح ممدوح ہر دو کا منکشف فی کبد السمار ظاہر ہوتا ہے۔ میں نے بخوف طوالت ترک کیا۔ آپ کی شادی سماۃ صدر النسار مرحومہ بنت مولوی انور علی غفر اللہ لہ آروی سے ہوئی مگر افسوس کہ آپکے کوئی اولاد نہ ہوئی آپ نے اپنے برادر زادہ مولوی عبد الغفور مرحوم کو لے کر متبنّٰی کیا۔ مگر افسوس کہ وہ بھی نوجوان راہی خلد بریں ہوئے، اس کے بعد جناب مولوی ظفر امام صاحب مرحوم ہمشیر زادہ کو اور جناب حافظ مولوی شاہ نذر الرحمٰن مرحوم کو جو ابن البنت مولانا محمد حمید مرحوم کے ہیں آپنے تعلیم و تادیب و تلقین علوم شریعت و طریقت کی دی۔ آپنے ہفتاد برس کی عمر میں بتاریخ چوتھی شعبان ۱۳۰۴ھ تیرہ سو چار ہجری مطابق اکیس بیساکھ ۱۲۹۵ فصلی موافق اکیس اپریل ۱۸۸۷ء بیشوق وصال حق اس عنصر خاکی کو چھوڑا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی تاریخ وفات از نتیجۂ فکر مولوی نصیر صاحب بلپوری مسترشد مولانا زار

ولی عارف حق شیخ کامل		سعید با محمد پیر دانا	
چو تاریخ وفاتش داد حسرت		روان شد بر زبان پیر معانا	

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلیہ شریف آپ کا یہ ہے۔ قد میانہ رنگ گندم گون داغ جدری چہرہ انور پر بکثرت داڑھی خوبصورت اوسط درجہ کی۔ نہ بہت گھنی نہ ہلکی۔ بدن پر گوشت، محلہ مغلپورہ میں آپ کے مکان کے نزدیک پورب جانب آپ کا آبائی جو ایک مقبرہ ہے، اس میں آپ مدفون اب اس دفتر کو میں دعا پر ختم کرتا ہوں۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ ونور مرقدہ و برد مضجعہ واحشرہ فی زمرۃ العلماء الذین ھم ورثۃ الانبیاء فاکرم بھم وارثا ومورثا۔

جناب مولانا محمد حمید مرحوم برادر اصغر مولانا محمد سعید صاحب

بن منشی واعظ علی مرحوم۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام شمس النساء مرحومہ بنت شیخ رستم علی مرحوم ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۳۸ھ بارہ سو اڑتیس میں تخمیناً ہوئی ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے پائی اور پھر متعدد علماء سے آپ نے تحصیل علم کی۔ پھر آپ نے اپنے برادر معظم جناب مولانا محمد سعید قدس سرہ سے بھی تلمذ حاصل کی۔ آپ ازبسکہ ذہین وذکی تھے اور فہم وفراست خداداد رکھتے تھے۔ مگر افسوس کہ آپ نے عمر بہت تھوڑی پائی۔ اسی تھوڑی عمر میں بہت کچھ آپ نے قوت علمیہ حاصل کی اور بہت سی کتابیں عربی وفارسی میں ادب فلسفہ وشعر وسخن میں آپ نے تصنیف کیں، جو آپ کی یادگار موجود ہیں۔ ازانجملہ تقریب النحو تصنیف آپ کی مطبوعہ مطبع خلیلی آرہ اس وقت فقیر کے پاس موجود ہے۔ اگرچہ وہ فارسی زبان میں ہے، مگر اس کے دیکھنے سے آپ کا تبحر علمی کالشمس فی نصف النہار ظاہر ہوتا ہے۔ یہ چھوٹا سا رسالہ نہایت قلیل ودل ہے گویا دریا کو کوزے میں بند کیا ہے۔ اس کو کافیہ زبان فارسی کی کہیں تو بجا ہے اور آپ ازبسکہ متقی وپرہیزگار وذی مروت وفتوت وسخاوت وصاحب حیا وحلیم وسلیم تھے۔ عین عنفوان جوانی میں جو کچھ آپ نے اوصاف حمیدہ وخصائل ستودہ دکھائے، اس سے معلوم ہوتا تھا، کہ اگر آپ عمر پاویں گے تو وہ جوہر دکھائیں گے، جو باعث فخر وعزت سلف وخلف آپ کے خاندان کا ہوگا۔ لیکن واحسرتا کہ وہ سب آرزوئیں دل کی دل ہی میں رہ گئیں اور آپ اپنے والدین کے سامنے بتاریخ دوم رجب روز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پنجشنبہ وقت عصر ۱۲۶۲ھ بارہ سو ترسٹھ ہجری میں چوبیس برس چند ماہ کی عمر پاکر اس دنیائے دنیہ کو چھوڑ کر داخل خلد بریں ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی شادی ساتھ مسماۃ زہرا بنت جناب مولوی محمد فرید بن مفتی محمد مبین ابن افضل بن مولوی مرحوم بن ملا امان اللہ جعفری مرحوم پھلواروی کے ہوئی۔ آپ کے ایک بیٹا مولوی عبدالغفور مرحوم تھے، جنہوں نے عین شباب میں اٹھارہ انیس برس کی عمر میں بتاریخ بست و پنجم صفر روز شنبہ وقت ظہر ۱۲۷۸ھ بارہ سو اٹھتر ہجری میں لاولد جان شیریں بجان آفریں سپرد کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور دو بیٹیاں آپ کے ہوئیں، مسماۃ منیبۃ النساء مرحومہ زوجہ میر تجمل حسین مرحوم ساکن کھرہیا ضلع پٹنہ و مسماۃ حفیظ النساء مرحومہ زوجہ مولوی واعظ الدین صاحب مرحوم ساکن نگرنہسہ، یہ دونوں صاحب اولاد ہیں، ان کی تفصیل آگے آوے گی۔

تاریخ انتقال جناب مولانا محمد حمید مرحوم منقول از قسطاس البلاغۃ

مرا بود است یک زیبا برادر	کزیں دار فنا رخت سفر بست
نوشتم سال فوتش از سر آہ	فلک بازوئے من در دا کہ بشکست

تاریخ انتقال مولوی عبدالغفور مرحوم ملقب بہ محمد امین غفراللہ لہ

در دا کہ نور دیدہ محمد امین گذشت	در عالم ثبات ز دنیائے پر فساد
حسرت چو سال رحلت او خواستم ز دل	در خون تپید و گفت کہ داخل بخلد باد

۱۲۷۸ھ

دلہٗ فقرۃ۔ برخوردار ما کجا

۱۲۷۸ھ

نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا صفحہ ۳۶۹ پر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

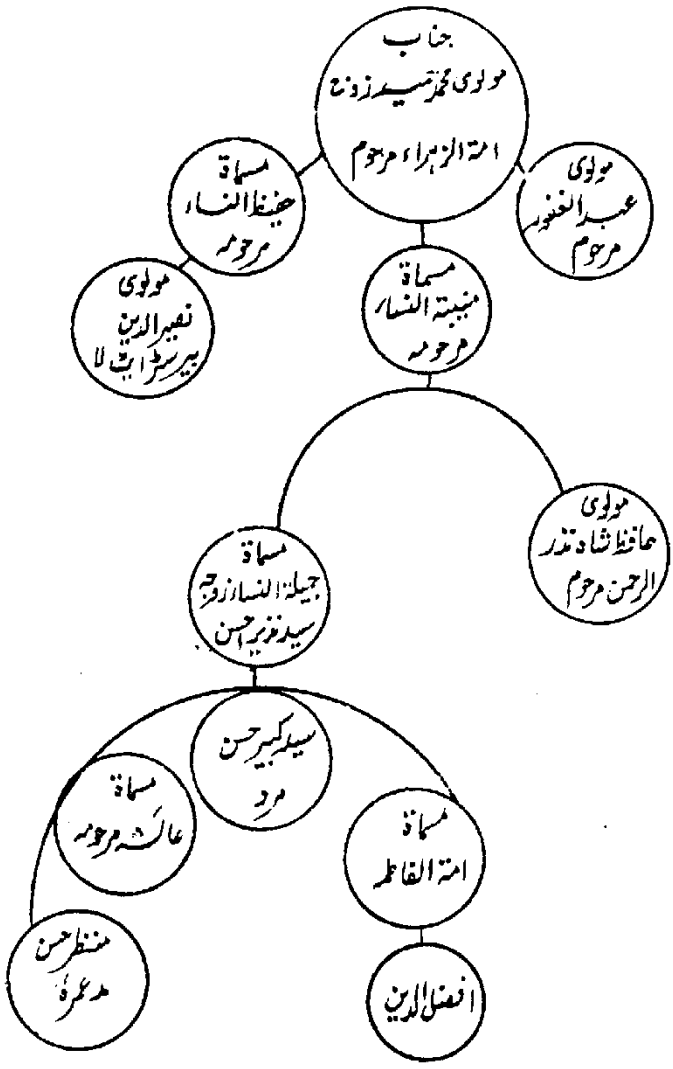

مسماۃ بلیغۃ النساء مرحومہ

زوجہ مولوی علی حسین مرحوم ساکن محلہ مغل پورہ شہر پٹنہ عظیم آباد بنت منشی واعظ علی مرحوم۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مسماۃ شمس النساء مرحومہ بنت شیخ رحم علی مرحوم۔ آپ کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہوا۔ مسماۃ کبریٰ زوجہ میر قاسم شیر مرحوم موسم پوری۔ دختر دویم مسماۃ فاطمہ صغریٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرف مکو زوجہ میر حبیب الرحمٰن پسر مولوی اظہر علی مرحوم ساکن محلہ لودی کٹرہ پسر مولوی ظفر امام مرحوم آپ تخمیناً ستر برس کی عمر سے تجاوز کر کے بتاریخ اٹھائیسویں شعبان ۱۳۱۴ھ تیرہ سو چودہ ہجری روز شنبہ کو اس قفس عنصری کو چھوڑ کر داخل خلد بریں ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلھا وارحمھا

تفصیل آپ کے احفاد کی یہ ہے:۔

مسماۃ کبریٰ زوجہ میر محمد قاسم شیر مرحوم کو پانچ بیٹیاں ہوئیں۔ اول مسماۃ شہر بانو زوجہ میر ابوالحسن مرحوم ساکن گیلانی۔ دوم مسماۃ خانون فاطمہ زوجہ میر شمس الضحیٰ مرحوم بن حافظ نصیر الحق اُن کے پانچ اولاد ہوئیں۔ محمد یوسف۔ محمد عزیز۔ محمد حفیظ۔ مسماۃ رضیت۔ مسماۃ امت سیوم مسماۃ شریف النساء زوجہ مولوی سید حافظ نذر الرحمٰن صاحب مرحوم ان کے پانچ اولاد ہیں۔ مولوی سید نور الرحمٰن مرحوم۔ مسماۃ قمر النساء۔ مسماۃ مریم و مسماۃ عزیز النساء۔ خلیل الرحمٰن۔ چہارم مسماۃ امت الفاطمہ زوجہ مولوی سید فضل امام سلمہ بن مولوی سید ظفر امام صاحب ان کے دو اولاد ہیں۔ مسماۃ حمیدہ و حیاتن و پنجم مسماۃ فاطمہ زوجہ بدر الحسن ساکن مظفر پور اُن کے ایک اولاد ہوئی۔ سید قمر الحسن۔ دختر دوم مسماۃ بلیجو مرحومہ کی مسماۃ فاطمہ صغریٰ عرف بی بی مکو مرحومہ زوجہ سید حبیب الرحمٰن صاحب بن مولوی اظہر علی مرحوم ساکن محلہ لودیکٹرہ متحلات شہر پٹنہ۔ اُن کے تین اولاد ہوئی۔ اول مسماۃ کلثوم زوجہ سید وصی امام صاحب ساکن تلہاڑا لاولد رخصت ہوئیں۔ دوم مسماۃ زہرہ مرحومہ زوجہ سید محمد حنیف صاحب نواسۂ میر شمس الہدیٰ مرحوم، ان کے تین اولاد ہوئیں۔ مسماۃ بلقیس۔ مسماۃ حیاتن و سید محمد اختر۔ سیوم سید ظہور الدین صاحب جن کی مسماۃ حنیفہ دختر سید ظفر امام صاحب سے شادی ہوئی۔

نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا صفحہ ۳۷۱ پر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

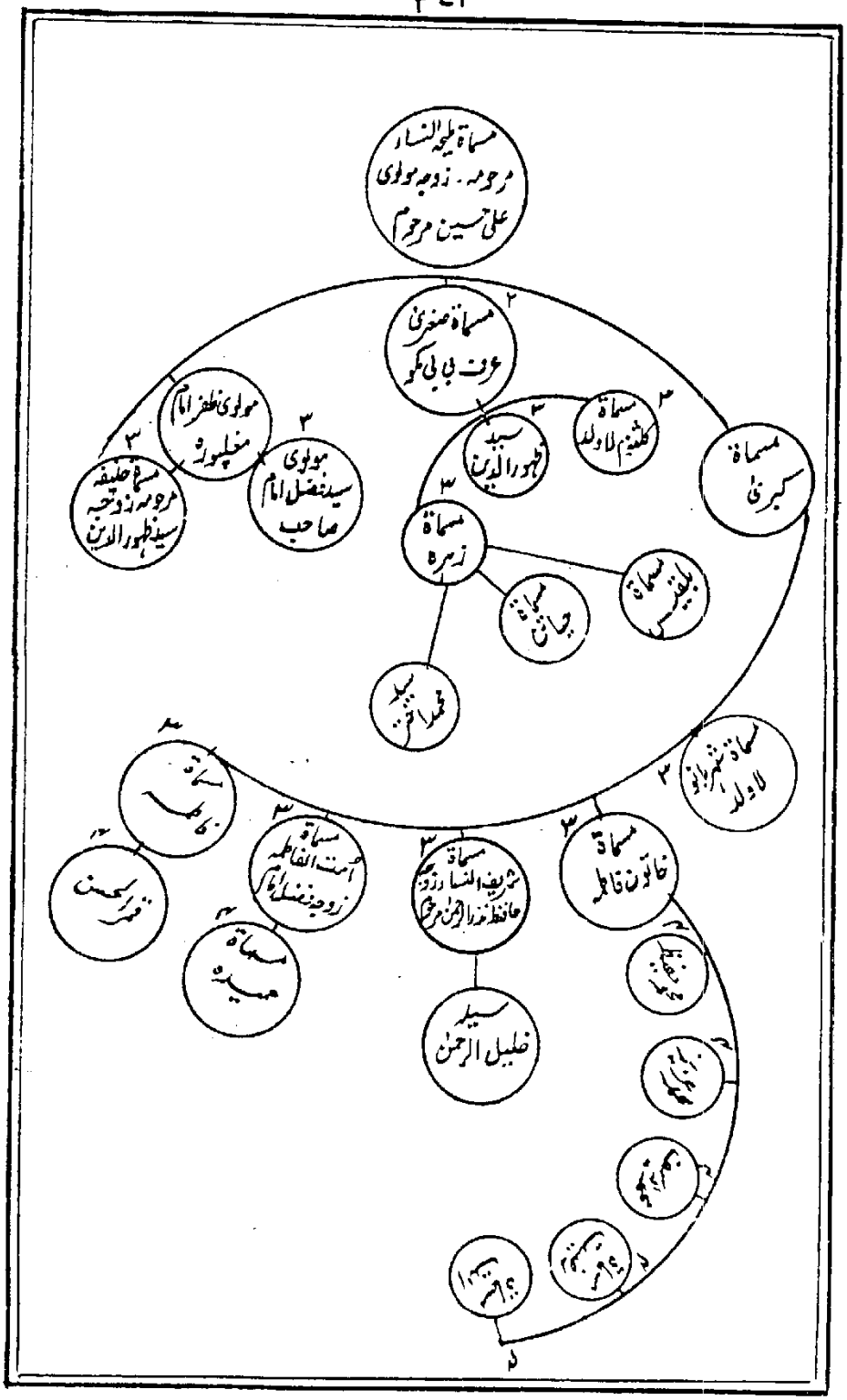
مسماۃ علیہ النساء
مرحومہ۔ زوجہ مولوی
علی حسین مرحوم
۲
مسماۃ صغریٰ
عرف بی بی کو
۳
مولوی ظفر امام
مغلپورہ
۳
مولوی
سید فضل امام
صاحب
۳
مسماۃ خلیفہ
مرحومہ زوجہ
سید ظہور الدین
۳
سید
ظہور الدین
۳
مسماۃ
کلثوم الاولاد
۳
مسماۃ
کبریٰ
۳
مسماۃ
زہرہ
بلقیس مسماۃ
چاند مسماۃ
سید
فخر الدین
۳
مسماۃ
شہر بانو
الاولاد
۳
مسماۃ
خاتون فاطمہ
۳
مسماۃ
شریف النساء زوجہ
حافظ عبد الرحمن مرحوم
۳
مسماۃ
امت الفاطمہ
زوجہ فضل امام
۳
مسماۃ
۳
سید
خلیل الرحمن
۳
مسماۃ
عیدہ
۳
۳
۳

www.KitaboSunnat.com

حافظ شاہ سید نذر الرحمٰن صاحب مرحوم

نسب نامہ ابن سید تجمل حسین بن سید تفضل حسین ساکن کھرپیا ضلع پٹنہ بن سید میر علی بن سید غلام صمدانی بن سید غلام مخدوم بن سید محمد معشوق بن سید غریب محمد عرف چھجا بن سید عبدالشکور بن سید عبدالغفور بن سید عبدالفتاح بن میران سید بڑے بن مولانا حسام الدین بن مولانا سید نظام الدین مشہدی تا حضرت امام موسیٰ رضا تا حضرت علی کرم اللہ وجہہ، آپ کی والدہ ماجدہ مسماۃ منیبۃ النساء بنت مولانا محمد حمید مرحوم تھیں۔ آپ نہایت خوش خلق اور ہوشمند عورت تھیں۔

تعلیم و خلافت آپ نے حافظ عالم علی صاحب ساکن محلہ لودی کٹڑہ سے حفظ قرآن مجید کیا اور تجوید و سند احادیث جناب مولانا سید رحمت اللہ صاحب سے حاصل کی۔ اور باقی کتب درسی و اکتساب شریعت و طریقت اپنے نانا صاحب جناب مولانا محمد سعید قدس سرہٗ سے حاصل کیا اور آپ کو مولانا علیہ الرحمہ سے خلافت و اجازت بیعت و ارشاد بھی حاصل تھی۔ اور آپ نے دیگر علماء بلاد ہند سے بھی تلمذ حاصل کیا اور دیگر ارباب طریقت مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ سے بہ زمانہ سفر حج فیضیاب ہوئے۔

ذوق آپ کو شاعری سے بھی عمدہ ذوق تھا۔ فارسی اور اردو دونوں میں آپ کا کلام مقبول تھا۔ آپ کا ایک دیوان مسمی بہ نظم دلفریب شائع ہو چکا ہے۔ آپ صاحب مروت و سخاوت و خلق عظیم تھے۔

ازدواج اولاد آپ کا عقد ساتھ مسماۃ شرف النساء بنت سید قاسم شیر مرحوم لودی کٹڑہ سے ہوا تھا۔ مولوی نور الرحمٰن مرحوم نوجوان بے بہت وسعید اور یادگار سلف تھے۔

(۲) مسماۃ قمر النساء زوجہ شاہ حکیم علیم الدین ساکن موضع کوپا ضلع گیا (۳) مسماۃ مریم زوجہ مجتبیٰ شیر ساکن لودیکٹڑہ (۴) عزیز النساء زوجہ ظفر الدین عالمقامی لودیکٹڑہ (۵) خلیل الرحمٰن سلمہٗ

وفات ۲۵ صفر ۱۳۴۳ھ بروز پنجشنبہ بوقت دس بجے صبح انتقال کیا۔ انا للہ۔ اللھم اغفرلہ

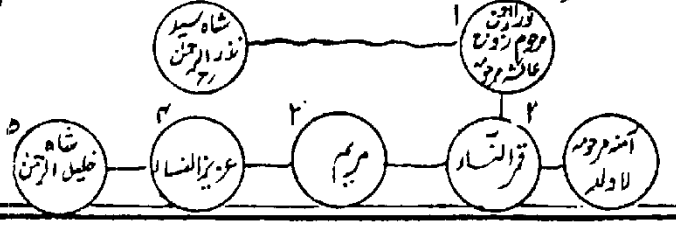

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسماۃ حفیظۃ النساء مرحومہ

بنت جناب مولٰنا محمد حمید صاحب مرحوم۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مسماۃ زہرا۔ بنت مولوی محمد فرید مرحوم پھلواروی ہے۔ آپ کا ازدواج جناب مولوی واعظ الدین صاحب مرحوم نگرنہسوی سے ہوا۔ وہ ابن مولوی تصدق حسین مرحوم ابن مولٰنا قاضی عبید اللہ مرحوم المتوفی ۱۲۶۸ھ ہجری ابن مولٰنا غلام بدر ابن مولٰنا سلیم اللہ رح المتوفی ۱۳۲۳ھ ہجری ابن مولٰنا علیم اللہ انصاری ابوذردائی۔ آپ کے چار بیٹے جن میں سے دو اس وقت ماشاء اللہ زندہ و صاحب کمال ہیں طال اللہ اعمارہما فی ابتغاء مرضات ربہما۔ اول مولوی مسٹر نصیر الدین حسین سلمہ اللہ تعالٰے آپ کو استعداد عربی و فارسی بہت عمدہ ہے۔ آپ بعد فراغت تحصیل علوم مشرقی اکتساب علوم مغربی میں مصروف ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ ولایت تشریف لے گئے اور وہاں سے بیرسٹرایٹ لا امتحان پاس کیا۔ اس وقت ہائی کورٹ پٹنہ میں کمشنر فوراً وقس کے عہدہ پر ہیں۔ فرزند دوم مولوی تقی الدین مرحوم۔ فرزند سیوم مولوی نذیر الدین حسین آپ نے علوم آبائی میں فراغ حاصل کیا۔ اس کے بعد دلی خدمت میں جناب شیخ المحدثین شمس العلماء مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دامت شمولہ فوارہ ظلہ علی رؤس الثقلین کی چند سال حاضر رہ کر علم حدیث علی وجہ الکمال حاصل کیا اور سند حدیث کی لی۔ آپ عالم باعمل صوفی صافی ہیں شریعت و طریقت دونوں سے آپ کو الفت و محبت ہے اور ہر دو کے سالک جزاہ اللہ عنا و عن سائر المسلمین خیرا۔ وچہارم مولوی ذکی الدین مرحوم۔

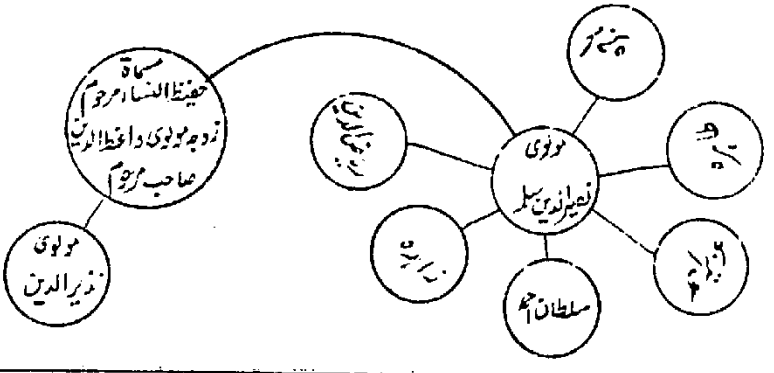

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولوی ظفر امام مرحوم

ابن مولوی علی حسن مرحوم۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مسماۃ ملین بنت منشی واعظ علی مرحوم ساکن محلہ مغل پورہ۔ شہر پٹنہ۔ آپنے درسیات جناب مولانا محمد سعید علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔ آپ کی شادی مسماۃ رحیمن بنت حاجی سید محمد حسین مرحوم کاکوی سے ہوئی اور ان کی والدہ کا نام بی بی رجب النساء جو بنت قاضی اسد علی دولت پوری کی تھیں۔ نسبنامہ قاضی صاحب کا انشاء اللہ فصل پنجم میں آویگا۔

اولاد سید فضل امام صاحب آپ کی پہلی شادی بی بی امۃ الفاطمہ بنت میر محمد قاسم شیر دیکرہ سے ہوئی۔ ان سے دو لڑکیاں مسماۃ حمیدہ زوجہ سید حفیظ الرحمن بن لطف الرحمن بن سید محمد حسین ساکن کاکو مسماۃ حیاتن زوجہ سید حسن بن سید محمد رشید سب جسٹس ارسا کن سبزی باغ۔ آپ کی دوسری شادی مسماۃ میمونہ بنت سید محمد رشید سب جسٹس ارسا کن سبزی باغ سے ہوئی ان سے ایک لڑکی فاطمہ اور ایک لڑکا احمد امام اطال اللہ عمرہما فی طاعۃ۔ اور ایک بیٹی مسماۃ حنیفہ زوجہ سید ظہور الدین بن سید حبیب الرحمن ساکن لودیکرہ۔ ان سے ایک بیٹی وحیدۃ النساء منسوب از پسر کلاں عبد الحفیظ بلخی ساکن بخشی محلہ

فصل پنجم ۔ در نسب نامہ بعض قرابت قریبہ مسودہ اوراق ہذا نسب نامہ مسماۃ نصرت مرحومہ زوجہ جناب حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہٗ یعنی اُم الائم فقیر مولف و مسماۃ جمیلۃ النساء مرحومہ زوجہ مولف۔

نمبر ۱	مسماۃ بی بی نصرت مرحومہ	نمبر ۷	مولنا شاہ عبد المجید مرحوم
نمبر ۲	شاہ غلام مجتبیٰ مرحوم دیوروی	نمبر ۸	حضرت مولنا شاہ محمد بازقدس سرہٗ دیوروی ثم الہ آبادی
نمبر ۳	شاہ غلام اشرف مرحوم		
نمبر ۴	شاہ امام الدین مرحوم	نمبر ۹	حضرت مولانا سید محمد خطاب مرحوم بخاری ثم دیوروی
نمبر ۵	مولنا شاہ تاج الدین مرحوم		
نمبر ۶	مولانا شاہ نصر اللہ مرحوم	نمبر ۱۰	مولنا سید حاجی خیر الدین مرحوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر ۱۱	سید علی اصغر مرحوم	نمبر ۲۳	سید یوسف مرحوم
نمبر ۱۲	سید علی اکبر مرحوم	نمبر ۲۴	سید ملا ابراہیم مرحوم
نمبر ۱۳	سید اسمٰعیل مرحوم	نمبر ۲۵	سید عبداللہ مرحوم
نمبر ۱۴	سید اسحاق مرحوم	نمبر ۲۶	سید کمال الدین کرمانی مرحوم
نمبر ۱۵	سید سعدی مرحوم	نمبر ۲۷	سید احمد مرحوم
نمبر ۱۶	سید یعقوب مرحوم	نمبر ۲۸	سید علی رحمۃ اللہ علیہ
نمبر ۱۷	سید محمد مرحوم	نمبر ۲۹	حضرت امام جعفر صادق رض
نمبر ۱۸	سید محمود مرحوم	نمبر ۳۰	حضرت امام باقر رض
نمبر ۱۹	سید مسعود مرحوم	نمبر ۳۱	حضرت امام علی زین العابدین رض
نمبر ۲۰	سید احمد لاہوری مرحوم	نمبر ۳۲	حضرت امام حسین شہید رض
نمبر ۲۱	سید خدا بخش مرحوم	نمبر ۳۳	حضرت علی کرم اللہ وجہہ رض
نمبر ۲۲	سید جلال مرحوم		

مجھ کو یہ نسب نامہ مسماۃ بی بی نصرت مرحومہ سے لے کر مولانا شاہ باز قدس سرہٗ تک بدولہ مکرم شیخ اکرام حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ دیوروی ابن حضرت شاہ حبیب الحسنین مرحوم سے ملا۔ اور جناب مولانا قدس سرہٗ سے لے کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک بہارستان شوہ سے نقل کیا ہے جو کہ از تصنیفات جناب مولانا محمد صفی شاہبازی عرف محمد شور متوطن محلہ ملا چک شہر بھاگل پور متخلص بہ شہباز خلف جناب مولانا سید محمد طاہر شہبازی قدس سرہٗ سے ہے۔ یہ کتاب مطبع مخ العلوم واقع شہر لکھنؤ محلہ پاٹہ نالہ متصل امام باڑہ آغا باقر مرحوم میں چھپی ہے لیکن میں نے اس کے مل جانے پر بھی اپنی کوشش کو ناتمام سمجھا اور جناب سید فضل کریم صاحب جگدھی کو جناب مولانا محمد اشرف صاحب دام فیوضہٗ سجادہ نشین بھاگل پور کی خدمت میں جانے کی تکلیف دی کہ نسب نامہ اور سوانح عمری جناب مولانا شاہ باز محمد قدس سرہٗ کی حاصل کر کے میرے پاس بھیجدیں۔ چنانچہ سید صاحب موصوف براہ وفور کرم وعنایت بھاگل پور تشریف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ے گئے اور سجادہ نشین صاحب سے گوہر مطلوب حاصل کر کے بذریعہ اپنے خط مورخہ تیسویں ۳۰ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ ہجری ڈاک پر میرے پاس بھیجدیا جس میں سے نسب نامہ کو بوجہ تکرار میں ترک کرتا ہوں اور سوانح کو بعد حذف قلیل بجنسہٖ نقل کرتا ہوں۔ وھو ہذا۔

سوانح حضرت مولٰنا شاہباز محمد قدس سرہٗ

جناب مولانا قدس سرہٗ کے آبا و اجداد کا مولد و موطن بخارا ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا خطاب قدس سرہٗ بعد فراغ حج خانہ کعبہ و زیارت مدینہ منورہ اپنے اہل کے ساتھ بمقام دیورہ تشریف لائے۔ اس وقت دیورہ میں سادات عظام عالیخاندان رہتے تھے آپ بمکان سید شاہ محمد قدس سرہٗ قیام پذیر ہوئے۔ اس وقت حضرت محی السنہ ماحی البدعہ حضرت مولانا شہباز محمد قدس سرہٗ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں تھے۔ پیدائش آپ کی سنہ ۹۵۶ نو سو چھپن ہجری میں بعہد سلطنت ہمایوں بادشاہ بمقام دیورہ ہوئی اور تیس برس کی عمر تک آپ دیورہ میں مقیم رہے۔ بعد اس کے آپ بھاگل پور تشریف لے گئے اور وہاں کی سکونت اختیار کی جو اب مشہور بہ محلہ ملاچک ہے، آپ نے مدۃ العمر باتباع سنت سنیہ درس و تدریس علوم ظاہریہ و ہدایت و ارشاد امور باطنیہ بسر کیا۔ صدہا طالب آپ کے فیض صحبت سے درجۂ اعلےٰ کو پہنچے اور اولیائے کاملین سے ہوئے۔ مرشد آپ کے حاجی الحرمین الشریفین آل سید کونین حضرت میر تیس سامانی المولد و بہاری المرقد ہیں۔ وصال حضرت محی السنہ قدس سرہٗ شانزدہم صفر سنہ ۱۰۵۰ ایکہزار پچاس ہجری روز کو بعد فراغ درس نسخہ مشکوٰۃ المصابیح کے ہوا، تاریخ وصال آپ کی لفظ (غنی اور ستون دین افتاد) سے ظاہر ہے۔ اس وقت سجادہ نشین آپ کے جناب مولانا سید شاہ محمد اشرف عالی جاہ دام فیضہ رونق افروز ہیں۔ ابن حضرت مولانا محمد عابد عرف شاہ نوری بن حضرت مولٰنا محمد صفی بن مولانا محمد موجد بن مولانا عابد بن مولانا محمد عاصم بن مولانا محمد صفی سیالکوٹی بن حضرت محی السنہ مولانا شاہباز محمد قدس سرہٗ دیورہ ثم بھاگل پوری۔ انتہی آپ کی اولاد امجاد مسماۃ سلیمہ خاتون بنت حضرت شاہ عبد العلی بن حضرت شاہ محمد بن حضرت شاہ تیم اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیورہ ی سے ہوئی۔ یہ نسب نامہ پورا فصل چہارم میں بیان ہو چکا ہے، وہاں ملاحظہ فرمایئے۔ اس محل سے آپ کے حضرت مولٰنا شاہ عبدالحمید و مسماۃ بی بی راجہ[۲] زوجہ مولانا شاہ ابوالبرکات قدس سرہٗ پیدا ہوئے۔ جن کی اولاد اس وقت دیورہ و محلہ نمونیہ میں موجود ہے۔ پھر بعد وفات زوجۂ اولیٰ کے آپ بھاگل پور تشریف لے گئے اور وہاں دوسری شادی آپ نے کی۔ اس محل ثانیہ کے نام و خاندان سے راقم سطور ہذا اغنی عنہ کو اطلاع نہ ہوئی۔ مگر اس قدر ضرور معلوم ہے کہ وہ بھی آپ کی برادری و سادات کرام میں سے تھیں۔ پس اس محل ثانیہ سے آپ کے دو صاحبزادے ہوئے۔ خلف اکبر مولٰنا عبدالسلام[۱] رح۔ خلف دوم مولانا[۲] صفی سیالکوٹی رح۔ جن کی اولاد اس وقت محلہ ملا چک بھاگل پور میں آباد ہے۔

نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا صفحہ ۳۷۸ پر ہے:۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

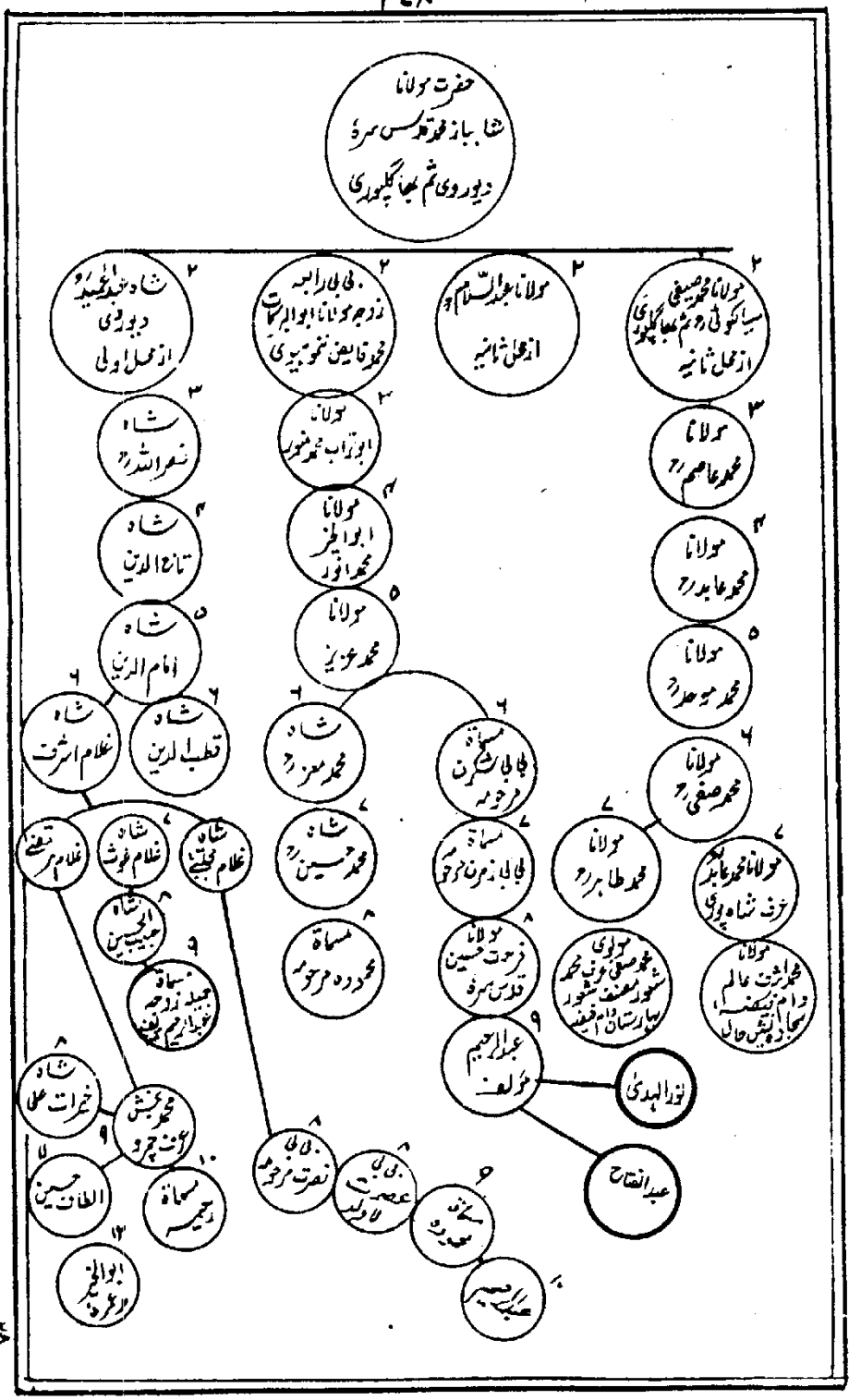

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب مولانا شاہ نصر اللہ و شاہ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہما

میں اور پنصل چہارم میں بضمن سوانح حضرت میر معز الدین رح کے لکھ آیا ہوں کہ اوّل آپ ہی کا قدم مبارک زمانہ تعلق شاہی میں اس موضع دیورہ میں رونق افروز ہوا اور یہ موضع اسی وقت سے اس خاندان کی ملکیت و تصرف میں چلا آتا رہا۔ ازانجملہ چھ قطعہ فرامین مجھ کو اپنے برادر مکرم مولوی شاہ اکرام حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے ملے ہیں اور باقی سب تلف ہوئے وہ اس پر شاہد ہیں کہ تجدید فرمان ہر فرمانروا کے عہد میں ہوتی رہی چونکہ وہ سب متحد المعنی ہیں لہذا اس جگہ صرف دو کا ذکر کرتا ہوں وتس البواقی علیہا میرے پاس جو فرامین موجود ہیں ان میں سب سے اوّل وہ فرمان ہے جو محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ ہند نور اللہ مرقدہٗ کا عطا کیا ہوا ہے۔ اس کا یہ مضمون ہے کہ موازی دو سو بیگہہ اراضی موضع اختیار پور دیورہ واسطے خرچ حضرت شاہ نصر اللہ و حضرت شاہ تاج الدین جو فرزندان حضرت مولانا شاہ عبد الحمید اور وہ فرزند حضرت مولانا حقائق آگاہ شاہ محمد باز قدس سرہٗ کے ہیں دیا گیا تاکہ وہ لوگ بفراغ خاطر عبادت میں حضرت معبود حقیقی کے مشغول و مصروف رہ کر دعائے پائداری دولت کرتے رہیں مرقومہ ۱۷ جمادی الثانی ۱۰۷۸ھ ایکہزار اٹھتر ہجری اور اسی مضمون کا ایک دوسرا فرمان ہے جو بنام حضرت شاہ شیخ امام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہے اور وہ طرف سے حضرت شاہ محمد شاہ بادشاہ تغمد اللہ بجعل الجنۃ مثواہ کا عطا کیا ہوا ہے لیکن افسوس کہ اس پر ان فرامین سے یہ بات ثابت ہوتی کہ یہ لوگ اولاد سے حضرت مولانا محمد شاہباز قدس سرہٗ کے ہیں اور یہ کہ وہ اولاد سے حضرت امام حسین شہید علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔ اس کا ثبوت جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں مجھ کو بجائے پور سے ملا۔ پس اب خیال فقیر مؤلف یہ ہے کہ اوّل خاندان جو دیورہ میں آیا وہ عباسی تھا اور بعد اس کے مولانا خطاب رحمۃ اللہ علیہ بخارا سے تشریف لائے اور جناب حضرت شیخ شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں فرد ہوئے اور مولانا خطاب کے صاحبزادے مولانا شاہ محمد باز رح کی شادی حضرت سلیم خاتون دختر جناب شیخ شاہ محمد رح سے ہوئی، بعد اس کے عباسی خاندان کے رکن رکین حضرت مولانا شاہ ابو البرکات محمد فائض قدس سرہٗ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محلہ نموہیہ شہر پٹنہ عظیم آباد میں آکر آباد ہوئے اور دیورہ میں حضرت مولانا شاہ عبدالحمید رح سکونت پذیر رہے۔ اور ان ہی کی اولاد وہاں جاری ہوئی اور موضع اختیار پور دیورہ اسی خاندان کو شاہان دہلی کی طرف سے عطا و بحال ہوتا رہا۔ پس اس جملہ تقریر کا خلاصہ و لب لباب یہ ہے کہ جناب حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہٗ عباسی تھے اور ان کی اہلیہ جناب بی بی نصرت صاحبہ غفر اللہ لہما سیدہ حسینی تھیں واللہ اعلم بالصواب۔

شاہ غلام مجتبیٰ مرحوم

ابن شاہ غلام اشرف مرحوم دیوروی۔ آپ کے صرف دو بیٹیاں ہوئیں۔ مسماۃ بی بی عصمت مرحومہ زوجہ شاہ اسعد الدارین بن شاہ غلام غوث انہوں نے لاولد انتقال کیا۔ مسماۃ بی بی نصرت مرحومہ زوجہ حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہٗ ساکن محلہ نموہیہ۔ ان کی اولاد کا ذکر فصول ماسبق میں مکرر ہو چکا ہے۔

شاہ غلام غوث مرحوم

بن حضرت شاہ غلام اشرف مرحوم دیوروی۔ آپ کے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی۔ شاہ اسعد الدارین زوج مسماۃ عصمت مرحومہ لاولد غلام امامین لاولد شاہ حبیب الحسنین شاہ تفضل حسین شاہ احمد حسین مسماۃ قمن زوجہ منشی رجب علی۔ موضع کا بڑ۔ نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا یہ ہے:

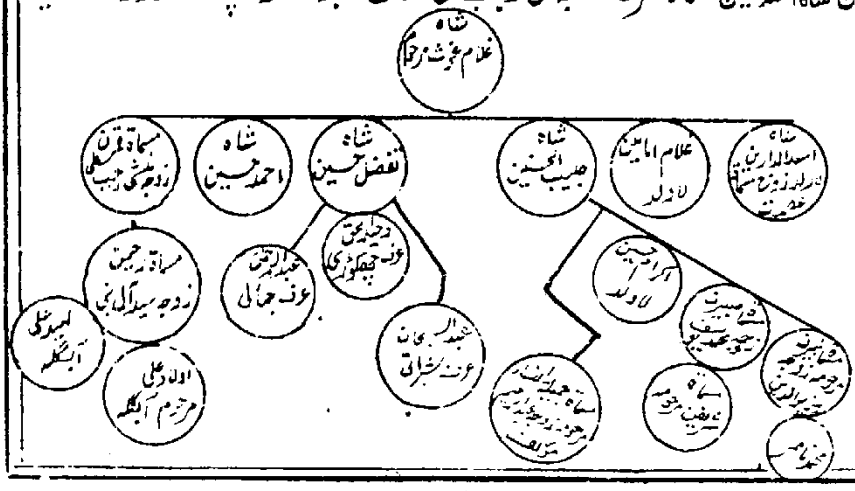

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ حبیب الحسنین مرحوم

بن شاہ غلام غوث مرحوم۔ آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔ سید محمد حسنین یہ ابتدائے جوانی میں گھر سے نکل گئے اور قریب بیس برس کے سیر و سیاحت میں ہندوستان کی صرف کیا۔ اس کے بعد گھر کو آئے۔ ایک برگالن عورت آپ کے نکاح میں تھی۔ اس سے دو اولادیں بھی آپ کے ہمراہ تھیں۔ چند ماہ گھر میں قیام کر کے پھر آپ سفر کو نکلے مع اس عورت اور بچوں کے۔ بعد چھ سات برس کے آپ تنہا گھر کو علیل ہو کر آئے اور انتقال کیا۔ مسماۃ نبیرن مرحومہ ان کی شادی ساختہ سید وزیر الدین مرحوم ساکن موضع درزی بیگہہ کے ہوئی جو چھ رات کوس جانب جنوب شیرگھاٹی سے واقع ہے ضلع گیا میں۔ ان کی چند اولادیں ہو کر خرد سالہ رخصت ہوئیں۔ صرف ایک محمد ناصر سلمہٗ اس وقت موجود ہیں۔ مسماۃ صبیرن مدظلہا زوجہ سید محمد یوسف مرحوم ساکن موضع کابر ضلع گیا، ان کے پانچ بیٹیاں ہوئیں۔ مسماۃ عاشورن زوجہ سید عبد النصیر مرحوم ان کے دو بیٹیاں ہوئیں۔ مسماۃ رضیہ زوجہ سید محمد ناصر سلمہ بن سید وزیر الدین مرحوم مسماۃ لئیقن مرحومہ زوجہ سید عبد الخالق سلمہٗ و مسماۃ فطونن زوجہ سید عبد الرحمن سلمہٗ (انکے بھی دو بیٹیاں ہوئیں۔ مسماۃ رحیمن و مسماۃ نعیمن سلمہا) و مسماۃ شریفن مرحومہ (ان کی شادی ساختہ شیخ عبد الحمید ساکن قدیم موضع بانک پرگنہ میئر ساکن حال محلہ صادق پور پٹنہ بن شیخ خیرات علی مرحوم بن شیخ انجد علی مرحوم کے ہوئی۔ شیخ عبد الحمید کی والدہ کا نام مسماۃ امۃ الرسول مرحومہ بنت مولوی انور علی مرحوم بن شیخ فیض اللہ مرحوم ساکن موضع پونا کسارا ضلع پٹنہ۔ ان کے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں اس وقت موجود ہیں۔ مسماۃ حفیظن زوجہ سید عبد الوحید سلمہٗ ساکن موضع کاڑ ضلع گیا۔ ان کے ایک بیٹا اور تین بیٹیاں ہیں۔ واعظ الحق و مسماۃ زلفن و مسماۃ وسیمن و مسماۃ رسولن زوجہ سید محمد حیات سلمہٗ ان کے اس وقت تک صرف ایک بیٹی ہوئی ہے مسماۃ صفیہ، چہارم شیخ اکرام حسین سلمہٗ بن شاہ حبیب الحسنین مرحوم یہ لاولد ہیں۔ پنجم مسماۃ جمیلۃ النساء مرحومہ زوجہ عبد الرحیم عفی عنہ مؤلف۔ ان کی اولاد کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

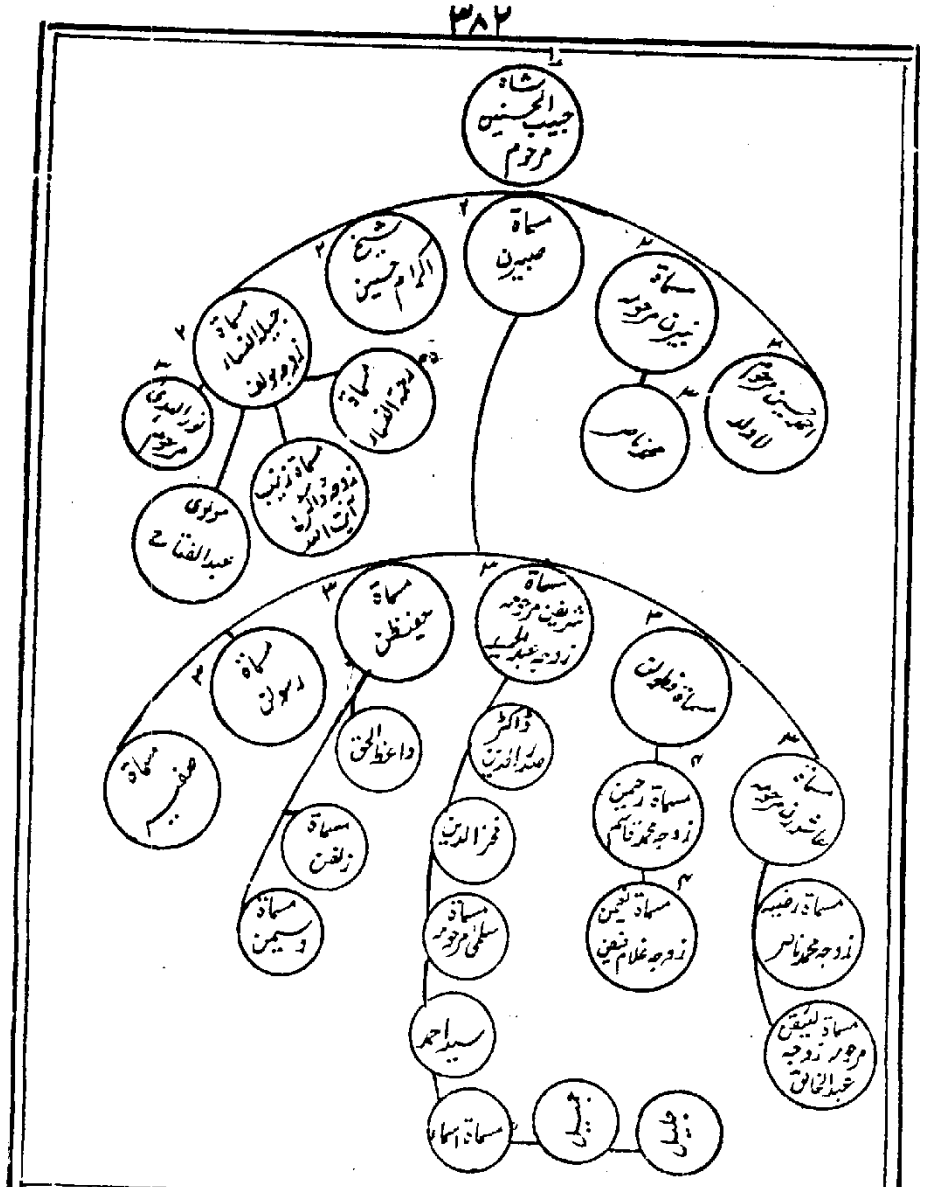
شاہ حبیب الحسنین مرحوم
مسماۃ صبیرن
الکرام حسین
مسماۃ
مسماۃ
مسماۃ

www.KitaboSunnat.com

مسماۃ قمرن مرحومہ

زوجہ منشی رجب علی مرحوم ساکن موضع کاہڑ، ان کی کل اولاد پر مجھ کو اطلاع نہیں ہے۔ آپ کی صرف ایک دختر کو میں جانتا ہوں۔ مسماۃ رحیمن زوجہ سید آل نبی مرحوم ساکن موضع آبگلہ ضلع گیا۔ انکے دو بیٹے ہوئے۔ سید اولاد علی مرحوم و سید اُمید علی۔ سید اولاد علی کے ایک بیٹا قمر الدین علی اور دو بیٹیاں، مسماۃ وجیہۃ النساء و مسماۃ مدارن و سید اُمید علی کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں۔ محمد کمال۔ محمد جمال۔ محمد جلال۔ مسماۃ عیدن زوجہ محمد خلیل ساکن موضع بیتھو ضلع گیا۔ و مسماۃ میمونہ و مسماۃ محمودن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

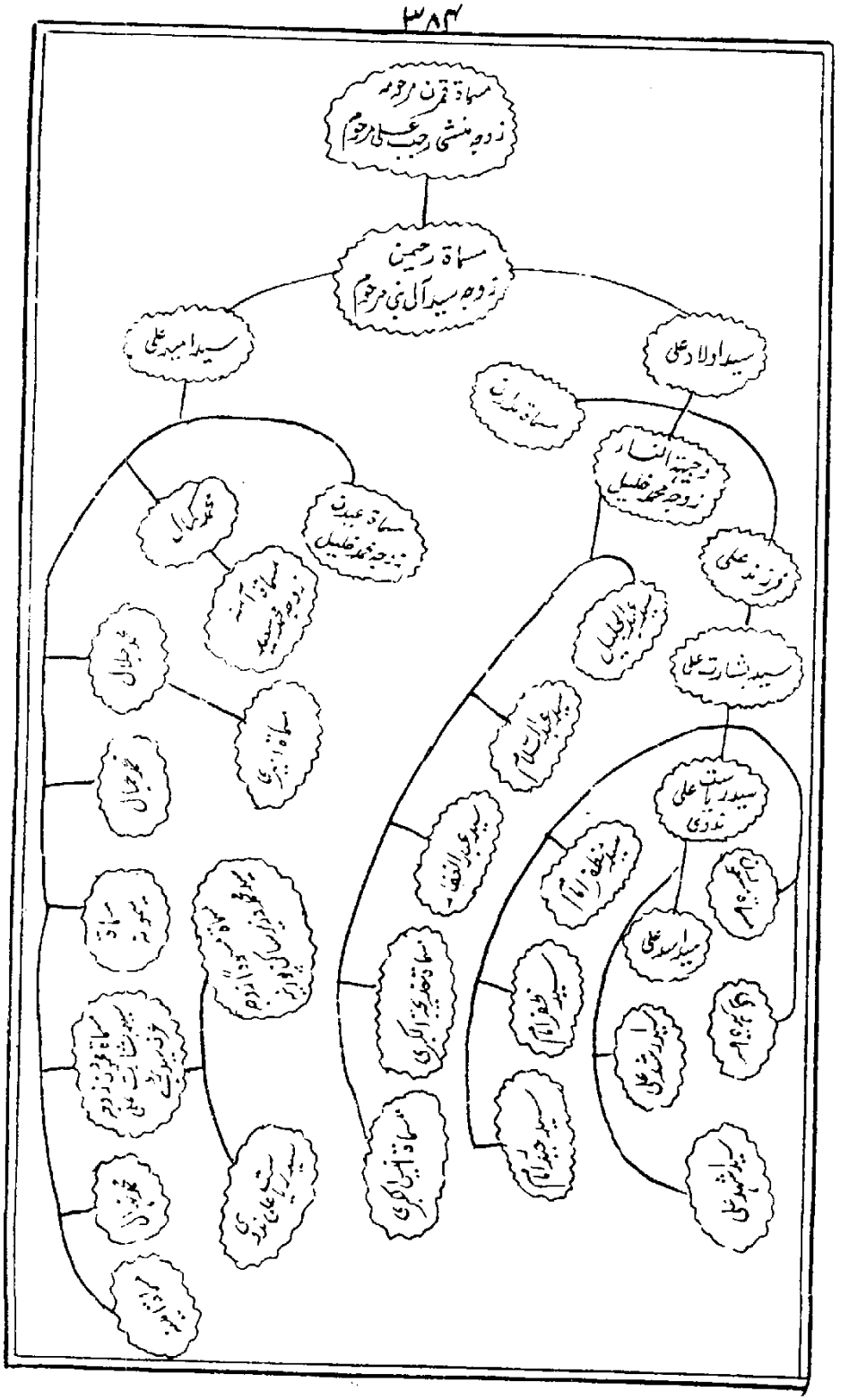

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ خیرات علی مرحوم

بن[2] شاہ غلام مرتضیٰ مرحوم بن[3] شاہ غلام اشرف مرحوم ساکن موضع دیورہ، آپ کے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ محمد بخش[1] مرحوم و مسماۃ منیرن[2] مرحومہ لاولد و مسماۃ قطبن[3] مرحومہ لاولد محمد بخش مرحوم کے صرف ایک بیٹی ہوئی مسماۃ آمنہ۔ ان کے صرف دو بیٹے ہوئے۔ سید فضل حسین۔ سید الطاف حسین ساکن موضع گیندہ بیگہہ جو ایک میل کے فاصلہ پر جانب جنوب موضع دیورہ سے واقع ہے۔

نقشہ یہ ہے:-

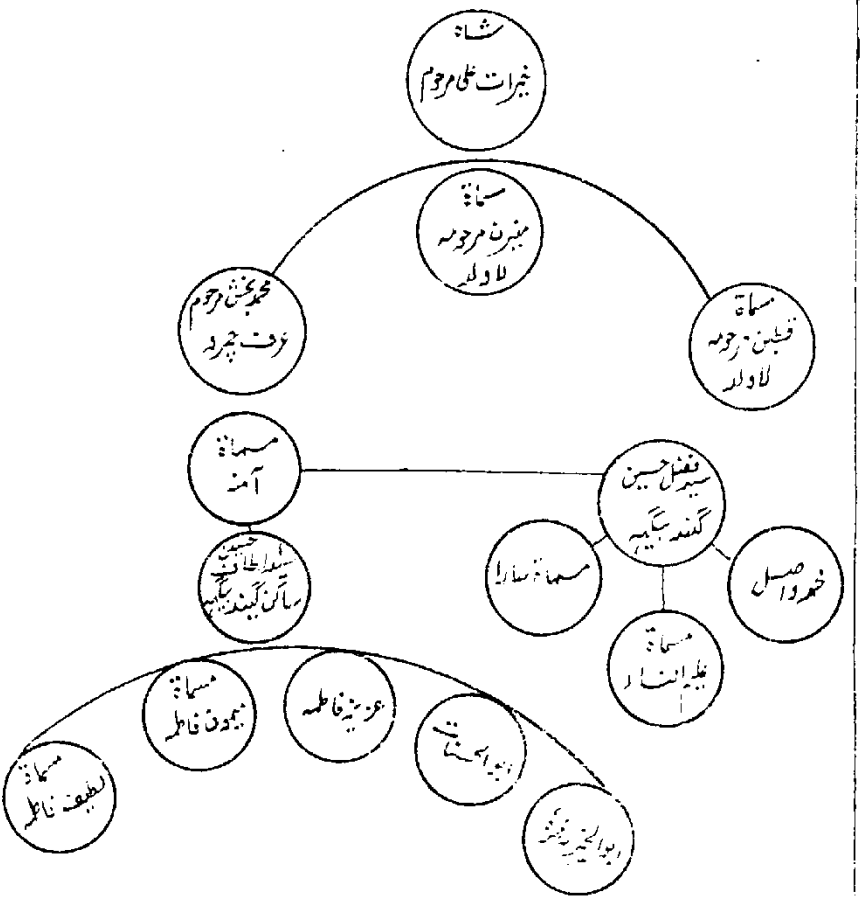

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسب نامہ دری شمس العلماء مولوی عبدالرؤف مرحوم صادقپوری عظیم آبادی

نمبر۱	مولوی عبدالرؤف مرحوم	نمبر۱۸	مخدوم شاہ محمود عالم رح
نمبر۲	مسماۃ نجیبن مرحومہ بنت	نمبر۱۹	مخدوم شاہ احمد رح
نمبر۳	قاضی اسد علی مرحوم دولت پور ضلع گیا	نمبر۲۰	مخدوم شاہ عبدالرحمٰن رح
نمبر۴	قاضی رحمت اللہ مرحوم عرف پیر علی مرحوم	نمبر۲۱	مخدوم شاہ عبدالواحد رح
نمبر۵	قاضی احمد اللہ مرحوم	نمبر۲۲	مخدوم شاہ عبدالرزاق رح
نمبر۶	قاضی سلام اللہ مرحوم	نمبر۲۳	مخدوم شاہ مسعود رح
نمبر۷	قاضی غیاث الدین مرحوم	نمبر۲۴	مخدوم شاہ علی اکبر رح
نمبر۸	صدر جہاں مرحوم	نمبر۲۵	مخدوم شاہ علی اصغر رح
نمبر۹	شیخ میران مرحوم	نمبر۲۶	مخدوم شاہ عبدالفتاح رح
نمبر۱۰	شیخ بہلول مرحوم	نمبر۲۷	مخدوم شاہ ابواسحاق رح
نمبر۱۱	شیخ امجد مرحوم	نمبر۲۸	مخدوم سید شاہ ابراہیم ادہم رح
نمبر۱۲	شیخ محمد مرحوم	نمبر۲۹	سلطان ابراہیم بلخی رح
نمبر۱۳	شیخ بدیع الدین مرحوم	نمبر۳۰	مخدوم محمد شاہ ابوناصر
نمبر۱۴	شیخ نجم الدین مرحوم	نمبر۳۱	حضرت شیخ عبداللہ رضی اللہ عنہ
نمبر۱۵	شیخ جمال الدین مرحوم	نمبر۳۲	حضرت امیرالمومنین خلیفہ دوم عمر رض
نمبر۱۶	مولانا مخدوم شاہ شمس الدین الحقانی رح	نمبر۳۳	خطاب
نمبر۱۷	مخدوم شاہ محمد مرحوم	نمبر۳۴	نفیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاضی اسد علی مرحوم فاروقی

ساکن محنع دولت پورمنیانواں پرگنہ اوگری ضلع گیا۔ آپ کی دو شادیاں ہوئیں۔ اول محل سماۃ بی بی بصیرن صاحبہ دختر میر مقصود علی صاحب ساکن موضع لنبا چکھولی ضلع آرہ شاہ آباد۔ ان سے تین صبیہ گان پیدا ہوئیں مسماۃ بی بی لطیفن زوجہ قاضی تفضل حسین مرحوم ساکن موضع نتول ضلع گیا۔ دوسماۃ بی بی فیقن مرحومہ زوجہ شیخ محمد حسین مرحوم ساکن موضع اتھوا ضلع گیا۔ دوسماۃ بی بی شریفن مرحومہ زوجہ سید عبد العلی مرحوم ساکن موضع پنچورہ ضلع گیا، یہ تینوں لاولد اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔

محل ثانیہ مسماۃ بی بی عصمت مرحومہ دختر شاہ تیم اللہ مرحوم ساکن موضع سیوڈھا۔ انسے چھ دختران اور ایک بیٹا پیدا ہوا مسماۃ بی بی نجیبن مرحومہ زوجہ مولانا فرحت حسین قادری ساکن محلہ صادق پور عظیم آباد پٹنہ یعنی والدہ شمس العلماء مولوی عبد الرؤف مرحوم (دوم) مسماۃ بی بی مجو مرحومہ زوجہ قاضی محمد اسمٰعیل مرحوم ساکن بخشی محلہ پٹنہ، ان کے ایک بیٹا قاضی عبد الحمید مرحوم (سوم) مسماۃ بی بی زہرہ مرحومہ زوجہ شیخ احمد اللہ مرحوم بن شیخ برکت اللہ مرحوم ساکن محلہ لودیکٹرہ پٹنہ یہ لاولد رخصت ہوئیں (چہارم) مسماۃ بی بی الفن مرحومہ زوجہ منشی محمد علی مرحوم ساکن موضع دولت پورمنیانواں مذکور یہ بھی لاولد رخصت ہوئیں۔ (پنجم) بی بی رجبن مرحومہ زوجہ شاہ محمد مبین مرحوم بن شاہ سید امداد حسین مرحوم ساکن موضع کاکو ضلع گیا، ان کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں شاہ عبد الرحمٰن، شاہ لطف الرحمٰن، شاہ غفور الرحمٰن، مسماۃ رحمو زوجہ مولوی ظفر امام صاحب ساکن محلہ مغلپورہ پٹنہ، مسماۃ فہمو زوجہ شاہ محمد جمیل صاحب کاکوی، مسماۃ حسینہ (ششم) مسماۃ بتول فاطمہ زوجہ ابو یوسف صاحب ساکن نتول ضلع گیا۔ ان کے ایک بیٹی مسماۃ سلمو زوجہ حافظ ابو یوسف صاحب ساکن فرید پور ضلع گیا (ہفتم) جناب قاضی احمد بخش مرحوم، ان کے دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہوا۔ مسماۃ بی بی امت الفاطمہ زوجہ مولوی محمد احسن مرحوم بن مولوی گوہر علی مرحوم حاتم العصر ساکن موضع ڈیانواں ضلع پٹنہ، مسماۃ بی بی رقیہ صاحبہ زوجہ سید عبد الحفیظ مرحوم بن سید عبد العلی مرحوم ساکن پنچورہ ضلع گیا۔ مولوی قاضی فرزند احمد صاحب خان بہادر رسالہ اللہ تعالیٰ۔ جسکا نقشہ حسب ذیل ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

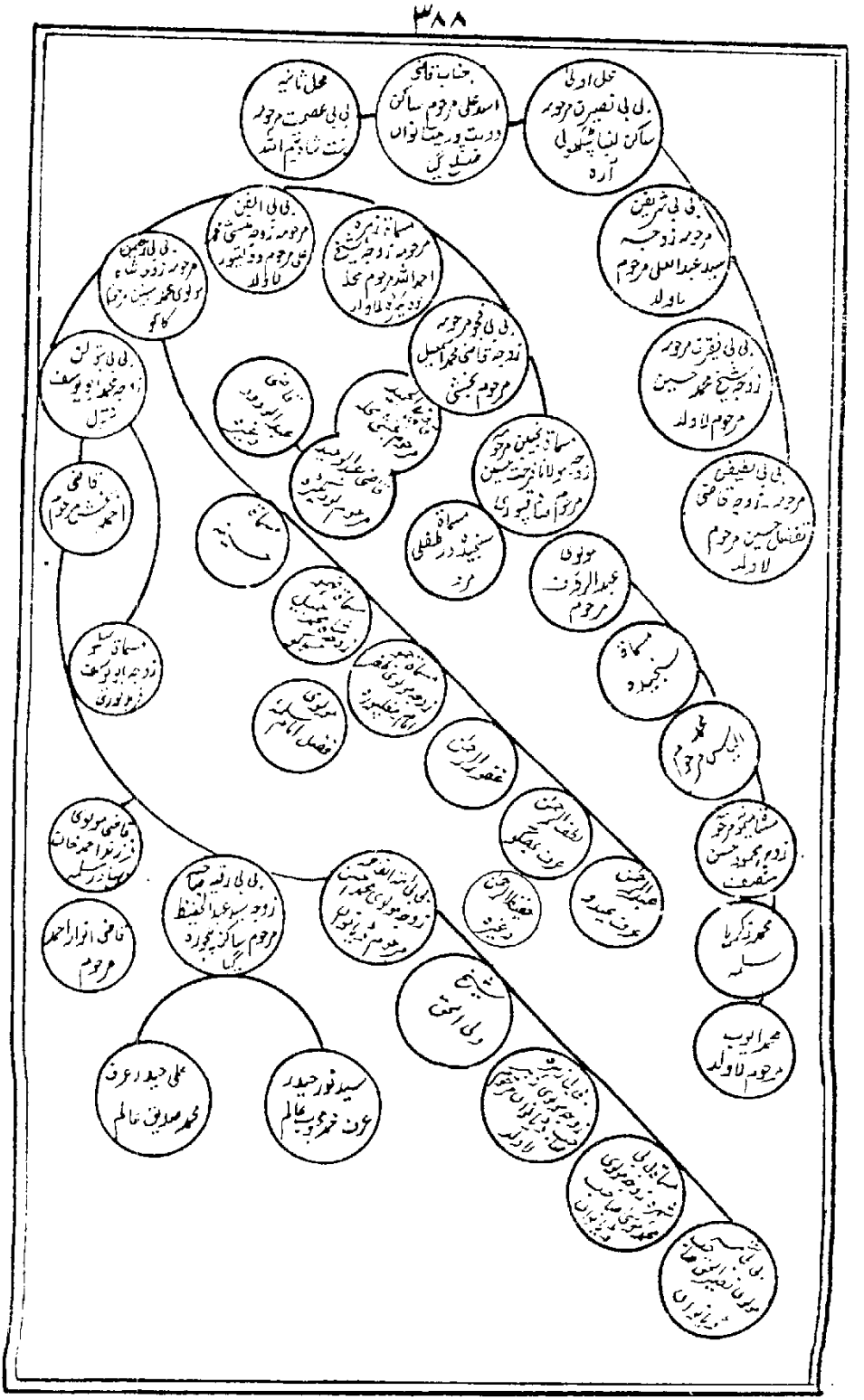

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسماۃ بی بی شریفن مرحومہ مغفورہ بنت قاضی اسد علی

زوجہ سید عبدالعلی مرحوم ساکن پنجورہ ضلع گیا، آپ کی والدہ ماجدہ بی بی بصیرت مرحومہ اور اہلیہ جناب حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ صادقپوری مسماۃ امیرن مرحومہ یہ دونوں اخت عینیہ تھیں پس بی بی شریفن مرحومہ اکثر ملاقات کو اپنی خالہ کی صادق پور میں آیا کرتی تھیں اور جناب حضرت مولانا ممدوح چونکہ آپ کے خالو تھے، اکثر ان کے وعظ و نصائح میں شریک ہوا کرتی تھیں اور اس کا اثر یہاں تک ہوا کہ آپنے بیعت بھی حاصل کی۔ مگر یہ امر آپ کے زوج کے خلاف ہوا اور کچھ سختی بھی آپ پر کی مگر آپ نے بخوف آخرت وابتغاء لوجہ اللہ کل سختیوں کو برداشت کیا اور مریم صفت اور آسیہ سیرت تمام عمر آپ نے بسر کی اور ہمہ وقت نماز تلاوت قرآن و دلائل الخیرات وغیرہ درود و وظائف میں اپنی عمر گرانمایہ کے کثیر حصہ کو صرف کیا الدنیا مزرعۃ الاخرۃ پورا عمل کیا اللھم نورہ قبرھا وبدلھا دارا خیرا من دارھا واھلا خیرا من اھلھا۔ یہ ایسی نیک چلن و نیک طبیعت و حلیم و سلیم و صاف خلق عظیم بی بی تھیں کہ جس کا بیان یہ خامہ دوزبان نہیں کر سکتا۔ آپ ہی کی صحبت بابرکت سے مسماۃ نجیبن مرحومہ آپ کی اخت علاتیہ کو فائدہ پہنچا اور انہیں کی تحریک ان کی آمد رفت صادق پور میں بکثرت ہوئی مگر افسوس کہ آپ کے کوئی اولاد نہ ہوئی اور آپ نے بتقریب خاطر اپنے زوج منشی عبدالعلی مرحوم کی ایک دوسری شادی برادری میں کر دی اور ان سے جناب سید عبدالحفیظ مرحوم پیدا ہوئے۔ جن کا ذکر اوپر گذرا فقط

جناب بی بی نجیبن مرحومہ

عرف بی بی نجو بنت جناب قاضی اسد علی مرحوم ساکن دولت پور منیانواں ضلع گیا، آپکی اول شادی نہایت کم عمری میں ہوئی اور تھوڑے عرصے میں آپ بیوہ بھی ہو گئیں۔ اس کے بعد آپ کی آمد و رفت صادق پور میں بسبب قرابت قدیمہ کے ہوتی رہی اور آپ فطرتاً نہایت سلیم و متبع سنت و شایق ابتغاء مرضات رب العلمین تھیں۔ اسوجہ سے یہاں کے وعظ و پند نے بہت کچھ آپ پر اثر کیا اور اس زمانہ میں یہاں متواتر عقد نکاح ہو رہا تھا اور خوب ترغیب عقد ثانی ہو رہی تھی من تمسک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بستی عند فسادامتے غلہ اجرمائۃ شہید کا بیان ہوتا تھا جس کا بیان کچھ اوپر گزرا ہے۔ اسی مابین میں حضرت والدہ ماجدہ مؤلف عفی عنہ نے رحلت فرمائی۔ اور جناب حضرت والد ماجدم غفر اللہ لہ کو فکر ہوئی کہ کسی سن رسیدہ عورت سے عقد کرنا چاہیئے کہ انتظام خانہ داری کا درست ہو چنانچہ آپ سے پیغام کیا تو آپ نے اس کو قبول کیا۔ آپ کی عمر اُس وقت تخمیناً تیس برس سے کچھ کم ہوگی ۱۲۷۱ھ (بارہ سو اکہتر ہجری) میں آپ کا عقد ثانی جناب حضرت مولانا فرحت حسین قدس سرہٗ سے ہوا، آپ کے حسن اخلاق وخصائل ستودہ اس قدر ہیں جو احاطۂ تحریر سے باہر۔ آپ نہایت حلیم وسلیم ذی مروت وسخاوت تھیں۔ تمام مریدوں کی عورتیں صدہا آپ کے اثر گرد بطور اعتکاف کے بیٹھ کر آپ کے پند ونصائح سے حظ وافر پاتیں یہ معلوم ہوتا کہ ماہ کے چوطرف ستاروں کا ہجوم ہے۔ آپ کی آمدنی سالانہ خاص ذاتی قریب پندرہ سولہ سو روپیہ کے تھی لیکن آپ کا کپڑا موٹی مارکین کا اور کھانا بھی نہایت سادہ اور مختصر ہوتا۔ تخمیناً پندرہ سولہ روپیہ ماہواری آپ کا خرچ ہوتا باقی کل یا قربانداری یا خیفہ معرفین ومساکین میں خرچ ہوتا، لوگوں کو گمان تھا کہ آپ بخیل ہیں، آپ کے پاس بہت کچھ روپیہ جمع ہوگا، لیکن بعد انتقال ایک پیسہ بھی آپ کے پاس سے برآمد نہ ہوا۔ وقس البواقی علیھا۔ آپ اس نکاح سے تین برس متمتع رہیں، بعد اس کے پھر بیوہ ہوگئیں۔ اس عرصے میں آپ کے دو اولادیں ہوئیں ۱۲۷۲ھ بارہ سو بہتر ہجری میں برادرم عزیز شمس العلماء مولوی عبدالرؤف مرحوم پیدا ہوئے۔ اس کے بعد ایک لڑکی مسماۃ سعیدہ پیدا ہوئی اور وہ چند ماہ کی ہو کر گزر گئی۔ اس کے بعد ۱۲۷۴ھ بارہ سو چوہتر ہجری میں آپ کے زوج حضرت والد ماجدم مولانا فرحت حسین قدس سرہ نے رحلت فرمائی۔ اس کے بعد تخمیناً ستائیس برس اور آپ زندہ رہ کر کچھ کم ساٹھ برس کی عمر میں ۱۳۰۱ھ تیرہ سو ایک ہجری میں اس خاکدان کو چھوڑ کر آپ داخل خلد بریں ہوئیں۔ اللھم اغفرلھا وارحمھا۔ آپ کی اولاد واحفاد کا نقشہ اوپر گزر چکا ہے۔

جناب مولوی قاضی فرزند احمد بخش بہادر

ابن قاضی احمد بخش مرحوم بن جناب قاضی اسد علی مغفور ساکن قدیم دولت پور نیانواں پرگنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوکری ضلع گیا۔ عالمقامی صاحب گنج گیا۔ آپکے ازرؤسائے عظام اس ضلع کے ہیں۔ آپکے اخلاق کریمہ وشمائل ستودہ مشہور آفاق مستغنی عن البیان ہیں۔ آپ کی قومی سرداری و بلند ہمتی اس قدر ہیں کہ ہر کہ و مہ در ہر ملت و مذہب والوں میں آپ عزیز الوجود ہیں۔ بلا کسی تحریک کے آپ کو خانبہادر کا خطاب گورنمنٹ نے عطا کیا اور یہ عزت افزائی کی۔ آپکے عرف ایک فرزند قاضی انوار احمد مرحوم تھے جن کے دو بچے صغیر السن موجود ہیں۔ ابقاھما اللہ فی طاعتہ۔ نقشہ آپ کی اولاد کا اوپر گزر چکا ہے۔

نسبنامہ ابوالاب مولوی عبدالقادر صاحب وکیل ساکن قدیم عظیم آباد پٹنہ عالمقامی گیا

نمبر ۱	مولوی عبدالقادر مرحوم	نمبر ۲۰	شیخ موسیٰ سلیمان مرحوم
نمبر ۲	حکیم مولوی فیاض علی مرحوم	نمبر ۲۱	شیخ شعیب مرحوم
نمبر ۳	مولوی افضل علی مرحوم	نمبر ۲۲	شیخ احمد مرحوم
نمبر ۴	مولوی فضل علی مرحوم	نمبر ۲۳	شیخ یوسف مرحوم
نمبر ۵	ملا شرف الدین المخاطب ملا مجد خان مرحوم	نمبر ۲۴	شیخ محمد مرحوم
نمبر ۶	قاضی ملایار محمد مرحوم	نمبر ۲۵	شیخ شہاب الدین احمد معروف فرخ شاہ کابلی مرحوم
نمبر ۷	شیخ فرید مرحوم	نمبر ۲۶	شیخ نسیمان شاہ مرحوم
نمبر ۸	شیخ عثمان مرحوم	نمبر ۲۷	مسعود شاہ مرحوم
نمبر ۹	قاضی اسمٰعیل مرحوم	نمبر ۲۸	شاہ عبداللہ مرحوم
نمبر ۱۰	قاضی عبدالنبی مرحوم	نمبر ۲۹	شاہ واعظ الاصغر مرحوم
نمبر ۱۱	قاضی شیخ جاد مرحوم	نمبر ۳۰	شاہ واعظ الاکبر مرحوم
نمبر ۱۲	شیخ علی شیر مرحوم	نمبر ۳۱	شاہ ابوالفتح کانجی مرحوم
نمبر ۱۳	شیخ اسمٰعیل مرحوم	نمبر ۳۲	شاہ اسحٰق مرحوم
نمبر ۱۴	شیخ نصرالدین مرحوم	نمبر ۳۳	سلطان ابراہیم ادہم مرحوم
نمبر ۱۵	شیخ نجم الدین مرحوم	نمبر ۳۴	شاہ ناصر مرحوم
نمبر ۱۶	شیخ تاج الدین معروف بہ تاج سردر مرحوم	نمبر ۳۵	حضرت عبداللہ زاہدؓ
نمبر ۱۷	شیخ بدرالدین سلیمان مرحوم	نمبر ۳۶	حضرت امیرالمومنین عمر خلیفہ دومؓ
نمبر ۱۸	شیخ فریدالدین مسعود شکر گنج مرحوم	نمبر ۳۷	خطاب
نمبر ۱۹	شیخ جمال الدین مرحوم	نمبر ۳۸	نفیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسبنامہ امام الاتقیاء مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم وکیل گیا

نمبر۱	مولوی عبدالقادر	نمبر۱۹	سید فضل اللہ مرحوم
نمبر۲	حکیم مولوی فیاض علی مرحوم	نمبر۲۰	سید یوسف مرحوم
نمبر۳	مولوی افضل علی مرحوم	نمبر۲۱	سید نظام الدین مرحوم
نمبر۴	مولوی فضل علی مرحوم	نمبر۲۲	سید علی مرحوم
نمبر۵	مسماۃ صفیہ مرحومہ	نمبر۲۳	سید محمد اشرف مرحوم
نمبر۶	سید خلیل الرحمٰن مرحوم	نمبر۲۴	سید محمد اخرج مرحوم
نمبر۷	سید محمد افاق مرحوم	نمبر۲۵	سید احمد اشکبی مرحوم
نمبر۸	سید نصیب شاہ مرحوم	نمبر۲۶	سید موسیٰ ذکی رح
نمبر۹	سید محبوب مرحوم	نمبر۲۷	سید امام محمد تقی رح
نمبر۱۰	سید عبدالرحمٰن مرحوم	نمبر۲۸	سید موسیٰ علی رضا رح
نمبر۱۱	سید سلطان مرحوم	نمبر۲۹	سید امام موسیٰ کاظم رح
نمبر۱۲	سید شہاب الدین مرحوم	نمبر۳۰	سید امام جعفر صادق رح
نمبر۱۳	سید شمس الدین مرحوم	نمبر۳۱	امام محمد باقر رح
نمبر۱۴	سید محمود مرحوم	نمبر۳۲	امام زین العابدین رض
نمبر۱۵	سید سراج الدین مرحوم	نمبر۳۳	امام حسین رضی اللہ عنہ شہید
نمبر۱۶	سید کبیر الدین مرحوم	نمبر۳۴	حضرت علی کرم اللہ وجہ
نمبر۱۷	سید حیدر مرحوم	نمبر۳۵	ابوطالب
نمبر۱۸	سید اسحٰق مرحوم	نمبر۳۶	عبدالمطلب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولوی افضل علی مرحوم فاروقی

بن مولوی فضل علی مرحوم ساکن خواجہ کلاں گھاٹ متصلات شہر پٹنہ آپ کے پانچ بیٹے ہوئے (اوّل) مولوی شرف الدین مرحوم بے لاولد رخصت ہوئے (دوم) مولوی اسمٰعیل مرحوم نرونج مسماۃ فہیمن بنت مولوی احمد علی مرحوم ساکن ڈمری۔ ان کے ایک بیٹا مولوی احمدی مرحوم اور ایک بیٹی کبیرن زوجہ سید سعید الدین ساکن موضع نظام پور ضلع گیا ہوئیں۔ مولوی احمدی کے ایک بیٹا شمس العرب اور مسماۃ کبیرن کے تین بیٹے ہوئے سید مظاہر حسین مرحوم و سید مولوی دلاور حسین و سید حکیم مولوی محافظ حسن سلمہم (سوم) جناب حکیم مولوی فیاض علی مرحوم۔ ان کی شادی مسماۃ فضل النساء مرحومہ بنت شاہ ابوتراب مرحوم ساکن محلہ نمونیہ سے ہوئی۔ ان کے تین بیٹے ہوئے مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم حال مقامی گیا اور حافظ ابو محمد مرحوم انہوں نے لاولد رحلت کی۔ وفضل اللہ کہ سات آٹھ برس کی عمر میں مہد مادر کو چھوڑ کر راہی علیین ہوئے۔ (چہارم) جناب مولوی محمد فرید صاحب مدظلہ العالی ان کی تین شادیاں ہوئیں۔ اوّل مسماۃ فضل النساء مرحومہ بنت شاہ ابوتراب موصوف الصدر اُن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی بہت قلیل عرصہ زندہ رہ کر اس قفس خاکی کو چھوڑا اور دار خلد میں ہوئیں۔ تب دوسری شادی آپ کی مسماۃ شریفۃ النساء بنت سید خیرات علی مرحوم ساکن موضع کروتی ضلع گیا سے ہوئی۔ یہ بھی لاولد رخصت ہوئیں۔ تب تیسری شادی آپ کی مسماۃ نذیرن مرحومہ بنت میر لبریز علی مرحوم سے ہوئی۔ ان سے ایک بیٹا حکیم مولوی سید عبدالحفیظ سلمہ اللہ تعالیٰ ہوئے۔ ان کی شادی مسماۃ آمنۃ الرسول بنت انور حسین ساکن میران سیگھہ ضلع گیا سے ہوئی۔ (پنجم) مولوی فدا حسین صاحب منصف مرحوم آپ کی تین شادیاں ہوئیں محل اولی مسماۃ نیرن مرحومہ بنت میر تراب علی مرحوم ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور شش ماہہ گذر گئی۔ بعد وفات ان کے محل ثانیہ مسماۃ ثانی مرحومہ بنت شاہ وجہ اللہ مرحوم ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور دو سالہ قضا کی مملکت غیر برادری ان سے پانچ اولادیں ہوئیں تین بلا شادی گذر گئے دو موجود ہیں، مبارک حسین و کاظم حسین سلمہما اللہ تعالیٰ۔

نقشہ آپ کی اولاد کا حسب ذیل ہے:۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

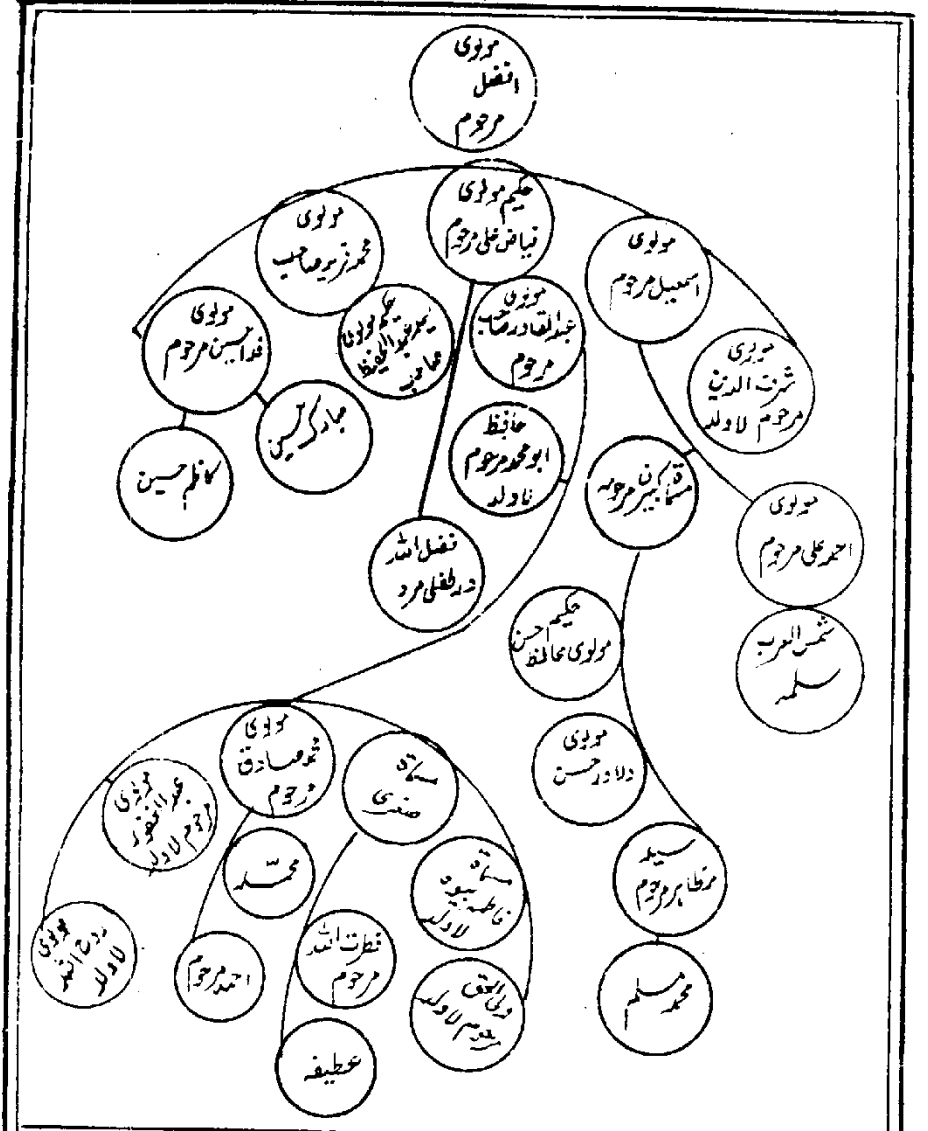

نسبنامہ عزیزی سید محمد یوسف سلمہٗ

ساکن سورجگڈھ ضلع مونگیر بن سید محمد ہارون[۲] بن سید سجاد[۳] حسین مرحوم

نمبر ۴	سید جواد علی مرحوم والد مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث	نمبر ۵	سید عظمت اللہ مرحوم
		نمبر ۶	سید اللہ بخش مرحوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر ۷	سید محمد مرحوم	نمبر ۲۵	سید فضیل مرحوم
نمبر ۸	سید ماہرد مرحوم	نمبر ۲۶	سید ابوالفرخ مرحوم رح
نمبر ۹	سید محبوب مرحوم	نمبر ۲۷	سید امام حسن عسکری رح
نمبر ۱۰	سید قطب الدین مرحوم	نمبر ۲۸	سید امام نقی رح
نمبر ۱۱	سید ہاشم مرحوم	نمبر ۲۹	سید امام تقی رح
نمبر ۱۲	سید چاند مرحوم	نمبر ۳۰	امام موسی الرضا رح
نمبر ۱۳	سید معروف مرحوم	نمبر ۳۱	امام موسی کاظم رح
نمبر ۱۴	سید بودھن مرحوم	نمبر ۳۲	امام جعفر صادق رح
نمبر ۱۵	سید حاجی یونس مرحوم	نمبر ۳۳	امام محمد باقر رح
نمبر ۱۶	سید بزرگ مرحوم	نمبر ۳۴	امام علی زین العابدین رح
نمبر ۱۷	سید زیرک مرحوم	نمبر ۳۵	امام حسین شہید رض
نمبر ۱۸	سید رکن الدین مرحوم	نمبر ۳۶	حضرت علی خلیفہ چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نمبر ۱۹	سید جمال الدین مرحوم	نمبر ۳۷	ابی طالب
نمبر ۲۰	سید احمد مرحوم	نمبر ۳۸	عبدالمطلب
نمبر ۲۱	سید محمد مرحوم	نمبر ۳۹	ہاشم
نمبر ۲۲	سید محمود مرحوم	نمبر ۴۰	عبد مناف
نمبر ۲۳	سید داؤد مرحوم	نمبر ۴۱	قصیٰ
نمبر ۲۴	سید فضل مرحوم		

سید جواد علی مرحوم کے تین بیٹے (اوّل) جناب مولانا شیخ المحدثین بیہقی زمان دارقطنی دوران شمس العلماء محمد نذیر حسین رح دامت شموس انوارہ علی رؤس الطالبین عرصہ زاید از ساٹھ سال مقیم دہلی تھے (اور دوسرے) سید سجاد حسین مرحوم اُن کے ایک بیٹا سید محمد ہارون مرحوم۔ اُنسے ایک بیٹا عزیزی محمد یوسف مدعرہٗ فی طاعتہ (سوم) سید توسل حسین مرحوم۔ انکے تین بیٹے ہوئے مولوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید عبدالرزاق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ و مولوی سید عبدالحفیظ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ و عزیزی سید عبدالحکیم مدعمرہٗ فی طاعۃ اللہ تعالیٰ چنانچہ بتاریخ بارھویں جمادی الاخری ۱۳۱۵ھ تیرہ سو پندرہ ہجری مطابق آٹھویں نومبر ۱۸۹۷ء اٹھارہ سو ستانوے عیسوی میں شادی عزیزی سید عبدالحکیم موصوف کی مسماۃ کبریٰ مرحومہ بنت شمس العلماء مولوی محمد حسن مرحوم سے ہوئی۔ یہ لڑکی قریب دو برس کے زندہ رہ کر بتاریخ پندرھویں شعبان ۱۳۱۷ھ تیرہ سو سترہ ہجری میں داخل جنت الفردوس ہوئی۔ اور عزیزی سید یوسف مدعمرہٗ کی شادی ساتھ مسماۃ آسیہ مرحومہ بنت حکیم عبدالحکیم صاحب مرحوم کے ہوئی۔ چنانچہ بتاریخ ساتویں شعبان ۱۳۱۶ھ تیرہ سو سولہ ہجری مطابق ۲۱ دسمبر ۱۸۹۸ء (اٹھارہ سو اٹھانوے عیسوی) میں اس عزیز کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام محمد یونس رکھا گیا۔ مدعمرہٗ نے طاعۃ اللہ تعالیٰ۔ اس کا نقشہ یہ ہے:۔

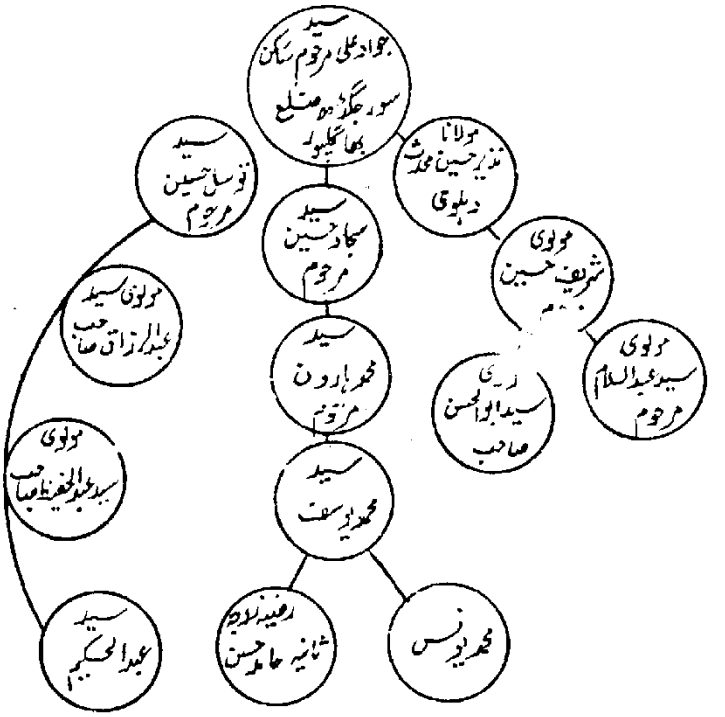

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

اس میں شجرۂ بیعت خاندانی اور مناجات ہیں

شجرۂ قدیمہ خاندان محلہ نمونہیہ دیورہ دبھاگلپور

نمبر ۱	حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہٗ نمونہیوی	نمبر ۲۱	حضرت شیخ ابراہیم چشتی قدس سرہٗ
نمبر ۲	حضرت شاہ محمد کریم قدس سرہٗ	نمبر ۲۲	حضرت خواجہ عبدالقادر جیلانی رح بن شیخ المشائخ ابو صالح محمد موسیٰ رح
نمبر ۳	حضرت شاہ ابوالبرکات محمد عزیز قدس سرہٗ		
نمبر ۴	حضرت شاہ ابوالخیر محمد انور قدس سرہٗ	نمبر ۲۳	حضرت ابوالخیر ابوسعید مبارک حسنی المخرمی قدس سرہٗ
نمبر ۵	حضرت شاہ ابوتراب محمد منور قدس سرہٗ	نمبر ۲۴	شیخ ابوالحسین علی القرشی قدس سرہٗ
نمبر ۶	حضرت شاہ ابوالبرکات محمد فائض رح دیوروی	نمبر ۲۵	خواجہ محمد بن خواجہ یوسف طرطوسی رح
نمبر ۷	حضرت شاہ باز محمد بھاگل پوری قدس سرہٗ	نمبر ۲۶	شیخ احمد بن شیخ عبدالعزیز یمنی رح
نمبر ۸	حضرت مخدوم سید محمد یونس قدس سرہٗ چشتی	نمبر ۲۷	خواجہ شیخ ابوالقاسم احمد رح
نمبر ۹	حضرت مخدوم شاہ وجیہ الدین سفر اللہ علوی قدس سرہٗ	نمبر ۲۸	خواجہ ابوبکر شیخ عبداللہ شبلی رح
نمبر ۱۰	مخدوم حاجی حمید عرف محمد غوث قدس سرہٗ	نمبر ۲۹	سید الطائفہ خواجہ جنید بغدادی رح
نمبر ۱۱	حضرت مخدوم شاہ ظہور خادمی حنفی قدس سرہٗ	نمبر ۳۰	خواجہ سری سقطی رح
نمبر ۱۲	مخدوم ابوالفتح ہدایت اللہ سرمت قدس سرہٗ	نمبر ۳۱	خواجہ معروف کرخی رح
نمبر ۱۳	مخدوم شاہ محمد فاضل قادری قدس سرہٗ	نمبر ۳۲	امام محمد علی موسیٰ رضا رض
نمبر ۱۴	حضرت شیخ عبدالوہاب قادری قدس سرہٗ	نمبر ۳۳	امام موسیٰ کاظم رض
نمبر ۱۵	حضرت شیخ عبدالرؤف قادری قدس سرہٗ	نمبر ۳۴	حضرت امام جعفر صادق رض
نمبر ۱۶	حضرت شیخ محمود قادری قدس سرہٗ	نمبر ۳۵	حضرت امام محمد باقر رض
نمبر ۱۷	حضرت شیخ عبدالغفار صدیقی قدس سرہٗ	نمبر ۳۶	حضرت امام علی زین العابدین رض
نمبر ۱۸	حضرت شیخ محمد قادری قدس سرہٗ	نمبر ۳۷	حضرت سبط امام حسین شہید رض
نمبر ۱۹	حضرت شیخ علی چشتی قدس سرہٗ	نمبر ۳۸	حضرت امام الاولیا خلیفہ چہارم علی کرم اللہ وجہہ
نمبر ۲۰	حضرت شیخ جعفر احمد چشتی قدس سرہٗ	نمبر ۳۹	حضرت سید ولد آدم امام الانبیا احمد مجتبیٰ صلعم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا ولایت علی کے حالات متعلق مزید تحقیق

مولوی غلام رسول مہر نے اپنی مفصل اور محقق تصنیف (سیرت سید احمد شہید اور دیگر مجاہدوں) میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے اور اس کی تفصیلات کا جائزہ لیتے ہوئے ان کو غلط ٹھہرایا ہے (جلد چہارم صفحہ ۲۵۵) انہوں نے اس تاریخی حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اس وقت نہ تو پنجاب انگریزوں کے تحت آچکا تھا اور نہ لارنس پنجاب کا چیف کمشنر ہوا تھا۔ سید اکبر شاہ (والی سوات) کی بھی تخت نشینی نہیں ہوئی تھی اور ہزارہ انگریزوں کے قبضہ میں تھا ہی نہیں۔

عزیزی ڈاکٹر قیام الدین احمد جن کی THESIS[1] (سندھ و ستانہ میں وہابی تحریک) زیر طبع ہے انہوں نے بھی اس واقعہ کی اور اس پر جناب مہر کی تنقید کی وضاحت کی ہے سطور زیریں ان کی THESIS کا اقتباس ہیں :-

جناب مہر نے جن تاریخی حقائق کی طرف اشارہ کیا ہے، وہ سب اپنی جگہ صحیح ہیں، مگر اس مسئلہ کا کوئی فیصلہ کرنے کے پہلے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ سوانح احمدی اور تذکرہ صادقہ دونوں کے مصنف دراصل جناب سید احمد بریلوی اور ان کے رفقاء کی کارروائیوں کا ایک سرسری جائزہ پیش کر رہے تھے۔ کوئی مستند تواریخی کتاب نہیں لکھ رہے تھے۔ کتاب لکھتے وقت ان کے کیا ذرائع تھے، یہ ہمیں معلوم نہیں۔ ان دونوں کی انگریزی زبان سے واقفیت برائے نام ہی تھی۔ اخیر الذکر اس زبان سے نابلد تھے۔ جس وقت یہ کتابیں طبع ہوئی تھیں، پنجاب میں کمشنر کا عہدہ وجود میں تھا اور "ریزیڈنٹ اور چیف کمشنر" ان دونوں عہدوں کے باریک تکنیکی فرق کو ممکن ہے کہ ان لوگوں نے نظر انداز کر دیا ہو۔ جہاں تک انگریزوں کی ان علاقوں میں باضابطہ حکومت قائم ہونے کا تعلق ہے، یہ یاد

---

[1] اسی مقالہ کی منظوری پر وہ P-H-D (پی۔ ایچ۔ ڈی) ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ۱۸۴۵ء کے بعد سے انگریز ان علاقوں کے قانونی طور پر نہیں تو واقعتاً مالک ہو چکے تھے۔ خاصکر اس واقعہ میں مولانا ولایت علی اور ان کے رفقاء کی ساری گفتگو انگریز فوجی افسران ہی سے ہوئی۔ اس گفتگو میں سکھ سردار ان کا کوئی ہاتھ نظر نہیں آتا۔

ایک بعد کے انگریزی مصنف جناب سیٹھی نے ایک جریدہ میں (پنجاب PAST & PRESENT جلد ۲۶) میں اس بات پر زور دیا ہے کہ کشمیر اور سرحد کے ان علاقوں میں اس بات پر زور دیا ہے کہ کشمیر اور سرحد کے ان علاقوں میں سکھ حکومت کا دوبارہ تسلط جمانے میں انگریزی فوج نمایاں طور پر پیش پیش تھی۔

اس واقعہ پر سب سے اہم اور مستند اطلاع ایک ہمعصر بیان سے ملتی ہے جو اس وقت کے انگریزی کاغذات میں موجود ہے۔ یہ بیان ایک شخص مسمی عبداللہ ولد جان علی ساکن حاجی پور ضلع مظفر پور نے ۱۲ اکتوبر ۱۸۶۹ء کو راولپنڈی کے اسسٹنٹ کمشنر کے سامنے دیا تھا۔ ان کی پیدائش پٹنہ میں ہوئی تھی اور وہ شیخ محمد حسین ذاناپوری جو جماعت کے اہم کارکن تھے کے داماد تھے۔ شروع میں انہوں نے محمد علی رامپوری کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ بعد میں مولانا ولایت علی سے بھی بیعت کی اور ان کے ساتھ سرحد کو گئے اور بہت سی جنگوں میں شامل رہے، جس کا ذکر ان کے بیان میں موجود ہے۔ اس واقعہ کے متعلق ان کا بیان عینی شہادت کی حیثیت رکھتا ہے اور بہت اہم ہے۔ اس کے متعلقہ حصہ کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

"اس وقت مسٹر ایبٹ ہزارہ میں موجود تھے اور انہوں نے ایک سکھ سردار کو (جن کا نام مجھے اس وقت یاد نہیں) ہدایت کی کہ ہم لوگوں کو پہاڑی سے اس وعدہ پر نیچے اُتار لائے کہ ہم لوگوں کو نکل جانے دیا جائے گا اور یہ بھی کہ ہم لوگوں کو اپنی نگرانی میں رکھیں اور یہ کہے کہ اگر ہم لوگ اپنے اسلحہ بات کو علیحدہ کرنا چاہیں تو وہ ان کی قیمت دیں گے۔ چنانچہ ہم لوگوں کو اپنی بندوقیں، زنبورکین اور اونٹوں کی قیمت طور پر بارہ ہزار روپے ملے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم لوگ اس وقت تقریباً چار سو افراد تھے ..... بعد میں ہم لوگوں کی ملاقات مسٹر ایبٹ سے ہوئی۔ انہوں نے مولانا ولایت علی کو پوچھا " اب تم کہاں جاؤ گے " ولایت علی نے جواب دیا " ستھانہ " اس پر ایبٹ نے کہا کہ بہتر ہے کہ آپ لوگ ہزارا چلیں اور وہاں لارڈ صاحب سے ملیں (یہ لارڈ صاحب خود لارنس میں تھے) اور ان کے حکم کے مطابق کریں۔ وہ لوگ اس وقت مجبور تھے اور ہزارا جانے کو آمادہ ہونا پڑا، جہاں ان لوگوں نے قلعہ کے نزدیک پڑاؤ کیا۔ بعد میں لارڈ صاحب نے ولایت علی، عنایت علی، مقصود علی، فیاض علی، اور یحییٰ علی کو اپنے پاس بلوایا۔ جب وہ لوگ اپنے خیمہ میں داخل ہوئے تو ان سے پوچھا کہ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ سب کے سب صادق پور عظیم آباد کے رہنے والے تھے اور انگریزوں کی رعایا تھے اور یہ کہ وہ لوگ حکومت کو ٹیکس ادا کرتے تھے۔ وہ لوگ اس علاقہ میں کیوں آئے تھے؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہمارے عقائد کے مطابق جہاد لازم ہے سکھ ہم لوگوں کے دشمن ہیں، اور ہم لوگ ان سے لڑنے آئے تھے۔

لارڈ صاحب نے جواب دیا کہ " یہ ملک اب ہم لوگوں کا ہے، اب تم لوگ کیا کرو گے[1] ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ ستھانہ چلے جائیں گے۔ لیکن لارڈ صاحب نے کہا کہ وہ علاقہ جات کابل تک آزاد تھے۔ اگر تم لوگ وہاں جاؤ گے تو پھر انگریزوں کے خلاف سازش اور جنگ کرو گے، اس لئے ہم تمہیں اس طرف جانے کی اجازت نہیں دیں گے[2]

---

[1] یہ جملہ قابل غور ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قانونی حیثیت جو بھی ہو، انگریز خود ان علاقوں کو اپنے ماتحت سمجھتے تھے۔ [2] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگریز دراصل اس حقیقت سے واقف تھے کہ وہابی تحریک ان کے خلاف تھی۔ نہ کہ صرف سکھوں کے۔ مجاہدین نے جو سکھوں کا ذکر اوپر کیا ہے وہ شاید ضرورت کے تحت کیا تھا۔ اس حقیقت کو انگریز بخوبی سمجھ گئے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اس نے ان سبھوں کو اپنے اپنے گھروں کو جانے کا حکم دیا اور ہم لوگ وہاں سے منتشر ہوئے۔ متذکرۂ بالا حضرات عظیم آباد میں اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے اور انہیں مچلکہ دینا پڑا کہ وہ لوگ چار سال تک عظیم آباد کے باہر نہیں جائیں گے۔

اس مختصر بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سوانح اور تذکرۂ صادقہ کے بیانات اپنی جزوی تفصیلات کی گڑبڑی کے باوجود بنیادی طور پر صحیح ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالرحیم صاحب، تذکرۂ صادقہ کے حالات کے متعلق مزید تحقیق

مولانا موصوف کی زندگی کا وہ دور جو ان کی گرفتاری، مقدمۂ سازش اور اسیری جزیرہ انڈمان سے متعلق ہے۔ اس پر سرکاری انگریزی کاغذات سے کافی روشنی پڑتی ہے۔ ان کی گرفتاری مقدمہ اور اسیری کی پوری داستان خود ان کی اپنی تصنیف اور مولوی محمد جعفر تھانیسری کی کتاب میں موجود ہے۔ کچھ مزید تفصیلات انگریزی سرکاری کاغذات میں ملتی ہیں، جن کو خزینی قیام الدین احمد نے اپنی زیر طبع کتاب میں پیش کیا ہے۔ مندرجہ ذیل تفصیلات اس سے ماخوذ ہیں۔

مقدمۂ انبالہ کے گیارہ ملزمین میں سے ہر ایک کا نام عمر اور اس پر الزام مقدمہ کی روداد میں مختصراً درج ہے۔ مولوی عبدالرحیم کے متعلق یوں تحریر ہے۔

عبدالرحیم ساکن صادقپور عمر ۲۸ سال۔ الزام۔ ملزم کے خلاف یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ان کے مکان پر بغاوت کی تعلیم دی جاتی تھی ..... یہ جمع شدہ رقم کے انچارج تھے اور والنٹیرس کے کھلانے پلانے کے بھی، رقم کو مجاہدین کے پاس بھیجنے کے بھی۔ غرض کہ ان سے جو کچھ ہو سکتا تھا، انہوں نے حکومت کے خلاف کیا۔[1]

گرفتاری کے وقت بزرگان صادق پور میں سے ہر ایک کے پاس جو متفرق سامان ملا تھا اس کی ایک فہرست بنائی گئی تھی۔ مولوی عبدالرحیم صاحب کے گھر سے کتابیں، فرنیچر، یکہ گاڑی (مع ایک عدد گھوڑا) اور عورتوں کے زیورات ضبط کر لئے گئے تھے۔

جزیرۂ انڈمان میں ہر قیدی کو قیدی نمبر لگا دیا جاتا تھا اور آئندہ تمام خط و کتابت اور کاغذات میں قیدیوں کا ذکر ان کے نمبر کے حوالے سے کیا جاتا تھا ان کے نام سے نہیں مولوی عبدالرحیم صاحب کا نمبر ۱۱۵۶۱ تھا۔ جس وقت کے کاغذ میں اس کا ذکر ہے اس وقت مولانا احمداللہ اور مولانا یحییٰ علی دونوں بزرگوں کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور

---

[1] یہ اقتباس جج کے فیصلہ میں سے لیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ ہر قسم کی نمبر شماری سے آزاد ہو چکے تھے۔ اس لئے ان دونوں بزرگوں کے نمبر کا ذکر نہیں ملتا ہے۔

ان لوگوں کی رہائی کا مسئلہ ۱۸۸۲ء سے شروع ہوا۔ رہائی کا حکم دینے کے قبل گورنمنٹ نے جیل سپرنٹنڈنٹ سے ان لوگوں کے دوران اسیری کے رہن سہن کے متعلق رپورٹ مانگی۔ سپرنٹنڈنٹ کی رپورٹ میں یہ درج ہے کہ عموماً ان لوگوں کا رویہ اور رہن سہن بہت ہی نیک اور ناقابلِ اعتراض رہا۔

خصوصاً مولوی عبدالرحیم صاحب اپنی طویل اسیری کے دوران میں کبھی بھی کسی "مقامی جرم" کے مرتکب نہیں ہوئے۔ مولوی عبدالرحیم صاحب مع دیگر پانچ قیدیوں کے ۵ فروری ۱۸۸۳ء کو رہا ہوئے، ان کے ساتھ پٹنہ کے دو اور بزرگ مولوی عبدالغفار اور تبارک علی شامل تھے۔ یہ سب بزرگ پٹنہ کے رہنے والے تھے اور اپنے اپنے گھروں کو واپس آنا چاہتے تھے۔ مگر پٹنہ کے مجسٹریٹ نے ان لوگوں کی واپسی اور پٹنہ میں رہائش پر اعتراض کیا۔ اس کا خیال تھا کہ پٹنہ اس تحریک کا مرکز رہ چکا ہے۔ دانا پور اور پھلواری شریف دونوں نزدیکی مقامات "وہابیوں اور ان کے ہمدردوں سے بھرے تھے۔ ان لوگوں کی واپسی سے لوگوں کی ہمدردیاں ان کی طرف منعطف ہوں گی، اور دبی ہوئی چنگاریاں پھر سے سلگیں گی۔ پٹنہ کی گنجان آبادی میں ان لوگوں کی نقل و حرکت اور خفیہ خط و کتابت پر پوری نگرانی نہیں ہو سکے گی؛ اس لئے بہتر ہوگا کہ انہیں کسی دوسرے شہر خصوصاً بھاگل پور میں رکھا جائے۔ مگر گورنمنٹ نے اس اعتراض کو رد کر دیا اور یہ بزرگان مارچ ۱۸۸۳ء میں پورٹ بلیر سے روانہ ہوئے اور اگلے ماہ پٹنہ پہنچ گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصیدہ عربیہ

من کان یرغب فی النجاۃ فمالہ ... غیر اتباع المصطفٰی فیما اتی
ذاک السبیل المستقیم وغیرہ ... سبل الغوایۃ والضلالۃ والردی
فاتبع کتاب اللہ والسنن التی ... صحت فذاک اذا اتبعت ھو الھدی
ودع السوال بکم وکیف فانہ ... باب یجر ذوی البصیرۃ للعمٰی
الدین ما قال النبی وصحبہ ... والتابعون ومن مناھجھم قفا

مناجات

یا من یری ما فی الضمیر ویسمع ... انت المعد لکل ما یتوقع
یا من یرجی للشدائد کلھا ... یا من الیہ المشتکی والمفزع
یا من خزائن رزقہ فی قول کن ... امنن فان الخیر عندک اجمع
مالی سوی فقری الیک وسیلۃ ... فبالافتقار الیک فقری ادفع
مالی سوی قرعی لبابک حیلۃ ... فلئن رددت فای باب اقرع
ومن الذی ادعوہ اھتف باسمہ ... ان کان فضلک عن فقرک یمنع
حاشا بجودک ان یقنط عاصیا ... الفضل اجزل والمواھب اوسع

رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضہ وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ وصفیہ وحبیبہ وخلیلہ محمد المصطفٰی واحمد المجتبٰی شفیع المذنبین ورحمۃ اللعلمین ورسول رب العلمین وعلی الہ واصحابہ وعلی جمیع عباد اللہ الصلحین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

تمام شد

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ